الریاض النضرة
(اردو)
جلد اول
تصنیف
امام ابو العباس محب الدین الطبری متوفی سنہ ۶۹۴
ترجمہ
مولانا قاری محمد طیب خطیب انگینہ
مکتبہ نوریہ حسینیہ

الرّیاض النضرۃ (اردو)

فی مناقب العشرۃ المبشرۃ

جلد اوّل

تصنیف

امام ابو العباس محب الدّین الطبری متوفی ۶۹۴ھ

ترجمہ و تحشیہ

مولانا قاری محمّد طیّب خطیب انگلینڈ

محقق اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا الحاج محمد علی صاحب کی تصانیف اور انکی جدید قیمتیں

جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

موجودہ قیمتیں: تحفہ جعفریہ جلد اول قیمت ۱۲۰ روپے

تحفہ جعفریہ جلد دوم ۱۲۰ روپے —— تحفہ جعفریہ جلد سوم ۱۲۰ روپے

تحفہ جعفریہ جلد چہارم ۱۲۰ روپے —— تحفہ جعفریہ جلد پنجم ۱۲۰ روپے

فقہ جعفریہ جلد اول قیمت ۱۳۰ روپے —— فقہ جعفریہ جلد دوم قیمت ۱۳۰ روپے

فقہ جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۳۰ روپے —— فقہ جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۴۰ روپے

عقائد جعفریہ جلد اول قیمت ۱۳۰ روپے —— عقائد جعفریہ جلد دوم قیمت ۱۳۰ روپے

عقائد جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۳۰ روپے —— عقائد جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۳۰ روپے

نور العینین فی ایمان آبائے سید الکونین ؐ قیمت: ۱۲۰ روپے

دشمنان امیر معاویہ رضی کا علمی محاسبہ دو جلد قیمت جلد اول ۱۲۰- دوم ۱۲۰ روپے

میزان الکتب قیمت ۱۴۰ روپے

اشعۃ المنھاتی شرح الموطا المعروف شرح کبیر موطا امام محمد — زیر طبع

مصنف علام کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد طیب صاحب کی تصانیف

ترجمہ دلائل النبوت، ابو نعیم اصفہانی جلد اول مطبوعہ	ترجمہ اردو ریاض النضرہ جلد اول - مطبوعہ

قرآن صحیح پڑھو - مطبوعہ	رسالہ حجاب - مطبوعہ	الدعا بعد نماز جنازہ مطبوعہ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اثبات پر ایک تحقیقی کتاب — زیر طبع

ترجمہ اردو ریاض النضرہ جلد دوم - زیر طبع	فن تجوید میں "شاطبی" کی شرح اور سلیس اردو میں ترجمہ زیر طبع

شیعہ مذہب المعروف تحفہ جعفریہ، فقہ جعفریہ، عقائد جعفریہ کا خلاصہ — زیر طبع

ناشر: مکتبہ نوریہ حسینیہ: جامعہ رسولیہ شیرازیہ امیر روڈ بلال گنج لاہور

نام کتاب: الریاض النضرہ جلد اول

مترجم: مولانا قاری محمد طیب صاحب

کتابت: محمد صدیق حضرتے کیلیانوالہ شریف

تاریخ طباعت ...... نومبر ۱۹۹۲ء

قیمت:

فہرست
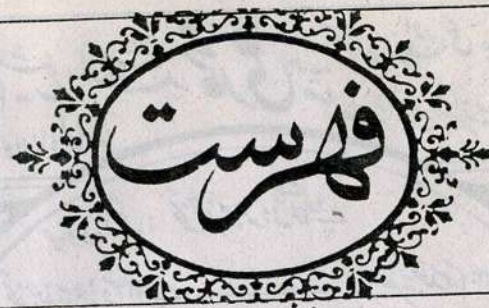
نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	کچھ پیش نظر کتاب کے بارے میں۔	۳۵
۲	کچھ مصنف کے بارے میں۔	۳۸
۳	باب اول :	۴۱
۴	عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ رضہ کے اجتماعی فضائل	۴۳
۵	فصل اوّل :	۴۳
۶	جملہ صحابہ رضہ کے فضائل	۴۳
۷	کسی بھی علاقہ میں فوت ہونے والا صحابی روز قیامت اہل علاقہ کا راہنما ہوگا	۴۴
۸	اصحابی، تابعی اور تبع تابعی نگاہِ رسولؐ میں	۴۷
۹	فصل دوم۔	۴۹
۱۰	جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ رضہ کے فضائل	۴۹
۱۱	فصل سوم۔	۵۴
۱۲	صحابہ کرام سے محبت، ان کے لیے استغفار اور ان کے باہمی اختلافات میں نہ پڑنے کا بیان۔	۵۴
۱۳	فصل چہارم :	۵۹
۱۴	صحابہ کرام کے باہمی اختلاف میں نہ الجھنے اور انہیں برا نہ کہنے کے بیان میں	۵۹
۱۵	باب دوم : عشرہ مبشرہ صحابہ رضہ کے بعض اجتماعی فضائل اور ان کے نسب مبارک کا نبی علیہ السلام سے اتصال	۷۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۶	بیان اوّل : (اس بارے میں کہ)	۷۴
۱۷	عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو نبی علیہ السلام کی صحبت میسّر ہے اگرچہ درجات صحبت میں تفاوت ہے۔	۷۴
۱۸	بیان دوم : عشرہ مبشرہ صحابہ رضہ سے کینہ و بغض رکھنے سے بچنا	۷۷
۱۹	بیان سوم : عشرہ مبشرہ کے لیے جنت کی بشارت	۷۷
۲۰	بیان چہارم : عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ صفات حمیدہ	۸۰
۲۱	بیان پنجم : عشرہ مبشرہ الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ کے مصداق اول ہیں۔	۸۱
۲۲	باب سوم : عشرہ مبشرہ صحابہ رضہ میں سے بعض کے فضائل	۸۲
۲۳	بیان اول : عشرہ مبشرہ رضہ میں صدّیقین اور شہداء	۸۲
۲۴	بیان دوم : جنّت میں نبی علیہ السلام کی تشریف آوری اور عشرہ مبشرہ رضہ سمیت آپؐ کا امت سے موازنہ کیا جانا۔	۸۵
۲۵	بیان سوم : کچھ افراد عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کی رفاقت و نجابت	۸۶
۲۶	بیان چہارم : فرمان نبی۔ ابوبکر نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا۔ اور اول مہاجرین سے رضاء نبی۔	۸۸
۲۷	بیان پنجم : عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی جداگانہ صفت حمیدہ	۸۸
۲۸	بیان ششم : چند صحابہ جو زبان نبوت کے مطابق بہترین انسان ہیں۔	۸۹
۲۹	بیان ہفتم : فرمان نبیؐ کے مطابق جو لوگ محبان خدا و مصطفےٰؐ ہیں۔	۹۰
۳۰	بیان ہشتم : کچھ وہ صحابہ جو نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔	۹۰
۳۱	بیان نہم : عشرہ رضہ میں سے کچھ کے لیے زبان رسالت کی خصوصی اور	۹۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۲	بیان دھم: بعض افرادِ عشرہ رض اور بعض دیگر صحابہ رض کے لیے زبانِ رسالت سے جنت کی دعا	۹۱
۳۳	بیان نمبر ۱۱: جنت میں عشرہ مبشرہ کے مقامات رفیعہ	۹۲
۳۴	بیان نمبر ۱۲: کچھ وہ صحابہ جو جمعہ کے روز لوگوں کے بھاگ جانے کے وقت نبی علیہ السلام کے ساتھ رہے۔	۹۳
۳۵	بیان نمبر ۱۳: وہ حدیث جو عشرہ مبشرہ میں سے بعض کی اہلیت خلافت پر دال ہے۔	۹۴
۳۶	بیان ۱۴: کچھ عشرِ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کے حق میں نازل شدہ آیات قرآنیہ	۹۴
۳۷	باب چہارم: چار یاران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے مختص احادیث	۱۰۰
۳۸	بیان اوّل: اللہ نے خلفاء اربعہ کو اپنے نبی کی صحبت کے لیے چن لیا۔	۱۰۰
۳۹	بیان دوم: خلفاء اربعہ پر خدا و مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نوازشیں اور یہ کہ ان کا محب مومن ہے اور دشمن منافق۔	۱۰۱
۴۰	بیان سوم: خطبۂ سید الابرار ؑ در مدح چار یار رض	۱۰۲
۴۱	بیان چہارم: خلفاء اربعہ کی محبت فرض ہے۔	۱۰۵
۴۲	بیان پنجم: خلفاء اربعہ انبیاء کی امثال ہیں۔	۱۰۶
۴۳	بیان ششم: ابوبکر و عمر ایک مٹی اور عثمان رض و علی رض ایک مٹی سے ہیں	۱۰۷
۴۴	بیان ہفتم: نبیؑ اور خلفاء اربعہ کا جوہر بشری ایک جنتی سیب سے اٹھایا گیا ہے۔	۱۰۷
۴۵	بیان ہشتم: نبیؑ اور خلفاء اربعہ آفرینش آدم ؑ سے قبل اللہ کے ہاں انوار تھے۔	۱۰۸
۴۶	بیان نہم: نبیؑ کے بعد سب سے پہلے خلفاء اربعہ ہی قبروں سے اٹھیں گے۔	۱۰۹
۴۷	بیان دھم: روز قیامت خلفاء اربعہ کی وقتِ حساب امتیازی شان۔	۱۰۹
۴۸	بیان گیارھواں: زبان نبوت سے خلفاء اربعہ کے لیے اعلان جنت	۱۱۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۹	بیان نمبر ۱۲: خلفاء اربعہ نبی علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔	۱۱۱
۵۰	بیان نمبر ۱۳: حوض کوثر کے چاروں کونوں پر خلفاء اربعہ متعیّن ہوں گے۔	۱۱۲
۵۱	بیان نمبر ۱۴: روز قیامت خلفاء اربعہ کے خصوصی اختیارات	۱۱۲
۵۲	بیان نمبر ۱۵: چار یاران نبی کے اسماء کی تحریر۔	۱۱۳
۵۳	بیان نمبر ۱۶: لواء الحمد (حمد کے جھنڈے) پر اسماء خلفاء اربعہ کی تحریر	۱۱۴
۵۴	بیان نمبر ۱۷: چار یاران نبی کی خلافت پر دال احادیث	۱۱۴
۵۵	بیان نمبر ۱۸: قرآن، در شانِ یارانِ نبی علیہم الرضوان	۱۱۸
۵۶	بیان نمبر ۱۹: نبی علیہ السلام کے بعد چار یاران نبی کی افضلیت	۱۱۹
۵۷	بیان نمبر ۲۰: بارگاہِ تاجدارانِ خلافت میں حضرت ابن عباس کا ہدیہ عقیدت	۱۲۰
۵۸	بیان نمبر ۲۱: امام جعفر صادق کی زبان سے ثنا یارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۳
۵۹	بیان نمبر ۲۲: اتباعِ رسول میں آپ کے یاروں کی تین تین اشیاء سے محبت	۱۲۴
۶۰	باب پنجم:	۱۲۵
۶۱	ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے مختص مشترکہ فضائل	۱۲۵
۶۲	بیان نمبر ۱: تینوں خلفاء میں سے ہر ایک ساری امت سے بھاری ہے	۱۲۷
۶۳	ایک شبہ:	۱۲۸
۶۴	دلیل اول:	۱۲۹
۶۵	دلیل دوم:	۱۳۰
۶۶	بیان نمبر ۲: عرش پر صحابہ ثلاثہ کے اسماء گرامی کی تحریر	۱۳۰
۶۷	بیان نمبر ۳: جنت کے ہر پتے پر صحابہ ثلاثہ کے نام	۱۳۱
۶۸	بیان نمبر ۴: صحابہ ثلاثہ کے ہاتھوں میں کنکریوں کی تسبیح	۱۳۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۹	بیان ۵: حضرت ابوبکرؓ کی صداقت اور عمر فاروقؓ و عثمان غنیؓ کی شہادت	۱۳۳
۷۰	بیان ۶: صحابہ ثلاثہ کے لیے زبانِ رسالت سے جنت کی خصوصی بشارت	۱۳۵
۷۱	بیان ۷: شانِ صحابہ ثلاثہ بزبان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۱۳۷
۷۲	بیان ۸: صحابہ ثلاثہ کی منفرد شان بزبان امام جعفر صادقؓ	۱۴۳
۷۳	بیان ۹: صحابہ ثلاثہ کی شان میں امام موسیٰ کاظمؓ کا قول	۱۴۵
۷۴	بیان ۱۰: امام حسن بن علی مرتضےٰ کے بیٹے حضرت عبداللہ کی زبانی شان صحابہ ثلاثہ	۱۴۵
۷۵	بیان ۱۱: حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی بن ابی طالب در مدح صحابہ ثلاثہ	۱۴۶
۷۶	بیان ۱۲: حضرت ابوبکر صدیق و حضرت علی مرتضیٰ کی منفرد شان	۱۴۸
۷۷	قسم ثانی:	۱۴۹
۷۸	عشرہ مبشرہ صحابہؓ میں سے ہر ایک کے سوانح و فضائل پر مستقل دس ابواب	۱۴۹
۷۹	باب اوّل: فضائل خلیفۂ رسول بلافصل ابوبکر صدیقؓ۔ اس میں پندرہ فصول ہیں	۱۵۱
۸۰	فصل ۱: صدیق اکبرؓ کا نسب اور آپ کے والدین کا اسلام۔	۱۵۲
۸۱	بیان ۱: آپ کے والد ابو قحافہ کے اسلام کا واقعہ۔	۱۵۳
۸۲	بیان ۲: آپ کی والدہ ام الخیر کے اسلام کا واقعہ	۱۵۵
۸۳	فصل ۲: حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نام نامی	۱۶۰
۸۴	بیان ۱: آپ کا لقب "صدیق"	۱۶۳
۸۵	بیان ۲: ابوبکر صدیق کو آسمانوں میں حلیم کہا جاتا ہے	۱۷۰
۸۶	فصل سوم: آپ کے جسمانی خدوخال	۱۷۰
۸۷	فصل ۴: صدیق اکبر کا واقعۂ اسلام اور دین میں آپ کا ورود مسعود	۱۷۱
۸۸	بیان ۱: سب سے پہلے اسلام کون لایا؟	۱۷۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۹	بیان ۲: سب سے پہلے کون اسلام لایا اس بارہ میں اختلاف علماء	۱۸۰
۹۰	فصل ۵: ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر کون کون اسلام لایا	۱۸۶
۹۱	فصل ۶: دورِ جاہلیت سے ہی نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیق باہم گہرے دوست تھے۔	۱۸۹
۹۲	فصل ۷: جب ابوبکر صدیق نے توحید خداوندی کا اعلان کیا اور نبی علیہ السلام کا دفاع کیا تو مشرکین سے کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑیں۔	۱۹۱
۹۳	بیان ۱: ابوبکر صدیق نے کہاں کہاں مشرکین سے رسولِ خدا کا دفاع کیا۔	۱۹۲
۹۴	بیان ۲: مشرکین نے مکہ سے ابوبکرؓ کو نکالا اور ابن دغنہ نے پناہ دی	۱۹۷
۹۵	فصل ۸: نبی علیہ السلام کے ساتھ راہ ہجرت میں آپ کی خدمت رسولؐ اور غار اور اس کے بعد والے سفرِ مدینہ کے واقعات	۲۰۰
۹۶	بیان ۱: نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیق غارِ ثور کو چلے۔	۲۰۰
۹۷	بیان ۲: غار ثور اور اس کے راستے میں ابوبکر صدیق کی خدمتِ رسول	۲۱۱
۹۸	حیاتِ صدیق اکبر کی ایک رات اور ایک دن۔	۲۱۲
۹۹	صدیق جیسا دوست کہاں۔ قول نبیؐ	۲۱۸
۱۰۰	غار میں صدیق کے لیے جنت سے پانی آیا۔	۲۲۳
۱۰۱	بیان ۳: نبیؐ اور ابوبکر کی غار سے نکل کر روانگی اور استقبال اہلِ مدینہ۔	۲۲۴
۱۰۲	جب ام معبد کا جھونپڑا انور رسالت سے جگمگا اٹھا۔	۲۳۲
۱۰۳	آقا یہ ہیں میں تو غلام ہوں۔	۲۳۵
۱۰۴	آمدِ رسول پر مدینہ میں جشن بہاراں۔	۲۳۸
۱۰۵	فصل ۹: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات	۲۴۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۶	خصوصیت صدیقِ اکبرؓ:	۲۴۳
۱۰۷	آپ نے کسی دور میں نبی علیہ السلام کا انکار نہیں کیا۔	۲۴۳
۱۰۸	خصوصیت ۲: غار میں خدمتِ رسول ۔ نبی علیہ السلام کی شفقت و محبت اور ثانی اثنین کا لقب۔	۲۴۴
۱۰۹	خصوصیت ۳ نبیؑ کے بعد آپ سب امت سے سبقت لے گئے ہیں۔	۲۴۶
۱۱۰	خصوصیت ۴: اگر نبی علیہ السلام اللہ کے خلیل نہ ہوتے تو آپ ابوبکرؓ کو اپنا خلیل بناتے۔	۲۴۶
۱۱۱	خصوصیت ۵: واقعتاً نبی علیہ السلام نے آپ کو اپنا خلیل بنایا۔	۲۴۷
۱۱۲	خصوصیت ۶: نبی علیہ السلام کے ساتھ بےمثال اُخوّت و صحبت	۲۴۷
۱۱۳	خصوصیت ۷: مسجد نبوی میں صرف آپ کا ہی دروازہ کھلا چھوڑا گیا	۲۴۹
۱۱۴	خصوصیت ۸: فرمانِ نبی مجھے اپنی محبت و مال سے ابوبکر نے سب سے زیادہ امن دیا	۲۵۰
۱۱۵	خصوصیت ۹: ارشاد نبوی! صدیق سے بڑھ کر کسی انسان کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا۔	۲۵۴
۱۱۶	خصوصیت ۱۰: شانِ صدیقی میں شہادتِ حیدر کرار	۲۵۵
۱۱۷	خصوصیت ۱۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صدیقی احسانات کا بدلہ اللہ ہی دے گا	۲۵۵
۱۱۸	خصوصیت ۱۲: ذاتِ نبی پر جان و مال کی قربانی اور روشن ضمیری۔	۲۵۶
۱۱۹	خصوصیت ۱۳: آپ نے کس قدر مال راہ خدا میں خرچ کیا۔	۲۵۹
۱۲۰	خصوصیت ۱۴: پاداش اسلام میں ستائے جانے والے غلاموں کو آپ نے خرید کر آزاد کیا۔	۲۶۱
۱۲۱	جب صدیق اکبرؓ نے بلالؓ کو خریدا۔	۲۶۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۲۲	خصوصیت ۱۵: آپ نبی علیہ السلام کے ہاں سب صحابہ سے بڑھ کر محبوب ہیں	۲۶۴
۱۲۳	خصوصیت ۱۶:	۲۶۵
۱۲۴	خصوصیت ۱۷: امت کے لیے سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں	۲۶۵
۱۲۵	خصوصیت ۱۸: انبیاء کے بعد پوری نسل انسانیت میں آپ سب سے افضل ہیں	۲۶۷
۱۲۶	صدیق کی بابت ائمہ اہل بیت کا اجماعی فیصلہ۔	۲۶۷
۱۲۷	آپ روزِ محشر انبیاء کی طرح شفاعت کریں گے۔	۲۶۸
۱۲۸	میرے بعد اللہ تمہیں سب سے بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا۔ ارشاد نبیؐ	۲۷۰
۱۲۹	خصوصیت ۱۹: آپ دانشمندانِ عرب کے سردار ہیں۔	۲۷۲
۱۳۰	خصوصیت ۲۰: آپ سب سے بڑھ کر شجاع ہیں۔	۲۷۳
۱۳۱	خصوصیت ۲۱: بدر میں آپ کی شجاعت اور ثابت قدمی کا منظر	۲۷۵
۱۳۲	خصوصیت ۲۲: حدیبیہ میں آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی۔	۲۷۸
۱۳۳	خصوصیت ۲۳: نبیؐ کے وصال کے روز آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی	۲۸۰
۱۳۴	جب لوگوں کے دماغ ماؤف ہو گئے تھے صدیق رضؓ نے امت کی دستگیری کی	۲۸۰
۱۳۵	نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ کا طریقہ صدیق اکبرؓ نے بتلایا۔	۲۸۵
۱۳۶	خصوصیت ۲۴: نبی علیہ السلام کے وصال کے وقت آپکی غیر موجودگی نبی علیہ السلام کے حکم سے تھی۔	۲۸۸
۱۳۷	خصوصیت ۲۵: وصال نبی کریمؐ کے بعد قبائل عرب کے مرتد ہونے پر آپ کی ثابت قدمی اور مستقل مزاجی۔	۲۹۰
۱۳۸	میں زکوٰۃ کی ایک رسی کے لیے بھی جہاد کروں گا۔ صدیق اکبرؓ	۲۹۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۹	لشکر اسامہ ضرور روانہ ہوگا، خواہ اس کے بعد مجھے درندے ہی اٹھالے جائیں	۲۹۳
۱۴۰	خصوصیت ۲۶: بوقتِ وفات آپ کی دل جمعی اور مستقل مزاجی	۲۹۷
۱۴۱	خصوصیت ۲۷: آپ کی حدیث فہمی اور سب سے بڑھ کر علوم دینیہ سے واقفیت	۲۹۷
۱۴۲	خصوصیت ۲۸: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا پس خوردہ دودھ صدیق اکبر رضؓ کو دیا۔	۳۰۰
۱۴۳	خصوصیت ۲۹: آپ کے علم انساب عرب پر نبی علیہ السلام کی شہادت قبائل وانساب عرب کے متعلق ایک عرب نوجوان کا صدیق اکبر رضؓ سے پر لطف مکالمہ۔	۳۰۰
۱۴۴	خصوصیت ۳۰: نبی علیہ السلام کے سامنے آپ فتویٰ دیتے اور نبی ؑ مہر صدیق ثبت کرتے تھے۔	۳۰۷
۱۴۵	خصوصیت ۳۱: نبی علیہ السلام کی موجودگی میں خواب کی تعبیر بیان کیا کرتے اور زبان نبوت اس کی تصدیق کیا کرتی۔	۳۰۹
۱۴۶	خصوصیت ۳۲: آپ دربار نبوت میں مشورہ پیش کرتے اور نبی علیہ السلام قبول فرماتے تھے۔	۳۱۲
۱۴۷	خصوصیت ۳۳: اللہ تعالیٰ نے نبی ؑ کو آپ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے	۳۱۳
۱۴۸	خصوصیت ۳۴: آپ مصالح اہل اسلام کے متعلق نبی علیہ السلام سے ہمیشہ محو گفتگو رہے تھے۔	۳۱۳
۱۴۹	خصوصیت ۳۵: آپ کا غلطی کرنا اللہ کو منظور ہی نہیں۔	۳۱۴
۱۵۰	خصوصیت ۳۶: آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن پاک جمع کیا ہے۔	۳۱۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۱	خصوصیت ۳۷: سب سے پہلے آپ نے اسلام میں مسلمانوں کی امارت حج کی ہے۔	۳۱۷
۱۵۲	خصوصیت ۳۸: نبی علیہ السلام کے بعد ساری نسلِ انسانیت سے پہلے آپ روز قیامت قبر سے باہر آئیں گے۔	۳۱۸
۱۵۳	خصوصیت ۳۹: امت محمدیہ کا سب سے پہلا جنت میں جانے والا فرد آپ ہیں	۳۱۸
۱۵۴	خصوصیت ۴۰: سب سے پہلے آپ ہی حوض کوثر پر آئیں گے۔	۳۱۹
۱۵۵	خصوصیت ۴۱: حوض کوثر پر آپ نبی علیہ السلام کے ساتھی ہوں گے۔	۳۱۹
۱۵۶	خصوصیت ۴۲: آپ جنت میں نبی علیہ السلام کے رفیق ہوں گے۔	۳۲۰
۱۵۷	خصوصیت ۴۳: روز قیامت آپ خلیل وحبیب کے درمیان ہوں گے	۳۲۰
۱۵۸	خصوصیت ۴۴: روز قیامت آپ کا حساب نہیں ہوگا۔	۳۲۱
۱۵۹	خصوصیت ۴۵: اللہ تعالیٰ روز قیامت آپ پر خصوصی تجلّی ڈالے گا۔	۳۲۲
۱۶۰	خصوصیت ۴۶: جبریل کے قدموں کی کھڑکھڑاہٹ کو آپ سُن لیتے تھے۔	۳۲۴
۱۶۱	خصوصیت ۴۷: ہر آسمان پر نبی علیہ السلام کے نام کے پیچھے آپ کا نام لکھا ہے	۳۲۴
۱۶۲	خصوصیت ۴۸:	۳۲۵
۱۶۳	خصوصیت ۴۹: نورانی جھنڈے پر نبی ؑ کے نام کے ساتھ آپ کا نام ہے۔	۳۲۵
۱۶۴	خصوصیت ۵۰: نبی ؑ نے آپ کو حیاتِ ظاہرہ میں امیر حج بنایا۔	۳۲۶
۱۶۵	خصوصیت ۵۱: بعض اوقات نبی ؑ کسی کام کو غیر حاضر تھے۔ تو آپ نے نماز پڑھائی	۳۲۶
۱۶۶	خصوصیت ۵۲: فرمانِ نبیؐ۔ ابو بکر رضؓ کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت کا حق نہیں	۳۲۸
۱۶۷	خصوصیت ۵۳: ایام مرضِ وفات میں نبی علیہ السلام نے اعلانِ خلافت کے لیے آپ کو امام بنایا۔	۳۳۰
۱۶۸	خصوصیت ۵۴: نبی ؑ کے حکم سے آپ نے نماز پڑھائی اور نبی ؑ نے پیچھے پڑھی۔	۳۳۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۶۹	خصوصیت ۵۵: نبی علیہ السلام نے اپنی رحلت کے بعد والے معاملات خود ابوبکر کے حوالے کر دیئے تھے۔ تاکہ ان کی خلافت لوگوں پر واضح ہو جائے۔	۳۳۶
۱۷۰	خصوصیت ۵۶: نبی علیہ السلام نے آپ کی خلافت کی تحریر لکھنا چاہی تھی پھر اس خیال سے کہ انہی کی خلافت اللہ اور مسلمانوں کو منظور رہے آپ نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔	۳۳۸
۱۷۱	خصوصیت ۵۷: آپ ایک ہی دن میں کئی قسم کی نیکیوں میں پہل کر گئے	۳۴۲
۱۷۲	خصوصیت ۵۸: سیدہ فاطمہؓ کا جنازہ آپ ہی نے پڑھایا۔	۳۴۵
۱۷۳	خصوصیت ۵۹ سیدہ فاطمہؓ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی خوشی دنیا سے گئی ہیں۔	۳۴۷
۱۷۴	خصوصیت ۶۰: خلیفۃ الرسول صرف آپ کا مشہور زمانہ لقب ہے۔	۳۴۹
۱۷۵	خصوصیت ۶۱: آپ کی چار پشتیں صحابی اور راوی احادیث رسول خدا ہیں	۳۵۰
۱۷۶	خصوصیت ۶۲: وہ قرآنی آیات جو آپ کے حق میں یا آپ کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں۔	۳۵۱
۱۷۷	فصل ۱۰: افضلیتِ صدیق اکبرؓ والی احادیث ایک نظر میں	۳۶۲
۱۷۸	فصل ۱۱: جنت میں ابوبکرؓ کی شان اور مدارج	۳۶۴
۱۷۹	صدیق اکبر کی پہلی جنتی شان	۳۶۵
۱۸۰	آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا۔	۳۶۵
۱۸۱	صدیق اکبر کی دوسری جنتی شان	۳۶۶
۱۸۲	فرشتے آپ کو جنت میں انبیاء کے ساتھ مقام دیں گے	۳۶۶
۱۸۳	ابوبکر صدیق کی تیسری جنتی شان۔	۳۶۷
۱۸۴	جنت میں آپ کی خوش بختی۔	۳۶۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	بیان ۴: جنت میں آپ کا بلند و بالا گنبد۔	۳۶۸
	بیان ۵: جنت میں آپ کے لیے گلاب جیسی چار سو حوریں۔	۳۶۸
	بیان ۶: اہل جنت کس طرح آپ کا پرتپاک استقبال کیا کریں گے۔	۳۶۸
	فصل ۱۲:	۳۶۹
	فضیلت ۱: آپ مجسمہ خیر و خوبی ہیں۔	۳۷۰
	صدیق اکبر اور بھلائی کی تین سو سٹھ خصلتیں۔	۳۷۰
	فضیلت ۲: نبی علیہ السلام کے سسرال کی عظمت	۳۷۱
	فضیلت ۳: بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی قدر و منزلت۔	۳۷۲
	فضیلت ۴: آپ کو رسول سے وہ قرب حاصل ہے جو آنکھوں کو جسم سے ہے	۳۷۳
	فضیلت ۵: بارگاہ نبوت میں آپ کا ادب و احترام	۳۷۴
۱۸۵	فضیلت ۶: آپ سے نبی علیہ السلام کا دل کبھی نہیں دکھا	۳۷۵
۱۸۶	فضیلت ۷: آپ نبی علیہ السلام کے محرم راز اور امین الاسرار تھے۔	۳۷۶
۱۸۷	فضیلت ۸: نبی علیہ السلام کے رشتہ دار نگاہِ صدیق میں اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز تھے۔	۳۷۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۸۸	فضیلت ۹: نبی علیہ السلام کو قلبی سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک دینا آپ کا عمل تھا۔	۳۷۷
۱۸۹	فضیلت ۱۰: نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کے	۳۷۹
۱۹۰	وعدے ابوبکر رض نے پورے کیے۔	
۱۹۱	فضیلت ۱۱: تاقیامت اہل ایمان کے اعمال صالحہ جتنا ثواب اکیلے ابوبکر رض کو ہوگا	۳۸۰
۱۹۲	فضیلت ۱۲: آپ کی شجاعت اور مصائب میں حوصلہ مندی۔	۳۸۱
۱۹۳	فضیلت ۱۳: آپ کا علم وفضل اور معاملہ فہمی۔	۳۸۱
۱۹۴	فضیلت ۱۴: آپ کی فراستِ ایمانی اور کرامات	۳۸۲
۱۹۵	فضیلت ۱۵: آپ نے کس طرح نبی علیہ السلام کی قدم بقدم پیروی کی۔	۳۸۴
۱۹۶	باغ فدک کے متعلق آپ تاریخی فیصلہ	۳۸۵
۱۹۷	فضیلت ۱۶:	۳۹۱
۱۹۸	فضیلت ۱۷: آپ کی عبادت اور حسنِ ادائیگی نماز	۳۹۱
۱۹۹	فضیلت ۱۸:	۳۹۲
۲۰۰	فضیلت ۱۹: ہزار ہا اقسام کی خوبیاں اور نیک اعمال آپ میں موجود ہیں۔	۳۹۴
۲۰۱	فضیلت ۲۰: آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا۔	۳۹۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰۲	فضیلت ۲۱: بقول آپ کی زوجہ کے آپ ساری رات محو عبادت رہتے اور آہ بھرتے رہا کرتے۔ ایسے میں ہمیں بھنے ہوئے کلیجہ کی بو آتی تھی۔	۳۹۶
۲۰۳	فضیلت ۲۲: آپ کا زہد و ورع اور اتقاء و پرہیزگاری	۳۹۶
۲۰۴	فضیلت ۲۳: اللہ تعالےٰ آپ کو سلام کہتا اور آپکی رضا پوچھتا ہے۔	۳۹۸
۲۰۵	صدیق اکبر رض اور محاسبہ نفس۔	۳۹۹
۲۰۶	فضیلت ۲۴: آپ کا خوفِ خدا اور تقویٰ۔	۴۰۲
۲۰۷	کسی مسئلے کا شرعی حل تلاش کرنے کے لیے تحقیق کا عالم	۴۰۵
۲۰۸	احتیاطاً پانچ سو احادیث کا مسودہ جلادیا۔	۴۰۶
۲۰۹	دورانِ خلافت آپ کے مال میں صرف ایک اونٹ اور ایک معمولی کپڑے کا اضافہ ہوا۔	۴۰۷
۲۱۰	فضیلت ۲۵: آپ نے قبل از اسلام سے لے کر تمام عمر شراب پی نہ شعر کہا۔	۴۰۹
۲۱۱	فضیلت ۲۶: آپ نے کبھی کسی سے کچھ مانگا نہیں تھا۔	۴۰۹
۲۱۲	فضیلت ۲۷: آپ کا انکسار اور تواضع۔	۴۱۰
۲۱۳	خلیفۂ وقت کندھے پہ کپڑا رکھے بازار میں روزی کمانے ہے۔	۴۱۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۱۴	دختران مدینہ! میں خلیفہ بننے کے بعد بھی تمہاری بکریاں دوہتا رہوں گا۔	۴۱۱
۲۱۵	فضیلت ۲۸: آپ کا غصہ جلد ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔	۴۱۲
۲۱۶	قتل کا لفظ سنتے ہی آپ کا غصہ کافور ہو گیا۔	۴۱۴
۲۱۷	فضیلت ۲۹: آپ کی غیرت اور زبان نبیؐ سے آپ کی بیوی کی طہارت۔	۴۱۵
۲۱۸	فضیلت ۳۰: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جھگڑے میں خاموش رہے اور فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دیتا رہا۔	۴۱۶
۲۱۹	فضیلت ۳۱: آپ سے محبت رکھنے کی ترغیب دہندہ احادیث۔	۴۱۸
۲۲۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ پل صراط سے صدیق رض کے حبدار کو ہی گزرنے دیں گے۔	۴۲۰
۲۲۱	فضیلت ۳۲: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کو خود سے بہتر جانتے تھے۔	۴۲۱
۲۲۲	اے کاش! میں صدیق کے سینے پر ایک بال ہوتا۔ عمر فاروقؓ	۴۲۲
۲۲۳	فضیلت ۳۳: حضرت عمر فاروق رض آپ کی از حد تعظیم کرتے تھے۔	۴۲۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۲۴	فصل ۱۳: خلافت صدیق اکبر رض اور اس کے متعلقات کا بیان	۴۳۴
۲۲۵	فضیلت ۱: نبی علیہ السلام نے علی کی خلافت (بلافصل) کی	۴۳۷
۲۲۶	دعا مگر اللہ نے صرف ابوبکر ہی کا انتخاب فرمایا۔	
۲۲۷	فضیلت ۲: خلافت ابی بکر پر حضرت عمر کی رائے۔	۴۳۸
۲۲۸	فضیلت ۳: خلافت ابی بکر رض علی کی رائے اور نبی علیہ السلام کے عمل سے استدلال۔	۴۳۹
۲۲۹	فضیلت ۴: خلافت ابی بکر رض حضرت ابو عبیدہ بن جراح رض کا بیان	۴۴۱
۲۳۰	فضیلت ۵: خلافت صدیق اکبر پر حضرت عبداللہ بن مسعود رض کا ارشاد۔	۴۴۲
۲۳۱	فضیلت ۶: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ارشاد خلافت صدیقی کی بابت۔	۴۴۳
۲۳۲	فضیلت ۷: خلافت ابی بکر کے متعلق عیسائی علماء کا بیان	۴۴۴
۲۳۳	فضیلت ۸: نبی علیہ السلام کسی بھی شخص کو خلافت کا پروانہ لکھ نہیں دیئے گئے تھے۔	۴۶۹
۲۳۴	فضیلت ۹: ابوبکر صدیق رض کی بیعت اور متعلقہ امور کی تفصیل	۴۷۱
۲۳۵	فضیلت ۱۰: سقیفہ میں کس طرح سے بیعت ہوئی۔	
۲۳۶	فضیلت ۱۱: صدیق اکبر کی عمومی بیعت کا حال حقیقت	۴۸۷
۲۳۷	فضیلت ۱۲: دست صدیق پر علی المرتضیٰ کی بیعت	۴۹۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۳۸	فضیلت ۱۳ : دست صدیق اکبر پر حضرت زبیر کی بیعت۔	۵۰۹
۲۳۹	فضیلت ۱۴ : ابوبکر صدیق نے حکومت سے گلو خلاصی کرانے کی کوشش کی۔	۵۰۹
۲۴۰	فضیلت ۱۵ : آپ حکومت سے نفرت کرتے تھے اور مجبوراً اسے اہل اسلام کی بہتری کے لیے اختیار کیا۔	۵۱۳
۲۴۱	فضیلت ۱۶ : خلافت حاصل ہونے کے بعد ابوبکر صدیق کا خطاب	۵۱۵
۲۴۲	فضیلت ۱۷ : بیت المال میں سے آپ کے لیے کیا وظیفہ مقرر کیا گیا۔	۵۱۶
۲۴۳	فضیلت ۱۸ : جب ابوقحافہ رضؓ کو ابوبکر صدیق رضؓ کی خلافت کا علم ہوا تو انہوں نے کیا کہا۔	۵۱۸
۲۴۴	فصل ۱۴ :	۵۱۸
۲۴۵	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات اور متعلقہ امور۔	۵۱۸
۲۴۶	فضیلت ۱ : آپ کی وفات کس سبب سے ہوئی۔	۵۲۱
۲۴۷	فضیلت ۲ : راضی برضا رہتے ہوئے آپ نے جہاد ترک کر دیا۔	۵۲۲
۲۴۸	فضیلت ۳ : آپ نے عمر فاروق کو اپنا جانشیں بنایا۔	۵۲۳
۲۴۹	فضیلت ۴ : آپ نے وصیت کی کہ مجھے فلاں شخص غسل دے گا اور یہ کہ میری تدفین جلدی کی جائے۔	۵۲۵
۲۵۰	فضیلت ۵ : وفات کے وقت آپ کی عمر۔	۵۲۷
۲۵۱	فضیلت ۶ : جب ابوقحافہ رضؓ کو آپ کی رحلت کی اطلاع ملی تو انہوں نے کیا کہا۔	۵۲۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۵۲	فضیلت ۷ :	۵۲۸
۲۵۳	آپ کی رحلت پر حضرت علی کا اظہار افسوس	۵۲۸
۲۵۴	فضیلت ۸ :	۵۳۲
۲۵۵	سیدہ عائشہ رضؓ نے آپ کی قبر پہ آ کر کیا کیا	۵۳۲
۲۵۶	فصل پانزدھم :	۵۳۳
۲۵۷	ابوبکر صدیق کی اولاد کا تذکرہ	۵۳۳
۲۵۸	باب دوم	۵۳۹
۲۵۹	فضائل سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۵۳۹
۲۶۰	فصل اوّل :	۵۴۱
۲۶۱	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک	۵۴۱
۲۶۲	فصل دوم :	۵۴۳
۲۶۳	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اسم اور کنیت	۵۴۳
۲۶۴	فصل سوم :	۵۴۸
۲۶۵	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جسمانی خدوخال	۵۴۸
۲۶۶	فصل چہارم :	۵۵۱
۲۶۷	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ	۵۵۱
۲۶۸	اسلام لانے کی پاداش میں کچھ تکالیف مجھے بھی آنی چاہئیں تمنائے عمر فاروق رضؓ	۵۶۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۶۹	عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کفار کے گھر گھر جا کر اپنے ایمان کا اعلان کیا۔	۵۶۶
۲۷۰	آپ کے اسلام کی وجہ سے دین کا غلبہ و عزت اور اہل اسلام کی حفاظت۔	۵۶۹
۲۷۱	عمر فاروق رضؓ کے اسلام پر عرش والوں کی خوشی۔	۵۷۵
۲۷۲	فصل پنجم:	۵۷۷
۲۷۳	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بے مثال ہجرت	۵۷۷
۲۷۴	فصل ششم:	۵۷۹
۲۷۵	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات	۵۷۹
۲۷۶	خصوصیت ۱:	۵۷۹
۲۷۷	اگر نبی علیہ السلام کے بعد نبوت ممکن ہوتی تو آپ نبی ہوتے	۵۷۹
۲۷۸	اگر میں نبی بن کر نہ آتا تو عمر نبی بن کر آتا۔ قول رسول	۵۸۰
۲۷۹	خصوصیت ۲:	۵۸۰
۲۸۰	زبان رسالت کے مطابق آپ امت کے محدث ہیں۔	۵۸۰
۲۸۱	خصوصیت ۳	۵۸۱
۲۸۲	آپ کی ذات سراپا خیر ہے۔	۵۸۱
۲۸۳	خصوصیت ۴:	۵۸۳
۲۸۴	آپ تمام صحابہ سے بڑھ کر تارک الدنیا تھے۔	۵۸۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۸۵	خصوصیت ۵: کئی مواقع پر آپ کی رائے کے موافق قرآن اترا	۵۸۳
۲۸۶	اسیرانِ بدر کے متعلق آپ کی رائے	۵۸۴
۲۸۷	آپ کی رائے پر آیتِ حجاب کا نزول	۵۹۰
۲۸۸	حضرت عمر رضؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! اللہ، جبریل، میں، ابو بکر، اور تمام مسلمان آپ کے مددگار ہیں۔ تو اللہ نے اس کی تائید میں قرآن اتارا۔	۵۹۳
۲۸۹	منافقین کی نماز جنازہ کے متعلق آپ کی رائے	۵۹۸
۲۹۰	فتبارک اللہ احسن الخالقین کا نزول آپ کی رائے پر	۶۰۲
	سبحانک ھذا بہتان عظیم کا نزول آپ کی رائے پر۔	۶۰۵
۲۹۱	قل من کان عدوا لجبریل کا نزول آپ کی رائے پر۔	۶۰۶
۲۹۲	شراب کی حرمت آپ کی رائے پر	۶۰۷
۲۹۳	حضرت عمر کی رائے پر غلاموں کو گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم ہوا	۶۱۰
۲۹۴	حضرت عمر رضؓ کے بعض ارشادات تورات کی آیات کے مماثل واقع ہوئے	۶۱۲
۲۹۵	خصوصیت ۶: اللہ نے عمر رضؓ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۶۱۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۹۶	خصوصیت ۷: عمر فاروق رض کی زبان فرشتہ (سکینہ) بولتا ہے۔	۶۱۶
۲۹۷	خصوصیت ۸: آپ کی ہیبت اور آپ سے شیطان کا فرار پر جناتی یا انسانی شیطان عمر سے بھاگتا ہے۔ حدیث	۶۱۷
۲۹۸	خصوصیت ۹: آپ نے ایک جن سے کشتی لڑی اور اسے گرالیا۔	۶۲۳
۲۹۹	خصوصیت ۱۰: عمر رض کو ہر نامناسب بات سے نفرت ہے (حدیث)	۶۲۴
۳۰۰	خصوصیت ۱۱: امر خداوندی کی بجا آوری میں عمر رض جیسا پختہ انسان اس امت میں نہیں۔ (حدیث	۶۲۴
۳۰۲	خصوصیت ۱۲: جنگِ احد میں جواب دینے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی کو منتخب فرمایا۔	۶۲۵
۳۰۳	خصوصیت ۱۳: روز عرفات میں اللہ نے عمر رض کی فضیلت سے فرشتوں پر فخر فرمایا۔	۶۲۸
۳۰۴	خصوصیت ۱۴: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کا لباس ساری امت سے لمبا دیکھا۔	۶۲۹
۳۰۵	خصوصیت ۱۵: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا پس خوردہ دودھ حضرت عمر رض کو دیا اور اس کی تعبیر علم کو قرار دیا	۶۳۰
۳۰۶	خصوصیت ۱۶: ابو بردہ نے آپ کو خواب میں سب سے اونچا دیکھا۔	۶۳۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۰۷	فصل ہشتم:	۶۴۸
۳۰۸	زبان نبوت سے آپ کے لیے جنت کی بشارت	۶۴۸
۳۰۹	نبی علیہ السلام نے آپ کو اہل جنت میں سے قرار دیا	۶۴۹
۳۱۰	آپ جنت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے	۶۴۹
۳۱۱	عمر فاروق رض جنت والوں کے لیے روشنی کا سبب ہیں	۶۵۰
۳۱۲	آپ کے لیے جنت میں تیار شدہ محل کا ذکر	۶۵۲
۳۱۳	فصل نہم:	۶۵۵
۳۱۴	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل کا مختصر نمونہ	۶۵۵
۳۱۵	حکومت سنبھالنے کے بعد آپ کا فکر انگیز خطبہ	۶۵۸
۳۱۶	اللہ کے ہاں آپ کی اور آپ کے حال کی قدر وقیمت اور آپ کی رحلت پر اسلام کی گریہ زاری	۶۶۴
۳۱۷	جبریل نے عمر فاروق رض کو نبی علیہ السلام کا بھائی کہا۔	۶۶۵
۳۱۸	اسلام کو معزز کرنے کے صلہ میں روز قیامت آپ کی نرالی شان	۶۶۵
۳۱۹	پہلی آسمانی کتب میں آپ کی تعریف	۶۶۶
۳۲۰	نبی علیہ السلام کے سسر ہونے میں آپ کی فضیلت	۶۶۷
۳۲۱	عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے کا مقام	۶۶۷
۳۲۲	نبی علیہ السلام نے آپ سے دعا کروائی	۶۶۸
۳۲۳	خواب میں ایک شخص کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے پاس بھیج دیا۔	۶۶۸
۳۲۴	عمر فاروق کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔	۶۶۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۲۵	عمر فاروق کی ناراضگی بڑا المیہ	۶۶۹
۳۲۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شہادت کی خبر دی اور آپ شہادت کی تمنا کرتے رہے۔	۶۷۰
۳۲۷	حضرت عمر فاروق رضہ کا فہم و فراست اور علم	۶۷۲
۳۲۸	احکام شرعیہ سے استنباط کا ملکہ	۶۷۵
۳۲۹	آپ کی مومنانہ فراست و بصیرت	۶۷۶
۳۳۰	آپ کی کرامات و مکاشفات	۶۸۱
۳۳۱	آپ نے منبر مدینہ سے آواز دی یا ساریۃ الجبل	۶۸۱
۳۳۲	آپ کی چٹھی پاکر دریائے نیل روانی پر آگیا۔	۶۸۳
۳۳۳	بادلوں نے آپ کی اطاعت کی	۶۸۴
۳۳۴	آپ کی نسل میں عمر بن عبدالعزیز کیسے پیدا ہوئے	۶۸۵
۳۳۵	اے عمر! آپ کو میرے مرثیے کا کیسے پتہ چلا؟ ایک دیہاتی کی حیرانی۔	۶۸۶
۳۳۶	جب دور فاروقی میں عہد عیسوی کا ایک شخص نمودار ہوا	۶۸۸
۳۳۷	عمر فاروق رضہ نے غیب کی بتلادی	۶۹۱
۳۳۸	آپ کی بددعا کا اثر	۶۹۲
۳۳۹	خلافتِ فاروقی نگاہ علی میں اور علی کی خواب نگاہ فاروق میں اذان کے متعلق آپ کا خواب	۶۹۲
۳۴۰	آپ کی نگاہ بصیرت اور اصابت رائے	۶۹۴
۳۴۱	طاعون کے متعلق آپ کی رائے حدیثِ رسول کے مطابق ٹھہری	۶۹۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۴۲	خصوصیت ۱۷:	۶۳۳
۳۴۳	جب تک آپ دنیا میں رہے اسلام میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا۔	۶۳۳
۳۴۴	فتنے کا تالہ کون تھا	۶۳۴
۳۴۵	اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت عمر رضہ کی شان بتلائی	۶۳۵
۳۴۶	خصوصیت ۱۸:	۶۳۶
۳۴۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ کے بعد آپ روزِ حشر زمین سے باہر آئیں گے۔	۶۳۷
۳۴۸	خصوصیت ۱۹:	۶۳۸
۳۴۹	روز قیامت اسلام آپ کا شکریہ ادا کرے گا۔	۶۳۸
۳۵۰	خصوصیت ۲۰:	۶۳۹
۳۵۱	اللہ نے آپ کو مفتاح الاسلام بنایا ہے۔	۶۳۹
۳۵۲	خصوصیت ۲۱:	۶۳۹
۳۵۳	روز قیامت اللہ سب سے پہلے آپ کو سلام کہے گا۔	۶۳۹
۳۵۴	خصوصیت ۲۲:	۶۴۰
۳۵۵	سب سے پہلے آپ ہی نے امیر المؤمنین کا لقب پایا۔	۶۴۰
۳۵۶	خصوصیت ۲۳:	۶۴۱
۳۵۷	باجماعت تراویحِ رمضان کا اہتمام سب سے پہلے آپ ہی نے کیا۔	۶۴۱
۳۵۸	خصوصیت ۲۴:	۶۴۶
۳۵۹	آپ کی شان میں اترنے والی آیات	۶۴۶
۳۶۱	فصل ہفتم:	۶۴۸
۳۶۲	ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ ساری امت سے افضل ہیں۔	۶۴۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۶۳	دَورِ رسالت میں حضرت عمر فاروق رضؓ کے فیصلے	۷۰۰
۳۶۴	آپ کی قرآن فہمی۔ آثارِ نبوّت کی تلاش اور اتباعِ سنت	۷۰۱
۳۶۵	آپ نے سنت کی پیروی میں اپنا جانشین مقرر نہ کیا	۷۰۲
۳۶۶	حجرِ اسود سے جناب عمر فاروق کا خطاب	۷۰۲
۳۶۷	سنت کے مطابق آپ کی سادہ اور سخت کوش زندگی	۷۰۴
۳۶۷	عباس کے مکان کا پرنالہ جو آپ نے دوبارہ لگوا دیا۔	۷۰۶
۳۶۸	آپ نے اپنی بڑھی ہوئی آستینیں چھری سے کاٹ لیں۔ سادگی کی انتہا	۷۰۸
۳۶۹	آپ نے حسنین کریمین کو اپنے بیٹے سے زیادہ مالِ غنیمت دیا۔	۷۱۱
۳۷۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے آپ کی عقیدت۔	۷۱۳
۳۷۱	آپ نے آزواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کیسے محفوظ کیے۔	۷۱۶
۳۷۲	نبی علیہ السلام کے غضب سے آپ کا غضب، غم سے غم اور خوشی سے خوشی	۷۱۸
۳۷۳	دلِ فاروق میں احترامِ رسول	۷۲۱
۳۷۴	عمر فاروق رضؓ کی محبّتِ رسول	۷۲۲
۳۷۵	وفات سے قبل اور بعد میں آپ کی قوتِ ایمانی	۷۲۳
۳۷۶	عمر فاروق رضؓ کی قوتِ ایمانی پر صحابہ کا اتفاق	۷۲۵
۳۷۷	دینی معاملہ میں آپ کی سختی	۷۲۵
۳۷۸	جب آپ نے ابوسفیان کے قتل کی اجازت چاہی	۷۲۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۷۹	جب آپ نے عبداللہ بن ابی منافق کو قتل کرنا چاہا	۷۳۰
۳۸۰	جب عُمیر قتلِ نبی کا ارادہ لے کر آیا اور آپ کے ہتھے چڑھ گیا	۷۳۲
۳۸۱	جب آپ نے ابن صیاد کو قتل کرنا چاہا	۷۳۴
۳۸۲	حضرت حاطب کا خط اور عمر فاروق کا غیض و غضب	۷۳۵
۳۸۳	ابو حذیفہ صحابی کی غلطی اور حضرت عمر رضؓ کا جلال فاروقی	۷۳۸
۳۸۴	جب آپ نے اپنے بیٹے عبدالرحمان پہ شراب کی حد جاری کی۔	۷۳۹
۳۸۵	جب آپ نے اپنے بیٹے ابوشحمہ کو زنا کی حد میں مروا دیا۔ ایک دردناک واقعہ	۷۴۱
۳۸۶	آپ کی عبادت و ریاضت کا حال	۷۵۵
۳۸۷	آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور لاتعلقی	۷۵۸
۳۸۸	دورانِ خلافت حضرت عمر کا روکھا سوکھا کھانا	۷۵۹
۳۸۹	دسترخوان پر دو طرح کا سالن آپ کو ناپسند تھا	۷۶۱
۳۹۰	خلیفۂ وقت کندھے پہ لوگوں کے کپڑے اٹھائے ان کے گھر پہنچا رہا ہے۔	۷۶۲
۳۹۱	آپ کا شاہی لباس۔ پھٹا پرانا جُبّہ	۷۶۳
۳۹۲	جب آپ کو عمدہ کھانے اور پینے کا مشورہ دیا گیا	۷۶۵
۳۹۳	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خوفِ خدا	۷۶۹
۳۹۴	اگر فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھوک سے مر جائے تو مجھ سے سوال ہوگا۔ قول حضرت عمر رضؓ	۷۷۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۹۵	لا ترفعوا اصواتکم کے نزول کے بعد دربار نبوی میں آپ کا حال	۷۷۶
۳۹۶	یہ لو درّہ اور مجھ سے بدلہ لے لو! خلیفۂ وقت کی التجا۔	۶۷۹
۳۹۷	آپ اپنے نفس کا محاسبہ کیسے کرتے تھے۔	۷۸۳
۳۹۸	حقوق العباد کے معاملہ میں کمالِ احتیاط۔	۷۸۴
۳۹۹	دوسرے ہر مجاہد کے لیے چار ہزار وظیفہ اور خلیفہ کے بیٹے کے لیے صرف سات سو	۷۸۵
۴۰۰	ملکۂ روم نے آپ کی بیوی کو جواہرات بھیجے جو آپنے بیت المال کو دے دیے	۷۸۶
۴۰۱	آپ کا تواضع وانکسار اور نفس کشی	۷۹۱
۴۰۲	جب آپ فقیری لباس میں بیت المقدس لے گئے	۷۹۱
۴۰۳	آپ نے اپنے نفس امارہ کو ذلیل کرنے کا انوکھا طریقہ	۷۹۳
۴۰۴	یہاں میرا باپ مجھے اونٹ چرانے میں کوتاہی پر مارا کرتا تھا۔ قول حضرت عمرؓ	۷۹۳
۴۰۵	جب حضرت عمر کی سیدنا اویس قرنی سے ملاقات ہوئی	۷۹۶
۴۰۶	عوام پر آپ کی شفقت۔ اور ان کی خبر گیری	۷۹۸
۴۰۷	مدینہ طیبہ کی گلیوں میں آپ کا گشت اور غریبوں کی فریادرسی	۸۰۱
۴۰۸	آپ ایک غریب عورت کے گھر غلّہ سر پہ اٹھا کر لے گئے اور خود کھانا پکا کر دیا	۸۰۲
۴۰۹	آپکے دور خلافت میں پیدا ہونے والے قحط میں آپ کے شب و روز	۸۰۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۱۰	اے پیٹ تو آواز نکال یا خاموش رہ، لوگوں کو کھانا دیے بغیر تجھے کھانا نہیں ملے گا۔	۸۰۳
۴۱۱	ایک قریب المرگ فقیر شخص پر آپ کا فقید المثال احسان	۸۰۵
۴۱۲	جب آپ نے ایک گورنر کو تین دن تک دھوپ میں کھڑا کیے رکھا۔	۸۰۸
۴۱۳	جب ایک شخص نے بھرے مجمع میں آپ کے لباس پر اعتراض کیا	۸۱۱
۴۱۴	ملک شام کے راستے میں ایک خیمے والی بوڑھی عورت اور حضرت عمرؓ کی دلچسپ گفتگو۔	۸۱۲
۴۱۵	درزہ میں مبتلا ایک نادار عورت پر آپ کا عظیم احسان	۸۱۳
۴۱۶	اپاہج بڑھیا کو روزانہ روٹی پکا کر کون دیا کرتا تھا	۸۱۴
۴۱۷	دوران خلافت آپ کی سادگی دیکھ کر شاہِ کسریٰ کا نمائندہ اسلام لے آیا	۸۱۵
۴۱۷	کوئی مجاہد اپنی بیوی سے دور محاذ پر چار ماہ سے زائد نہ رہے۔	۸۱۷
۴۱۸	عمر فاروق کس طرح جانفشانی سے مسلمانوں کے حال کی حفاظت کیا کرتے تھے۔	۸۱۹
۴۱۹	صدقہ کے دو اونٹوں کی حفاظت کے لیے آپ کی جانسوزی	۸۲۰
۴۲۰	گورنران مملکت کے نام آپ کے مکتوبات اور ہدایاتِ عدل وانصاف	۸۲۲
۴۲۱	گورنر کے لیے اتنی سی عمارت کافی ہے جو اسے دھوپ اور بارش سے بچا سکے۔	۸۲۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۲۲	عمر فاروق رضؓ اور آپ کے گورنروں کی باہمی ایمان افروز خط وکتابت	۸۲۵
۴۲۳	حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹے کے نام خط جس کا ہر لفظ حکمت کا خزانہ ہے	۸۲۷
۴۲۴	ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاں عمر فاروق کی قدر سب سے زیادہ تھی۔	۸۳۱
۴۲۵	فصل نہم:	۸۳۲
۴۲۶	فضائل حضرت عمر فاروق رضؓ میں جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایات	۸۳۲
۴۲۷	فصل دہم:	۸۳۷
۴۲۸	حضرت عمر فاروق رضؓ کی خلافت اور متعلقہ امور	۸۳۷
۴۲۹	خلافت فاروقی کے متعلق اہل کتاب کی پیش گوئی	۸۳۷
۴۳۰	حضرت عمر فاروق رضؓ کی اہلیتِ خلافت پر علی المرتضیٰ کی مہر تصدیق	۸۴۰
۴۳۱	حضرت عمر رضؓ کی بیعتِ خلافت	۸۴۳
۴۳۲	حصول خلافت کے بعد آپ کا پہلا خطبہ	۸۴۳
۴۳۳	فصل یازدہم:	۸۴۶
۴۳۴	حضرت عمر فاروق رضؓ کی شہادت اور اس سے متعلقہ امور	۸۴۶
۴۳۵	شہادتِ فاروق اعظم رضؓ کا مفصل واقعہ	۸۴۷
۴۳۶	حضرت عمر فاروق رضؓ کی شہادت کا اصل سبب اور بعد کے واقعات	۸۵۲
۴۳۷	قاتلانہ حملہ کے بعد آپ کو امتِ محمدیہ کی فکر	۸۶۰
۴۳۸	آپ نے اپنا جانشین مقرر کرنے سے انکار فرمایا	۸۶۳
۴۳۹	حضرت عمر رضؓ نے خواب میں اپنی شہادت کا اشارہ پا لیا تھا	۸۶۵
۴۴۰	آپ کی شہادت کے متعلق حضرت ابوموسیٰ رضؓ کا خواب	۸۶۶
۴۴۱	آپ کی گوناگوں دینی و اخلاقی وصیات	۸۶۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۴۲	تاریخ شہادت	۸۷۰
۴۴۳	عمر کتنی ہے اور مدتِ خلافت کتنی؟	۸۷۱
۴۴۴	آپ کی شہادت پر صحابہ کا گریہ اور تعریف وتوصیف	۸۷۲
۴۴۵	حضرت ابوعبیدہ رضؓ کی تمنا کہ عمر فاروق رضؓ سے قبل وہ فوت ہو جائیں	۸۷۷
۴۴۶	آپ کی شہادت پر حضرت زبیر نے دفترِ وظائف سے اپنا نام کٹوا دیا۔	۸۷۷
۴۴۷	آپ کی شہادت پر جنوں کے مرثیے	۸۷۸
۴۴۸	جن لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو شہادت کے بعد دیکھا	۸۸۰
۴۴۹	فصل دوازدہم:	۸۸۱
۴۵۰	حضرت عمر فاروق رضؓ کی اولاد کے بارہ میں	۸۸۱
۴۵۱	حضرت عمر فاروق رضؓ کی بیٹیاں	۸۸۷
۴۵۲	آپ کی چار بیٹیاں تھیں۔	۸۸۷

کچھ پیش نظر کتاب کے بارے میں

کتاب الریاض النضرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت و عظمت پر لکھی جانے والی شہرہ آفاق کتاب ہے۔ مصنف نے بڑی عرق ریزی سے اس موضوع پر ذخیرۂ حدیث جمع کیا۔ اور ان گنت کتابوں سے مدد حاصل کی۔ جن کی ایک مختصر فہرست مصنف نے آغاز کتاب میں دی ہے۔ جسے دیکھ کر اس کتاب کے لیے کی جانے والی دیدہ ریزیوں۔ جگر سوزیوں اور شب بیداریوں کا پتہ چلتا ہے۔

مصنف نے کتاب کے مضمون کو قسم اول اور قسم ثانی کے نام سے دو حصوں میں منقسم کیا ہے۔ قسم اول میں اس نے پہلے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجتماعی فضائل و محامد پر دلالت کرنے والی احادیث لکھی ہیں۔ پھر ان میں سے چند مخصوص برگزیدہ طبقات جیسے اصحاب بدر اور شرکائے حدیبیہ وغیرہ ہم کے فضائل ذکر کیے ہیں۔ بعد ازاں عشرہ مبشرہ یعنی دس وہ صحابی جنہیں ایک وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان نے مژدہ جنت سنایا۔ کے مخصوص اجتماعی فضائل کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار مقرب کریں دوست اور آپ کے خلفاء کے مشترکہ محامد بیان کیے ہیں۔ یہاں قسم اول ختم ہو جاتی ہے۔

قسم ثانی میں عشرہ مبشرہ میں شامل دس صحابہ میں سے ہر ایک کے انفرادی اور شخصی فضائل محامد اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اس لیے قسم ثانی دس ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب فضائل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مشتمل ہے۔

تو دوسرا باب فضائل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر۔ اسی طرح اگلے ابواب ہیں۔

قارئین! آپ کے ہاتھ میں اس وقت کتاب کا پہلا حصہ ہے۔ جس میں قسم اول ساری اور قسم ثانی کا پہلا باب جو فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھتا ہے۔ شامل ہے۔

یہ کتاب عربی میں ہونے کے سبب اردو خواں طبقہ کی دسترس سے باہر تھی۔ اس لیے احقر مترجم نے اس کا اردو میں ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا۔ خدا بزرگ و برتر نے اس ارادے میں برکت ڈالی۔ اور مجھ سے بے علم آدمی سے یہ کام لے لیا گیا۔

چونکہ اس کتاب میں انہی کتب سے احادیث جمع کی گئی ہیں۔ جن پر اہل سنت وجماعت کا اعتماد ہے۔ جیسے صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر کتب متداولہ ہیں۔ اور اہل سنت تو پہلے ہی سے صحابہ کرام کی عظمت دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے میں نے اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس کی کہ شیعہ فرقہ کی کتب سے بھی صحابہ کرام کے فضائل ساتھ ساتھ لکھے جائیں۔ مصنف نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کتب اہل سنت سے جو روایات لی ہیں۔ متعدد مقامات پر وہ روایات انہی الفاظ کے ساتھ شیعہ کتب میں بھی موجود ہیں۔ جیسے مصنف نے ابو بکر صدیق کا سب سے پہلے اسلام لانا متعدد کتب حدیث کی روایات سے بیان کیا ہے۔ اور شیعہ فرقہ کی معتبر کتاب مجمع البیان جلد نمبر ۵ صفحہ ۶۵ میں شیعوں کا شیخ المفسرین علامہ طبرسی لکھتا ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے ابو بکر صدیق نے اسلام قبول کیا۔ تو میں نے مجمع البیان کی یہ عبارت حاشیہ میں نقل کر دی ہے۔ اسی طرح ہجرت کے موقع پر ابو بکر صدیق کی بیٹی اسماء کا اپنا دوپٹہ پھاڑ کر کھانا باندھ کر دینا۔ اور آپ کے بیٹے عبد الرحمنؓ کا غار ثور میں تین رات تک دودھ پہنچانا مصنف نے کتب اہل سنت سے نقل ہے اور شیعوں کی

معتبر کتاب ناسخ التواریخ اور بحار الانوار وغیرہ میں بھی یہ واقعات بالتفصیل مذکور ہیں۔ اور شیعوں کے گیارھویں امام، امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ابو بکر صدیق کو سفر ہجرت میں ساتھ رکھیں۔ یہ آپ کی دل و جان سے خدمت کریں گے۔ تو میں نے یہ تمام روایات شیعہ کتب سے اخذ کرتے ہوئے حاشیہ میں ساتھ ساتھ بیان کر دی ہیں۔

مجھے اپنی کم مائیگی کا پورا احساس ہے۔ قارئین جہاں کہیں کسی غلطی کا احساس کریں مجھے اس سے ضرور مطلع فرمائیں۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو گا۔

احقر مترجم

قاری محمد طیب غفرلہ

کچھ مصنف کے بارے میں

سرزمین مکّہ میں ساتویں ہجری کے دوسرے حِصّے میں عبداللہ بن محمد کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ بچے تو ہر روز ہزاروں پیدا ہوتے ہیں۔ عبداللہ کے گھر پیدا ہونے والا بھی بظاہر ایک عام بچہ ہی تھا۔ مگر یہ کون جانتا تھا کہ یہ بچہ مستقبل میں آسمان علم وفضل پر درخشندہ ستارہ بن کر چمکے گا۔ اور جہان میں علم کا وہ نور پھیلائے گا۔ جس سے رہتی دنیا تک لوگ روشنی حاصل کریں گے۔

یہ تھے احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد الطبری لقب محب الدین ہے۔ مگر عموماً محب الطبری بولا جاتا ہے۔ آپ بروز جمعرات ۲۷ جمادی الآخر ۶۱۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر اپنے اپنے دور کی مقتدر اور بلند ترین علمی شخصیات سے استفادہ کیا۔ اور حدیث و فقہ میں وہ مقام پایا کہ قاضی حرم کعبہ کا مرتبہ حاصل کیا۔ ذھبی کے مطابق آپکو شیخ الشافعیہ اور محدث الحجاز کہا جاتا تھا۔ آپ کے تلامذہ میں امام ابن العطار شیخ ابن الخباز اور علامہ دمیاطی جیسی شخصیات شامل ہیں۔

تصانیف۔ آپ نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ اور جس طرف بھی توجہ کی ہے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ذیل میں آپ کی چند تصانیف گنوائی جاتی ہیں۔

۱۔ کتاب الاحکام۔ شافعی فقہ پر مسائل واحکام کا چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ایک دقیع علمی ذخیرہ آپکو اپنی اس تصنیف پر اس قدر فخر اور اعتماد تھا کہ اسے سلطانِ یمن یوسف بن منصور کے پاس علمی تحفہ کے طور پر لے گئے۔ جو اہل علم کا بڑا قدر دان اور خصوصاً احادیث نبویہ کی سماعت کا بہت شائق تھا۔ اس نے اس کتاب کی بڑی قدر کی اور بہت سے نسخے املا کروا کر اطراف میں پھیلائے۔ اس کتاب سے آپکی جلالتِ علمی اور تبحر فقہی کا شہرہ دُور دُور تک پہنچ گیا۔

۲۔ ذخائر العقبیٰ فی مودة ذوی القربیٰ۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں شامل ہونے والے افراد کے فضائل ومحامد بیان کیے گئے ہیں۔ جن میں آپ کے چچے اور ان کی اولاد پھوپھیاں اور ان کی اولاد۔ آپ کے بیٹے اور بیٹیاں اور بیٹیوں کی اولاد وغیرہ شامل ہیں۔ خصوصاً سیدنا علی مرتضیٰؓ خاتون جنت سیّدہ فاطمہ زہریؓ اور حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بے پناہ فضائل ومفاخرہ بیان کیے ہیں۔

۳۔ السمط الیمین فی مناقب امہات المومنین۔

۴۔ پیش نظر کتاب "الریاض النضرة فی مناقب العشرة المبشرہ۔

۵۔ کتاب القریٰ فی ساکن ام القریٰ۔

آپ کی تمام کتب میں محدثانہ انداز اپنایا گیا ہے۔ اپنی طرف سے کچھ کہے بغیر صرف اور صرف لگاتار احادیث ہی احادیث نقل کرتے چلے گئے ہیں۔ اس لیے آپ کی کتب تاریخ یا سیر کے زمرے میں نہیں ذخیرہ حدیث میں شامل ہوتی ہیں۔

علم کے ساتھ ساتھ آپ عمل کی دولت سے بھی مالا مال تھے۔ آپ کا زہد و ورع بھی مثالی تھا۔ امام ذھبی لکھتے ہیں۔ وکان اماماً صالحاً زاہداً کبیر الشان۔ یعنی آپ عظیم المرتبت صالح اور زاہد امام تھے۔

جمادی الآخر ۶۹۴ھ میں آپ کا وصال ہوا اور مکہ مکرمہ ہی میں سپرد خاک ہوئے۔

تغمدہ اللہ بغفرانہ

صحابہ کرام

خصوصاً عشرہ مبشرہ کے

اجتماعی فضائل

باب اوّل:

عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ رضؓ کے

اجتماعی فضائل

فصل اوّل

جملہ صحابہ رضؓ کے فضائل

صحابہؓ کے اعمال ساری امت کے اعمال سے بھاری ہیں

حدیث ۱ا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے تو ایک صحابی کے چار سیر بلکہ دو سیر گندم خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔"

اسے بخاری و مسلم نے اور ابو بکر برقانی نے بخاری مسلم کی شرائط پر روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو بکر برقانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو انہیں چھوڑ دو اس لیے کہ تم میں سے کسی کا ہر روز اُحد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرنا ایک صحابی کے صرف ایک دن ۱/۴ سیر گندم خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تمہارے ساری عمر کے نیک اعمال اُنکی ایک لحظہ نیکی کے برابر نہیں ہو سکتے۔

اسے علی بن حرب طائی اور خیثمہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے

حدیث

حضرت عبدالرحمٰن بن سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہم (تینوں دادا، باپ اور بیٹا ایک دوسرے سے متوارثاً) روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء میں سے مجھے چنا اور میرے لیے ساتھی چنے پھر انہیں میں سے میرے سُسر اور مددگار بنائے تو جو انہیں بُرا کہے اس پر اللہ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ روزِ محشر اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

کسی بھی علاقہ میں فوت ہونے والا صحابی روزِ قیامت اہل علاقہ کا راہنما ہوگا

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کوئی صحابی کسی علاقے میں انتقال کر جائے تو وہ روزِ قیامت اس علاقہ والوں کے لیے باعث نور اور راہنما ہو گا۔

حدیث

حضرت حسن رض سے روایت ہے کہ:۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا لوگوں کے درمیان میرے صحابہ کی مثال ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت حسن رح فرمایا کرتے تھے ہائے افسوس قوم کا نمک جاتا رہا (صحابہ دنیا سے اٹھ گئے)۔

ابن عباس رض سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول

قل الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔

ترجمہ: (فرما دیجئے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر) کی تفسیر نبی علیہ السلام کے صحابہ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی سنگت کے لیے چن لیا۔

ان احادیث کو خیثمہ بن سلیمان رح نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو صالح سے قول باری تعالیٰ

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ۔

ترجمہ: ”وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں حکومت دے دیں تو وہ نماز قائم کریں گے،“ سے مراد نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ ہیں۔

اسے ابن سری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت مسروق رح نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام سے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

آپ ہمیں دنیا میں تنہا چھوڑ کر نہ جائیں کیونکہ اگر آپ ہم سے جدا ہو گئے تو پھر آپ کا دیدار کیسے نصیب ہو گا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرما دی۔

من یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا۔

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھی ہونگے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور ایسے لوگوں کی سنگت بہت ہی خوب ہے۔

حدیث

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ان معاملات کے بارے میں اللہ سے سوال کیا جن میں میرے صحابہ میرے بعد اختلاف کریں گے۔ اللہ نے مجھے بذریعہ وحی فرمایا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے صحابہ میرے نزدیک ستاروں کی مانند ہیں[لے] بعض کا نور دوسروں سے زیادہ ہے تو جس شخص نے صحابہ کے مابین کسی

لے تمام صحابہ کرام کا ستاروں کی مانند ہونا کتب شیعہ میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے مشہور شیعہ محقق ملا باقر مجلسی امام جعفر صادق رح کی روایت سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

فَاِنَّمَا مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْکُمْ کَمَثَلِ النُّجُوْمِ بِاَیِّهَا اُخِذَ اهْتُدِیَ وَ بِاَیِّ اَقَاوِیْلِ اَصْحَابِیْ اَقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ۔

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے صحابہ کی تم میں مثال ستاروں جیسی ہے

بقیہ اگلے صفحہ پر

اختلافی مسئلہ کی ایک شق کو اختیار کر لیا۔ اس کا یہ عمل میرے ذمہ پر ہو گا۔ (اس پر مواخذہ نہ ہو گا) اسے نظام الملک نے اپنی امالی میں بیان کیا ہے۔ اس میں یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے عمل کا ثواب ضرور ملتا ہے۔

صحابی، تابعی اور تبع تابعی نگاہِ رسول میں

حدیث

واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ۔۔۔ یہ فرماتے سنا اے لوگو تم بھلائی میں رہو گے جب تک کوئی ایک بھی مجھے دیکھنے اور میری سنگت کرنے والا (صحابی) تمہارے اندر موجود ہے۔ قسم بخدا تم بھلائی میں رہو گے جب تک میری سنگت اور دید کرنے والے کو کوئی دیکھنے والا (تابعی) تمہارے اندر موجود ہے۔ اور قسم بخدا تم بھلائی میں رہو گے۔ جب تک کوئی ایسا شخص تم میں موجود ہے جس نے میری دید اور میری سنگت کرنے والوں کو دیکھنے والوں کو دیکھا ہے[لے]

جس کے پیچھے چل پڑے ہدایت مل گئی۔ اور میرے صحابہ میں سے جس کی بھی تم اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

بحار الانوار ج ۲۲ ص ۳۰۷ طبع جدید۔ نقلا عن معانی الاخبار ص ۵۰ طبع جدید۔

لے صحابہ تابعین اور تبع تابعین تینوں طبقات کا دوسری امت سے برتر ہونے کے بارے میں شیعہ حضرات کے ہاں بھی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ دیکھیے۔

عن امیر المؤمنین علیه السلام۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول طوبیٰ لمن رآنی او رای من رآنی او رای من رای من رآنی۔ بقیہ بر صفحہ آئندہ

(یعنی تبع تابعی) ۔

اسے حافظ سلفی نے سلاسیات میں بیان کیا ہے ۔

حدیث

ابی برزہ اسلمی کہتے ہیں میں زیاد (اموی گورنر کوفہ) کے پاس گیا وہاں میں نے کہا سب سے بڑے نگہبان بادشاہ ہوتے ہیں ۔ تو زیاد بولا خاموش! تم صحابہ کے چھلکوں کی مثل ہو میں نے کہا مسلمانو ! کیا نبی علیہ السلام کے صحابہ کے چھلکے تھے ان کی تو مکمل ذات ہی مغز تھی پھر میں نے کہا قسم بخدا میں آئندہ تیرے پاس نہ آوں گا۔

اسے ابوالحسن علی بن جعفر نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جو آپ کی مرض اور نبی علیہ السلام کی عیادت کے متعلق ہے ۔ اِس میں نبی علیہ السلام کی یہ دعا موجود ہے

"اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت قبول فرما اور انہیں اُلٹے قدم واپس نہ پلٹا دے ۔"

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے ۔

ترجمہ : حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے مبارک ہے اسے جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

(۱) امالی شیخ صد۲۸۱ تا ۲۸۲ (۲) بحار الانوار نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب فضل المہاجرین والانصار ج ۲۲ صد ۳۱۱

حدیث

عبدالرحمٰن بن سلم بن عبداللہ (دادا، باپ اور بیٹا ایک دوسرے سے متوارثاً) روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے (انبیاء میں سے) چنا اور میرے لیے ساتھی چنے انہیں سے میرے سسر اور مددگار بنائے تو جو انہیں بُرا کہے اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے ۔ روزِ قیامت اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا ۔

اسے ابن مہندی نے اپنی مشیخت میں بیان کیا ہے ۔

فصل دوم

جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک صحابہؓ کے فضائل

حدیث۱: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے ساتھ حضرت زبیر حضرت طلحہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ فلاں باغ میں جاؤ وہاں ایک عورت ہوگی جس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ۔ چنانچہ ہم گھوڑے دوڑاتے وہاں پہنچے وہ عورت وہاں موجود پائی ۔ ہم نے کہا خط ہمارے حوالے کر دے ۔ کہنے لگی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ۔ ہم نے اسے دھمکی دی خط نکال نہیں تو ہم تیری جامہ تلاشی لیں گے تب اس نے اپنے بالوں سے خط نکالا جس کا مضمون یہ تھا ۔

"حاطب ابنِ ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کی طرف یہ خط ہے نبی علیہ السلام تم پر حملہ کرنیوالے ہیں ۔"

جب یہ خط نبی علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو آپ نے حاطب سے مخاطب ہو کر

فرمایا یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا ذرا ٹھہریئے میری بات سن لیجئے۔ میں مکہ سے ہجرت کر کے یہاں مدینہ چلا آیا جب کہ میں نسباً قریش میں سے نہ تھا اور آپ کے دیگر مہاجرین ساتھی قریش میں سے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اہل وعیال کی نگہداشت قریش نے اپنے ذمہ لی ہے اور میرے گھر والوں کا کوئی پرسان حال نہیں تو میں نے قریش پر ایک احسان کرنا چاہا کہ اس کی وجہ سے میرے گھر کو کچھ تحفظ مل جائے اور میں نے یہ کام دین سے برگشتہ ہو کر نہیں کیا۔ کیونکہ مجھے تو اسلام کے دامن رحمت میں پناہ مل چکی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا حاطب سچ کہتا ہے۔ عمر فاروق رض نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کا سر اتار دوں۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا حاطب بدر میں شریک تھا اور تم کیا جانو اللہ نے بدریوں پر نظر کرم فرمائی اور فرمایا تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

حدیث

سہل بن مالک اپنے والد سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے بدر اور حدیبیہ والوں کی بخشش فرمادی ہے۔"

اسے خلعی اور حافظ دمشقی نے اپنے اپنے معجم میں بیان کیا ہے۔

حدیث

ام مبشر نے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جبکہ آپ سیدہ حفصہ رض کے گھر میں تشریف فرما تھے "جس شخص نے بھی درخت کے نیچے (حدیبیہ میں) میری بیعت کی ہے انشاء اللہ وہ جہنم میں نہ جائے گا۔" راوی یہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ سیدہ حفصہ رض نے کہا اللہ تو فرماتا ہے۔

وان منکم الا واردھا۔

ترجمہ: تم سے ہر کوئی جہنم پر وارد ہوگا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا ساتھ ہی اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا۔

ترجمہ: پھر ہم تقویٰ والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو وہیں چھوڑ دیں گے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ابن عباس رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حاطب رض کے واقعہ میں عمر فاروق رض سے فرمایا تمہیں کیا پتہ؟ اللہ نے بدر والی جماعت پر نظر رحمت فرمائی ہے اور فرمایا ہے جو چاہو کرو تمہاری بخشش ہوگئی ہے۔

اسے بھی صرف مسلم نے ہی روایت کیا ہے اور یہ حدیث فضائل عمر فاروق رض میں بھی آئے گی۔[1]

---

[1] یہی روایت شیعوں کی معتبر کتاب ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص ۲۷۵ میں یوں موجود ہے۔

وبروایتے

فقد وجبت لکم الجنۃ

ترجمہ:

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہل بدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ "بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف نظر رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔" اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے لیے جنت واجب ہوگئی ہے۔

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت حاطب کا غلام نبی علیہ السلام کے پاس ان کی شکایت لایا اور کہا قسم بخدا حاطب ضرور جہنم میں جائیگا۔ آپ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو! حاطب نے بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی ہے [1]

حدیث

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی پاکؐ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ کے صحابہ میں افضل کون شمار ہوتے ہیں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدری صحابہ! جبریل نے عرض کیا یونہی آسمانوں میں وہ فرشتے سب سے افضل ہیں جو بدر میں مسلمانوں کی امداد کو اترے تھے۔

اسے ابنِ بشران نے روایت کیا ہے۔[2]

اس کے بعد بھی شیعہ حضرات اگر حضرات صحابہ کے متعلق معترض رہیں تو اسے نامناسب ضد ہی کہا جا سکتا ہے۔

[1] یہی روایت بالفاظہا ناسخ التواریخ حالات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جلد سوم ص۱۲ پر موجود ہے۔

تبلائیے اگر حضرت حاطبؓ بدر میں شریک ہونے کے سبب یہ مقام رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق کوئی اعتراض سننا گوارا نہیں فرماتے تو خلفاء ثلاثہ کو معرض طعن میں لانا اللہ اور اس کے حبیب کو کیسے گوارا ہے!

[2] بدر میں شریک ملائک کا تمام دیگر ملائک سے افضل ہونا ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص۲۷۵ پر موجود ہے۔ دیکھیں۔ وہم رسول خدا در فضل اہل بدر فرماید، ان اللہ قد اطلع علیٰ اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم

حدیث

رفاعہ ابن رافعؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حدیث

حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نے نبی علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے بھی درخت کے نیچے بیعت کی ہے وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔

اسے ترمذی نے بیان کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ اور ملا نے اپنی سیرت میں اسے بیان کیا ہے۔ "اور حدیبیہ میں" کا لفظ بڑھایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ لفظ لکھے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آگ میں داخل نہ ہوگا وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور ایمان لایا یا ایمان کے ساتھ میرے دیکھنے والے کو دیکھ لیا۔

تشریح :

عشرہ مبشرہ صحابہ بدر والوں میں داخل ہیں جو عشرہ میں سے بدر میں شریک تھے وہ تو شریک تھے جو نہ تھے انہیں بھی بدر کا اجر اور مال غنیمت دیا گیا۔ جیسا کہ اپنی جگہ یہ بات آئیگی۔ یونہی حدیبیہ میں حضرت عثمان غنیؓ شریک نہ تھے تو نبی علیہ السلام نے اُنکی طرف سے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

یتوقف فی قبول ایمانہ۔

ترجمہ: کتاب مستقصیٰ میں قاسم بن محمدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے جس شخص کو بھی اسلام پیش کیا اس نے کچھ تردد اور پس وپیش ضرور کیا مگر ابوبکرؓ نے قبول ایمان میں کچھ بھی توقف کرنا سیکھا ہی نہیں

فصل سوم

صحابہ کرام سے محبت، ان کے لیے استغفار، اور ان کے باہمی اختلافات میں پڑنے کا بیان۔

حدیث

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے مگر ان میں شامل نہیں فرمایا۔ روزِ قیامت انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ قیامت کب آئے گی فرمایا تو نے اس کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے؟ عرض کیا میں نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت تیار کر رکھی ہے فرمایا تو پھر تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں اسلام لانے کے

کے بعد ہمیں اس سے بڑھ کر کبھی خوشی نہ ہوئی جتنی نبی علیہ السلام کے اس ارشاد پر ہوئی کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ حضرت انسؓ پکار اٹھے کہ میں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرا حشر ان کے ساتھ ہوگا اگرچہ ان جیسے میرے اعمال نہیں ہیں۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔

حدیث

حضرت انسؓ سے اسی مضمون کی ایک اور روایت بھی مسلم میں موجود ہے۔

حدیث

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جابیہ (ایک جگہ کا نام) میں آئے اور فرمایا ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی میری طرح کھڑے تھے اور فرمایا میرے صحابہ کے ساتھ بھلائی کرو اور پھر انہیں دیکھنے والوں کے ساتھ بھی بھلائی کرو۔

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے اور حافظ ناصر سلامی نے اسے روایت کر کے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔

تشریح:

اس میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے کہ مومنو! صحابہ سے محبت کرو اور ان کے لیے استغفار کر کے بھلائی کرو اور ان کے باہمی اختلافات میں نہ الجھو۔

حدیث

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرے صحابہ کی عزت کرو اور پھر ان کی جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین) پھر انکی جو ان کے بعد (تبع تابعین) آئیں گے۔

اُسے عمر بن سماک رضؓ نے روایت کیا ہے اور صحابہ کی عزت کا وہی مطلب ہے جو ابھی بیان ہو چکا۔

حدیث مد

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کے متعلق اچھی بات کہی وہ منافقت سے بری ہو گیا اور جس نے ان کے متعلق بُری بات کہی وہ میری سنت کا مخالف اور جہنم کا حق دار ہے اور یہ بہت بُرا انجام ہے۔

اسے ابوسعد رضؓ نے شرف النبوة میں روایت کیا ہے۔

حدیث مہ

حضرت انس رضؓ سے ہی ایک روایت یوں ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کے بارے میں بہتر بات کہی وہ مومن ہے۔

اسے ابنِ غیلدن نے روایت کیا ہے۔

حدیث مو

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لوگوں کو حکم تو یہ تھا کہ نبی علیہ السّلام کے صحابہ کے حق میں استغفار کریں ؎ انہوں نے گالیاں دینا شروع

؎ اگر کوئی اہل تشیع میں سے یہ کہے کہ استغفار گنہگاروں کے لیے ہوتا ہے لہٰذا صحابہ مکمل گنہگار تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھی حکم ہے "فسبح بحمد ربک واستغفرہ" کیونکہ استغفار بلندی درجات کے لیے بھی ہوتا ہے۔

کر دیں۔

اسے مسلم اور ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یہ حدیث اسبات کی تائید کرتی ہے کہ صحابہ کے ساتھ بھلائی کرنے کے حکم سے مراد ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔

حدیث مز

سہل بن مالک رضؓ باپ سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے لوگو! میرے داماد حضرت عثمان ذی النورین رضؓ اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ اور سُسر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم اور میرے کسی صحابی کی گستاخی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ اس کا حساب تم سے لے۔ کیونکہ یہ گناہ کبھی معاف نہیں کیا جائیگا اے لوگو! مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کیا کرو، اور کسی کے مر جانے کے بعد اسے بہتری سے یاد کیا کرو۔

حدیث مح

عبدالرحمٰن بن زید العمی کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ ہم نے چالیس بڑے تابعین سے ملاقات کی ہے جو کئی صحابہ کرام سے روایت کرتے تھے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے میرے تمام صحابہ سے محبت کی ان سے پیار کا رشتہ جوڑا اور ان کیلئے استغفار کی، اللہ اسے صحابہ کے ساتھ جنّت میں جگہ دیگا۔

اسے ابنِ عرفہ عبدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث مط

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

فرمایا اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد ان سے خود غرضی مت کرنا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھے محبوب بنایا جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغاوت کی۔ انہیں ایذا دینا مجھے ایذا دینا ہے اور مجھے ایذا دینا اللہ کو ناراض کرنا ہے اور اللہ کو ناراض کرنیوالا ممکن ہے کہ جلد گرفتارِ عذاب ہو جائے۔

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حافظ دمشقی نے اپنے معجم میں اسی روایت کو یوں لیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے میرے صحابہ سے محبت کی تو اس لیے کہ وہ میرا محبوب ہے اور جس نے ان سے بغض کیا تو اس وجہ سے کہ وہ میرے نزدیک مردود ہے حافظ دمشقی نے اس روایت کے ابتدائی اور آخری الفاظ اس سے قبل والی حدیث کی مثل بیان کیے ہیں۔

یہ روایت حافظ نے ابن شریط سے لی ہے جیسا کہ اس نے اس سے قبل والی روایت عبداللہ بن معقلؓ سے لی ہے۔

فصل چہارم

صحابہ کرام کے باہمی اختلاف میں نہ الجھنے اور انہیں برا نہ کہنے کے بیان میں

فصل اوّل میں صحابہ کرام کو برا نہ کہنے اور فصل ثالث میں اُن کے اختلافات میں نہ پڑنے کا کچھ بیان آچکا اب مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے صحابہ سے (ممکن ہے کہ) لغزش ہو گی مگر اللہ اسے معاف کر دیگا۔ بایں سبب کہ وہ میری صحبت کے شرف کے ساتھ تمام امت سے سبقت حاصل کر چکے ہیں۔ مگر ان کی لغزش پر کچھ لوگ اپنا عمل کریں گے اللہ انہیں منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں اوندھا کر کے پھینکے گا[1]

---

[1] نبی علیہ السلام کے اس ارشاد "ان کی لغزش پر بعد میں آنے والے لوگ اپنا عمل کریں گے" کے دو مفہوم ہیں ایک یہ کہ وہ لوگ ان کی اتباع میں ویسا ہی عمل شروع کر دیں گے۔ چنانچہ وہ خلیفہ

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

اسے تمام رازی نے اپنے فوائد میں روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تقدیر میں لوگ الجھیں تو تم خاموش رہو اور جب میرے صحابہ کے بارے میں ایسا کریں تو بھی تم خاموش رہو۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے صحابہ کو برا کہے اس پر اللہ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اور انہیں دکھ دیا اس نے مجھے دکھ

کی معمولی غلطی پر اس کے خلاف بھڑک اٹھیں گے۔ اور بغاوت کریں گے۔ (حالانکہ صحابہ کے دور میں حاکم اور محکومین سب ہی تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے تو کسی کے خلاف ادنیٰ عمل پر بھی دور دراز کا جھگڑا کرنا معقول تھا بعد والے دور کا یہ ماحول نہ ہوگا) اس لیے نبی علیہ السلام نے یہ قیاس باطل قرار دیتے ہوئے صحابہ اور بعد والے لوگوں کے مابین فرق واضح کر دیا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بعد والے لوگ صحابہ کی لغزش کو موردِ الزام بنائیں گے اور زبان طعن دراز کریں گے اور یقیناً یہ دونوں گروہ (جو پہلے اور دوسرے مفہوم کا مصداق بنتے ہیں) اسی انجام کے مستحق بن جاتے ہیں جو زبان نبوت نے ارشاد فرمایا ہے۔ تو اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا اور اللہ ہمیشہ محفوظ ہی رکھے۔

دیا ہے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔

ان تمام احادیث کو خثیمہ بن سلیمان اور ثالث بن سماک نے روایت کیا ہے[1]

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بھی نبی کی گستاخی کرنے والے کو قتل کر دو اور میرے کسی صحابی کو جو گالی دے اسے کوڑے لگاؤ۔

حدیث

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کی شکایت نہ پہنچایا کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں اپنے صحابہ کے پاس آؤں تو میرے دل میں ان کے بارے میں کوئی میل نہ ہو۔

---

[1] یہ حدیث بعینہٖ انہیں الفاظ کے ساتھ اہل تشیع کی نہایت معتبر کتاب جامع الاخبار ص۱۸۲ فصل نمبر ۱۲۵ میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال علیہما السلام من سبنی فقد کفر و من سب اصحابی فقد کفرو من سب اصحابی فاجلدوہ

ترجمہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے یا میرے صحابہ کو گالی دی وہ کافر ہوگیا اور اسے کوڑے لگاؤ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس مال حاضر کیا گیا آپ نے اسے تقسیم کر دیا۔ وہاں دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے میں اُن کے پاس سے گزرا وہ کہہ رہے تھے کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس تقسیم میں اللہ کی رضا اور آخرت میں سرخروئی نہیں چاہی چنانچہ میں نبی علیہ السّلام کے پاس آیا اور ان کی یہ گفتگو کہہ سُنائی آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور فرمایا چھوڑ دو یہ بات حضرت موسٰی علیہ السّلام کو اس سے بھی بڑھ کر تکالیف دی گئیں تو انہوں نے صبر کیا۔

ترمذی نے یہ حدیث اور اس کے علاوہ بھی کئی احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں یہی مضمون ہے کہ عشرہ مبشرہ اور دیگر مہاجرین و انصار کے درمیان گہرا بھائی چارہ تھا۔

حدیث

زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مسجد میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ آپ نے صحابہ کے چہرے ملاحظہ فرما کر انمیں سے کچھ کو غیر حاضر پایا تو انہیں بلا بھیجا جب تمام اکٹھے ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کہی پھر فرمایا آج میں تمہیں ایک بات کہنے والا ہوں اسے یاد کر لو اور بعد میں آنے والوں کو آگاہ کر دو۔ اللہ تعالٰی نے اپنی مخلوق میں سے بعض کو برگزیدہ بنایا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ۔

ترجمہ: اللہ فرشتوں سے رسول چن لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

اور میں بھی تم (صحابہ) میں سے بعض کو زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور تمہارے درمیان بھائی بندی بنانے والا ہوں۔ جیسا کہ اللہ نے فرشتوں کے مابین اخوّت کے رشتے

بنائے ہیں تو اے ابو بکر رضؓ اٹھو اور میرے سامنے کھڑے ہو جاؤ مجھ پر تمہارے کئی احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ ہی تمہیں دے گا۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل (دوست) بناتا تو تمہیں بناتا تم میرے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہو جو قمیص کو بدن سے ہوتی ہے۔

حضرت ابو بکر رضؓ ایک طرف کھڑے ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا۔ عمر رضؓ میرے قریب آجاؤ۔ وہ قریب آ گئے تو آپؐ نے فرمایا عمر رضؓ تم سب سے زیادہ ہماری مخالفت کیا کرتے تھے۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ تمہاری وجہ سے یا ابوجہل بن ہشام کی وجہ سے اسلام کو شوکت دے دی جائے تو اللہ نے میری دعا کو تمہارے حق میں قبول فرمایا تو تم میرے ساتھ جنّت میں ہو گئے ساری امت میں سے تیسرے نمبر پر جنّت میں داخل ہونے والے یہ سن کر عمر فاروق رضؓ ایک طرف ہٹ گئے تو نبی علیہ السّلام نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔

پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ارشاد ہوا اے ابو عمرو عثمان میرے قریب آجاؤ وہ آہستہ آہستہ قریب ہونے لگے۔ تا آنکہ نبی علیہ السّلام نے اُن کے گھٹنے اپنے گھٹنوں سے ملا لیے تب آپؐ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور تین بار سبحان اللہ العظیم کہا پھر عثمان غنی رضؓ کو دیکھا تو اُنکی چادر کھلی ہوئی تھی تو آپؐ نے اپنے ہاتھوں سے باندھ دی اور فرمایا چادر کے دونوں پلے سینے کے اوپر سے گزار لو اور پھر فرمایا آسمانوں میں تمہاری تعریف کی جاتی ہے[1] تم روز قیامت میرے پاس

[1] اس بات کی تائید شیعہ کتب حدیث سے بھی ہوتی ہے چنانچہ فروع کافی کتاب الروضہ باب علامات قیام القائم میں ہے کہ امام جعفر صادق رضؓ نے فرمایا ہر روز شام کو آسمانوں میں ندا ہوتی ہے کہ عثمان اور اس کے پیرو جنتی ہیں اور کامیاب۔

حوض کوثر پر آؤ گے جب کہ تمہاری گردن کی رگوں سے خون بہتا ہو گا میں کہوں گا تمہارے ساتھ یہ حشر کس نے کیا ہے؟ تم کہو گے فلاں فلاں نے، یہی بات ہو گی کہ کوئی آواز دینے والا آسمانوں سے آواز دے گا یاد رکھو عثمان رض تمام مظلومین کا امیر ہے۔

چنانچہ عثمان غنی رض ایک طرف ہو گئے تو نبی علیہ السلام نے عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اور فرمایا اے اللہ کے امین! میرے قریب آؤ! تم اللہ کے امین ہو آسمانوں میں تمہیں امین کہا جاتا ہے۔ جو تمہارا حق ہے اللہ اس پر تمہیں ضرور قبضہ دیگا، میرے پاس تمہارے لیے ایک دعا ہے جو ابھی تک میں نے بارگاہ خداوندی میں پیش نہیں کی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پیش کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا تم مجھ پر ایک امانت لا رکھتی ہے (یعنی دعا کی قبولیت اور طلب کردہ چیز کا حصول) پھر فرمایا عبدالرحمٰن رض تمہارا ایک مقام ہے اللہ تمہیں کثرت سے مال عطا فرمائے اور آپ نے مال کی کثرت کو اپنے ہاتھ پھیلا پھیلا کر تعبیر فرمایا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن رض ایک طرف ہو گئے تو آپ نے اُن کے اور عثمان غنی رض کے درمیان بھائی بندی کر دی۔

پھر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا ارشاد ہوا قریب آجاؤ وہ قریب آ گئے فرمایا تم دونوں عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح میرے حواری ہو پھر دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا تو وہ ایک طرف ہو گئے۔

پھر عمار بن یاسر رض اور حضرت سعد رض کو بلایا گیا۔ اور فرمایا تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

پھر ابو درداء اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا۔ اور فرمایا تم ہمارے اہل بیت میں سے ہو اللہ نے تمہیں پہلا اور آخری علم اور پہلی اور آخری کتاب عطا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا۔ ابو درداء! کیا اللہ نے تمہیں راہ حق عطا نہیں فرمادی؟ عرض

کیا ہاں یا رسول اللہ آپ پر میرے والدین قربان۔ فرمایا اے ابو دردا۔ اگر تم گم ہو جاؤ گے تو امت تمہیں تلاش کریگی۔ اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے تم بھاگو گے بھی وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے۔ اس لیے اپنی عزت کو فقر والے دن کے لیے ادھار دے دو (یعنی آج لوگوں کے کام آؤ کل وہ تمہارے کام آئیں گے) اور جاؤ کہ اعمال کی جزا آنے والی ہے۔ پھر آپ نے ان کے اور سعد کے درمیان بھائی بندی کر دی۔ پھر صحابہ کے دمکتے ہوئے چہروں کو دیکھ کر فرمانے لگے صحابہ! تمہیں مبارک ہو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں تم ہی سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے جنت میں تمہارے گھر بہت بلند و بالا ہونگے۔ پھر آپ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا اللہ ہی کی حمد ہے جسے وہ اپنا محبوب بنائے اسے گمراہی سے نجات دیدیتا ہے۔

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے۔ کہنے لگے میری تو جان نکل گئی تھی اور کمر ٹوٹ گئی تھی جب میں نے دیکھا کہ آپ میرے سوا سب کی تعریف کر رہے اور بھائی بندیاں بنا رہے ہیں۔ اگر مجھ پر کوئی ناراضگی ہے تو جیسے آپ کی مرضی، تو رسول اللہ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے نبی بنایا۔ میں نے تمہیں سب سے پیچھے رکھا ہی صرف اپنا بھائی بنانے کے لیے ہے تمہارا مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے آپ کی کیا وراثت ملے گی؟ فرمایا جو کچھ پہلے انبیاء وراثت چھوڑ گئے تھے وہی ملے گی۔ عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا اللہ کی کتاب ہے اور نبی کی سنت اور جنت میں حضرت فاطمہ رض سمیت تم میرے محل میں ہو گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ (سورہ حجر آیت ۴۷)

اللہ کے لیے محبت کرنے والے تختوں پر بیٹھے ایک دوسرے کے آمنے سامنے دیکھتے ہونگے۔

اس حدیث کو حافظ ابوالقاسم دمشقی نے چالیس لمبی حدیثوں کے مجموعہ میں بیان کیا ہے۔

حدیث

امام احمد بن حنبل رح اپنی کتاب مناقب علی بن ابی طالب میں حدیث مواخاۃ (مذکورہ) کا معنی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان بھائی بندی کر دی تو علی مرتضیٰ رضی نے مذکورہ شکایت کی تھی۔

حدیث

ابوسعد نے کتاب شرف النبوۃ میں عقبہ بن عامر جہنی رض سے مختلف الفاظ کے ساتھ حدیث مواخات روایت کی ہے۔ جس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر و عمر رض مجھے حکم ملا ہے کہ تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بناؤں تم دنیا و آخرت میں باہم بھائی بھائی ہو لہٰذا دونوں ایک دوسرے کو سلام کہو اور مصافحہ کرو تو تعمیل حکم کرتے ہوئے دونوں نے مصافحہ کر لیا۔

پھر فرمایا اے زبیر رض و طلحہ رض آؤ میں تمہیں بھائی بناؤں تم دونوں دنیا اور آخرت میں ایک دوسرے کے بھائی ہو۔ آپس میں سلام کہو اور مصافحہ کرو۔ تو دونوں نے ایسا کر دکھایا۔

پھر فرمایا اے عبدالرحمٰن اور عثمان رضی اللہ عنہما آؤ مجھے حکم ہے کہ تمہیں باہمی بھائی بنا دوں۔ تم دنیا اور آخرت میں باہم دیگر بھائی بھائی ہو۔ دونوں سلام کہو اور مصافحہ کرو چنانچہ انہوں نے کر دیا۔ پھر ابی بن کعب رض اور عبداللہ بن مسعود کو بلایا گیا اور

سابق کاروائی ہوئی۔ پھر ابوعبیدہ بن جراح رض اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رض کے درمیان بھائی بندی قائم کی گئی۔ پھر ابودرداء رض اور سلمان فارسی رض کو باہم بھائی قرار دیا گیا۔ پھر سعد بن ابی وقاص رض اور حضرت صہیب رومی رض کے مابین مواخات کا رشتہ استوار ہوا پھر ابو ایوب انصاری رض اور حضرت بلال رض کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا گیا۔ پھر اسامہ بن زید اور ابوہند الحجام کو نبی علیہ السلام نے باہم بھائی بھائی قرار دیا۔

پھر فرمایا مجھے یہ حکم ہے کہ سیدہ فاطمہ رض اور ام سلیم رض کے مابین رشتہ اخوت استوار کردوں اور سیدہ عائشہ رض اور حضرت ایوب انصاری رض کی زوجہ کو بہنیں بنا دوں۔ اللہ تعالیٰ ابوطلحہ رض اور ابوایوب انصاری رض کی آل کو اللہ کے رسول کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔

حدیث

مورخ ابن اسحاق رض نے مہاجرین و انصار کے مابین مواخات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی طرف سے ہم پر نازل شدہ وحی میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں بھائی بندی کی جائے یہ کہہ کر آپ نے حضرت علی رض کا ہاتھ تھاما اور فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضیٰ رض ایک دوسرے کا بھائی کہلایا کرتے تھے پھر حضرت امیر حمزہ رض بن عبدالمطلب رض اور زید بن حارثہ رض بھائی بھائی بنے جعفر بن ابی طالب رض اور معاذ بن جبل رض میں بھائی بندی ہوئی۔

حضرت ابوبکر رض اور خارجہ بن زید رض باہم بھائی بنے۔ عمر بن الخطاب رض اور عتبان بن مالک رض کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔ ابوعبیدہ بن جراح رض اور سعد بن معاذ رض بھائی بھائی کہلائے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رض اور سعد بن ربیع رض میں بھائی بندی استوار ہوئی۔ اور زبیر بن العوام رض اور سلمہ سلامہ رض کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔

حدیث

بروایت دیگر زبیر بن عوامؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا تھا۔ یونہی عثمانؓ اور اویس بن ثابتؓ کو طلحہ بن عبداللہؓ اور کعب بن مالکؓ کو سعید بن زیدؓ اور ابی بن کعبؓ کو مصعب بن عمیرؓ اور ابوایوبؓ کو ابوحذیفہؓ اور عباد بن بشیرؓ کو اور عمار بن یاسرؓ اور حذیفہ بن الیمان کو زبان نبوت نے ایکدوسرے کا بھائی قرار دیا۔

حدیث

ایک اور روایت کے مطابق عمار بن یاسرؓ اور ثابت بن قیسؓ جنہیں خطیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے اور ابوزر غفاریؓ اور منذر بن عمرؓ کے درمیان نبی علیہ السلام نے بھائی بندی بنائی۔

ابن ہشامؓ کہتا ہے کہ میں نے ایک بار علماء سے سنا ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو جندب بن جنادہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حاطب بن ابی بلتعہؓ اور عریم بن سعدؓ کے مابین سلمان فارسیؓ ابودرداؓ کے مابین اور بلالؓ موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابورویحہؓ کے مابین رشتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخات کا جوڑا ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہ مذکورہ اسماء ہیں۔ ان صحابہ کے جن کے مابین مواخات کا تعلق استوار ہوا تھا۔ جب کہ ابن اسحاق کی گزشتہ حدیث مواخات ۱۲ میں عشرہ مبشرہ میں سے جناب سعدؓ کے علاوہ تمام کا ذکر موجود ہے۔ یہ مواخات مہاجرین و انصار کے درمیان بنائی گئی تھی تاکہ مہاجرین کو غریب الوطنی کا احساس نہ ہو اور یوں صحابہؓ ایک دوسرے کے لیے دست و بازو بن جائیں جب کہ قبل ازیں عقبہ بن عامرؓ کی گزشتہ حدیث مواخات ۱۱ میں سعید بن زیدؓ کے سوا تمام عشرہ مبشرہ کا ذکر موجود ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ تمام گروہ عشرہ مبشرہ اس رشتہ اخوت میں شامل ہو گئے۔

حدیث

ابن اسحاق نے مہاجرین و انصار کی مواخات یوں بھی لکھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ۔ عثمان غنیؓ اور عبدالرحمٰنؓ۔ طلحہؓ و زبیرؓ۔ ابوذرؓ اور مقدادؓ اور امیر معاویہؓ اور حتات مجاشعی کے درمیان مواخات[1] کا تعلق قائم کیا۔ بہر حال یہ مختلف احادیث اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ مواخات قائم کرنے کا امر متعدد بار واقع ہوا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیقؓ و فاروقؓ، امیر حمزہ و زید بن حارثہؓ، عبداللہ بن مسعودؓ و زبیر بن عوامؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ و سعد بن مالکؓ، اور خود اپنے اور میرے درمیان مواخات پیدا فرمائی۔

حدیث

ابن عبداللہؓ نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مہاجرین کے درمیان مواخات قائم کی پھر مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات کا رشتہ استوار کیا۔ دونوں بار حضرت علیؓ سے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حدیث

طبرانی معجم میں بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ کے درمیان بھائی بندی بنائی، تو ممکن ہے کہ آپؐ نے اپنے اور علی مرتضیٰؓ کے مابین مواخات کسی اور موقع یا آخری موقع پر قائم فرمائی ہو۔ کیونکہ روایات کے اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر متعدد بار واقعہ ہوا ہے۔ چنانچہ کئی صحابی دو یا تین افراد تک کے بھائی بنائے گئے[1]

[1] اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ حدیث ۱۵ میں مواخات کے ضمن میں امیر معاویہؓ کا تذکرہ

باب دوم:

عشرہ مبشرہ صحابہ رض کے بعض اجتماعی فضائل

اور ان کے نسب مبارک کا نبی علیہ السلام سے اتصال

علامہ محمد بن احمد بن خلف رحمہ اللہ نے عشرہ مبشرہ کا نسب درج ذیل عربی اشعار میں بیان کیا ہے۔

صَلوٰةُ رَبِّی دَائِمًا وَالطَّیِّبِیْنَ الْبَرَرَہْ ،	عَلَی النَّبِی الْمُصْطَفٰی وَآلِہٖ وَالْعَشَرَۃِ
فَآلِہٖ دُنْ فَاطِمٍ وَمِنْ اَخِیْہِ حَیْدَرَہْ	وَشَیْبَۃَ الْحَمْدُ لَھُمْ اَصْلٌ اَطَابَ الثَّمَرَہْ
وَبَعْدَھُمْ عُثْمَانُ مِنْ عَبْدِ مَنَافٍ الْخَیَرَہْ	وَمِنْ قُصَیٍّ لَحِقَ الزُّبَیْرُ مُرْدِی الْکَفَرَہْ
سَعْدُ الْمُفْدِیْ مِنْ کِلَابٍ وَابْنُ عَوْفٍ آزَرَہ	مِنْہ یَقِیْنًا وَطَلْحَۃُ مِنْ مُرَّۃَ مَا اَشْھَرَہ
فَارُوْقُنَا مِنْ کَعْبِھِمْ سَعِیْدٌ یَقْفُوْ اَثَرَہْ	وَعَامِرُ الْاَمِیْنُ مِن فِھْرٍ کَمَالُ الْعَشَرَہ

ترجمہ ۱: اللہ تعالیٰ اور تمام پاک لوگوں کا درود و سلام ہو۔ نبی علیہ السلام پر آپ

بھی موجود ہے جو فتح مکہ کے قریب اسلام لائے تھے۔ لہذا یہ بعد کا واقعہ ہے۔ اور جو مواخات ہجرت کے فوراً بعد ہوئی تھی وہ پہلا واقعہ ہے۔

کی آل اور دس صحابہ پر۔

۲۔ آپکی آل میں سیدہ فاطمہ اور آپ کے بھائی حیدر قرار ہیں۔ ان سب کیلیے تعریف ہے اور عبد المطلب ایسا درخت ہے جس کے پھل بڑے عمدہ ہیں۔

۳۔ ان کے بعد عثمان غنی ہیں جو عبد مناف میں سے بہترین انسان ہیں۔ اور قصی سے حضرت زبیر رض جا ملے ہیں۔ جو کفار کو ہلاک کرنے کا شیوہ رکھتے ہیں۔

۴۔ جانثارِ نبی حضرت سعد رض کلاب کی اولاد میں سے ہیں اور عبدالرحمن بن عوف بھی بنی کلاب ہی سے ہیں صدیق اکبر اور طلحہ مرہ سے مشہور ہیں۔

۵۔ فاروق اعظم کعب سے تعلق رکھتے ہیں سعید بھی ان کے پیرو ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح فہر کی اولاد میں ہیں تو عشرہ مبشرہ مکمل ہوئے۔

اشعار کی تشریح اگلے صفحے پر نقشہ میں دیکھیں۔

سلسلہ نسب

حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ابوبکر صدیق	عمر فاروق	عثمان غنی	علی مرتضیٰ	حضرت طلحہ	حضرت زبیر	حضرت سعد	حضرت عبدالرحمٰن	حضرت سعید	حضرت ابوعبیدہ
۱- عبداللہ										
۲- عبدالمطلب	ابوقحافہ	خطاب	عفان	ابوطالب	عبیداللہ	عوام	مالک	عوف	زید	عامر
۳- ہاشم	عامر	نفیل	ابوالعاص	عبدالمطلب	عثمان	خویلد	اہیب	عبد	عمرو	عبداللہ
۴- عبدمناف	عمرو	عزی	امیہ		عمرو	اسد	حارث	عبدمناف	نفیل	جراح
۵- قصی	کعب	رباح	عبدشمس		کعب	عبدالعزیٰ	زہرہ	زہرہ	عزی	ہلال
۶- کلاب	سعد	عبداللہ	عبدمناف		سعد	قصی	کلاب	کلاب	رباح	کعب
۷- مرہ	تیم	قرط			تیم				عبداللہ	ضبہ
۸- کعب	مرہ	رزاح			مرہ				قرط	حارث
۹- لوئی		عدی							رزاح	فہر
۱۰- غالب		کعب							عدی	
۱۱- فہر									کعب	

ضروری نوٹ:

درجہ بالا نقشہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کا نسب نبی علیہ السلام کی دوسری پشت میں آپ سے مل جاتا ہے۔ جب کہ عثمان غنی رضؓ پانچویں جبکہ عمر فاروق رضؓ آٹھویں ابوبکر صدیق پرتے ساتویں اور ابوعبیدہ بن جراح رضؓ گیارھویں پشت پر آپ سے جا ملتے ہیں۔ اسی طرح دیگر افراد عشرہ رضؓ کا حال نقشہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

حدیث

روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں عشرہ مبشرہ کی ارواح جمع فرمائیں اور ان کے انوار سے ایک پرندہ بنایا جو جنتوں میں رہتا ہے۔ اسے ملاں نے اپنی سیرت اور دیگر مصنفین نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے گویا عشرہ مبشرہ کو دنیا میں پیدا کرنے سے پہلے ہی عالم ارواح میں اکٹھا کر دیا تھا۔ اور جب دنیا میں آئے تو عالم ارواح کی طرح یہاں بھی اکٹھے ہوگئے۔ نسب میں بھی (جیسا کہ گذر چکا) نبی علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بھی۔ رشتہ مواخات میں بھی۔ اور پھر جنت میں بھی انشاء اللہ اکٹھے ہونگے۔ تو خوش بخت ہے وہ انسان جس نے ان کی محبت کی کسی ایک میں فرق نہ کیا اور اُن سے راستے پر چلا۔ اور بدبخت ہے وہ انسان جو ان کے باہمی اختلافات میں الجھا رہا اور کسی ایک میں فرق کرنے کا خطرہ مول لیا اور نفس کی پیروی کرتے ہوئے ایک کی گستاخی کا مرتکب ہوا، اللہ ہی کو حمد ہے جس نے ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھا دعا یہ ہے کہ یہ کرم ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے۔

بیان اول

(اس بارے میں کہ)

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو نبی علیہ السلام کی صحبت میسر ہے اگرچہ درجات صحبت میں تفاوت ہے

حدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ لوگوں میں سے کون آپؐ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا (سیدہ عائشہؓ) میں نے عرض کیا مردوں میں کون؟ فرمایا ابوبکرؓ، میں نے پھر عرض کیا ان کے بعد کون؟ فرمایا عمرؓ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عثمانؓ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا علیؓ تو میں خاموش ہو گیا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بولے فرمایا عبداللہ! جو چاہو پوچھو میں نے عرض کیا کہ علیؓ کے بعد کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا طلحہؓ پھر زبیرؓ پھر سعدؓ (ابن مالک) پھر سعید بن زید پھر عبدالرحمٰن بن عوف، پھر ابوعبیدہ بن جراح۔

ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے مگر یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث:

جب کہ اس بارے میں صحیح حدیث حضرت عمرو بن العاصؓ کی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا مردوں میں سے کون؟ فرمایا عائشہؓ کا باپ (ابوبکر صدیق)

میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر بن الخطابؓ۔ اس کے بعد آپ نے بہت سے لوگوں کے نام گنے۔ ذکر فلاں کے بعد فلاں شخص مجھے محبوب ہے۔

اسے احمد۔ مسلم اور ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

عمرو بن العاص ہی سے ایک روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جیش ذات السلاسل کا امیر بنا کر بھیجا۔ جبکہ لشکر میں ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ) بھی تھے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ پر مجھے امیر بنایا جانا اس بناء پر ہے کہ آپ کے ہاں میرا مرتبہ ان سے بڑھ کر ہے۔ تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، پھر میں نے عرض کیا

یارسول اللہ! لوگوں میں سے آپ کے ہاں پسندیدہ تر شخص کون ہے؟

آگے حدیث مثل سابق ہے۔

یہ حدیث ابوحاتم نے حضرت انس کی روایت سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں بھی درج کی ہے۔

یہ احادیث عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں قدر و منزلت پر پوری طرح سے روشنی ڈالتی ہیں۔ تاہم پھر بھی یہ

مذکورہ احادیث بظاہر متعارض ہیں مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ ابو حاتم اور مسلم والی حدیث میں جو ہے کہ آپ نے کئی مردوں کے نام گنے کہ فلاں کے بعد فلاں محبوب ہے ممکن ہے اس سے مراد یہی عشرہ مبشرہ ہوں جنہیں ملاں نے اپنی روایت میں صراحتاً بیان کیا ہے۔ البتہ درج ذیل حدیث سے یہاں اشکال پیدا ہوتا ہے۔

حدیث

سیّدہ عائشہ رضؓ سے پوچھا گیا کہ نبی علیہ السلام کو صحابہ میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا ابوبکر رضؓ پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا عمر رضؓ پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا ابو عبیدہ بن جراح۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور اسی باب میں یہ حدیث بالتفصیل آئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تشریح:

اگر سوال کیا جائے کہ گزشتہ احادیث میں تو ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کے بعد عثمان غنی رضؓ کو نبی علیہ السلام کا محبوب بتلایا گیا ہے اور اس حدیث میں ابو عبیدہ بن جراح کو آخر کیوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت وہی ہے جو گزشتہ احادیث میں خود نبی علیہ السلام نے بیان فرمائی باقی سیّدہ عائشہ نے قرآئن کو دیکھ کر اپنے گمان کے مطابق بات کہہ دی ہے یہ نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں ہے۔

بیان دوم عشرہ مبشرہ صحابہ رضؓ سے کینہ و بغض رکھنے سے بچنا

حدیث

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے مسلمانو! اگر تم عبادت کرتے کرتے کمانوں کی طرح کوز پشت ہو جاؤ اور مسلسل روزہ رکھتے رکھتے کانوں کی طرح سوکھ جاؤ اور نماز ادا کرنے کے لیے قافلوں سے بچھڑے پھرو۔ پھر بھی اگر تم میں سے کسی نے عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے کسی سے بغض رکھا تو اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔

اسے ابو سعد رضؓ نے شرف النبوت میں بیان کیا ہے۔

بیان سوم عشرہ مبشرہ کے لیے جنت کی بشارت

حدیث

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضؓ جنت میں جائیں گے۔ عمر رضؓ جنتی ہیں۔ عثمان رضؓ جنتی ہیں۔ علی رضؓ جنتی ہیں۔ طلحہ رضؓ جنتی ہیں۔ زبیر رضؓ جنتی ہیں۔ عبدالرحمن بن عوف رضؓ جنتی ہیں۔

سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں ۔ سعد بن زید جنتی ہیں ۔ اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں [1]

اسے احمد بن حنبلؒ ۔ ترمذی اور بغوی نے مصابیح میں احادیث حسان سے درج کیا ہے ۔

تشریح :

اسے ابو حاتم نے بھی روایت کیا ہے مگر کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ، اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ جنت کی بشارت کے بارہ میں ابو عبیدہ بن جراح کا ذکر عشرہؓ سے منفصلاً صرف اسی حدیث میں آیا ہے ۔

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ آگے بیان ہونے والی سعید بن زید سے مروی حدیث ابو حاتم کے قول کی تردید کر رہی ہے ۔

حدیث

حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس آدمی جنتی ہیں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابو عبیدہ

[1] ان دس صحابہ کرام کو جنت کی بشارت ملی ہے اس لیے انہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور یہ بات شیعہ کتب میں بھی موجود ہے چنانچہ ابن ابی الحدید اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ جلد اول ص ۷۶ مطبوعہ بیروت میں حضرت طلحہؓ کے تعارف میں لکھتا ہے ۔ وَطَلْحَةُ أَحَدُ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ الْمَشْهُودُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ

ترجمہ : اور طلحہؓ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں جن کے لیے جنت کی شہادت دی گئی ہے ۔

بن جراحؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ نو ۹ افراد گن کر دسویں کا ذکر کیے بغیر آپ چپ ہو گئے ۔ لوگوں نے کہا آپ کو خدا کی قسم ہے کہ دسویں کا نام لیں فرمایا تم نے مجھے خدا کی قسم دے دی ہے ۔ اس لیے بتلاتا ہوں کہ وہ دسواں ابو الاعور (سعید بن زید) ہے ۔

اسے ترمذی نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ امام بخاری نے اس باب میں اسے سب سے صحیح حدیث قرار دیا ہے یعنی سابق الذکر حدیث عبدالرحمٰن بن عوف سے بھی یہ حدیث زیادہ قوی ہے ۔

حدیث

حضرت سعید ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش میں سے دس افراد جنتی ہیں ۔ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن مالکؓ اور ابو عبیدہ بن جراحؓ، سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں ۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ دس جنتیوں میں ایک صحابی اور بھی ہے اور غالباً وہ خود حدیث کے راوی (سعید بن زید) ہیں [1]

اسے دار قطنی نے روایت کیا ہے انہوں نے اسے ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اپنے معجم میں عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے جس میں حضرت سعیدؓ کا صاف نام موجود ہے ۔

حدیث

[1] اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ صرف دس صحابی جنتی ہیں اور باقی جنتی نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دس وہ صحابی ہیں جنہیں شارع علیہ السلام نے جنتی کہا ہے وہ خوش نصیب جنتی جنہیں زبان نبوت سے مژدۂ جنت مل گیا ۔

حضرت ابو ذر غفاری رضؓ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ کے گھر تشریف لائے فرمایا اے عائشہ رضؓ! تمہیں ایک بشارت نہ دوں! عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟ فرمایا تمہارے والد ابوبکر جنتی ہیں۔ وہاں ان کے ساتھی ابراہیم علیہ السلام ہونگے۔ عمر رضؓ جنتی ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے۔ عثمان رضؓ جنتی ہیں ان کا ساتھی میں خود ہونگا۔ علی رضؓ جنتی ہیں ان کے ساتھ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہوں گے۔ طلحہ رضؓ جنتی ہیں وہاں ان کے ساتھی حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ زبیر رضؓ جنتی ہیں ان کے ساتھی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہونگے سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں۔ ان کے ساتھی سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہونگے۔

سعد بن زید رضؓ جنتی ہیں ان کے ساتھی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں ان کے ساتھی ادریس علیہ السلام ہونگے۔ پھر فرمایا۔ اے عائشہ! میں سید المرسلین ہوں۔ تمہارا والد افضل الصدیقین ہے اور تم اُمّ المؤمنین ہو۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان چہارم
عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ صفاتِ حمیدہ

حدیث

حضرت عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت سے زیادہ رحم دل ابوبکر رضؓ ہیں دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمر رضؓ حیا میں سب سے بڑھ کر عثمان رضؓ اور سب سے زیادہ قوت فیصلہ کے

مالک علی رضؓ بن ابی طالب ہیں ہر نبی کے حواری تھے۔ اور میرے حواری (خدمتگار) طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ ہیں۔ سعد بن ابی وقاص جہاں ہونگے حق ان کے ساتھ ہوگا۔ سعید بن زید محبوبانِ خدا میں سے ہیں۔ عبدالرحمن بن عوف رضؓ اللہ کے تاجروں میں سے ہیں۔ (یعنی سب سے زیادہ خدا کے عبادت گزار اور اجر و ثواب کا لین دین کرنے والے ہیں) ابوعبیدہ بن جراح اللہ اور اس کے رسول کے امین ہیں۔ ہر نبی کا محرم راز ہوتا ہے اور میرا محرم راز امیر معاویہ بن ابی سفیان رضؓ ہیں۔ ان سب سے محبت کرنے والا نجات پا گیا اور بغض رکھنے والا تباہ ہو گیا۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان پنجم
عشرہ مبشرہ الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ کے مصداق اول ہیں

حدیث

حضرت علی رضؓ نے یہ آیت پڑھی۔

ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ الخ سورۃ انبیاء۔ آیت نمبر

ترجمہ: جن کے لیے ہم اچھی عاقبت لکھ چکے ہیں وہ جہنم سے دور رہیں گے۔)

پھر حضرت علی رضؓ نے فرمایا میں انہیں میں سے ہوں ابوبکر رضؓ، عمر رضؓ، عثمان رضؓ اور دیگر تمام عشرہ مبشرہ میں شامل صحابہ بھی انہی میں سے ہیں۔

اسے ابوالفرج بن جوزی رحمہ اللہ نے اسباب النزول میں بیان کیا ہے۔

☆

باب سوم:

عشرہ مبشرہ صحابہؓ میں سے بعض کے فضائل

*

بیان اوّل

عشرہ مبشرہؓ میں صدّیقین اور شہداء

حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم "حراء" پہاڑ پر چڑھے تھے آپ کے ساتھ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ حرکت میں آگیا۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے حراء" اپنی جگہ ٹھہر! تجھ پر نبی صدیق اور شہدا ہی تو ہیں دوسری روایت میں حضرت علیؓ کا نام نہیں۔

مذکورہ طریقہ پر یہ دونوں روایات مسلم نے ہی بیان کی ہیں۔

ترمذی نے یہ روایت مناقب عثمان غنیؓ میں درج کرتے ہوئے کی جگہ اِهْدَءْ لکھا ہے جب کہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے سعید بن زیدؓ کی روایت سے بھی بیان کیا ہے۔ مگر اس میں یہ لکھا ہے کہ "حرا" پر ابو عبیدہؓ کے سوا تمام افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے اور الفاظ ہیں۔ اُثْبُتْ حِرَاءُ

حدیث

زبلعی نے بھی اسے لیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ تم مجھے کہتے ہو کہ میں اپنے بھائیوں کو بُرا کہوں جب کہ اللہ ان پر درود بھیجتا ہے۔ یا یہ کہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔

اس کے بعد راوی نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپؐ حراء میں تھے کہ وہ ہلنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا حراء ٹھہر جا! راوی نے اس روایت میں یہ کہا ہے کہ اس وقت وہاں ابو عبیدہؓ کے سوا تمام افراد عشرہؓ موجود تھے۔

علاوہ ازیں یہ روایت حربی نے ابن عباس سے لی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ آپؐ حراء پر تھے کہ اچانک وہ دھل پڑا آپؐ نے فرمایا ٹھہر جا! تجھ پر نبیؐ، صدیق اور شہداء ہی تو ہیں۔ جب کہ آپ کے ساتھ وہاں ابو عبیدہ کے سوا تمام افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے۔

حدیث

علاوہ ازیں اسے حافظ اسحاق بن ابراہیم بغدادی نے ان روایات میں درج کیا ہے۔ جو بڑوں نے چھوٹوں سے اور آباؤ اجداد نے اولاد سے روایت کی ہیں چنانچہ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ اور حضرت سعیدؓ حراء پر کھڑے تھے کہ وہ ہلنے لگ پڑا نبی علیہ السّلام نے فرمایا،

حمرا، ٹھہر جا! تجھ پر نبیؐ، صدیق اور شہید ہی تو ہیں۔ چنانچہ یہ سنتے ہی حمراء ٹھہر گیا۔

تشریح:

صحابہ ثلاثہ (ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) کے فضائل میں مذکورہ روایات و دیگر روایات کئی اور پہاڑوں کے بارہ میں آئیں گی۔ لہٰذا یہ اختلافِ روایات صرف اسی وجہ سے ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار مختلف پہاڑوں پر ظاہر ہوا ہے۔ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ احادیث میں پہاڑ پر موجود افراد کی تعداد اور اسماء گوناگوں ذکر ہوئے ہیں۔

البتہ یہاں صدیق سے مراد بظاہر صرف ابوبکر صدیقؓ ہیں کیونکہ وہی صحابہ میں سے اس صفت کے ساتھ زیادہ مشہور رہیں اور شہید سے مراد وہ پانچ ہیں جن کا نام اس فصل کی پہلی حدیث میں صراحت سے موجود ہے (یعنی عمر، عثمان، علی طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم) کیونکہ یہ پانچوں صراحتاً تیغ سے شہید ہوئے ہیں۔ البتہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، اور حضرت سعید بن زیدؓ (اگرچہ بظاہر شہید نہیں ہوئے۔ مگر ممکن ہے کہ وہ کسی اور معنیٰ کے ساتھ مقام صدیقیت یا شہادت میں داخل ہوں۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے انہیں صدیقین اور شہداء میں رکھا ہے۔

بیان دوم | جنت میں نبی علیہ السلام کی تشریف آوری اور عشرہ مبشرہؓ سمیت آپؐ کا امت سے موازنہ کیا جانا

حدیث

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا وہاں میں نے (اپنے آگے) کسی کے قدموں کی سرسراہٹ سنی۔ پوچھنے پر بتلایا گیا کہ یہ حضرت بلالؓ ہیں تو جنت کی میں نے سیر کی اور دیکھا کہ وہاں کے اکثر باشندے فقراء مہاجرین ہیں اور مسلمان مالدار لوگ اور عورتیں نظر نہ آئیں پھر معلوم ہوا کہ مالدار تو جنت کے دروازوں پر محاسبین بن کر کھڑے ہوئے ہیں اور عورتوں کو دو سرخ چیزوں سونا اور ریشم نے تباہ کر ڈالا ہے (وہ اکثر جہنم میں ہیں) پھر میں جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک سے باہر آیا۔ ابھی میں دروازے کے پاس ہی تھا کہ ایک ترازو لایا گیا جس کے ایک پلے میں مجھے اور دوسرے میں میری ساری امت کو رکھ کر تولا گیا تو میں سب سے بھاری نکلا، پھر ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ کو باری باری لایا گیا اور ساری امت سے ان کا وزن کیا گیا اور انمیں سے ہر ایک ساری امت سے بھاری نکلا۔ پھر میری ساری امت کو ایک ایک کر کے میرے سامنے سے گزارا گیا۔ جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی باری آئی تو میں نے دیکھا وہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں، پھر وہ ذرا آگے جا کر واپس آ گئے اور کہا یا رسول اللہ! آپؐ پر میرے والدین قربان! اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو نبی بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے

بیان سوم کچھ افرادِ عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کی رفاقت ونجابت

حدیث

حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات برگزیدہ ساتھی یا محافظ عطا کیے گئے اور مجھے چودہ۔ ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ فرمایا میں خود میرے بیٹے (حسنین کریمینؓ) جعفرؓ (طیار) امیر حمزہؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، مصعب بن عمیرؓ، بلالؓ، سلمانؓ، عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

یہی حدیث تمام رازی نے فوائد میں یوں ذکر کی ہے کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کو وزراء یا محافظین سات عدد دیے گئے اور مجھے چودہ۔ امیر حمزہؓ، جعفر طیارؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ (یہ سات قریش میں سے ہیں) ابن مسعودؓ، عمارؓ، حذیفہؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور بلالؓ۔

تشریح:

مذکورہ دونوں احادیث میں قریش کے سات افراد تو بالاتفاق آئے ہیں۔ جب کہ ترمذی نے مصعب بن عمیرؓ کا نام بڑھایا ہے۔

علاوہ ازیں ترمذی نے سات افراد کے علاوہ پانچ افراد ذکر کیے ہیں۔ جن میں حذیفہؓ ابوذرؓ اور مقداد نہیں ہیں۔ جبکہ دوسری حدیث میں ان تینوں کے ساتھ ابن مسعودؓ، عمارؓ اور بلالؓ کا ذکر بھی ہے مگر مصعبؓ اور سلمانؓ کا نہیں (جبکہ پہلی

حدیث میں یہ دونوں موجود ہیں۔

چنانچہ دونوں احادیث کے اجتماع سے چودہ نہیں بلکہ پندرہ افراد بنتے ہیں کیونکہ دونوں احادیث میں چودہ کا عدد مکمل نہیں۔ ترمذی نے بارہ اور تمام رازی نے تیرہ لکھے ہیں، جبکہ امام احمد بن حنبلؒ نے یہی حدیث حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہوئے مکمل چودہ کی تکمیل ان الفاظ میں کی ہے کہ

حدیث

عرض کیا گیا یا رسول اللہ۔ آپ کے برگزیدہ چودہ ساتھی کون ہیں؟ فرمایا میں خود میرے بیٹے حسنؓ اور حسینؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، عقیلؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، مقدادؓ سلمانؓ، عمارؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ۔

گویا اس حدیث میں گیارہ قریشی صحابہ ہیں اور تین غیر قریشی۔

حدیث

یہی حدیث ابن سمان نے "الموافقہ" میں حضرت علیؓ سے چودہ عدد کی تفصیل کرتے ہوئے روایت کی ہے جبکہ روایت امام احمد بن حنبل سے اسماء میں اختلاف آگیا۔ الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات برگزیدہ ساتھی عطا کیے گئے جبکہ مجھے چودہ سات قریش میں سے علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، حمزہؓ جعفر طیارؓ، ابوبکرؓ، اور عمرؓ اور سات دیگر مہاجرین میں سے، عبداللہ بن مسعودؓ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، حذیفہؓ، عمارؓ اور بلالؓ۔

حدیث

ابن سمان کی دوسری روایت یوں ہے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، سیدہ فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ، حمزہؓ، جعفرا بن مسعودؓ، بلالؓ، عمارؓ، ابوذرؓ اور سلمانؓ۔

تشریح:

اس حدیث میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر مذکر صیغوں کے تحت مذکرین کی تغلیب کی بنا پر ہے۔ اور یہ بات کلام عرب میں کثیر الاستعمال ہے۔

بیان چہارم
فرمان نبی۔ ابوبکر نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا۔ اور اوّل مہاجرین سے رضاء نبی

حدیث

سہل بن مالک اپنے باپ سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم حجۃ الوداع سے لوٹے تو ممبر پر تشریف لاکر وعظ فرمایا۔ اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! ابوبکر نے مجھے کبھی بھی دکھ نہیں دیا۔ اس کی یہ صفت نوٹ کرلو، اے لوگو عمر رض، عثمان رض، علی رض، طلحہ رض، زبیر رض، سعد بن مالک رض عبدالرحمٰن بن عوف رض اور اوّل مہاجرین تمام سے میں راضی ہوں۔ ان کی یہ صفت نوٹ کرلو!۔

اسے خلفی نے اور حافظ دمشقی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

بیان پنجم
عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی جداگانہ صفت حمیدہ

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میری ساری امت میں سے امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر رض ہے۔ دین میں سب سے پختہ عمر رض حیا میں سب سے سچّا عثمان رض اللہ کی کتاب کا سب سے بڑا قاری ابی بن کعب رض۔ فرائض کو سب سے زیادہ جاننے اور عمل کرنے والا زید بن ثابت رض اور حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل رض ہے۔ یاد رکھو! ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔

اسے ابوحاتم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حدیث

طبرانی نے یہ حدیث یوں روایت کی ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ساری امت میں سے امت پر زیادہ مہربان ابوبکر رض امت کے لیے سب سے بڑا نرم دل عمر رض اور ساری امت میں سے سب سے بڑا قاضی علی رض ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ آگے مثل سابق ہے۔

بیان ششم
چند صحابہ جو زبان نبوت کے مطابق بہترین انسان ہیں

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابوبکر رض بہترین انسان ہے۔ عمر رض بہت اچھا آدمی ہے، معاذ بن عمرو بن جموح رض بہت بہترین شخص ہے، معاذ بن جبل رض نہایت بہترین انسان ہے، ابوعبیدہ بن جراح رض نفیس بندہ ہے۔

اسے ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے بھی روایت کیا ہے مگر

اسد بن حضیرؓ اور ثابت بن قیسؓ کا ذکر بھی کیا ہے۔ کچھ تقدیم تاخیر بھی کی ہے اور حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

بیان ہفتم — فرمان نبی کے مطابق جو لوگ محبان خدا و مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں

حدیث

ابی یخامر سکسکیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ابوبکرؓ پر درود بھیج کہ وہ تجھے اور تیرے رسول کو محبوب رکھتا ہے۔ اے اللہ عمرؓ پر درود بھیج کہ وہ تیرا اور تیرے نبی کا محب ہے۔ اے اللہ عثمانؓ پر درود بھیج کہ وہ تیرا اور تیرے محبوب کا حبدار ہے۔ اے اللہ ابوعبیدہ بن جراح پر درود بھیج کہ وہ تجھے اور تیرے نبیؑ کو دوست رکھتا ہے۔ اے اللہ عمرو بن العاصؓ پر درود بھیج کہ خدا و مصطفےؐ کو اپنا حبیب بنائے ہوئے ہے۔

بیان ہشتم — کچھ وہ صحابہ جو نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

حدیث شقیق کہتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا نبی علیہ السلام کو سب صحابہ میں زیادہ عزیز کون تھا؟ فرمایا ابوبکرؓ۔ میں نے کہا اس کے بعد کون؟ فرمایا عمرؓ۔ میں نے کہا اس کے بعد کون؟ فرمایا ابوعبیدہ بن جراحؓ۔ میں نے کہا اس کے بعد کون؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن حدیث قرار دیا ہے۔

بیان نہم — عشرہؓ میں سے کچھ کے لیے زبان رسالت کی خصوصی اور مناسب حال دعوات۔

حدیث زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو نے میرے صحابہ کی وجہ سے امت کو برکت عطا فرمائی ہے۔ تو ان سے یہ برکت واپس نہ لے۔ انہیں ابوبکر کی محبت پر اکٹھا کر دے۔ اس کا کام نہ بکھیر۔ کیوں کہ اس نے ہمیشہ اپنی رضا پر تیری رضا کو ترجیح دی ہے۔ اے اللہ عمر بن خطابؓ کو عزت، عثمانؓ کو صبر۔ علیؓ کو توفیق۔ طلحہؓ کو بخشش، زبیرؓ کو ثابت قدمی، سعدؓ کو سلامتی اور عبدالرحمٰنؓ کو وقار عطا فرما۔ اے اللہ اول مہاجرین و انصار کو اور نیکی میں انکی پیروی کرنے والے تمام مسلمانوں کو (جنت میں) میرا ساتھی بنا دے۔

اسے حافظ ثقفی نے اور واحدی نے مسنداً روایت کیا ہے اور واحدی نے ان الفاظ "تو ان سے برکت واپس نہ لے" کے بعد یہ الفاظ زائد کیے ہیں۔ اے اللہ تو نے میرے صحابہ کو ابوبکر کی وجہ سے برکت عطا فرمائی ہے تو ان سے یہ برکت واپس نہ لے اور ابوبکرؓ کی محبت پر انہیں اکٹھا کر دے۔

بیان دہم — بعض افراد عشرہؓ اور بعض دیگر صحابہؓ کے لیے زبان رسالت سے جنت کی دعا

حدیث ۱: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے صحابہ کے لیے جنت کا سوال کیا تو اللہ نے انہیں یقیناً جنت سے نواز دیا۔ اسے ابوالخیر حاکمی قزوینی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۲: ابن عبدالبر نے استیعاب میں روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب جل علیٰ سے سوال کیا کہ وہ شخص دوزخ میں نہ جائے جس نے مجھے سسر بنایا یا جسے میں نے سسر بنایا[1]

[1] شیعوں کی معتبر اور مفصل تر تفسیر "لوامع التنزیل"، جلد دوم ص۲۶ میں علامہ حائری شیعہ لکھتا ہے۔

بیان ۱۱ — جنّت میں عشرہ مبشرہ کے مقامات رفیعہ

حدیث۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز فجر کے لیے تشریف لائے اور فرمایا۔ اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھیو![1] آج رات میں نے جنت میں تمہارے مکانات کا اپنے مکان سے قرب دیکھا ہے۔ یہ کہہ کر آپ حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اے علیؓ! کیا تم یہ پسند کرو گے کہ جنت میں تمہارا مکان میرے مکان کے سامنے ہو جیسے دو بھائیوں کے منازل باہم بالمقابل ہوتے ہیں؟ عرض کیا یارسول اللہ کیوں نہیں؟ یہ کہتے ہوئے حضرت علی گریاں ہوگئے۔ پھر آپ ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا میں ایک ایسے شخص کا نام اور اس کے والدین کا نام بھی جانتا ہوں جب وہ جنت میں آئے گا تو وہاں کا ہر مکان اور پانی کا ہر گھونٹ مرحبا مرحبا پکار اٹھے گا۔ حضرت سلمانؓ فارسی عرض کرنے لگے یارسول اللہ! ایسا شخص ناکام کب ہو سکتا ہے۔ فرمایا وہ ابوبکرؓ ہے۔ پھر آپ نے حضرت عمرؓ کی طرف التفات فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اے ابوحفص! میں نے جنت میں سفید جوہر سے بنا ایک محل دیکھا جس پر سفید موتیوں کا جڑاؤ کیا ہوا تھا۔ میں نے فرشتہ رضوان سے پوچھا یہ محل کس کے لیے ہے؟ کہنے لگا ایک قریشی جوان کے لیے میں نے سمجھا کہ شاید میرا ہے وہ خود ہی بول اٹھا یہ عمر بن الخطابؓ کا ہے۔ پھر میں نے اس کے اندر جانا چاہا تو مجھے تیری غیرت یاد آگئی۔ عمر فاروقؓ سن کر آب دیدہ ہوگئے

[1] کتنا پیارا خطاب ہے جو خود زبانِ رسالت سے ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔

عرض کرنے لگے یارسول اللہ! کیا مجھے آپ پر غیرت آئیگی!

پھر آپ نے عثمان غنیؓ کی طرف رخ منور کیا اور فرمایا ہر نبی کا ایک ساتھی ہوتا ہے اور میرے جنت کے ساتھی تم ہو۔ پھر عبدالرحمٰنؓ کی طرف نگاہ التفات اٹھی تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں نے تمہیں تمام صحابہ سے دیر کے ساتھ آتے دیکھا ہے۔ کیا سبب ہے؟ فرمایا مجھ سے حساب ہوتا رہا کہ فلاں مال تمہیں کہاں سے ملا کہاں خرچ کیا؟ بلکہ مجھے تو گمان گزرا کہ شاید آپ کو نہ دیکھ پاؤں گا پھر عرض کیا میرے سو اونٹ مصر سے مال تجارت سے لدے ہوئے آئے ہیں۔ جنہیں میں مدینہ کے یتیموں اور بیواؤں میں تقسیم کرنے کا اعلان کرتا ہوں شاید کہ اسی سبب سے اللہ میرا حساب آسان کر دے پھر آپ نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کی طرف دیکھا تو فرمایا ہر نبی کے حواری (مددگار) ہوتے ہیں۔ اور میرے حواری تم دونوں ہو۔

اسے قاضی ابوبکر یوسف بن فارس نے روایت کیا ہے۔

بیان ۱۲ — کچھ وہ صحابہ جو جمعہ کے روز لوگوں کے بھاگ جانے کے وقت نبی علیہ السّلام کے ساتھ رہے

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ مدینہ منورہ میں غلے کا قافلہ آگیا (جب کہ قحط سالی طاری تھی) تو لوگ قافلے کی طرف دوڑ پڑے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ بارہ آدمی رہ گئے جن میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے۔

اسے صرف مسلم نے روایت کیا ہے۔

بیان ۱۳ — وہ حدیث جو عشرہ مبشرہ میں سے بعض کی اہلیت خلافت پر دال ہے

حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا اگر نبی علیہ السلام اپنے بعد کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے؟ فرمایا ابوبکرؓ کو عرض کیا گیا (اگر بالغرض زندہ نہ ہوتے تو) اس کے بعد کسے بناتے؟ فرمایا عمرؓ کو۔ سوال ہوا پھر کسے بناتے؟ فرمایا ابوعبیدہ بن جراح کو۔ اس کے آگے سیدہ نے کسی کا نام نہیں لیا۔

بیان ۱۴ — کچھ عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کے حق میں نازل شدہ آیات قرآنیہ

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیہ کہ یہ

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر دوڑے چلے آئے۔
ستر صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جن میں ابوبکر صدیقؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے جنگ احد کے لیے جب آپ نے صحابہ کو بلایا تو وہ فوراً حاضر خدمت ہو گئے۔

اسے واحدی اور ابوالفرج ابن جوزی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عطاؒ (تابعی) سے روایت ہے کہ آیتِ مبارکہ

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا۔

ترجمہ: جب آپ کے پاس ہماری آیات کو ماننے والے آتے ہیں تو انہیں سلامتی کا پیغام دیجیے۔

ابوبکر صدیقؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، عثمان بن مظعونؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، مصعب بن عمیرؓ، سالمؓ، ابوسلمہؓ، ارقم بن ابی ارقمؓ، عمارؓ، اور حضرت بلالؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اسے ابوالفرج نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قولِ عد او نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ

ترجمہ: ہم نے ان کے دلوں سے ہر قسم کا بغض و کینہ نکال پھینکا ہے۔
ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعید بن زیدؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے حق میں اتری ہے۔

اسے خیثمہ بن سلیمان اور ابوصالح نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

ابوجعفر سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں کینہ اور بغض سے کیا مراد ہے۔ فرمایا زمانہ جاہلیت میں بنی ہاشم، بنی تیم اور بنی عدی کے مابین رنجش تھی جب یہ لوگ اسلام لائے تو دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہنے والے ہو گئے۔
حسن سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

سورۃ الزمر ایت ۱۷

ترجمہ: میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیں جو (سچی) بات سن کر اسکی خوب تر پیروی کرتے ہیں۔

جب ابوبکرؓ اسلام لائے تو ان کے پاس عبدالرحمٰن بن عوفؓ، عثمانؓ، طلحہؓ زبیرؓ، سعید بن زیدؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آئے اور پوچھا کہ آپ نے کونسا دین اختیار کیا ہے۔ جب آپ نے انہیں اپنے دین سے آگاہ کیا تو وہ بھی اسلام لے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس لیے آیت میں القول (سچی بات) سے مراد ابوبکر صدیقؓ کی بات ہے۔

حدیث

ضحاک سے مروی ہے کہ آیت مبارکہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ۔

سورہ حدید ایت ۱۹

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے ہی سچے ہیں) سے مراد آٹھ صحابی ہیں۔

ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ، زید بن حارثہؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ اور حمزہؓ جب کہ عمر فاروقؓ ان کے نویں ساتھی ہیں۔ جنہیں اللہ نے ان کے صدق دل کے سبب اِن سے ملا دیا۔

تشریح:

مجاہدؓ کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت سے مراد اللہ کو ملنے والا ہر انسان ہے۔ جبکہ مقاتلؓ (ایک مفسر) کے بقول اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جو رسولوں کی بات سن کر انکی تصدیق کر دیتے ہیں تکذیب نہیں!۔

یہ تمام اقوال واحدی نے اور ابو الفرج نے اسباب النزول میں روایت کیے ہیں۔

حدیث

امام جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر سے اور وہ اپنے ائمہ آباء سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد خداوندی

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ

سے مراد ابوبکر صدیق رضؓ۔

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

(کافروں پر سخت) سے مراد عمر فاروقؓ۔

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

(آپس میں رحم دل) سے مراد عثمان غنیؓ۔

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

(تم ہمیشہ انہیں رکوع و سجدہ (عبادت) کرتے ہی دیکھو گے) سے مراد علی بن ابی طالبؓ۔

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

(اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی) سے مراد طلحہؓ اور زبیرؓ

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ۔

(عبادت سے انکی جبینوں میں محراب ہیں) سے مراد سعد بن ابی وقاصؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہیں۔

حدیث

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ارشاد خداوندی

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ الخ

سورہ مجادلہ آیت ۲۲

ترجمہ: اللہ اور روز قیامت پر ایمان لانے والی قوم کو آپ ایسا نہیں پائینگے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی رکھیں خواہ وہ انکے والدین اولاد اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔) درج ذیل صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوا ہے۔

۱۔ ابوبکر صدیق رضؓ جنہوں نے اپنے کافر بیٹے کو جنگ بدر میں مقابلے کیلئے للکارا اور عرض کیا یا رسول اللہ آج مجھے سب سے پہلے قربان ہو لینے دیجئے تو آپ نے فرمایا ابوبکر! ہمیں اپنی جان کے ساتھ نفع بہم پہنچاتے رہیے[1] جانتے نہیں ہو کہ تمہاری حیثیت میرے لیے کانوں اور آنکھوں والی ہے۔

۲۔ عمر فاروق رضؓ جنہوں نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو تہہ تیغ کر ڈالا۔[2]

۳۔ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ اور امیر حمزہ رضؓ جنہوں نے شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو بدر

---

[1] بعینہٖ انہی الفاظ کے ساتھ یہ واقعہ شیعہ فرقہ کی معتبر تاریخ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲ صفحہ ۳۲۷ پر موجود ہے۔ معلوم ہوا ابوبکر صدیق کے دل میں ایمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

[2] عمر فاروق کے متعلق شیعہ فرقہ اکثر کہتا ہے کہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کبھی کسی کافر کو قتل نہیں کیا۔ ضرور ان کے دل میں کفر سے محبت موجود تھی معاذ اللہ حالانکہ صاف لکھا ہے کہ اپنے سگے ماموں کو غیرت ایمانی کے جوش میں قتل کر ڈالا۔ اور آپ کا یہ کارنامہ شیعوں کی معتبر کتاب بحار الانوار جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۳ پر بالصراحت موجود ہے۔

میں فنا فی النار کیا۔

۴۔ ابو عبیدہ بن جراح رضؓ جنہوں نے احد میں اپنا باپ عبداللہ بن جراح مار ڈالا۔

۵۔ مصعب بن عمیر رضؓ جنہوں نے اُحد میں اپنے بھائی عبیدہ بن عمیر کو جہنم رسید کیا اسی لیے اللہ فرماتا ہے وہ لوگ دشمنانِ خدا اور رسول کو دوست نہیں بناتے خواہ وہ انکے والدین اولاد بھائی یا عزیز رشتہ دار ہوں۔

اسے واحدی اور ابو الفرج نے بیان کیا ہے۔

باب چہارم:

چار یاران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے مختص احادیث

بیان اوّل

اللہ نے خلفاء اربعہ کو اپنے نبی کی صحبت کے لیے چن لیا

حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء و مرسلین کے سوا تمام جہانوں پر اللہ نے میرے صحابہ کو عظمت دے دی ہے پھر صحابہ میں سے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کو افضلیت سے نواز دیا۔ اور میری امت کو تمام امتوں سے افضل بنا دیا ہے۔ پھر امت میں سے جو لوگ پہلی سے چوتھی صدی تک آئیں گے بعد والوں سے افضل ہیں۔

اسے بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور بزار سے عبدالحق نے کتاب "الاحکام" میں اسے لیا ہے۔ جبکہ ابن سمان نے بھی الموافقہ میں یہ حدیث مختصراً نقل کی ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ اللہ نے انبیاء و مرسلین کے سوا اگلے پچھلے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو افضلیت عطا فرمائی ہے۔

بیان ۲

خلفاء اربعہ پر خدا و مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نوازشیں اور یہ کہ انکا محب - مومن ہے اور دشمن منافق

حدیث

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مجھے نبی علیہ السلام نے فرمایا اے علیؓ! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابو بکرؓ کو اپنا وزیر، عمرؓ کو مشیر، عثمانؓ کو سہارا اور تجھے اپنا مددگار بناؤں۔ تو تم چار ہوئے۔ جن کے متعلق اللہ نے ام الکتاب (لوح قدرت) میں لکھ دیا ہے کہ انہیں دوست رکھے گا تو مومن اور ان سے حسد رکھے گا۔ تو صرف منافق۔ تم ہی میرے جانشین۔ میری ذمہ داریوں کو اٹھانے والے اور امت کے آگے میری صداقت کی دلیل ہو۔ لہٰذا یہ رشتہ توڑ نہ دینا سیدھے راستے سے دائیں بائیں ہٹ نہ جانا۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے اور حضرت حذیفہؓ سے ایک اور طریق کے ساتھ بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان چار آدمیوں کی محبت صرف اور صرف مومن کے دل میں ہی یکجا موجود ہو سکتی ہے۔ یعنی ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ۔

اسے ابن سمان اور ابن ناصر سلامتی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان چاروں سے محبوبان خدا محبت کرتے ہیں اور دشمنان خدا بغض رکھتے ہیں۔ اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان ۳ — خطبۂ سید الابرارؐ در مدح چار یارؓ

حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ میرا وزیر ہے اور امت میں میرا نائب، عمرؓ میرا حبیب ہے اور میری زبان سے بولنے والا، عثمانؓ مجھ سے ہے اور علیؓ میرا بھائی اور میرا علم بردار ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقۃ میں روایت کیا ہے۔

حدیث:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ ابو بکرؓ پر رحمت نازل کرے جس نے مجھ سے اپنی بیٹی بیاہی پھر مجھے دار ہجرت (مدینہ منورہ) کی طرف اٹھا لایا۔ غار میں میرا ساتھی رہا اور اپنے مال سے بلالؓ کو آزاد کیا، عمرؓ پر اللہ رحم کرے جو سچی بات کہہ دیتا ہے خواہ وہ کڑوی ہو۔ جب کوئی بھی اس کا ساتھی نہ ہو (تنہا تنہا مجبور ہو) تو بھی حق بات کہہ دیتا ہے۔ عثمانؓ پر اللہ کی رحمتیں ہوں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اور علیؓ پر اللہ رحمت برسائے اے اللہ علیؓ جہاں جائے حق اس کا ساتھ نہ چھوڑے۔

اسے ترمذی، خلعی اور ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! تمہیں کیا ہے کہ میرے صحابہ کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہو۔ جانتے نہیں کہ میرے اہل بیت اور میرے صحابہ کی محبت اللہ نے امت پر روز

قیامت تک فرض فرما دی ہے۔

پھر فرمایا ابو بکرؓ کہاں ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں یہ موجود ہوں۔ فرمایا میرے قریب آجاؤ آپ نے انہیں سینے سے چمٹا کر انکی آنکھوں کے درمیان ماتھے کا بوسہ لیا۔ ہم نے (صحابہ نے) دیکھا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک رخساروں پر آنسو بہا رہی ہیں۔ پھر آپ نے ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا مسلمانو! یہ ابو بکر صدیقؓ ہے تمام مہاجرین و انصار کا سردار اور میرا ساتھی ہے۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو اس نے میری تصدیق کی، لوگوں نے مجھ سے صرف نظر کیا تو اس نے مجھے پناہ دی اور بلال کو میری رضا کے لیے اپنے مال سے خرید کو آزاد کیا۔ اس سے دشمنی رکھنے والے پر اللہ اور تمام جہان کی لعنت اور اللہ اس سے بری ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے۔ وہ ابو بکر صدیقؓ کی عداوت سے باز آجائے، یہ باتیں دوسروں تک پہنچا دو۔ یہ کہہ کر پھر فرمایا ابو بکر! بیٹھ جاؤ اللہ نے تمہارے لیے ان باتوں کا فیصلہ فرما دیا ہے۔

پھر فرمایا عمر بن خطابؓ کہاں ہے؟ عمر فاروقؓ جلدی سے سامنے آگئے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا قریب آجاؤ وہ قریب آئے تو آپؐ نے انہیں سینے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ ہم نے (صحابہ نے) آپؐ کے رخساروں پر آنسو بہتے دیکھے۔ پھر آپؐ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر آواز بلند فرمایا مسلمانو! یہ عمر بن الخطاب ہے تمام مہاجرین و انصار کا سردار اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں، اس کے دل زبان اور ہاتھ پر اللہ حق بات اتارتا ہے خواہ کوئی حمایتی نہ ہو یہ حق بات کہنے سے نہیں رکتا چاہے سچی بات کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔ احکام خداوندی کی بجا آوری میں کسی انسان کی ملامت گری کو خاطر

میں نہیں لاتا۔ شیطان اس کی شخصیت سے بھاگتا ہے۔ یاد رکھو! عمرؓ جنتیوں کا
نور ہے۔ اس کے دشمن پر اللہ اور تمام جہانوں کی لعنت ہے۔ اللہ بھی اس سے
بری اور میں بھی اس سے بری۔

پھر فرمایا عثمان بن عفانؓ کہاں ہے۔ تو حضرت عثمانؓ فوراً سامنے آئے عرض
کیا میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے انہیں قریب بلا کر سینے سے لگایا۔ تو آپؐ کے رخساروں
پر آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا مسلمانو!
یہ مہاجرین و انصار کا سردار ہے۔ انہی کے بارہ میں اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ
اسے اپنا سہارا اور داماد بناؤں۔ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اسی سے
بیاہتا اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اس کے دشمن پر اللہ اور تمام جہانوں
کی لعنت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ کہاں ہے؟ تو علیؓ عجلت میں سامنے
آکر بولے میں حاضر ہوں۔ فرمایا میرے قریب آؤ، وہ قریب آئے تو آپؐ نے
ان سے معانقہ کیا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ جبکہ آنسو آپ کے گالوں پر
بہہ رہے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا
مومنو! یہ مہاجرین و انصار کا سردار ہے میرا بھائی میرے چچے کا بیٹا اور میرا داماد ہے
میرے گوشت خون اور بالوں کا حصہ ہے۔ حسن و حسین کا والد ہے۔ جو نوجوانانِ جنت
کے سردار ہیں۔ یہ مشکل کشا ہے، اللہ کا شیر ہے۔ اور دشمنانِ خدا کے لیے ٹکتی
تلوار ہے۔ اس کے دشمن پر خدا اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے اللہ
بھی اس سے بری اور میں بھی اس سے بری۔ جو شخص اللہ کے ہاں سرخرو
ہونا چاہتا ہے وہ علی کی عداوت سے باز رہے جو لوگ موجود ہیں۔ وہ
دوسروں تک یہ باتیں پہنچا دیں۔ پھر فرمایا ابو الحسن بیٹھ جاؤ اللہ نے تمہارے

لیے یہ باتیں لکھ دی ہیں۔
اسے ابو سہل نے شرف النبوۃ میں بیان کیا ہے۔

بیان ۴ — خلفاء اربعہ کی محبت فرض ہے

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے تم پر ابوبکرؓ، عمرؓ اور علیؓ کی محبت ایسے ہی فرض قرار دیدی ہے۔
جیسے نماز زکوٰۃ، روزہ اور حج فرض ہے۔ جو انکی عظمت کا منکر ہے اللہ نہ اس کی
نماز قبول کرے گا نہ زکوٰۃ نہ حج۔ [1]

اسے ملا نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔

حدیث:

حضرت محمد بن وزیرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب
میں دیکھا، میں نے قریب ہو کر عرض کیا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ! جواب
ملا وعلیک السلام یا محمد بن وزیر۔ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ میں نے عرض کیا
ہاں یا رسول اللہ، عیال زیادہ ہے اور مال تھوڑا، چاہتا ہوں کہ آپ مجھے چند دعائیں
ارشاد فرما دیں جنہیں میں سفر حضر میں ہر وقت پڑھتا رہا کروں شاید کہ میری غربت ختم ہو

[1] کیونکہ اگر وہ خلفاء اربعہ کو معاذ اللہ کافر سمجھتا ہے۔ تو خود کافر ہے اور کافر کے اعمال بیکار
جاتے ہیں اور اگر انہیں فاسق و فاجر خیال کرتا ہے تو خود پرلے درجے کا فاسق ہے ایسے
شخص کی نمازیں اور عبادات ثواب سے عاری رہتی ہیں۔

جلئے۔ فرمایا بیٹھ جاؤ اور یہ تین دعائیں ہیں جنہیں ہر مشکل کے وقت اور ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔ وہ دعائیں یہ ہیں۔

یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ

(اے ہمیشہ سے احسان فرمانے والے)

وَیَا مَنْ اِحْسَانُہٗ فَوْقَ کُلِّ اِحْسَانٍ

(وہ ذات جس کا احسان۔ ہر احسان سے بڑا ہے)

وَیَا مَالِکَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ۔

(اے دنیا و آخرت کے مالک)

پھر آپ کی نگاہِ التفات اٹھی تو فرمایا اسلام اور سنت پر مرنے کی کوشش کرو۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کی محبت پر مرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ ایسی موت کے بعد جہنم نزدیک نہیں آتی۔

بیان ۵ — خلفاء اربعہ انبیاء کی امثال ہیں

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں انبیاء میں سے ہر نبی جیسا ایک شخص ضرور موجود ہے ابوبکرؓ، ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہے۔ عمرؓ موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے۔ عثمانؓ، حضرت ہارون علیہ السلام کے مشابہ ہے اور علی بن ابی طالبؓ میری

مانند ہے۔[1] اسے ملاں اور خلعی نے روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ۶ — ابوبکرؓ و عمرؓ ایک مٹی اور عثمانؓ و علیؓ ایک مٹی سے ہیں

حدیث

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور عثمانؓ اور علیؓ ایک مٹی سے اٹھائے گئے ہیں۔

بیان نمبر ۷ — نبی علیہ السلام اور خلفاء اربعہ کا جوہر بشری ایک جنتی سیب سے اٹھایا گیا ہے

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جبریل نے مجھے بتلایا کہ اللہ نے جب آدمؑ کے جسد میں روح ڈالی تو مجھے حکم ہوا کہ ایک جنتی سیب کا رس لاکر جناب آدمؑ کے گلے میں ٹپکاؤں۔ میں نے

---

[1] چنانچہ شیعوں کی معتبر کتاب ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص ۲۲۶ پر ہے کہ جب اسیران بدر کے متعلق حضرت ابوبکر نے نرمی کرنے اور حضرت عمر نے انہیں قتل کرنے کا مشورہ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر حضرت موسیٰ کی روش پر چلنے والے (کفار پر سختی کرنے والے) ہیں اور ابوبکر، حضرت ابراہیم کے طریقے کو اپنانے والے ہیں کہ جنہوں نے کہا تھا۔

فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم

ایسے ہی کیا۔ تو یا رسول اللہ! اس سے بننے والے پہلے نطفہ سے آپ کا جوہر بنا۔ جبکہ دوسرے سے ابوبکرؓ کا تیسرے سے عمرؓ کا، چوتھے سے عثمانؓ کا اور پانچویں سے علیؓ کا جوہر بنا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا یہ کون ہیں جنہیں اتنا بڑا اعزاز بخشا گیا؟ اللہ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد میں سے پانچ وجود ہیں۔ جنہیں میں نے تمام مخلوق پر افضلیت دی ہے۔ پھر جب حضرت آدمؑ سے خطا ہوئی تو انھوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار! ان پانچ برگزیدہ ہستیوں کے صدقے میں میری توبہ قبول فرما۔ تو اللہ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔

بیان نمبر ۸ — نبی علیہ السلام اور خلفاء اربعہ آفرینش آدمؑ سے قبل اللہ کے ہاں انوار تھے

حدیث

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کو نبی علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہم پانچوں پیدائش آدم علیہ السلام سے قبل عرش اعظم کی دائیں جانب انوار کی شکل میں تھے۔ جب حضرت آدمؑ پیدا ہوئے تو ہمیں انکی پشت میں لا ٹھہرایا گیا۔ پھر ہم پاک صاف پشتوں میں سے منتقل ہوتے رہے۔ تا آنکہ مجھے اللہ نے حضرت عبداللہ کی پشت میں ابوبکرؓ کو ابوقحافہؓ کی، عمرؓ کو خطاب کی، عثمانؓ کو عفان کی، اور علیؓ کو ابوطالب کی پشت میں لا اتارا پھر انہیں میرا صحابی بنا دیا گیا۔ اور ابوبکرؓ کو صدیق، عمرؓ کو فاروق، عثمانؓ کو ذوالنورین اور علیؓ کو میرا وصی بنا دیا گیا۔ تو انہیں گالی دینا مجھے گالی دینا ہے اور مجھے گالی دینا اللہ کو دینا ہے اور جو اللہ کو گالی دے اللہ اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینکے گا۔

اسے ملا نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ۹ — نبی علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے خلفاء اربعہ ہی قبروں سے اٹھیں گے

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میرے لیے زمین پھٹے گی پھر ابوبکرؓ، پھر عثمانؓ، پھر علیؓ کے لیے پھٹے گی۔ اس کے بعد ہم آ کر جنت البقیع والوں کو اٹھائیں گے اور مکہ والوں کا انتظار کریں گے۔ انکے لیے زمین پھٹے گی (تو وہ نکل کر ہمارے پاس آ پہنچیں گے) اور پھر سارا جہان زمین سے باہر آ جائیگا۔

بیان نمبر ۱۰ — روز قیامت خلفاء اربعہ کی وقتِ حساب امتیازی شان

حدیث

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابوبکر صدیقؓ کو یہ عرض کرتے دیکھا۔ کہ روز قیامت سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا؟ فرمایا ابوبکرؓ۔ تمہارا۔ انہوں نے عرض کیا پھر کس کا ہوگا؟ فرمایا عمرؓ کا۔ عرض کیا پھر کس کا؟ فرمایا علیؓ کا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا پھر کس کا؟ فرمایا عثمان کا۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ عثمانؓ کا حساب میرے سپرد کر دے تو اللہ نے میری دعا قبول فرمائی۔ اسے خجندی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

خجندی نے یہ بھی کہا ہے کہ حافظ بغدادی کے بقول اسی حدیث کی دوسری

روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ایک پوشیدہ حاجت اللہ نے پوری کر دی کہ عثمان رضی کا حساب پوشیدہ لیا جائے تو ان دونوں روایات کا مفہوم باہم متعارض نہیں ہے۔ اس لیے کہ پہلی حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ عثمان رضی کا حساب لوگوں کے درمیان آشکارا نہ لیا جائے۔ سو یہ دعا قبول ہو گئی۔

علاوہ ازیں جن احادیث میں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی کا حساب نہیں ہو گا، وہ بھی مذکورہ احادیث سے متصادم نہیں۔ البتہ ان پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ احادیث میں ہے تو یہ ہے کہ سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی کا حساب ہو گا۔ جیسا کہ ابھی گذر چکا تو پھر یہ کیسے درست ہے کہ ان کا حساب ہو گا ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلے حساب لیے جانے کا معنیٰ یہ ہے کہ حساب کے لیے سب سے پہلے اٹھایا جائیگا۔ کیونکہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے ابو بکر ہی اٹھیں گے اور سارا جہان ان کے بعد اٹھے گا۔ چنانچہ مذکورہ احادیث کے مطابق انہیں حساب دینے کے لیے بارگاہ خداوندی میں سب سے پہلے ضرور بھیجا جائیگا مگر دیگر احادیث کے بقول ان سے حساب معاف کر دیا جائیگا۔

بیان ۱۱ — زبان نبوت سے خلفاء اربعہ کیلیے اعلان جنت

حدیث

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کی تلاش میں نکلا تو آپ کو مدینہ شریف کے باغات میں سے ایک باغ میں ایک درخت کے نیچے محو استراحت پایا۔ میں نے آپ کو بیدار نہ کرنا چاہا۔ البتہ کھجور کی ایک خشک ٹہنی

میں نے کسی مقصد کے لیے توڑی تو اس کی آواز سے آپ جاگ گئے اور یوں گویا ہوئے۔ "تمہیں اور دوسرے تیسرے اور چوتھے شخص کو جنت کی مبارک باد ہو"۔ اتنے میں ابو بکر رضی آ گئے آپ نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ پھر عمر رضی آئے تو انہیں بھی بشارت دی گئی پھر عثمان رضی آئے تو انہیں بھی آپ نے جنت کا مژدہ سنایا پھر حضرت علی رضی آ گئے تو انہیں بھی آپ نے جنت کی بشارت عطا فرمائی۔

اسے ابو بکر اسماعیلی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت کعب بن عجرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں جنتی مردوں کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ فرمایا نبی جنت میں ہے صدیق جنت میں ہے۔ شہید جنت میں ہے اور اللہ کی رضا کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے والا شخص بھی جنتی ہے۔

اسے خیثمہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ابو بکر رضی کے لیے صدیقیت ثابت ہے اور صحابہ ثلاثہ کے لیے شہادت۔

بیان ۱۲ — خلفاء اربعہ نبی علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شہر کے دروازہ سے نکلے اور کیفیت یہ تھی کہ دایاں ہاتھ ابو بکر صدیق رضی کے کندھے پر اور بایاں عمر فاروق رضی کے کندھے پر رکھا تھا، عثمان غنی رضی نے پیچھے سے دامن پکڑ رکھا

تھا اور علی مرتضیٰ آگے آگے تھے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہم پانچوں یونہی جنت میں داخل ہونگے۔ جو ہم میں فرق کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

بیان ۱۳ — حوض کوثر کے چاروں کونوں پر خلفاء اربعہ متعین ہوں گے

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے چار کونے ہیں۔ پہلا کونہ ابوبکر صدیق رض کے ہاتھ میں ہوگا۔ دوسرا عمر فاروق رض، تیسرا عثمان غنی رض اور چوتھا کونہ حضرت علی رض کے ہاتھ میں ہوگا، تو جو شخص ابوبکر صدیق رض سے محبت اور عمر رض سے عداوت رکھے اسے ابوبکر رض حوض کوثر سے نہیں پلائیں گے۔ جو حضرت علی رض سے محبت اور عثمان غنی رض سے دشمنی رکھے اسے جناب علی رض نہیں پلائیں گے۔

یاد رکھو! ابوبکر صدیق رض سے محبت رکھنے والے نے اس عمل سے اپنا دین مضبوط کیا، عمر فاروق رض سے عقیدت رکھنے والے نے اپنے لیے ہدایت کا راستہ متعین کر لیا، عثمان غنی رض کا محب اللہ کے نور سے روشن ہو گیا اور علی مرتضیٰ رض کے حیدار نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔

اسے ابوسعد نے شرف النبوۃ میں روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ غیلانی نے بھی اسے روایت کیا ہے مگر کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ بعض ہاتھ کی جگہ ہاتھوں اور محبت کرنے کی جگہ تعریف کرنے کے الفاظ لکھے ہیں۔

بیان ۱۴ — روز قیامت خلفاء اربعہ کے خصوصی اختیارات

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا روز قیامت عرش کے نیچے ایک منادی ندا کرے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کہاں ہیں؟ تو ابوبکر صدیق رض، عمر فاروق رض، عثمان غنی رض، اور علی مرتضیٰ رض کو پیش کیا جائیگا۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رض سے کہا جائے گا آپ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو جائیں۔ اللہ کی رحمت سے جسے چاہیں داخل کریں اور اللہ کے علم سے جسے چاہیں واپس کر دیں۔

عمر فاروق رض سے کہا جائے گا کہ آپ ترازو پر کھڑے ہو جائیں اور اللہ کی رحمت سے جس کے نیک اعمال چاہیں بڑھائیں اور اللہ کے علم سے جس کے چاہیں گھٹائیں۔

عثمان غنی رض کو دو خلعتیں پہنائی جائیں گی۔ اللہ فرمائے گا۔ اے عثمان رض انہیں پہن لیجئے۔ جب سے میں نے زمین و آسمان بنائے ہیں تب سے آپ کے لیے یہ خلعتیں بنا دی تھیں۔

اور علی مرتضیٰ رض کو جنت کے ایک درخت جسے اللہ نے اپنے دست قدرت سے اگایا ہے سے بنا ہوا ایک عصا دیا جائے گا کہ اس سے برے لوگوں کو حوض کوثر سے ہٹائیں۔ اسے ابن غیلان نے روایت کیا ہے۔

تشریح: بعض اہل علم سے یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اللہ نے فضیلت و کرامت میں چاروں خلفاء کو برابر درجہ عطا فرمایا ہے۔

بیان ۱۵ — چار یاران نبی کے اسماء کی تحریر

حدیث

امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر سے اور وہ اپنے آباء سے روایت کرتے

ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ عرش پر کیا لکھا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں ؛ فرمایا عرش پر لکھا ہے ۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان الشہید علی الرضا۔

اسے ابوسعد نے شرف النبوۃ میں بیان کیا ہے ۔

بیان ۱۶	لواء الحمد (حمد کے جھنڈے) پر اسماء خلفاء اربعہ کی تحریر

حدیث،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا لواء الحمد کیا ہے ؛ فرمایا اس کے تین حصے ہیں پہلے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ لکھا ہے۔ دوسرے پر لا الہ الا محمد رسول اللہ تحریر ہے اور تیسرے پر ابوبکر الصدیق ، عمر الفاروق ، عثمان ذوالنورین ، علی المرتضیٰ ثبت ہے ۔

اسے ملا نے سیرت میں روایت کیا ہے ۔

بیان ۱۷	چار یاران نبی کی خلافت پر دال احادیث

حدیث۔ حضرت سفینہ رضہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا۔ خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی۔ پھر بادشاہت آجائے گی۔ سفینہ رضہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر کی خلافت دو سال۔ حضرت عمر کی دس سال۔ حضرت عثمان رضہ کی بارہ سال اور حضرت علی رضہ کی چھ سال تھی۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے ۔

تشریح :

یہ حدیث مؤرخین کی اس تصریح کے خلاف ہے کہ حضرت علی رضہ کی خلافت چار سال اور آٹھ ماہ تھی اور صحیح ترین تفصیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد خلافت انتیس ۲۹ سال رہی۔ ابوبکر صدیق کی خلافت دو سال تین ماہ اور دس دن، عمر فاروق رضہ کی خلافت دس سال چھ ماہ اور پانچ دن، عثمان غنی کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال اور حضرت علی کی خلافت چار سال اور آٹھ ماہ رہی۔ یہ کل مدت انتیس سال پانچ ماہ اور تین دن بنتی ہے۔ جسے تخمیناً تیس سال ہی کہنا چاہیے۔ اس لیے حدیث میں تیس سال مدت خلافت بیان فرمائی ہے۔ یا اس لیے کہ امام حسن نے حضرت علی کی جانشینی میں پانچ چھ ماہ جو حکومت کی ہے۔ وہ ایک اعتبار سے خلافت حضرت علی کا ہی تکملہ تھی۔ اگر اسے ساتھ ملا لیا جائے تو خلافت کی مدت مکمل تیس سال ہی بن جاتی ہے اور حدیث پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

حدیث

حضرت سہل بن ابی خثیمہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد چار خلفاء ہونگے اور مدت خلافت تیس سال ہوگی۔ پہلے نبوت ہے پھر خلافت پھر بادشاہت پھر جبریت و طاغیت (ظلم و تشدد) اور پھر عدل و انصاف ہوگا (امام مہدی کے دور میں) گویا اس امت کا اوّل و آخر بہتر ہے۔

اسے ابوالخیر قزوینی حاکمی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے یہ خلافت ابوبکر صدیق رضہ کے ہاتھوں پر کھولی۔ عمر رضہ نے اسے دوگنا اور عثمان غنی رضہ نے تین گن کر دیا اور مجھ پر اسکی انتہا ہو گئی

ٹھیک اسی طرح جیسے نبی علیہ السلام پر نبوت کی انتہا ہوئی ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس وقت ہی رخصت ہوئے ہیں جب آپ نے مجھ سے یہ عہد لے لیا کہ ابو بکر صدیقؓ میرے بعد خلیفہ ہونگے پھر عمر فاروقؓ پھر عثمان غنیؓ اور پھر میں خلیفہ ہونگا، صرف مجھی پر خلافت بند نہ ہوگی۔

حدیث۔

آپ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تب ہی رخصت ہوئے ہیں۔ جب آپ نے مجھے یہ بھید دیدیا کہ میرے بعد ابو بکر صدیق خلیفہ نہیں گے۔ آگے مثل سابق ہے۔

تشریح

یہ حدیث صحت سے دور ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو بکر صدیقؓ کی بیعت سے علی مرتضیٰ نے چھ ماہ توقف کیا ہے۔ پھر عثمان غنیؓ کی خلافت کے بارہ میں عمر فاروق کی مقرر کردہ خلافت کمیٹی کے فیصلے کا انتظار بھی کیا ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ نبی علیہ السلام نے آپ کو مذکورہ بات سمجھائی ہو اور اتنا عرصہ آپ اسے بھولے ہی رہیں۔ اگر واقعتاً ایسا ہوتا تو ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کرنے والے سب سے پہلے جناب علی ہوتے۔

حدیث

ابو بکر ہزلی نے اپنے شیخ اور انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ سے فرمایا جب تمہیں حکومت دی جائیگی تو قبول کر دگے؟

عرض کیا مر جاؤں گا۔ یارسول اللہ! فرمایا عمرؓ تم؟ عرض کیا جب تو ہلاک ہو جاؤں گا، فرمایا عثمان تم؟ عرض کیا کھاؤنگا کھلاؤنگا۔ مستحقین کو ان کے حقوق دونگا اور کسی پر ظلم نہ کرونگا۔ فرمایا علیؓ تم؟ عرض کیا قوت لا یموت لونگا۔ آواز پست رکھونگا۔ پھل (حقوق) بانٹوں گا اور انگارے تپا کر رکھونگا (مجرموں کیلئے) فرمایا تم سب کو حکومت ملے گی پھر اللہ تمہارے اعمال کا حساب لیگا۔

یہ چاروں روایات ابن سمان نے موافقہ میں روایت کی ہیں

حدیث

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا ابو بکرؓ نے اسے دونوں طرف سے پکڑ کر تھوڑا سا پیا پھر عمر فاروقؓ آئے اور اسے دونوں طرف سے پکڑ کر اتنا پیا کہ پہلو نکل آئے پھر عثمان غنی آئے اور دونوں طرف سے پکڑ کر پینا چاہا تو وہ چھلک پڑا۔ چنانچہ کچھ پانی ان کے اوپر گرا اور پھر انہوں نے اس سے اتنا پیا کہ پسلیاں پھول گئیں۔ پھر حضرت علی نے آکر اس سے پینا چاہا تو وہ چھلک پڑا۔

اسے خجندی نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ابو بکر صدیق کے تھوڑا سا پینے کا اشارہ انکی دو سالہ قلیل المدت خلافت کی طرف ہے۔ عمر فاروقؓ کے پہلو نکلنا ان کی طویل المدت خلافت (بارہ سال کی) غمازی ہے اور عثمان غنی اور علی مرتضیٰ کے پکڑنے سے ڈول کا چھلکنا انکے ادوار میں ہونے والی بغاوتوں کا غماز ہے۔

بیان ۱۸ — قرآن، درشانِ یارانِ نبی علیہم الرضوان

حدیث لہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ارشاد خداوندی۔
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَىٰ سُوقِهِ۔

سورہ فتح آیت ۲۹

ترجمہ: نبی علیہ السلام کے صحابہ کی مثال ایک کھیتی کی سی ہے۔ جس نے اپنے پتے نکالے پھر انہیں قوت دی تو وہ گھنی ہو گئی اور اپنی شاخ پر سیدھی کھڑی ہو گئی)

میں کھیتی سے مراد نبی علیہ السلام ہیں لہ۔ پتے ابو بکر صدیق کی ذات ہے۔ یہ کھیتی عثمان غنی کی برکت سے گھنی ہوئی اور علی مرتضیٰ کی قوت پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

اسے جوہری نے اور ابن عبد اللہ نے اپنی امالی میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابی بن کعب رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں سورۃ العصر تلاوت کی۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان! اس سورۃ کی تفسیر کیا ہے۔ فرمایا وَالْعَصْرِ اللہ فرماتا ہے مجھے قسم ہے دن کی آخری ساعات کی۔

لہ اور نبی علیہ السلام چونکہ مجسم اسلام ہیں۔ اس لیے حقیقتاً کھیتی سے مراد اسلام ہے۔

إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ
(بے شک انسان سخت نقصان میں ہے) یہ ابوجہل ہے۔
إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا
(سوا ایمان والوں کے) یہ ابوبکر صدیق رضؓ ہیں۔
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
(اور اچھے عمل کرنے والوں کے) یہ عمر فاروق رضؓ ہیں۔
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۔
(جو سچی بات کی تلقین کرتے ہیں) یہ عثمان غنی رضؓ ہیں۔
وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔
(اور جو صبر کی وصیت کرتے ہیں) یہ علی مرتضیٰ رضؓ ہیں۔
اسے واحدی نے بیان کیا ہے۔

بیان ۱۹ — نبی علیہ السلام کے بعد چار یاران نبی کی افضلیت

حدیث

حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ کہتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اس وقت ہی ہم تمام صحابہ سے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی مرتضیٰ کو افضل سمجھا کرتے تھے۔

اسے ابوالحسن حزی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ سے عرض کیا امیر المومنین! نبی علیہ السلام کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا ابوبکر رضؓ، میں نے کہا

پھر کون؟ فرمایا عمر فاروق رضؓ، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عثمان غنی رضؓ، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا میں خود۔

اسے ابوالقاسم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی مرتضٰی رضؓ نے ایک بار طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ یاد رکھو! اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق رضؓ ہیں۔ پھر ان کے بعد عثمان غنی رضؓ اور ان کے بعد میں خود ہوں۔ میں نے یہ بات تمہاری گردنوں میں ڈال دی ہے اب تم کوئی عذر نہیں کر سکتے (کہ ہمیں خلفاء ثلاثہ کی عظمت کا علم نہ ہوا تھا۔)

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میرے جانشینوں پر رحم کرے، عرض کیا گیا وہ کون ہیں یا رسول اللہ! فرمایا جو میرے بعد آئیں گے میری احادیث اور میری سنت کو پیش نظر رکھیں گے اور انہیں لوگوں تک پہنچائیں گے۔

اسے نظام الملک نے روایت کیا ہے۔

بیان ۲۰ — بارگاہِ تاجدارانِ خلافت میں حضرت ابن عباس کا ہدیہ عقیدت

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ ان پر رحم کرے، انکی یہ صفات تھیں۔

۱۔ قرآن کی تلاوت کرنا۔ ۲۔ گناہ سے نفرت کرنا۔ ۳۔ نیکی کا حکم کرنا۔

۴۔ برائی سے روکنا۔ ۵۔ رضا الہٰی کے لیے صبر کرنا۔ ۶۔ بے حیائی کی طرف رغبت سے بے خبری۔ ۷۔ رات بھر کی عبادت۔ ۸۔ دن بھر کا روزہ۔ ۹۔ معرفت خداوندی۔ ۱۰۔ خوف الٰہی۔ ۱۱۔ اللہ کی حرام کردہ امور سے دوری۔ ۱۲۔ اور ہلاک کرنے والے اعمال سے اعراض۔

صدیق اکبر رضؓ تقویٰ و قناعت میں ساتھیوں پر سبقت لے گئے تھے ان کی امانت اور نیکی بے مثل تھی، جو ان پر اعتراض کرے خدا کی اس پر تا روز قیامت لعنت ہو۔ ابن عباس رضؓ سے پوچھا گیا آپ کی مہر کا نقش کیا تھا۔ فرمایا آپکی مہر پر یہ کندہ تھا۔

عَبْدٌ ذَلِيْلٌ لِرَبٍّ جَلِيْلٍ

(عزت والے خدا کا حقیر بندہ)

ابن عباس رضؓ سے سوال ہوا کہ عمر فاروق رضؓ کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں، فرمایا اللہ ابو حفص پر رحم کرے۔ آپ اسلام کے علم بردار، یتیموں کے ملجا۔ ایمان کے مرکز۔ احسان کی انتہا۔ کمزوروں کے میزبان۔ بادشاہوں کے لیے دلیل راہ دین حق کا قلعہ۔ اور دستگیر مومناں تھے۔ آپ نے دین واضح تر کر دیا۔ اور ممالک فتح کر کے چپے چپے پر ذکر خدا جاری کر دیا۔ مشکل کا وقت ہو یا آسانی کا آپ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہا کرتے تھے۔ آپ سے بغض رکھنے والے کو خدا روزِ قیامت شرمندہ کریگا۔ پوچھا گیا آپ کی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا یہ تھا۔

اَللّٰهُ الْمُعِيْنُ لِمَنْ صَبَرَ

(صبر کرنے والوں کا اللہ مددگار رہے)

ابن عباس رضؓ سے پوچھا گیا۔ آپ عثمان غنی کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ فرمایا اللہ ابو عمرو پر رحم کرے آپ نیک لوگوں سے بہتر۔ دوستوں میں سے برگزیدہ

کثیر الاستغفار۔ شب زندہ دار۔ دوزخ کا ذکر چھڑ جانے پر کثرت سے گریہ کناں۔ شب و روز مفید کاموں میں مشغول، ہر بزرگی کے خواہاں، آخرت میں نجات دلانے والے ہر عمل کے شیدا، ہر ہلاکت خیز عمل سے گریزاں۔ وفادار۔ باکردار۔ پاک باز جنگ تبوک کے تنگدست اسلامی لشکر کے سرپرست، بیر رومہ کے واقف۔ اور داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کے قاتلوں کو خدا قیامت تک دردناک عذاب میں مبتلا رکھے۔

ابن عباس رضؓ سے پوچھا گیا۔ آپ کا نقش مہر کیا تھا۔ فرمایا یہ تھا۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا وَّ اَمِتْنِیْ شَھِیْدًا

(اے اللہ مجھے سعادت کے ساتھ زندہ رکھ اور شہادت کے ساتھ مار)

اور قسم بخدا واقعتاً آپ سعادت کے ساتھ دنیا میں رہے اور شہادت کے ساتھ یہاں سے گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اب آخری سوال یہ ہوا کہ آپ حضرت علی رضؓ کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ فرمایا اللہ ابوالحسن پر رحمت نازل کرے۔ آپ ہدایت کا مینار، تقوے کی کان، عقل کا پہاڑ، دانائی کا محور، مجسم فیاضی، انسانی علوم کی انتہا، اندھیروں میں چمکتے نور، دین متین کے داعی، خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والے، خلفاء میں سب سے زیادہ متقی، نبی علیہ السلام کے بعد (شہادت فاروق اعظم) پر قائم ہونے والی خلافت کمیٹی کے ممبران میں سب سے زیادہ معزز، صاحب قبلتین، حسنین کریمین کے پدر، اور خیر النساء کے شوہر تھے۔ آپ سے بہتر کوئی آدمی نہ میری آنکھوں نے دیکھا۔ نہ کانوں نے سنا۔ آپ حرب و ضرب کے ماہر اور بہادر دشمنوں کے لیے ہلاکت تھے، آپ سے حسد رکھنے والے پر اللہ اور اس کی تمام مخلوق کی قیامت تک لعنت ہو۔ پوچھا گیا آپ کی مہر کا نقش؟

فرمایا یہ تھا۔ اَللّٰہُ الْمَلِکُ ۔۔۔ (اللہ ہی کی تمام حکومتیں ہیں)[1]

یہ مکمل حدیث اصفہانی اور ابوالفتح قواس نے روایت کی ہے۔

بیان ۲۱ — امام جعفر صادق کی زبان سے ثنائے یاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث

مفضل بن عمر اپنے باپ سے اور وہ مفضل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضؓ سے صحابہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا ابوبکر صدیق رضؓ کا دل مشاہدۂ ربوبیت سے بھرا تھا۔ اور آپ اللہ کے سوا سب کچھ غیر موجود پاتے تھے۔ اسی لیے آپ ہر وقت یہ کہتے رہا کرتے تھے۔ لا الٰہ الا اللہ عمر فاروق رضؓ کی نگاہ میں ماسوی اللہ سب کچھ حقیر و صغیر تھا۔ اس لیے آپ کا تکیہ کلام تھا۔ اللہ اکبر۔ عثمان غنی رضؓ اللہ کے سوا ہر ایک شئی کو ناپائدار اور فانی سمجھتے تھے اور تمام صفات کا جامع صرف اللہ ہی کو جانتے تھے۔ اسی لیے اکثر کہتے رہا کرتے تھے سبحان اللہ۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضؓ سمجھتے تھے کہ جہان اللہ ہی سے ہے اللہ ہی کے ارادہ کے ساتھ قائم ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جائیگا۔ اس لیے آپ الحمد للہ سے رطب اللسان رہتے تھے۔

اسے خجندی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

---

[1] طویل و عریض حدیث یعنی یاران نبی کے حضور حضرت ابن عباس رضؓ کے گلہائے عقیدت بلفظہٖ شیعہ فرقہ کی درج ذیل انتہائی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

۱۔ مروج الذہب المسعودی الشیعی ج ۳ ص ۵۳

۲۔ ناسخ التواریخ حالات امام حسن مجتبیٰ ج ۱ ص ۳۰۱ تا ص ۳۰۴

بیان ۲۲ — اتباعِ رسول میں آپ کے یاروں کی تین تین اشیاء سے محبت

حدیث

مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک بار فرمایا لوگو! تمہاری دنیا میں سے صرف تین چیزیں اللہ کی طرف سے میرے لیے پسندیدہ قرار دی گئی ہیں۔ ۱۔ خوشبو ۲۔ عورتیں۔ جب کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ۳ ہے۔ ابو بکر صدیق نے فوراً عرض کیا یارسول اللہ! مجھے بھی ساری دنیا میں سے صرف تین چیزیں ہی پسند ہیں۔ آپ کے نورانی چہرے کو دیکھتے رہنا۔ آپ پر قربان کرنے کے لیے مال اکٹھا کرنا اور آپ سے رشتۂ قرابت جوڑ کر آپ کے دامن سے وابستہ رہنا۔ عمر فاروق رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے بھی تین چیزوں ہی سے محبت ہے۔ بھوکے انسان کو کھلانا پیاسے کو پلانا اور ننگے کو کچھ پہنانا۔ اور حضرت علی مرتضیٰ نے عرض کیا۔ مجھے بھی یارسول اللہ تین ہی چیزیں محبوب ہیں۔ گرمیوں کے روزے مہمانوں کی ضیافت اور میدان کارزار میں تلوار سے جہاد

اسے بھی خجندی نے روایت کیا ہے۔

باب پنجم:

ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم

سے مختص مشترکہ فضائل

صحابہ ثلاثہ رضؓ کا باہمی توازن اور ایک دوسرے سے زائد الوزنی

نوٹ:

اس مضمون کی بعض احادیث باب سوم میں گزر چکی ہیں۔ مزید احادیث درج ذیل ہیں:

حدیث

ابوبکر رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمانوں سے اترا۔ جس میں آپ کا اور ابو بکر صدیق رضؓ کا وزن کیا گیا تو آپ بھاری نکلے۔ پھر ابو بکر صدیق و عمر فاروق کا وزن ہوا تو

ابوبکر صدیقؓ بھاری ثابت ہوئے۔ پھر عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کا وزن ہوا تو عمر فاروق ثقیل ثابت ہوئے۔ بعد ازاں ترازو اٹھا لیا گیا۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوگئے اور فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے اللہ جسے چاہے حکومت دیتا ہے۔

اسے ابوداؤد نے اور بغوی نے مصابیح میں احادیث حسان میں روایت کیا ہے۔ جبکہ حافظ دمشقی نے موافقات میں اور خثیمہ بن سلیمان نے کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث

خثیمہ کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم جب صبح اٹھتے تو صحابہ سے پوچھا کرتے تھے۔ کیا تم میں سے کسی نے رات خواب دیکھا ہے۔ تو ایک بار ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ آسمان سے ترازو اترا جس میں آپ کا اور ابوبکر صدیق کا وزن کیا گیا تو آپ وزنی ٹھہرے پھر ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کا وزن ہوا تو صدیق اکبر زائد الوزن قرار پائے۔ پھر عمر فاروق اور عثمان غنی کا باہمی وزن ہوا تو عمر فاروقؓ کا وزن زیادہ نکلا۔

تشریح :

سابق حدیث کے ان آخری الفاظ اکہ نبی علیہ السلام کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے) کا شاید یہ مفہوم ہے کہ صرف ابوبکر صدیق سے لیکر عثمان غنی تک ہی باہمی موازنہ کی بابت سن کر آپ کی طبیعت کبیدہ ہوئی آپ تو چاہتے تھے کہ اللہ کی طرف سے یہ موازنہ تمام صحابہ کرام کے مابین کیا جاتا

بیان ۱ — تینوں خلفاء میں سے ہر ایک ساری امت سے بھاری ہے

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم دن چڑھے ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج میں نے فجر سے پہلے خواب دیکھا ہے کہ مجھے چابیاں اور اوزان دیئے گئے ہیں۔ اوزان یہ ہیں کہ مجھے ترازو کے ایک پلہ میں رکھ کر دوسرے میں میری ساری امت رکھی گئی۔ تو میں امت سے بھاری رہا۔ پھر میری جگہ ابوبکر صدیق لائے گئے تو وہ بھی ساری امت سے بھاری رہے۔ پھر عمر فاروق لائے گئے تو وہ بھی امت سے وزنی نکلے۔ پھر عثمان غنی کو لایا گیا حسب سابق وہ بھی سب سے وزنی قرار پائے۔ اسکے بعد ترازو اٹھا لیا گیا۔

اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں چند الفاظ کے اختلاف سے ابوالخیر قزوینی نے "اربعین" میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

ساری امت سے صحابہ ثلاثہ کے وزنی ٹھہرنے کا اشارہ اس طرف تھا کہ ساری امت ان کی خلافت و حکومت پر متفق ہوگی۔ پھر مذکورہ خواب میں میزان کے اٹھالیے جانے میں اس بات کی غمازی ہے کہ خلفاء کے بعد امت میں اختلاف پیدا ہو جائے گا [1]

[1] چنانچہ اسی طرح ہوا اور حضرت علی کے زمانہ میں جنگ صفین کے نتیجہ میں شام کے اندر امیر معاویہ نے اپنی علیحدہ حکومت کا اعلان کر دیا۔

ایک شبہ

عثمان غنیؓ کے مناقب میں یہ حدیث انشاء اللہ بیان کی جائے گی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات میں نے خواب دیکھا ہے میرے تین صحابی تولے گئے ہیں۔ ابوبکر صدیق تولے گئے تو وہ بھاری رہے۔ عمر فاروق کا وزن ہوا تو وہ بھاری نکلے اور عثمان غنی کا توازن کیا گیا تو ہمارے ساتھی (عثمانؓ) میں نقص رہا حالانکہ وہ نیکو کار ہے۔

یہ حدیث بھی امام احمد بن حنبل ہی نے روایت کی ہے۔

اب اس حدیث میں تو ہے کہ عثمان غنیؓ وزن میں ناقص رہے جبکہ اس سے پہلی حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ آپ امت کے ساتھ موازنہ میں بلا نقص بھاری رہے یہ تضاد کیوں؟

جواب:

دونوں احادیث میں تطبیق ممکن ہے۔ یعنی دونوں کو ایسے معنی پر حمل کیا جاسکتا ہے کہ ایک دوسری کی مخالف نہ رہیں۔ اس لیے کہ دوسری حدیث میں صرف یہی ہے۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی کا وزن ہوا تو ابوبکرؓ و عمرؓ بھاری رہے جب کہ عثمان غنی میں نقص آیا۔ اس میں یہ وضاحت نہیں کہ ان تینوں کا وزن کس کے ساتھ کیا گیا تھا۔ باہمی ایک دوسرے کے ساتھ یا امت کے ساتھ؟ بہتر یہی معنیٰ ہے کہ امت کے ساتھ وزن کیا گیا۔ اور عثمان غنی میں نقص رہنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے آپ کی رائے سے کئی واقعات و حوادث میں اختلافات کئے اور

آخر دم تک اپنے اختلاف پر قائم رہے گویا لوگوں کی آراء ایسے متفق نہ ہو سکیں جیسے کہ آپ کے پیش رو شیخین سے لوگوں نے اکثر اتفاق رائے رکھا۔ اگر کہیں اختلاف ہوا بھی تو بالآخر لوگ انکی رائے پر ہی لوٹ آئے یہ وہ کمی اور نقص ہے جو حدیث میں مذکورہ موازنہ میں بیان ہوا ہے۔ خود حضرت عثمان غنی کی ذات میں نقص مراد نہیں۔ جب کہ اس سے پہلے والی حدیث میں عثمان غنی کا امت سے موازنہ میں بھاری ہونا ثابت ہے۔[1]

مزید وضاحت

زیر بحث حدیث کا یہ معنی کرنا درست نہیں ہے کہ صحابہ ثلاثہ کا باہمی ایک دوسرے کے ساتھ موازنہ ہوا تھا جس میں عثمان غنیؓ ناقص رہے۔ اس کے دو دلائل ہیں۔

دلیل اوّل:

زیر بحث حدیث سے پہلے مذکورہ احادیث میں یہ ہے کہ صحابہ ثلاثہ کا امت کے ساتھ موازنہ خود نبی علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔ اور صحابہ ثلاثہ کا باہمی موازنہ ایک شخص نے خواب میں دیکھ کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا اب یقیناً امام الانبیاء کی خواب ہی افضل و اعلیٰ ہے۔ تو بہتر ہے کہ زیر بحث حدیث میں صحابہ کا امت سے موازنہ مراد لیا جائے۔

---

[1] ثابت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قوت ایمانی میں آپ شیخین کی طرح امت سے بھاری نکلے۔ لہٰذا اب دونوں احادیث میں تعارض نہ رہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی حدیث میں عثمان غنیؓ کے بھاری رہنے کا مطلب قوت ایمانی میں بھاری رہنا ہے۔ اور دوسری حدیث میں آپ کے ناقص آنے کا مطلب لوگوں کی آراء کا اختلاف ہے۔

دلیل دوم :

زیر بحث حدیث میں ہے کہ پہلے ابو بکر صدیق رض پھر عمر فاروق رض اور پھر عثمان غنی رض کا موازنہ ہوا جس میں شیخین تو بھاری رہے ۔ جب کہ عثمان غنی ناقص ۔ اب اگر ان کا باہمی موازنہ مراد ہو تو یقیناً ابو بکر صدیق کا موازنہ عمر فاروق سے ٹھہرے گا ۔ اور عمر فاروق کا عثمان غنی سے قرار پائے گا ۔ تو بتلائیے ۔ عثمان غنی کا موازنہ کس سے ٹہریگا ۔ اگر یہ معنیٰ کیا جائے کہ ان کا موازنہ عمر فاروق سے ٹھرا ۔ اور وہ ان سے ناقص رہے تو پھر عمر فاروق کو بھی ناقص کہیے ۔ کہ وہ ابو بکر صدیق سے کم رہے پھر کیا وجہ ہے کہ حدیث میں صرف عثمان غنی ہی کو ناقص کہا گیا ہے ۔ لہٰذا باہمی موازنہ ہرگز مراد نہیں ہو سکتا ۔

بیان ۲ | عرش پر صحابہ ثلاثہ کے اسماء گرامی کی تحریر

حدیث

امام جعفر صادق امام محمد باقر سے اور وہ امام زین العابدین (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا شب معراج میں نے عرش پر لکھا دیکھا ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللہِ اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الْفَارُوْقُ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَیْنِ یُقْتَلُ ظُلْمًا

اسے دیباج میں روایت کیا گیا ہے اور ابو سعد نے شرف النبوۃ میں روایت کیا ہے ۔ جبکہ قبل ازیں شرف النبوۃ والی حدیث ۳ "بیان ہو چکی ہے جس میں علیُّ الرِّضَاءُ کے لفظ بھی موجود ہیں ۔

بیان ۳ | جنّت کے ہر پتّے پر صحابہ ثلاثہ کے نام

حدیث

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔ جنت میں کوئی ایسا درخت نہیں جس کے ہر پتے پر یہ نہ لکھا ہو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ابو بکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین

اسے صاحب "دیباج" اور ابو الخیر قزوینی حاکمی نے روایت کیا ہے ۔

بیان ۴ | صحابہ ثلاثہ کے ہاتھوں میں کنکریوں کی تسبیح

حدیث

سوید بن یزید سالمی کہتے ہیں ۔ میں مسجد نبوی میں آیا میں نے دیکھا کہ ابو ذر غفاری اکیلے بیٹھے ہیں ۔ میں نے موقعہ غنیمت جانا اور پاس آکر بیٹھ گیا ۔ اتنے میں کچھ لوگ آگئے اور عثمان غنی کا تذکرہ کرنے لگے ۔ جس پر جناب ابو ذر نے فرمایا میں نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں جو واقعہ دیکھا تھا ۔ اس کے بعد میں عثمان غنی کو بھلائی کے سوا کسی لفظ کے ساتھ یاد نہیں کر سکتا ۔

میں (ابو ذر رض) نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خلوتوں میں بھی آپ کے ساتھ رہا کرتا تھا ۔ تاکہ کچھ نہ کچھ علم حاصل ہوتا رہا کرے ۔ تو ایک دن آپ باہر تشریف لیگئے ایک جگہ پہنچ کر آپ تشریف فرما ہوئے ۔ میں بھی پیچھے جا پہنچا سلام کرکے پاس بیٹھ گیا ۔ آپ نے پوچھا تم کیسے آئے ؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے ۔ ابھی یہ بات ہوئی تھی کہ اچانک وہاں ابو بکر صدیق آپہنچے ۔ اور سلام عرض کیا ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کیسے آئے ہو ؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے یہ عرض کرکے آپ نبی علیہ السلام کی دائیں طرف بیٹھ گئے ۔ اتنے میں عمر فاروق آگئے

اور سلام کر کے ابوبکر صدیق کی دائیں جانب جاگزیں ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ! کیسے آئے ہو؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ عثمان غنی آ گئے اور سلام کہہ کر عمر فاروق کی دائیں جانب جلوہ آرا ہو گئے نبی علیہ السلام نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔

چنانچہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سات یا نو کنکریاں اٹھائیں انہیں ہاتھ میں لیا تو وہ تسبیح کہنے لگیں حتیٰ کہ شہد کی مکھی جیسی بھنبھناہٹ سنائی دینے لگی۔ آپ نے انہیں اٹھا کر ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں دے دیا تو وہ پھر تسبیح کہنے لگیں۔ جب انہوں نے انہیں زمین پر رکھا تو چپ ہو گئیں۔ نبی علیہ السلام نے انہیں اٹھا کر عمر فاروق کو تھما دیا تو وہ حسب سابق شہد کی مکھی جیسی آواز میں تسبیح پکارنے لگیں۔ جب آپ نے انہیں زمین پر رکھا تو کنکریوں نے چپ سادھ لی۔ نبی علیہ السلام نے وہ اٹھا کر عثمان غنی کو پکڑا دیں۔ جب عثمان غنی کے ہاتھ میں آئیں تو پھر تسبیح بول اٹھیں آواز حسب سابق تھی۔ جب عثمان غنی نے انہیں زمین پر رکھا تو وہ گونگی ہو گئیں۔

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں تو آپ کے ہاتھوں میں انہوں نے تسبیح کہنا شروع کر دی۔ آپ نے کنکریاں ابوبکر صدیق کو پکڑا دیں تو ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کہہ رہی تھیں۔ نبی علیہ السلام نے ان سے لے کر عمر فاروق کو دیدیں تو بھی تسبیح بیان کر رہی تھیں۔ ان سے عثمان غنی نے لیلیں تو ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کہتی جا رہی تھیں۔

ان دونوں احادیث کو خثیمہ بن سلیمان اور علی بن نعیم نے روایت کیا ہے۔[۱]

بیان ۵ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ و عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک بار احد کے پہاڑ پر چڑھے آپ کے پیچھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی چڑھ آئے تو احد کانپنے لگا (غالباً خوشی سے جھوم رہا تھا۔) نبی علیہ السلام نے اسے پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا ٹھہر ارے تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل، بخاری، ترمذی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم حرا پہاڑ پر جلوہ افروز تھے۔ آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی تھے کہ اچانک پہاڑ ہلنا شروع ہو گیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا حرا! ٹھہر جا! تجھ پر نبی یا صدیق یا دو شہید ہی تو ہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ جب کہ یہ حدیث مسلم کے حوالے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے ساتھ باب سوم میں گزر چکی ہے، جب کہ

[۱] یہ حدیث دلائل النبوۃ (ابونعیم) ج ۲ ص ۵۵۵ پر ۳۳۸ کے تحت موجود ہے۔

اس میں حضرت علیؓ، جناب طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور جناب سعد بن ابی وقاصؓ کے نام بھی موجود ہیں۔

حدیث

ثمامہ حضرت عثمان غنیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام مکہ کے پہاڑ "ثبیر" پر ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور میرے سمیت موجود تھے کہ پہاڑ ڈھلنے لگا بلکہ اس کے دامن میں سے کئی پتھر ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگے۔ آپ نے اسے پاؤں مبارک کی ٹھوکر لگائی اور فرمایا ثبیر! ٹھہر جا! تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

ثبیر اور حرا مکہ شریف میں باہم قریب قریب دو مشہور پہاڑ ہیں جبکہ اُحد مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے بارہ میں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ تاہم روایات کا اختلاف اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے۔ کبھی احد پر کبھی ثبیر پر کبھی حرا پر۔

یاد رہے یہ امر بالکل واضح ہے کہ مذکورہ احادیث میں صدیق سے ابوبکر اور دو شہیدوں سے عمر فاروق اور عثمان غنی مراد ہیں۔ کیوں کہ بظاہر ابوبکر صدیق نے شہادت نہیں پائی جب کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے حصہ میں ظاہراً یہ سعادت آئی ہے۔

بیان ۶
صحابہ ثلاثہ کے لیے زبانِ رسالت سے جنت کی خصوصی بشارت

حدیث

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی کی طرف آیا نبی علیہ السلام کے بارہ میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ باہر کو نکل گئے ہیں۔ میں بھی ادھر کو ہو لیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اریس نامی باغ میں واقع کنوئیں پر جا پہنچے تھے۔ میں باغ کے دروازہ پر بیٹھ گیا جو کھجور کی لکڑ سے بنا ہوا تھا۔ آپ نے باغ میں قضاء حاجت فرمائی، وضوء کیا اور کنوئیں کی کافی چوڑی منڈیر پر چڑھ کر اس کے بیچوں بیچ بیٹھ گئے۔ میں دروازے کی اندرونی جانب بیٹھا رہا اور دل میں ٹھان لی کہ آج میں نے اللہ کے رسول کی پہرا داری کرنی ہے۔ اتنے میں ابوبکر صدیق آ گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا ابوبکر۔ میں نے کہا ٹھہریے یہ کہہ کر میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ ابوبکر اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں بلا لاؤ اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔ تو حسبِ ارشاد میں واپس آ کر ابوبکر صدیق کو اندر لے آیا اور انہیں بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں پہلو میں منڈیر پر بیٹھ گئے اور آپ کی تقلید کرتے ہوئے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لیے۔ میں (ابوموسیٰ اشعری) واپس آ کر پھر دروازہ میں بیٹھ گیا۔ جب کہ میں (شہر میں) اپنے بھائی کو وضو کر کے اپنے پیچھے آنے کو کہہ آیا تھا۔ اب دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر میرا بھائی یہاں آ پہنچے تو کیا اچھا ہو (کہ شاید اسے بھی جنت کی بشارت مل جائے) اتنے میں کوئی شخص دروازے پر دستک دینے لگا میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا عمر بن

الخطاب۔ میں نے کہا ٹھہریے۔ پھر میں نے نبی علیہ السلام کو جا کر اطلاع دی آپ نے فرمایا اسے اندر آنے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ چنانچہ میں نے ایسے کیا۔ تو وہ آئے اور منڈیر پر نبی علیہ السلام کے بائیں پہلو میں کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ میں واپس آکر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اور بھائی کا انتظار کرنے لگا۔[1]

حدیث

امام زین العابدین اپنے والد امام حسین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی

[1] شیعوں کے شیخ الطائفہ اور امام الکل علامہ ابوجعفر طوسی اپنی کتاب تلخیص الشافی جلد سوم ص۳۹ میں اسی حدیث کے مفہوم کو جو حضرت انس رض سے مروی ہے۔ یوں بیان کرتے ہیں۔

واستدلوا على صحة إمامته بما روي عن أنس (أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمره ـ عند اقبال أبي بكر أن يبشره بالجنة، وبالخلافة بعده وأن يبشر عمر بالجنة، وبالخلافة بعد أبي بكر)

ترجمہ: اہل سنت نے ابوبکر صدیق رض کی امامت کی صحت پر حضرت انس رض سے مروی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رض کو جب کہ ابوبکر آئے تھے یہ حکم دیا کہ انہیں جنت کی اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو، اسی طرح جب عمر فاروق آئے تو آپ نے حضرت انس کو پھر حکم دیا کہ انہیں جنت کی اور ابوبکر کے بعد خلافت کی بشارت دے دو

مرتضیٰ فرمایا کرتے تھے اے رافضیو! ہم سے اسلامی محبت رکھو۔ قسم بخدا ہمارے ساتھ تمہاری محبت ایک دور میں گالی گلوچ سے آلودہ ہو جائیگی یعنی ہماری محبت میں تم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا شروع کردو گے[1]

بیان ۶ — شانِ صحابہ ثلاثہ بزبان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

حدیث ابن ابی حفصہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق

[1] سیدنا امام زین العابدین رض کی حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے والہانہ محبت کا ثبوت شیعہ کتب میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ کوفی لوگوں (شیعوں) کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے ان تین صحابہ کے متعلق نازیبا الفاظ کہے۔ آپ نے ان سے فرمایا اے صحابہ پر اعتراض کرنے والو! کیا تم مہاجرین میں سے ہو جن کے متعلق قرآن یہ کہتا ہے۔

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔

عراقی وفد نے جواب دے دیا ہم مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ امام زین العابدین رض نے فرمایا کیا تم انصار میں سے ہو جن کی عظمت قرآن میں یوں مذکور ہے۔

الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔

وفد نے جواب دیا ہم انصار میں سے بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تمہیں ان مقدس ہستیوں کے متعلق اعتراضات کرنے کا کیا حق ہے، اخرجوا فعل الله بكم میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ اللہ تمہیں اس بری حرکت کی سزا دے، دیکھیے۔

شیعوں کی معتبر کتاب کشف الغمہ جلد دوم ص۷۸

شیعوں کی معتبر کتاب جلاء العیون جلد اول ص۳۹۳

سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں سوال کیا۔ تو امام باقر نے فرمایا وہ دونوں عدل کرنے والے حکمران تھے۔ تم ان سے دوستی رکھو اور انکے دشمنوں سے نفرت کرو، یہ کہہ کر آپ اپنے بیٹے (امام جعفر) کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا اے جعفر! کیا تمہارا نانا صدیق اکبر نہیں ہے؟ مجھے تو اپنے نانا نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر سے دوستی اور انکے دشمنوں سے نفرت نہ رکھوں۔[1]

حدیث

حضرت امام باقر رضی سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت نہ جاننے والا شخص سنت نبوی سے جاہل رہا ہے۔

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا شیخین کے بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے۔ فرمایا وہ میرے محبوب ہیں۔ میں ان کے لیے استغفار

---

[1] امام جعفر خود فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: (مجھے صدیق اکبر نے دوبارہ جنا ہے تو کیا کوئی آپ اپنے باپ کو گالی دے سکتا ہے۔)

شیعوں کی معتبر کتاب احقاق الحق ص۷ والدہ امام جعفر کی نسب کا ابوبکر صدیق سے اتصال حسب ذیل نقشہ میں دیکھیں۔

ابوبکر صدیق
محمد — قاسم
عبدالرحمن — اسماء
ام فروہ — امام جعفر

اور ناسخ التواریخ حالات امام جعفر ج ۱ ص۱۱

کرتا ہوں اور میں نے تو اپنے خاندانِ اہل بیت میں جسے بھی دیکھا ابوبکر و عمر کا حبدار ہی پایا ہے۔

حدیث

آپ سے اس قوم کے بارہ میں سوال کیا گیا جو ابوبکر و عمر رض کو گالی دیتی ہے آپ نے فرمایا یہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔

حدیث

آپ نے ہی فرمایا شیخین میں شک کرنے والے نے سنتِ نبوی میں شک کیا ہے، شیخین کا بغض بھی منافقت ہے اور انصار صحابہ کا بغض بھی منافقت۔ بنو ہاشم، بنی تیم (خاندانِ صدیق اکبر رض) اور بنی عدی (خاندان عمر فاروق رض) میں اسلام سے پہلے رنجشیں تھیں۔ مگر اسلام کے بعد یہ ایک دوسرے کے جانی دوست ہو گئے اللہ نے ان کے دلوں سے تمام عداوتیں سلب کر لیں۔

حتیٰ کہ ایک بار ابوبکر صدیق کے پہلو میں درد تھا تو علی مرتضیٰ آگ پر ہاتھ تپا تپا کر ان کے پہلو پر پھیرتے تھے۔ تاکہ ان کا درد جلد ختم ہو۔ انہی کے بارہ میں یہ آیت نازل ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ

سورہ حجر آیت ع ۴۷

ترجمہ: ہم نے انکے دلوں سے ہر کدورت نکال لی ہے۔ اور وہ روزِ قیامت جنت میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

حدیث

جابر جعفی کہتے ہیں کہ مجھے امام باقر نے فرمایا جابر! مجھے اطلاع ملی ہے

کہ عراق کے کچھ لوگ ہماری محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود ابوبکرؓ و عمرؓ کی
گستاخی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں نے انہیں اس کا حکم دیا ہے۔ انہیں
میری یہ بات پہنچا دے کہ میں ان سے بری ہوں۔ اس خدا کی قسم جس کے
قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر مجھے حکومت مل جائے تو میں ایسے گستاخوں
کا خون بہا کر اللہ کی رضا حاصل کروں گا۔ اگر میں شیخین سے محبت نہ
رکھوں تو روزِ قیامت مجھے اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
حاصل نہ ہو۔

حدیث

جابر جعفی ہی کہتے ہیں کہ مجھے امام باقرؓ نے فرمایا کوفیوں شیعوں کو بتلادے
کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ابوبکرؓ و عمرؓ سے بیزار ہے۔

حدیث

امام جعفر روایت کرتے ہیں کہ امام باقرؓ نے فرمایا نبی علیہ السلام کے
دور مبارک میں ابوبکر صدیق کی آل - آل محمد کہلاتی تھی۔ خیبر فتح ہوا تو وہاں
کی کھجوریں اور چھوارے مہاجرین و انصار کے مابین تقسیم کیے گئے جبکہ گندم اور
جو بنو ہاشم میں بانٹے گئے اور ابوبکر صدیق کی آل کو بنو ہاشم کے ساتھ رکھا گیا
کسی اور کو ساتھ نہیں ملایا گیا۔

حدیث

حضرت زید شہید رضؓ پسر امام زین العابدین رضؓ فرماتے ہیں۔ جو ابوبکرؓ و
عمرؓ سے بیزار رہے وہ حضرت علیؓ سے بھی بیزار ہے اب جو چاہے آگے آئے
یا پیچھے ہٹ جائے۔

حدیث

حضرت زید رضؓ ہی سے ایک بار سوال ہوا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ و حضرت
عمرؓ کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ فرمایا میں انہیں اپنا محبوب رکھتا
ہوں۔ عرض کیا گیا انہیں جو تبرا کرتا ہو؟ فرمایا میں موت تک اس سے
بیزار ہوں۔

حدیث

ابی ابن الجارود حسن بن مغیرہ واسطی کہتے ہیں کہ حضرت زید کے پاس
ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی۔ رسول اللہ کے بیٹے! آپ
ابوبکر صدیق اور عمر فاروق پر تبرا کرتے ہوئے حکومتِ وقت سے علمِ بغاوت
بلند کریں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں! وہ کہنے لگے ہم پھر آپ سے بیزار ہیں۔
بصورت دیگر آپ شیخین کی عداوت کے ساتھ خروج کریں تو ہمارے ساٹھ ہزار
سر آپ کے قدموں میں ہونگے۔ اور تلواریں انہیں اڑا چکی ہونگی۔ آپ نے
جواب دیا۔ ٹھہرو! میں تمہیں نبی کی حدیث سناؤں۔ میرے والد امام زین
العابدین اپنے والد امام حسین سے اور وہ اپنے والد حضرت علی سے روایت
کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تجھے بشارت ہو تم اور
تمہارے شیعہ جنت میں جائیں گے[1] مگر یاد رکھو! ایک قوم نہیں چاہنے والی

[1] ان الفاظ سے اہل تشیع استدلال لاتے ہیں کہ معلوم ہوا مذہب ناجی اہل تشیع
ہی کا ہے۔ جب کہ وہ نہیں جانتے کہ حضرت علیؓ کے مددگار حقیقتاً صرف اہل سنت ہیں۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من مات علی حب ال محمد مات علی السنة والجماعة

(شیعوں کی معتبر تفسیر منہج الصادقین جلد ۸ ص ۲۱۴)

ترجمہ: یعنی جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مرا وہ مسلک سنت و جماعت پر مرا۔

اٹے گی وہ اپنی زبانوں پر اسلام ظاہر کریں گے، مگر اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے، انکا لقب رافضی ہوگا۔ اے علی! اگر انہیں تم پاؤ تو قتل کردو وہ مشرکین ہیں۔

اس کے بعد حضرت زید بن امام زین العابدین نے فرمایا قسم بخدا وہ قوم تم ہو۔ پھر کہا اے اللہ! یہ لوگ دنیا و آخرت میں میرے دشمن ہیں اس کے بعد آپ نے اس قوم کے لیے بد دعا کی۔

حدیث

حضرت زید ہی سے باغ فدک کے غصب کیے جانے کی بابت سوال کیا گیا۔ (کہ آیا حضرت ابوبکر صدیق نے سیدہ فاطمہ سے ان کا فدک نامی باغ ناحق طور پر چھین لیا تھا؟) آپ نے فرمایا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق سے کہا تھا کہ یہ باغ نبی علیہ السلام مجھے دے گئے ہیں انہوں نے کہا اپنے اس دعویٰ پر گواہ لائیں تو وہ ایک مرد اور ایک عورت کو لے آئیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا نہیں! یہ گواہی ناکافی ہے ایک مرد اور لائیں یا ایک عورت اور لائیں۔ تاکہ مرد کے ساتھ مرد مل کر یا مرد اور عورت کے ساتھ دوسری عورت مل کر گواہی کا نصاب پورا ہو جائے اور اسلامی عدل و انصاف کے مطابق فدک آپ کے حوالہ کر دیا جائے تو سیدہ فاطمہ یہ بات پوری نہ کر سکیں۔

اس کے بعد حضرت زید نے فرمایا قسم بخدا اگر فدک کا معاملہ میرے سامنے فیصلہ کے لیے لایا جاتا تو میں وہی فیصلہ کرتا جو ابوبکر صدیق نے کیا[۵۱]

۵۱ حضرت زید کا فدک کے بارہ میں یہ ارشاد بعینہٖ انہی الفاظ کے ساتھ شیعوں کی کتاب شرح نہج

بقیہ بر صفحہ آئندہ

حدیث حضرت زید ہی فرماتے ہیں جس نے ابوبکر صدیق و عمر فاروق کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

بیان ۸ صحابہ ثلاثہ کی منفرد شان بزبان امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

حدیث امام جعفر سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا جو ان سے بیزار ہے میں اس سے بیزار ہوں، عرض کیا گیا شاید آپ یہ بات بطور تقیہ فرما رہے ہیں؟ فرمایا نہیں اس طرح تو میں اسلام سے نکل جاؤں گا اور مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت حاصل نہ ہوگی۔

البلاغہ مصنفہ ابن ابی حدید جلد ۴ ص ۸۲ پر موجود ہے [۵۲] اسی طرح ابوبکر صدیق کا مکمل گواہی طلب کرنا اور سیدہ کا پیش نہ کر سکنا بھی شیعوں کی بہت معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ مصنفہ ابن میثم جلد ۵ ص ۱۰۷ پر موجود ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں، کہ صدیق اکبر نے فرمایا نبی علیہ السلام باغ فدک سے تم اہل بیت کے لیے روزی بھر مال علیحدہ کر کے باقی غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے میں بھی ایسے ہی کروں گا۔

فَرَضِيَتْ فَاطِمَةُ بِذَالِكَ وَاَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ۔

یعنی سیدہ یہ فیصلہ سن کر راضی ہو گئیں اور اس پر عہد لے لیا۔

جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ثم قال زید وایم اللہ لو رجع الامر الی لقضیت فیہ بقضاء ابی بکر۔

ترجمہ: پھر حضرت زید نے کہا اگر یہ معاملہ فدک میرے پاس لایا جاتا تو میں بھی ابوبکر والا ہی فیصلہ کرتا۔

حدیث

امام جعفر صادق فرماتے ہیں جتنا مجھے حضرت علی کی شفاعت کی آرزو ہے اسی قدر میں ابو بکر صدیق کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔

حدیث

امام جعفر ہی کا ارشاد ہے کہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق پر تبرا کرنیوالے سے اللہ تعالیٰ بیزار ہے۔

حدیث

امام جعفر سے کسی نے کہا۔ سُنا ہے آپ ابو بکر و عمر سے بیزار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے شخص سے تو اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہے مجھے تو امید ہے کہ ابو بکر صدیق سے میری رشتہ داری کا نفع اور برکت مجھے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ مجھے جب کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اپنے ماموں عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔

حدیث

آپ فرمایا کرتے تھے میں انتخاب نہیں کر سکتا کہ اپنے کس دادا کی شفاعت کی دعا کروں۔ ابو بکر صدیق کی یا علی مرتضیٰ کی۔ اور جو شخص ابو بکرؓ کا لقب صدیق نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ اسے ہر مقام پر جھوٹا کرے۔ [لہ]

لہ شیعوں کی معتبر کتاب کشف الغمہ جلد ۲ ص۱۴۷ پر ہے امام باقر نے فرمایا۔ بے شک ابو بکر صدیق نے تلوار پر زیور چڑھایا ہوا تھا۔ تو ایک شخص بولا۔ آپ ابو بکر کو صدیق کہتے ہیں؟ آپ غصے سے اچھل پڑے فرمایا۔

حدیث

امام جعفر نے بستر علالت پر فرمایا۔ اے اللہ میں ابو بکر و عمر سے محبت رکھتا ہوں۔ اگر میرے دل میں اس کے سوا کچھ ہو تو مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

حدیث

امام جعفر سے شیخین کے بارہ میں سوال ہوا آپ نے فرمایا ایسے انسانوں کے بارہ میں پوچھ رہے ہو جو جنت کے پھل کھا رہے ہیں؟

بیان ۹ صحابہ ثلاثہ کی شان میں امام موسیٰ کاظمؒ کا قول

حدیث

امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد امام جعفر صادق نے فرمایا ابو بکر میرا نانا ہے اور عمر میرا دادا۔ تو کیا میں اپنے نانا اور دادا کو گالی دوں؟

بیان ۱۰ امام حسن بن علی مرتضیٰ کے بیٹے حضرت عبد اللہ کی زبانی شان صحابہ ثلاثہ

حدیث

حضرت عبد اللہ بن حسن بن علیؓ سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں

ومن لم یقل له الصدیق فلا صدق الله له قولا فی الدنیا ولا فی الآخرة۔

ہاں وہ صدیق ہے اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ اسے دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔

سوال ہوا آپ نے فرمایا میں ان کی فضیلت کا قائل ہوں اور ان کے لیے استغفار کرتا ہوں۔ عرض کیا گیا ممکن ہے آپ یہ بات بطور تقیہ کہہ رہے ہوں جب کہ آپ کے دل میں یہ بات نہ ہو۔ فرمایا اگر ایسا ہو تو مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نہ ملے۔

حدیث:

حضرت عبداللہ بن امام حسن ہی فرماتے ہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ پر اللہ درود بھیجتا ہے۔ اور جو ان پر درود نہ پڑھے تو اللہ اس پر سے رحمت اٹھا لیتا ہے۔

حدیث:

آپ ہی نے ایک رافضی (شیعہ) سے فرمایا تھا۔ اگر تم ہمسائے نہ ہو تو تمہیں قتل کر دینا بہت بڑا اجر ہے۔

حدیث:

ابی محمد بن صالح انہی حضرت عبداللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے فرمایا اے ابن صالح! مجھے کعبہ کے خدا کی قسم، امامت کے بارہ میں تمہارا عقیدہ سراسر باطل ہے۔

بیان ۱۱ — حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی بن ابیطالب در مدح صحابہ ثلاثہ

حدیث:

حضرت حسن مثنیٰ نے ایک غالی رافضی سے فرمایا۔ تم پر ہلاکت ہو۔ ہم سے

صرف اسلامی محبت رکھو۔ اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہمیں چاہو۔ نافرمانی کریں تو ہماری مخالفت کرو۔ وہ رافضی کہنے لگا۔ آپ تو نبی علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ فرمایا اگر رسول کی رشتہ داری بغیر اعمال صالحہ کارگر ہوتی تو رسول کے والدین کو نفع کر دیتی مجھے تو ڈر ہے کہ اگر ہم دین کی پیروی نہ کریں تو ہمیں دوگنا عذاب ہو۔ اور یہ امید بھی ہے کہ ہر نیکی کا ثواب ہمیں دوگنا ملے۔ پھر فرمایا اگر ہمارے آباؤ اجداد اور ہماری ماؤں نے ہمیں دین کی باتیں نہیں بتلائیں اور ہمیں ان کی ترغیب و نصیحت نہیں کی تو انہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ تم لوگوں کی نسبت ہم اپنے آباء کے زیادہ قریب اور تربیت و تبلیغ کے زیادہ مستحق ہیں۔ اگر واقعتاً یہ بات ہوتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مسلمانوں کا فرمانروا بنایا تھا اور لوگوں کو ان کی حکومت تسلیم کرنے کا امر فرمایا تھا تو پھر حضرت علی اس بات میں بہت بڑے مجرم ہیں، کہ انہوں نے اللہ کے نبی کا فرمان پورا کرنے کی جدوجہد کیوں نہیں کی۔ رافضی کہنے لگا۔ نبی علیہ السلام نے کیا یہ نہیں فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے؟ حضرت حسن مثنیٰ نے فرمایا اگر ایسا ہی تھا تو نبی علیہ السلام نے علی کی خلافت کا صاف صاف اعلان کیوں نہ کیا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ جیسا مبہم اعلان کیوں کیا، جب کہ نماز روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ قرآن و حدیث میں بڑی صراحت سے بیان ہوئے ہیں[1] نبی علیہ السلام کو تو پھر یوں اعلان کرنا چاہیے تھا

---

[1] حضرت حسن مثنیٰ کا یہ ارشاد شیعوں کے عقیدۂ امامت کی تردید کیلیے نہایت ٹھوس اور وزنی حجت ہے۔ شیعوں کے نزدیک تمام اعمال و عقائد اسلامیہ میں امامت اہم ترین عقیدہ ہے۔ بلکہ ان کے بقول انبیاء سے بھی بارہ اماموں کی امامت کا اقرار کروایا گیا مگر اس حقیقت سے

لوگو! یاد رکھو میرے بعد بادشاہ علی ہے اللہ کی بات مانو اور اس کی اطاعت کرو
(مگر ایسے اعلان نہیں فرمایا گیا۔)

یہ تمام احادیث جو ائمہ اہل بیت کے مذکورہ تمام اقوال پر مشتمل ہیں، حافظ ابو
سعید رازی نے الموافقہ کتاب میں بیان کی ہیں

بیان ۱۲ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت علی مرتضی کی منفرد نشان

حدیث

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میرے اور ابو بکر صدیق کے بارہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے ایک کے ساتھ جبرئیل ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل و اسرافیل ہے۔

کسی کو قطعًا انکار نہیں کہ قرآن میں عقیدہ امامت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں بلکہ ایسا اشارہ بھی نہیں جبکہ عقیدہ توحید و رسالت پر نصف سے زیادہ آیات قرآنیہ وارد ہیں۔ یونہی نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ کے بارہ میں نصوص قرآنیہ شمار سے باہر ہیں تو اگر عقیدۂ امامت ان سب سے اہم تر تھا تو کسی جگہ اسکا ذکر بھی چاہیے تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کتب شیعہ مثلاً فصل الخطاب انوار النعمانیہ جلد ۲ وغیرہا میں ہے کہ وہ قرآن جو اصلی تھا جسے امام مہدی لے کر گم ہو گئے ہیں۔ اس میں بارہ اماموں کی امامت کا ذکر ہے بلکہ سورۃ الولایۃ کے نام سے اس بارہ میں پوری سورت موجود ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن کو مکمل مانا جائے تو عقیدہ امامت کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہتی۔ بصورت دیگر قرآن کو محرف ماننا پڑتا ہے جو کفر ہے۔ اللہ ہدایت عطا فرمائے۔

قسم ثانی

عشرہ مبشرہ صحابہ رضؓ میں سے ہر ایک کے سوانح و فضائل پر مستقل دس ابواب

باب اول

فضائل ابی بکر صدیق رضؓ

باب اول

فضائل خلیفۂ رسول بلافصل ابوبکر صدیق رض

اس میں پندرہ فصول ہیں۔

ضروری تنبیہ برائے موضوعات فصول

فصل اول، ابوبکر صدیق کا نسب۔ فصل دوم آپ کا نام، فصل سوم جسمانی خدوخال، فصل چہارم آپ کا اسلام، فصل پنجم جو لوگ آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ فصل ششم ظہور اسلام سے قبل نبی علیہ السلام اور آپ کے مابین محبت، فصل ہفتم آپ کی جانثاریاں اور نبی علیہ السلام کی دعائیں، فصل ہشتم آپ کی ہجرت، فصل نہم آپ کی خصوصیات، فصل دہم آپکی افضلیت، فصل یازدھم آپکے لیے جنت کی بشارت، فصل آپکے فضائل، فصل سیزدہم آپکی خلافت فصل چہاردہم آپکی وفات، فصل پانزدہم آپکی اولاد۔

فصل اوّل

صدیق اکبرؓ کا نسب اور آپکے والدین کا اسلام

پیچھے عشرہ مبشرہ صحابہ کے شجرہ نسب میں واضح ہو چکا ہے کہ ابو بکر صدیق رضؓ کا نسب تیم بن مرہ سے ملتا ہے اسی لیے آپ کو تیمی کہتے ہیں۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ مُرہ تک آپ کے نسب میں چھ واسطے ہیں۔ اور نبی علیہ السلام کے نسب میں بھی مرّہ تک چھ ہی واسطے ہیں[1] اور صحیح قول کی بناء پر حضرت عمر فاروق رضؓ اور نبی علیہ السلام کے مشترکہ جدا علیٰ تک کے وسائط بھی ایک جتنے ہیں جیسا کہ اپنے موقع پر بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱؎ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مُرہ اور ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ۔

ابو بکر صدیق کی والدہ ام الخیر ہیں جو اسم بامسمّٰی ہیں۔ (یعنی واقعتاً بھلائی کی اصل ہیں) ان کا نسب یہ ہے سلمیٰ بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ گویا آپ کی والدہ آپ کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں۔[1]

بیان نمبر ۱

آپکے والد ابو قحافہ کے اسلام کا واقعہ

ابو قحافہ جن کا نام عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ ہے۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ نبی علیہ السلام کی بیعت کی پھر دورِ رسالت اور خلافتِ صدیقی میں زندہ رہے اور خلافتِ فاروقی میں وفات پائی۔

حدیث

اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام (مکہ شریف پر چڑھائی سے قبل شہر کے باہر) وادی ذی طوی میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے تب ابو قحافہ نے اپنی اولاد میں سے سب سے چھوٹی بچی سے کہا اے بچی! مجھے جبل ابو قُبیس پر لے چڑھ جبکہ ابو قحافہ کی نظر جاتی

۱؎ یہ امر درج ذیل نقشہ میں دیکھیں

رہی تھی۔ تو دونوں اوپر چڑھے۔ ابوقحافہ کہنے لگے۔ بیٹی! تجھے کیا نظر آ رہا ہے؟ کہا شہر کے باہر ایک قافلہ ہے۔ ابوقحافہ بولے یہ لشکر ہے۔ بچی بولی ایک آدمی ہے جو قافلہ میں آگے پیچھے آجا رہا ہے۔ ابوقحافہ کہنے لگے یہ سالارِ لشکر ہے۔ بچی کہنے لگی اب قافلہ بکھر گیا ہے۔ بولے گویا لشکر پسپا ہو گیا ہے لہٰذا مجھے جلدی گھر لے چل۔ بچی ابوقحافہ کو لے کر گھر کی طرف چل دی۔ راستے میں ایک شخص نے بچی کے گلے سے ہار کھینچ لیا۔

پھر نبی علیہ السلام شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے اور مسجد حرام میں جلوہ فرما ہوئے تو ابوبکر صدیق اپنے والد ابوقحافہ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا، ابوبکر! اس بزرگ کو گھر ہی میں بٹھلاتے اور ہم خود ان کے پاس پہنچتے تو بہتر ہوتا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ان کا آپ کی خدمت میں آنا ہی شایانِ شان ہے نہ کہ آپ کا ان کے پاس پہنچنا

حدیث

دوسری روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابوبکر! اگر تم انہیں گھر میں ٹھہراتے تو ہم تمہاری عزت کو ان کے پاس پہنچتے۔ چنانچہ ابوبکر صدیق نے والد کو آپ کے سامنے بٹھلایا آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا فرمایا اسلام قبول کر و۔ اتنا فرمانا تھا کہ وہ کلمہ پڑھنے لگے۔ جبکہ ان کے سر کے بال سخت سفید تھے۔ جیسے کوئی بوٹی سوکھ کر سفید ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ سفیدی بدل دو (مہندی لگالو) پھر ابوبکر صدیق نے اپنی بہن (وہ بچی جو ابوقحافہ کو لے کر پہاڑ پر چڑھی تھی) کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اس بچی کا ہار گم ہو گیا ہے اور مجھے اس کی تلاش ہے۔ مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو آپ نے فرمایا بہن! اپنا ہار سنبھال کر رکھا کرو آج کل لوگوں میں امانت ختم ہو چکی ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل رضؓ ابوحاتم اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابوبکر! ان بزرگوں کو گھر میں ہی رکھتے تو میں خود ان کے پاس پہنچتا۔ عرض کیا یارسول اللہ! مجھے ڈر تھا کہ دیر کرنے میں کہیں انکی موت نہ آجائے اور خدا کی قسم اگر آپ کے چچا ابوطالب ایمان لاتے تو مجھے اپنے والد کے اسلام سے بڑھ کر خوشی ہوتی۔ یہ بات ابوبکر صدیق نے نبی علیہ السلام کا دل خوش کرنے کے لیے عرض کی جسے سن کر آپ نے فرمایا ابوبکر تم نے سچ کہا۔

بیان ۲ — آپکی والدہ ام الخیر کے اسلام کا واقعہ

سلمٰی بنت صخر حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں آغازِ اسلام کے دور میں اسلام لائی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ پھر اسلام پر ہی دنیا فانی سے رحلت فرما ہوئیں۔

یہ بات حافظ دمشقی رحمہ اللہ صاحب صفوہ وغیرھما نے بیان کی ہے۔

حدیث

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آغازِ اسلام میں نبی علیہ السلام کے صحابہ انتالیس ۳۹ کی تعداد میں ہو گئے تو ابوبکر صدیق نے نبی علیہ السلام کو کھل کر تبلیغ کرنے پر مجبور کیا۔ جب کہ آپ فرماتے تھے ابوبکر! ہم

قلیل ہیں ۔ ابوبکر صدیق کا اصرار برابر رہا تا آنکہ آپ نے علانیہ تبلیغ کا فیصلہ کر لیا ۔

چنانچہ ایک روز مسلمان مسجد میں جمع ہو گئے نبی علیہ السلام ان میں بیٹھ گئے ۔ اور ابوبکر صدیق نے وعظ کہنا شروع کر دیا اور یہ اسلام کا سب سے پہلا علانیہ خطبہ تھا جس میں لوگوں کو خدا و مصطفےٰ جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف بلایا گیا تھا ۔ یہ خطبہ شروع ہوا ہی تھا کہ مشرکین ابوبکر صدیق اور دیگر مسلمانوں پر پل پڑے اور مسجد کے کونوں کھدروں میں دبا کر انہیں شدید مارنا شروع کیا ۔ ابوبکر صدیق سخت زخمی ہو گئے ایک بدبخت انسان عتبہ بن ربیعہ نے اپنی دوھرے چمڑے والی جوتیوں سے ان کے چہرے پر اتنی ضربیں لگائیں کہ ناک اور ہونٹ ایک ہو گئے بنو تیم (ابوبکر رض کا خاندان) روتے ہوئے مسجد میں آئے اور ابوبکر صدیق کو کافروں کے نرغے سے نکال کر اٹھایا اور ان کے گھر جا لٹایا ۔ اور واپس مسجد میں آکر اعلان کیا کہ اگر ابوبکر فوت ہو گئے تو ہم عتبہ کو ہر قیمت پر قتل کر کے چھوڑیں گے ۔ یہ کہہ کر وہ دوبارہ ان کے گھر کو پلٹے چنانچہ ابو قحافہ اور بنو تیم انہیں ہوش میں لانے کی سعی کرنے لگے ۔ کافی وقت گزرنے پر انہیں ہوش آیا اور پہلا لفظ ان کے منہ سے یہ نکلا کہ "رسول اللہؐ کا کیا حال ہے ؟" بنو تیم کو یہ بات بہت بری لگی اور ان کو ملامت کرنا شروع کی بلکہ انہوں نے ان کی والدہ سلمیٰ کو یہاں تک دھمکی دے دی کہ خبردار جو اسے کچھ کھانے یا پینے کو تم نے دیا تو ؟ (یعنی اسے مر ہی جانا چاہیے ۔)

جب وہ لوگ چلے گئے اور ابوبکر صدیق کے پاس صرف انکی والدہ رہ گئیں تو انہوں نے پھر پوچھا نبی علیہ السلام کا کیا حال ہے ؟ وہ کہنے لگیں مجھے تمہارے ساتھی (نبی علیہ السلام) کا کچھ علم نہیں فرمایا ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے نبی علیہ السلام کا حال پوچھو ! تو سلمیٰ وہاں سے اٹھیں اور ام جمیل (جو اس وقت اسلام

لے آئی تھیں) کے پاس جا کر کہا میرا بیٹا ، محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال دریافت کرتا ہے ؟ انہوں نے (نبی علیہ السلام کے تحفظ کے لیے) کہا مجھے ابوبکر یا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا کچھ پتا نہیں البتہ اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے بیٹے کے پاس پہنچوں ؟ کہا ہاں تو دونوں عورتیں ابوبکر صدیق کے پاس آئیں ۔ ام جمیل آپ کا حال دیکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگی اور کہا ان گمراہ لوگوں نے تمہیں دکھ دیا ہے اللہ ان سے اس بات کا ضرور انتقام لے گا ۔ ابوبکر صدیق نے پوچھا نبی علیہ السلام کا کیا حال ہے ۔ ام جمیل نے بتلایا کہ وہ ارقم بن ابی ارقم کے گھر میں صحت و سلامتی کے ساتھ موجود ہیں ، ابوبکر صدیق نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے ۔ جب تک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لوں نہ کھانا کھاؤں گا نہ پانی پیوں گا ۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے کچھ انتظار کیا جب کافروں کے جذبات ٹھنڈے ہوئے تو سلمیٰ اور ام جمیل ابوبکر صدیق کو لے کر نبی علیہ السلام کے پاس پہنچیں ۔ اور حال یہ تھا کہ ایک بازو سلمیٰ پر تھا تو دوسرا ام جمیل پر ۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ نے ان کا یہ حال دیکھا تو ان کے گرد اکٹھے ہو گئے ۔ نبی علیہ السلام نے صدیق اکبر کا بوسہ لیا ، اور رو پڑے ۔ حضرت ابوبکر رض نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ آپ پر میرے والدین قربان ، مجھے صرف چہرے پر ضربات لگائے جانے کا افسوس ہے ۔ یہ میری والدہ ہیں ۔ جو اپنے والدین کی فرمانبردار ہیں ۔ آپ انہیں دعوت اسلام دیں اور اللہ سے انکی ہدایت کے لیے دعا فرمائیں ۔ نبی علیہ السلام کا دعا فرمانا تھا کہ وہ کلمہ پڑھنے لگیں اس کے بعد مسلمان دار ارقم میں صرف ایک مہینہ رہے ۔ جبکہ انکی نفری ۳۹ تھی اور جس روز ابوبکر صدیق کو مارا گیا اسی روز امیر حمزہ رضی اللہ عنہما اسلام لائے تھے[۵]

[۵] یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے چھ سال بعد کا واقعہ ہے ۔

اسے حافظ دمشقی نے چالیس لمبی حدیثوں کے مجموعہ میں اور ابن ناصر سلامی نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیۂ قرآنیہ

وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ

(سورہ احقاف آیت ۱۵)

ترجمہ : اس بچے کو اس کی ماں تیس ماہ تک (اڑھائی سال) ہاتھوں پر اٹھائے دودھ پلاتی اور پرورش کرتی رہی۔ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا تو کہنے لگا۔ اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ تیرا شکر ادا کروں اور نیک اعمال کروں۔

یہ آیت ابوبکر صدیق کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے ہاتھوں پر اٹھائے جانے اور دودھ چھڑائے جانے کا عمل تیس ماہ میں پورا ہو گیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہر کسی کو اس آیت کا مفہوم واضح معلوم نہیں اور میں جانتا ہوں کہ اس سے مراد ایک مخصوص انسان ہے اور وہ ابوبکر صدیق ہیں۔ اور جوانی کو پہنچنے سے مراد تیرہ (۱۳) سال کی عمر ہے۔ کیونکہ ابوبکر صدیق اٹھارہ سال کی عمر میں نبی علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے۔ جبکہ آپ مال تجارت لیکر شام کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ اور وہ سفر و حضر میں ہر وقت آپکے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اس دوران انہوں نے آپ سے ایسے واقعات کا صدور دیکھا جنہوں نے آپکی عقیدت ان کے دل میں جاگزیں

کر دی۔ چنانچہ جب نبی علیہ السلام نے اعلانِ نبوت کیا تو وہ فوراً کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے اور کہا۔

اے رب! مجھے توفیق دے کہ تیرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کروں اُن نعمتوں کے بدلہ میں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں (کہ مجھے اور انہیں اسلام کی توفیق بخشی) اور یہ کہ نیک اعمال کروں جو تیری رضا کا باعث ہیں (چنانچہ اللہ نے آپکی دعا قبول فرمائی اور آپ نے سات مسلمان غلام آزاد کیے اور یہ کہ اے اللہ میری اولاد کو نیک بنا دے (چنانچہ اللہ نے یہ دعا قبول کی اور آپ کا کوئی بیٹا، بیٹی اور پوتا پوتی اسلام سے پیچھے نہ رہا بلکہ آپ کی باپ جائی بہن ام فروہ بنتِ ابی قحافہ بھی اسلام لے آئیں جنہوں نے اشعث بن قیس سے نکاح کیا جس سے محمد نامی لڑکا ہوا)۔

اسے دار قطنی اور واحدی نے روایت کیا ہے۔

فصل دوم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی

آپ کا نام عبداللہ ہے اور کہا گیا ہے کہ پہلا نام عبدالکعبہ تھا جو اسلام لانے پر نبی علیہ السلام نے عبداللہ سے تبدیل کر دیا۔ جمہور اہلِ نسب کا یہی خیال ہے۔ جبکہ اکثر محدثین کے نزدیک آپ کا نام عتیق ہے۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ عتیق آپ کا نام نہیں لقب ہے جو اسلام لانے کے بعد آپ کو دیا گیا۔ بلکہ تاریخِ اسلام میں کسی بھی مسلمان کو ملنے والا سب سے پہلا لقب یہی ہے۔ یہ بات محمد بن حمدویہ نیشاپوری نے کہی ہے۔ جب کہ محمد بن اسحاق کے مطابق عتیق آپ کا نام ہے جو آپ کے والد نے رکھا تھا۔

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی روایت ہے اور موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ یہ نام آپکی والدہ نے رکھا تھا۔

اس میں اختلاف ہے کہ آپ کو عتیق کس وجہ سے کہا جاتا ہے؟ لیث بن سعد نے کہا اس لیے کہ آپ حسین تھے۔ عتق کا معنیٰ حسن بھی ہوتا ہے اور کچھ لوگ یہ

بھی کہتے ہیں کہ آپ نبی علیہ السلام کے حسین وجمیل چہرے کے مشتاق تھے۔ اسے ابن قتیبہ نے معارف میں لکھا ہے۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق کی والدہ کے ہاں کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا یا اللہ! تیرے نام پر موت سے آزاد کیا جاتا ہے۔ تو اے اللہ! اسے میرے سپرد کر دے۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور آپ عرصہ تک زندہ رہے۔ اس لیے آپ کا نام عتیق پڑ گیا (یعنی موت سے آزادی حاصل کرنے والا)۔

اسے خجندی نے اربعین میں بیان کیا ہے۔

مصعب اور ایک گروہ اہل نسب میں سے یہ رائے رکھتا ہے۔ کہ چونکہ آپ کے نسب میں کوئی امر باعثِ عیب نہیں اس لیے آپ عتیق ہیں۔ (عیبِ نسبی سے آزاد)

ابونعیم الفضل کا کہنا ہے کہ آپ چونکہ ہمیشہ سے بھلائی کرنے والے تھے۔ اس لیے عتیق ٹھہرے کیونکہ عتیق بمعنیٰ قدیم بھی آتا ہے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ عتیق اس لیے ہیں کہ:

حدیث:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جہنم سے آزاد انسان دیکھنا چاہے وہ ابوبکر رض کو دیکھے، اس لیے آپ عتیق ہیں (جہنم سے آزاد)

یہ حدیث عائشہ بنت طلحہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور آپ کا فرمان یہ بھی ہے کہ گھر والوں نے آپکا نام عبداللہ رکھا تھا، یہ بات ابوعمر وغیرہ محدثین نے بیان کی ہے۔

حدیث

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق کا نام عبداللہ تھا۔ نبی علیہ السلام نے انہیں فرمایا۔

أَنْتَ عَتِيقٌ مِنَ النَّارِ

تم جہنم سے آزاد ہو۔ تب سے آپ عتیق پکارے جانے لگے۔[1]

اسے ترمذی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یاد رہے مذکورہ اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ ممکن ہے والدین میں سے کسی نے ابتداء میں آپ کو محبت سے عتیق کہا ہو پھر دوسرے گھر والوں نے اسے پسند کر کے اسکی پیروی کر لی ہو۔ چنانچہ بعد ازاں اسے آپ کے خاندان قریش نے اپنا لیا اور اسلام لانے کے بعد بھی آپ کا یہی لقب رہا اور نبی علیہ السلام نے نام کی مناسبت سے آپ کو

---

[1] چنانچہ ناسخ التواریخ حالات خلفا جلد اول ص۹ پر لکھا ہے۔

از نخست نام ابوبکر عبدالکعبہ بود۔ گویند پیغمبر اورا عتیق نام داد۔

ترجمہ: "شروع سے ابوبکر کا نام عبدالکعبہ تھا، کہتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عتیق رکھا۔"

اور عتیق کا مفہوم ترمذی کی حدیث سے واضح ہو چکا ہے "جہنم سے آزاد"، تو شیعہ سنی دونوں فریق کے ہاں ابوبکر صدیق کے نام عتیق کے حوالے سے آپکا زبانِ رسالت سے جنت کا بشارت یافتہ ہونا ثابت ہو گیا۔ فالحمد اللہ۔

عَتِيقٌ مِنَ النَّارِ کہہ دیا۔

البتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو درج ذیل حدیث ہے کہ۔

حدیث

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوبکر! تم اللہ کی طرف سے جہنم سے آزاد ہو۔ پھر اس دن سے آپ عتیق مشہور ہو گئے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اس دن سے آپکا نام عتیق بہت مشہور ہو گیا اور اسکے سوا کوئی دوسرا لقب یا نام لوگوں نے یاد نہ رکھا۔

بیان نمبر ا

آپ کا لقب "صدیق"

اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیوں آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ ظہور اسلام سے قبل آپ قریش کے بڑے سرداروں میں شمار ہوتے تھے۔ اور لوگوں کی دیات اٹھا لیتے تھے (یعنی اگر کسی سے بھول کر کوئی انسان قتل ہو جاتا تو اس کی طرف سے خون بہا آپ ادا کر دیتے تھے۔ اگر وہ غریب ہوتا تو) تو قریش آپ کی بات کو وزن دیتے تھے اور پھر قاتل کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور اگر کوئی دوسرا انسان کسی کی دیت اپنے ذمے لیتا تو اس کی کوئی اہمیت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ گویا لوگ آپ کی بات کی تصدیق کرتے تھے اس لیے آپ ظہور اسلام سے قبل ہی صدیق کے لقب سے مشہور تھے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب آپ نے نبی علیہ السلام کے واقعہ معراج کی تصدیق کی

تب آپ کو صدیق کے لقب سے نوازا گیا ۔

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کو مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ نے صبح لوگوں کو آگاہ کیا جسے سن کر کئی مسلمان اسلام سے پھر گئے ۔ مشرکین دوڑے دوڑے ابوبکر صدیق کے پاس پہنچے اور کہا تمہارے ساتھی (نبی علیہ السلام) نے کہا ہے کہ میں رات ہی رات میں بیت المقدس گیا اور وہاں سے لوٹا ہوں ۔ تمہارا اس بارہ میں کیا خیال ہے ۔ آپ نے فرمایا کیا واقعی نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے ؟ وہ کہنے لگے ہاں ۔ آپ نے فرمایا تو وہ سچ ہی کہتے ہیں ۔ وہ کہنے لگے تمہیں کیا ہو گیا ہے ۔ ایک شخص کہتا ہے میں رات ہی رات بیت المقدس تک گیا اور واپس آیا ہوں اور تم اسکی تصدیق کیے جا رہے ہو ؟ آپ نے فرمایا اگر وہ کہتے کہ میں رات ہی رات میں آسمانوں سے ہو کر لوٹا ہوں تو بھی میں اس کی تصدیق کرتا اس لیے آپ کو صدیق کہا جاتا ہے [۱]

اسے حاکم نے مستدرک میں اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے اور ابن اسحاق کے الفاظ یہ ہیں کہ ابوبکر صدیق نے کہا اگر وہ فرمائیں کہ میں رات یا دن کی ایک آن میں وہاں سے ہو آیا ہوں تو مان لینے والی بات ہے ۔

حدیث

ابن اسحاق کی روایت یہ ہے کہ پھر ابوبکر رضی نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

---

[۱] یہ محبوب و محب کے مضبوط ترین تعلق قلبی کا ثمرہ ہے کہ باوجودیکہ ابوبکر صدیق کو یہ خبر نہیں کہ نبی علیہ السلام آسمانوں کی سیر کر کے لوٹے ہیں مگر بات وہی کر رہے ہیں جو ہو چکی ہے گویا نبی اور صدیق رض کے جذبات ایک ہیں ۔

اور عرض کیا یا رسول اللہ ! یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آپ رات میں بیت المقدس تشریف لے گئے تھے ۔ فرمایا ہاں ! عرض کیا مجھے بیت المقدس کی چند علامات بیان فرمائیں ۔ کیونکہ میں نے یہ مسجد دیکھی ہے ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے بیت المقدس اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا ۔ تو آپ اس کی علامات بیان فرمانے لگے ۔ ابوبکر سنتے جاتے اور کہتے جاتے تھے یا رسول اللہ ! میں شہادت دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں ۔ اور آپ نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا ۔ جب نبی علیہ السلام علامات بیان فرما چکے تو اعلان فرمایا ۔ اے ابوبکر ! تو صدیق ہے ۔ اس دن سے آپ صدیق کہلانے لگے ۔

حسن کہتے ہیں واقعہ معراج سن کر جو لوگ مرتد ہو گئے ان کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی ۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

سورہ اسراء آیت ۶۰

ترجمہ : آپ کو جو دکھلاوا ہم نے دکھایا اسے ہم نے لوگوں کے لیے آزمائش ہی بنایا تھا ۔

تشریح :

ابوبکر صدیق نے نبی علیہ السلام سے بیت المقدس کی علامات دو مقاصد کے لیے پوچھی تھیں ۔

اوّل : یہ کہ آپ اس کی علامات بیان فرمائیں گے تو کافر سن کر مبہوت ہو جائیں گے اور کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے گی ۔

دوئم : ابوبکر صدیق کا دل مطمئن ہو جائے ۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا ۔ وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے ۔ آپ نے علامات اسلیے

نہیں پوچھی تھیں کہ معاذ اللہ آپ کو شک تھا بلکہ آپ تو کافروں سے آپکا یہ معجزہ سنتے ہی مان گئے تھے۔

حدیث:۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے رکھ دیا اور میں کعبہ شریف کے پاس بیٹھا تھا، تو مَیں اس کی ہر چیز دیکھ دیکھ کر بیان کرتا جا رہا تھا۔ میں نے جہنم اور اس کے باشندے یونہی جنت اور اس کے باشندے دیکھے ہیں، ٹھیک اس طرح جیسے مَیں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ جب میں نے یہ بات لوگوں کو تبلائی تو انہوں نے مجھے جھوٹا کہا۔ البتہ ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی۔ (یعنی سب سے پہلے)

حدیث ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا۔ جس رات مجھے معراج کا اعزاز بخشا گیا۔ میں نے جبریل سے کہا، قوم مجھے جھٹلائے گی اور میرے اس معجزے کا انکار کرے گی۔ جبریل نے جواب دیا غم نہ کریں۔ ابوبکر آپکی تصدیق کرے گا اور وہ صدیق ہے۔

کا حق الے سے ملاّں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

اور کہا گیا ہے چونکہ آپ نبی علیہ السلام کی ہر بات کی تصدیق میں جلدی کرتے تھے اس لیے آپ کا لقب صدیق مشہور ہو گیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ صدیق بروزن فِعّیل اسم مبالغہ ہے۔ یعنی تصدیق کرنے میں مبالغہ کرنیوالا۔ اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے۔

حدیث:

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کیا

تم میرے ساتھی کو میرے لیے ہی نہیں رہنے دیتے؟ مَیں نے لوگوں سے کہا کہ میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تو ابوبکر صدیق ہی میری تصدیق کر رہے تھے تم سب نے میری تکذیب کی تھی۔

حدیث:

نزال بن سبرہ کہتے ہیں مجھے حضرت علی کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہوا آپ خوشگوار موڈ میں تھے۔ ہم نے عرض کیا امیر المومنین! ہمیں اپنے ساتھیوں کی خبر دیں فرمایا رسول کے صحابی ہی میرے ساتھی ہیں۔ ہم نے کہا نہیں! ہم آپ کے مخصوص ساتھیوں کی بات کر رہے ہیں۔ فرمایا نبی علیہ السلام کا ہر صحابی میرا خاص ساتھی ہے۔ ہم نے کہا، اچھا نبی علیہ السلام کے صحابہ کی بات سنائیں۔ فرمایا ہاں! ایسے پوچھو! ہم نے کہا ابوبکر بن ابی قحافہ کی بات سنائیں فرمایا وہ ایسے انسان تھے جن کا اللہ نے اپنے نبیؐ اور جبریلؑ کی زبان پر صدیق نام رکھا اور رسول اللہ نے انہیں ہمارے دین کے لیے چنا اور ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لیے چن لیا۔

اسے ثعلبی اور ابنِ سمان نے موافقہ میں بیان کیا ہے۔

حدیث:

ابنِ اسحاق سبیعی نے ابو یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ میں گن نہیں سکتا کہ کتنی بار میں نے حضرت علی سے دورانِ خطبہ بر سر منبر سنا۔ اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر ابوبکر کا لقب صدیق رکھا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ کا ہی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام آسمان سے صدیق اتارا[1]

---

[1] حضرت ابوبکر کو صدیق کا لقب دیا جانا اہل تشیع کے ہاں ایک ناگوار امر ہے۔ حالانکہ

اسے سمرقندی اور صاحب صفوہ نے بیان کیا ہے۔

حدیث

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے شبِ معراج کوئی ایسی شے نہ دیکھی جس پر یہ نہ لکھا ہو۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور ابوبکر ان کے خلیفہ

خود انکی کتب سے ثابت ہے یہ لقب آپ کو خود زبان رسالت نے عطا فرمایا، چنانچہ شیعوں کا شیخ الکل علامہ قمی اپنی کتاب تفسیر قمی میں لکھتا ہے غار ثور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے جناب ابوبکر سے فرمایا "میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصار مدینہ کو اپنے گھروں سے باہر (منتظر) بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کیا مجھے بھی دکھلائیں! آپ نے انکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی انہیں دیکھنے لگے۔

اَنْتَ صِدِّیْقٌ

ترجمہ: تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم صدیق ہو"

دیکھیے تفسیر قمی ص۲۶۵ تا ص۲۶۴ اور بحار الانوار ص۵۳

اس کے علاوہ پیچھے حدیث نمبر۱۶۰ کے حاشیہ میں ہم امام جعفرؓ کا یہ قول نقل کر آئے ہیں۔

وَمَنْ لَمْ یَقُلْ لَهٗ الصِّدِّیْقُ فَلَاصَدَّقَ اللهُ لَهٗ قَوْلًا فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ

جو ابوبکر کو صدیق نہ کہے اللہ دنیا آخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے۔

بالکل انہی الفاظ کے ساتھ شیعوں کی معتبر تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم ص۲۷۰ پر حدیث یوں موجود ہے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما عرضتُ الاسلام علٰی احدٍ الّا کانت لهٗ عندهٗ کبوةٌ و تردّدٌ و نظرةٌ الا ابابکرٍ فانّه لم یتلعثم اٰنٍ هانٍ

اور صدیق ہیں۔

اسے ابن عرفہ عبدی اور ثقفی اصفہانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

زہری نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے بعد بارہ خلفاء ہونگے پہلا ابوبکر صدیق ہے۔ جو زیادہ دیر نہ رہے گا۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یہ حدیث صحابہ ثلاثہ کے فضائل میں پیچھے بھی گذر چکی ہے وہاں حدیث میں ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تینوں کا ذکر تھا اور وہ حضرت عمرؓ سے مروی تھی۔ اسے ابن ضحاک اور موفی یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے۔ ان احادیث میں صرف صدیق کے نام کی تائید اور تصدیق ہوئی ہے۔ مگر یہ تعین نہیں ہو سکا کہ کس معنیٰ کی بناء پر آپ کو صدیق کہا جاتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ صرف اللہ یا صرف رسول یا دونوں کی تصدیق کرنے کے باعث یا ہمیشہ سچی بات کرتے رہنے کے باعث آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔ اور اس تیسرے معنیٰ کی تائید درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

حدیث

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان کے سائے تلے اور زمین کے چہرے پر ابوبکر صدیق سے زیادہ کوئی سچا انسان نہیں اور جو شخص عیسٰی علیہ السلام جیسا زاہد دیکھنا چاہیے وہ ابوبکر صدیق کو دیکھے۔

بیانِ ۲ | ابوبکر صدیق کو آسمانوں میں حلیم کہا جاتا ہے

حدیث

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور بڑی دیر ایک کونے میں بیٹھے رہے اتنے میں ابوبکر صدیق وہاں سے گزرے تو جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ! یہ ابو قحافہ کے بیٹے ہیں۔ فرمایا جبریل! تم انہیں پہچانتے ہو؟ عرض کیا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ ابوبکر زمین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ مشہور ہیں۔ اور آسمانوں میں انہیں حلیم کہا جاتا ہے ۔

فصل سوم

آپ کے جسمانی خدوخال

حدیث: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا ابوبکر صدیق کے خدوخال کیا تھے؟ فرمایا آپ کا رنگ سفید، جسم کمزور اور رخسار کم گوشت تھے، تہبند باندھتے تھے مگر ایسا ڈھیلا نہیں کہ کولہوں سے نیچے لڑھکا رہے۔ چہرے کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں ۔

حدیث: قیس بن ابی حازم کہتے ہیں میں ابوبکر صدیق کی مرضِ موت میں انکی عیادت کرنے حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا آپ گندمی رنگ اور کم گوشت والے ہیں ۔

اسے ابوبکر بن مخلا نے روایت کیا ہے ۔

تشریح :

مشہور یہی ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا اور آپ داڑھی کو رنگین کیا کرتے تھے ۔

حدیث

اصمعی سے روایت ہے کہ ابوعمرو بن العلا کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داڑھی اور سر کے بال گھنے تھے۔ جب کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر درمیان سے برہنہ تھا۔ اور سر کے آس پاس کچھ بال تھے ۔

فصل چہارم

صدیق اکبر کا واقعۂ اسلام اور دین میں آپ کا ورودِ مسعود

حدیث

ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صدیق اکبرؓ کا اسلام آسمانی وحی کی مانند تھا۔ وہ اس طرح کہ آپ ملک شام میں تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے، وہاں انہیں خواب آیا۔ جو انہوں نے "بحیرا راہب" کو پیش کیا۔ اس نے آپ سے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو۔ کہا مکہ سے۔ پوچھا مکہ میں آباد قبیلوں میں کس سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا قریش سے۔ پوچھا کیا کرتے ہو؟ کہا تجارت۔ بحیرا کہنے لگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری خواب شرمندہ تعبیر کر دی۔ تو خدا تمہاری قوم میں ایک نبی بھیجے گا اور تم اس کے وزیر ہو گے اور وصال کے بعد اس کے جانشین ہو گے ابوبکر صدیق نے یہ بات دل میں ہی رکھی۔ تا آنکہ نبی علیہ السلام مبعوث ہوئے، تو ابوبکر صدیق نے سوال کیا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی نبوت پر کوئی دلیل؟

فرمایا میری دلیل وہی خواب کیا کم ہے جو تم نے شام میں دیکھی تھی ؟ یہ سنتے ہی ابوبکر صدیق نے آپ کو گلے لگا لیا اور پیشانی چومتے ہوئے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں ۔ ابوبکر صدیق کہتے ہیں اس دن میرے اسلام لانے پر مکہ مکرمہ کے دونوں کناروں میں نبی علیہ السلام سے زیادہ کوئی شخص مسرور شاداں نہ تھا ۔

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے ۔

حدیث :

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور یہ دونوں ظہور اسلام سے قبل بھی ایک دوسرے کے دوست تھے ۔ ابوبکر صدیق آپ سے ملے اور عرض کیا ۔ اے ابوالقاسم ! آپ اپنی قوم کی مجلس سے الگ ہو گئے ہیں ۔ اور وہ لوگ آپ کو اپنے آباء کے دین سے برگشتگی کا طعنہ دیتے ہیں ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں دین خداوندی کی دعوت دیتا ہوں جب آپ اپنی بات کہہ چکے تو ابوبکر صدیق نے کلمہ پڑھ لیا ۔ پھر یہ تھا کہ مکہ مکرمہ کے دائیں بائیں دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی انسان بھی اسلام ابوبکر کی وجہ سے نبی علیہ السلام سے بڑھکر خوش نہ تھا ۔

حدیث :

ام سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق ظہور اسلام سے قبل ہی نبی علیہ السلام کے گہرے اور مخلص خادم تھے ۔ جب آپ نے نبوت کا اعلان کیا تو قریش کے کچھ لوگ ابوبکر صدیق کے پاس گئے اور کہا تمہارا ساتھی (نبی علیہ السلام) مجنوں ہو گیا ہے ۔ آپ نے پوچھا کیا مطلب ؟ کہنے لگے وہ مسجد حرام میں بیٹھ کر لوگوں کو یہ درس دیتا ہے کہ خدا صرف ایک ہے اور وہ خود کو نبی بھی سمجھتا ہے ۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا یہ انہوں نے کہا ہے ؟

وہ کہنے لگے ہاں وہ اس وقت مسجد میں یہی کچھ کہہ رہا ہے ۔ ابوبکرؓ وہاں سے اٹھ کر سیدھے نبی علیہ السلام کے مکان پر آئے ۔ دروازہ پر دستک دی تو آپ باہر تشریف لائے ۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا آپ کے متعلق جو بات مجھے پہنچی ہے وہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا تجھے کیا پہنچا ہے ۔ عرض کیا میں نے سنا ہے آپ اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت دے رہے ہیں ۔ آپ نے فرمایا ہاں : میرے رب نے مجھے نذیر و بشیر بنایا ہے ۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمر ٹھہرایا ہے اور تمام انسانوں کا رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے ۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا ۔ خدا کی قسم میں نے آج تک آپ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا ۔ اور آپ کی صفات واقعتاً حاملانِ رسالت کی سی ہیں ۔ آپ امین ہیں اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں ۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے کہ میں بیعت کروں ۔ نبی علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا ابوبکر صدیق نے بیعت کی اور آپ کے جملہ ارشادات کی دل و جان سے تصدیق کر دی ۔ قسم بخدا جب ابوبکر صدیق کو دعوتِ اسلام دی گئی تو انہوں نے کچھ توقف نہیں کیا ۔

حدیث :

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان مجھے پہنچا ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے تردد اور غور و فکر کیا ۔ مگر ابوبکر صدیق کو جب میں نے دعوت دی تو انہوں نے یکدم کلمہ پڑھ لیا [1]

[1] اسی لیے آپ سب سے پہلے مومن ہیں ۔ اس سے معلوم ہوا آپ کا دل ایمان قبول کرنے کی صلاحیت سے پوری طرح معمور تھا صرف دعوت ملنے کی دیر تھی ۔ یہ وہ شمع تھی ۔ جو جلنے کو بے تاب تھی

حدیث ۔

ابن ہشام کہتے ہیں میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس عباس بن مرداس (شاعر) حاضر ہوا آپ نے فرمایا تم ہی نے یہ شعر کہا ہے ۔

فَاَصْبَحَ نَهْبِیْ وَنَهْبُ الْعَبِیْدِ   بَیْنَ الْاَقْرَعِ وَعُیَیْنَةَ ۵

ترجمہ : میرا اور غلاموں کا لوٹا ہوا مال   اقرع اور عینیہ قبیلوں نے بانٹ لیا ۔

ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ دوسرے مصرعہ کے درست الفاظ یوں ہیں ۔

بَیْنَ عُیَیْنَةَ وَالْاَقْرَعِ

(کیونکہ شعر کی شکل ہی ایسے قائم ہوتی ہے) نبی علیہ السلام نے فرمایا مقصد تو دونوں طرح ایک ہی رہتا ہے ۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ نے یہ آیت سچ اتار دی ہے ۔

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۔ سورہ یٰسین آیت ۶۹

ترجمہ : ہم نے نبی علیہ السلام کو نہ شعر سکھایا ہے اور نہ وہ انکے لائق ہے [۱۷]

---

۱۷ یعنی اگر واقعتاً آپ شاعر ہوتے تو بین الاقرع وعیینہ فرماتے کیونکہ اس طرح تو شعر کی شکل ہی باقی نہیں رہ جاتی یہ واقعہ ابوبکر صدیق کی فراست ایمانی کا اعلیٰ ثبوت ہے ۔ یاد رہے یہ واقعہ شیعہ کتب میں بھی موجود ہے ۔ چنانچہ ناسخ التواریخ احوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۳ ص ۱۳۱ پر دیکھیے ۔

بیان نمبر ۱

سب سے پہلے اسلام کون لایا ؟

حدیث :

حضرت علی مرتضیٰ رض فرماتے ہیں ، سب سے پہلے اسلام ابوبکر صدیق لائے ہیں اور سب سے پہلے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز انہوں نے پڑھی ہے ۔

اسے ابن سمان نے "موافقہ" میں بیان کیا ہے ۔

حدیث :

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رض سے سوال ہوا کہ سب سے پہلے کونسا صحابی اسلام لایا ؟ انہوں نے فرمایا کیا تم نے حضرت حسان کے یہ اشعار نہیں سنے ؟

اِذَا تَذَکَّرْتَ مِنْ اَخِیْ ثِقَةٍ   فَاذْکُرْ اَخَاکَ اَبَا بَکْرٍ بِمَا فَعَلَا ۱

خَیْرُ الْبَرِیَّةِ اَتْقَاهَا وَاَعْدَلَهَا   بَعْدَ النَّبِیِّ وَاَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا ۲

وَالثَّانِیَ التَّالِیَ الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهٗ   وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا ۳

ترجمہ : ۱ ۔ جب تم کسی ثقہ آدمی کے مصائب آلام یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکر صدیق اور انکے کردار کو ضرور یاد رکھو ۔

۲ ۔ جو انبیاء کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ متقی ، عادل اور اپنی ذمہ داریوں کے نگہدار ہیں ۔

۳ ۔ آپ ثانی اثنین ، متبع رسول ، ہمیوں نقا اور سب سے پہلے مصدق رسول ہیں ۔

حدیث

روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت حسان سے فرمایا کیا تم نے ابو بکر صدیق کی منقبت میں کچھ کہا ہے؟ عرض کیا ہاں - پھر انہوں نے گزشتہ تین اشعار سنائے اور یہ درج ذیل شعر کہا -

وَثَانِی اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ   طَافَ الْعَدُوُّ بِهِمْ اِذْ صَعَّدَ الْجَبَلَا

ترجمہ: اور آپ بلند غار میں ثانی اثنین تھے جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر اس پاس گھوم رہے تھے -

یہ اشعار سن کر نبی علیہ السلام بے حد مسرور ہوئے اور فرمایا
(اے حسان تونے کیا عمدہ اشعار کہے ہیں -)

اسے ابوعمرو نے روایت کیا ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ مذکورہ اشعار سن کر آپ اتنے مسکرائے کہ آخری دانت بھی ظاہر ہو گئے اور فرمایا حسان تم نے سچے اشعار کہے ہیں - واقعتاً صدیق اکبر ایسے ہی ہیں - ابوعمرو نے یہ پانچواں شعر بھی مذکورہ نظم کا لکھا ہے -

وَكَانَ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا   مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

ترجمہ: ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ایسے مشہور مخلص دوست ہیں - کہ سارے جہان میں ایسا کسی کا دوست نہ ہو گا -

حدیث

فرات بن سائب کہتے ہیں میں نے میمون بن مہران سے پوچھا ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام پر پہلے ایمان لائے یا حضرت علی مرتضیٰ؟ وہ کہنے لگے ابو بکر صدیق بحیرا راہب کے وقت میں ہی ایمان لا چکے تھے - اور انہوں نے ہی نبی علیہ السلام اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان سلسلہ جنبانی قائم کیا تا آنکہ دونوں کا

نکاح کر دیا جب کہ اس وقت حضرت علی پیدا بھی نہ ہوئے تھے -

تشریح:

یہاں ایمان سے مراد اصطلاحی معنیٰ نہیں بلکہ دل سے آپ کو نبوت کا اہل مان لینا ہے - کہ آپ نبی بننے والے ہیں - اور آئندہ اس کے مزید شواہد بیان کیے جائیں گے -

حدیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کیا میں سب لوگوں سے اس بات (خلافت وحکومت) کا زیادہ حق دار نہیں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ اور میں فلاں صفت کا مالک نہیں؟

اسے بغوی اور ابوحاتم نے روایت کیا ہے -

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کی اٹھارہ سال کی عمر میں صحبت اختیار کی جب کہ وہ دونوں بسلسلہ تجارت ملک شام میں پہنچے تھے - جہاں وہ ایک جگہ اترے تو نبی علیہ السلام بیری کے ایک درخت کے نیچے محو استراحت ہو گئے اور ابو بکر صدیق بحیرا نامی راہب (عیسائی مذہب کا صوفی) کے پاس گئے کہ کچھ دین کی باتیں معلوم ہو جائیں - راہب نے پوچھا یہ سامنے بیری کے درخت کے نیچے کون سویا ہے - فرمایا یہ محمد بن عبداللہ میرے ساتھی ہیں - راہب کہنے لگا اللہ کی قسم یہ اللہ کے نبی ہیں - کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بیری کے نیچے بیٹھے تھے اس کے بعد آج یہ بیٹھے ہیں یہ سن کر ابو بکر صدیق کے دل میں نبیؐ

علیہ السلام کی نبوت کا یقین ہو گیا۔

اسے ابو بکر صدیق کے فضائل میں روایت کیا ہے۔

تشریح:

ابھی میمون بن مہران سے مروی حدیث گزری ہے کہ علی مرتضیٰ کی ولادت سے بھی پہلے بحیرا راہب کے پاس حضرت ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ اس کا یہی مطلب ہے جو درج بالا حدیث میں ہے کہ بحیرا کی بات سن کر آپکو نبی علیہ السلام کی نبوت کا یقین ہو گیا تھا ورنہ بحیرا کی ملاقات شام میں ہوئی وہاں سے واپسی پر حضرت خدیجہ سے آپ کا عقد مبارک ہوا اور بعد میں آپ نے اعلان نبوت فرمایا تب حضرت ابو بکر نے اسلام قبول فرمایا۔

حدیث

ابی نضرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے علی مرتضیٰؓ سے کہا کیا میں آپ سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ تو حضرت علی نے اسکی تردید نہ فرمائی۔

حدیث

ابو نضرہ نے ہی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟

حدیث۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک وقت وہ بھی دیکھا ہے جب نبی علیہ السلام کے پاس صرف پانچ غلام دو عورتیں اور ایک آزاد مرد یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

اسے صوفی نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے۔

حدیث

عمرو بن عنبسہؓ سے روایت ہے کہ میں بازار عکاظ میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا میں نے کہا اس دین میں آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام ہے اور اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اس دین کی تبلیغ کرتا رہونگا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور اپنے محبوب کے لیے وسعت پیدا فرما دیگا۔

حدیث

بعض طرق میں یوں ہے کہ حضرت عمرو بن عنبسہؓ جب نبی علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ کو مکہ مکرمہ میں ایک مکان کے اندر چھپے ہوئے پناہ گزیں پایا۔

اسے مسلم نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں ابو امامہ سے روایت کیا ہے۔

تشریح:

عکاظ مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی عرب کی مشہور سالانہ منڈی کا نام ہے جس میں وہ لوگ جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے اشعار کہتے اور اپنے انساب پر فخر کیا کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو یہ منڈی اٹھا دی گئی۔

حدیث

حضرت زرؓ، عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے سات آدمیوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا۔

۱۔ نبی علیہ السلام، ۲۔ ابو بکر صدیق، ۳۔ عمار بن یاسر، ۴۔ انکی والدہ سُمیّہ
۵۔ حضرت مقداد، ۶۔ صہیبؓ اور حضرت بلالؓ۔

نبی علیہ السلام کی حفاظت تو اللہ نے آپ کے چچا ابو طالب کے ساتھ کی ابو بکر

صدیق کی حفاظت کا کام اللہ نے انکی قوم (بنو تیم) سے لیا۔ دوسرے پانچ آدمیوں کو مشرکین نے پکڑ لیا اور انہیں لوہے کی زرہیں پہنا کر دھلتے سورج کے سامنے پھینک دیا جاتا تھا۔ تو سب سے مشرکین نے اپنا مقصد اگلوا لیا۔ مگر حضرت بلال ڈٹے رہے۔ مشرکین نے بلال کو بچوں کے سپرد کر دیا جو انہیں مکہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے اور بلال کی زبان پر یہی لفظ ہوتا تھا۔ اَحَدٌ۔ اَحَدٌ

حدیث

حضرت زرہی روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے تلوار لیکر جس نے اپنا عقیدہ اسلام ظاہر کیا ایک نبی علیہ السلام تھے دوسرے ابوبکر صدیق۔

بیان ۲ — سب سے پہلے کون اسلام لایا اس بارہ میں اختلاف علماء

اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب ابوبکر صدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو وہ بڑی عمر کے آدمی تھے۔ ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا اس وقت حضرت علی پیدا ہو چکے تھے یا نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق کو سب سے پہلا مسلمان سمجھنے والے یہ لوگ ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت حسان بن ثابتؓ، ابو اروی دوسی۔ اسماء بنت الجابر۔ امام نخعی۔ ابن ماجیر شون، محمد بن منکدر اور علامہ احسنی۔ یہ بات صاحب صفوہ اور ابوعمر وغیرہ نے کہی ہے۔

ابوعمر نے کہا۔ حضرت علیؓ کو سب سے پہلے اسلام لانے والا ان لوگوں نے قرار دیا ہے۔ سلمان فارسی۔ ابوذر، مقداد، جابر، ابوسعید خدری اور زید بن ارقمؓ۔ اسکے علاوہ ابن شہاب، عبداللہ بن محمد، محمد بن کعب اور حضرت قتادہ بھی آپ کو پہلا مسلمان قرار دیتے ہیں۔ تاہم اس پر مذکورہ افراد کا اتفاق ہے کہ مطلقاً سب سے پہلے سیدہ خدیجہؓ اسلام لائیں [۱]

ابن اسحاق نے کہا سب سے پہلا مرد جس نے اسلام قبول کیا نماز پڑھی اور نبی علیہ

---

[۱] جب یہ بات فریقین کے درمیان متفق علیہ قرار پائی کہ سب سے پہلے حضرت سیدہ خدیجہ ام المومنینؓ اسلام لائی ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے بعد کون سب سے پہلے اسلام لایا تو شیعوں کا شیخ المفسرین علامہ طبرسی اپنی کتاب مجمع البیان جلد ۵ صـ۶۵ میں لکھتا ہے۔

وقیل ان اول من اسلم بعد خدیجة ابوبکر، عن ابراهیم النخعی۔

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ سیدہ خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر ہیں، جیسا کہ ابراہیم نخعی نے روایت کیا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اسلام لانے والے سب سے پہلے مرد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آیت مبارکہ الذی جاء بالصدق کے مصداق اول بھی آپ ہی ہیں۔

اسی طرح معتبر شیعہ کتاب روضۃ الصفا جلد دوم صـ۲۶ میں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماعرضتُ الاسلام علی احد الا کانت عنده کبوة وَتَرَدُّدٌ وَنظرةٌ الا ابا بکر۔

ترجمہ

میں نے جس بھی شخص پر اسلام قبول کیا اسے اس سے قبول کرنے میں ضرور لیت ولعل اور تَرَدُّد ہوا۔ سوائے ابوبکر کے۔

السلام کے فرمودات کی تصدیق کی وہ حضرت علی ہیں پھر زید بن حارثہ پھر ابو بکر صدیق اور پھر مسلمانوں کا ایک گروہ اسلام لایا اس گروہ میں حضرت عثمان غنی، زبیر بن عوام، حضرت طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم شامل ہیں (یہ لوگ ابو بکر کی تبلیغ پر اسلام لائے)

ابن قتیبہ نے معارف میں ایسے ہی روایت کیا ہے۔

جبکہ دیگر اہل علم کا کہنا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق ہی اسلام لائے ہیں اور حضرت علی اسلام لاتے وقت آٹھ سال کے بچے تھے، اور عورتوں میں سے سب سے پہلے سیدہ خدیجہ ایمان لائیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مگر مذکورہ جملہ اقوال واحادیث میں یوں توافق پیدا کیا جاسکتا ہے کہ سیدہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا مطلق طور پر ہر کسی انسان سے پہلے اسلام لائیں، بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ، بالغ مردوں میں ابو بکر صدیق۔ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ اسلام لائے۔ حضرت علی جب اسلام لائے تو بچے تھے اور اپنا عقیدہ چھپا کر رکھتے تھے۔ جبکہ حضرت ابو بکر ہی پہلے بالغ عربی شخص ہیں جنہوں نے ساری دنیا سے پہلے اپنا اسلام آشکارا کر دکھایا۔

یہ فیصلہ بالکل حقیقت پسندانہ اور واقعات کے عین مطابق ہے اس لیے حضرت علی اور دیگر حضرات کے گذشتہ قول کہ حضرت ابو بکر صدیق سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسی معنیٰ پر محمول کیے جائیں گے اور اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہو رہی ہے۔

حدیث۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا کہنے لگا امیر المومنین! جملہ مہاجرین و انصار نے ابو بکر صدیق کی

بیعت کس طرح کی۔ جب کہ آپ ابو بکر سے سابق الاسلام اور عالی مرتبت تھے؟ حضرت علی نے فرمایا ہلاکت ہو تیرے لیے۔ ابو بکر صدیق چار باتوں میں مجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔

۱۔ ابو بکر صدیق نے مجھ سے پہلے اپنے اسلامی عقیدہ کو ڈنکے کی چوٹ سب پر واضح کر دیا۔

۲۔ مجھ سے پہلے ہجرت کی

۳۔ غار میں نبی علیہ السلام کی خدمت کی۔

۴۔ جب میں چھپ کر نماز پڑھا کرتا تھا۔ اس وقت ابو بکر نے علانیہ نماز قائم کی اور اس وقت قریش مجھے (بوجہ کم سنی) حقیر اور ابو بکر کو عزیز رکھتے تھے۔

قسم بخدا اگر اس وقت ابو بکر اپنی فضیلت (تبلیغی عمل) سے باز آجاتے تو اسلام کو موجودہ عظمت حاصل نہ ہوتی اور لوگ لشکر طالوت کی طرح دین سے پھر جاتے[۱] اے سوال کرنے والے! تجھ پر افسوس ہے تجھے خبر نہیں کہ اللہ نے لوگوں کی مذمت اور ابو بکر کی مدح کی جب یہ فرمایا۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

سورہ توبہ آیت ۴۰

ترجمہ:۔ اگر تم نبی علیہ السلام کی مدد نہیں کرو گے تو کچھ نقصان نہیں۔ اللہ نے اپنے نبیؐ کی اس وقت مدد کی۔ جب انہیں کافروں نے (مکہ سے) نکلنے پر مجبور کیا

---

[۱] طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا جو انہیں ساتھ لیکر جہاد کیلیے نکلا مگر وہ راستے میں جہاد سے منحرف ہو گئے سورہ بقرہ میں اس کا قصہ مذکور ہے۔

اس وقت وہ دو میں سے دوسرے تھے اور دونوں غار میں تھے جب
نبی (علیہ السلام) اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے غم نہ کر اللہ ہمارے
ساتھ ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحمت نازل کرے اور میری طرف سے ان کی روح کو
سلام پہنچائے۔

حدیث

مذکورہ حدیث کی ہم معنیٰ روایت خیثمہ بن سلمان نے عبدالرحمن بن ابی زناد سے
اور انہوں نے اپنے باپ سے یوں بیان کی ہے کہ

ایک شخص حضرت علی کے پاس آیا جس وقت مجمع دائیں بائیں ہوگیا تو وہ آپ کے بالکل
قریب ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا امیر المومنین! تمام مہاجرین و انصار نے حضرت ابو بکر کی بیعت
کیسے کر لی جب کہ آپ ان سے قدیم الاسلام اور افضل الدرجات تھے؟ آپ نے فرمایا
اگر تم قریشی ہو تو تمہیں کسی پناہ کی ضرورت نہیں۔ کہنے لگا ہاں! میں قریشی ہوں۔ آپ نے
فرمایا مومن ویسے بھی اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تمہیں قتل کر دیتا
تیری عقل پر افسوس! ابو بکر صدیق چار باتوں سے مجھ پر سبقت لے گئے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے امامت انہیں ملی۔
۲۔ مجھ سے پہلے ہجرت انہوں نے کی۔
۳۔ غار میں خدمت کا موقعہ انہیں ملا۔
۴۔ اور سب سے پہلے اسلام کا اظہار انہوں نے کیا۔

حدیث

یہی حدیث ابن سمان نے "موافقہ" میں روایت کی ہے اور اس کے آخری الفاظ
یہ ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا جس شخص نے مجھے ابو بکر صدیق پر فضیلت دی میں اسے حد قذف

کے برابر (اسّی ۸۰) کوڑے لگاؤں گا۔

حدیث

حضرت محمد بن حنفیہ رض (حضرت علی کے سب سے بڑے بیٹے) سے سوال کیا گیا کہ
ابو بکر صدیق پہلے اسلام لائے تھے کیا؟ فرمایا نہیں! پوچھا گیا پھر لوگ صرف انہی کا تذکرہ
کیوں کرتے ہیں اور کسی کا ذکر نہیں کیا جاتا؟ انہوں نے فرمایا جس دور میں بھی ابو بکر صدیق
کا اسلام لانا مانا جائے بہر حال وہ اپنے اسلام لانے میں سب سے فائق تھے اور اسی
حیثیت سے وہ تادم آخر رہے۔

حدیث

محمد بن کعب رض سے پوچھا گیا۔ ابو بکر صدیق پہلے مسلمان ہیں یا حضرت علی؟ انہوں نے
کہا سبحان اللہ حضرت علی ہی پہلے اسلام لانے والے ہیں مگر لوگوں پر یہ بات مخفی ہے
کیونکہ حضرت علی نے اول اول اسلام ظاہر نہیں کیا جبکہ حضرت ابو بکر رض نے اسلام لاتے ہی
اسکا افشا کر دیا جبکہ حضرت علی ہی پہلے داخل دین متین ہوئے تھے۔

حدیث

محمد بن کعب رض سے ہی روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا سب سے پہلے میں نے
اپنا اسلام ظاہر کیا جبکہ حضرت علی اسے چھپایا کرتے تھے اپنے باپ کے ڈر سے تا آنکہ ایک
دن ابو طالب نے پوچھ ہی لیا اور کہا۔ اے علی! تم اسلام لے آئے ہو؟ کہا ہاں! ابو طالب
کہنے لگا ٹھیک ہے اپنے چچا زاد بھائی (نبی علیہ السلام) کی حفاظت کرو اور مدد کرو
اسے حاکمی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

فصل پنجم

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر کون کون اسلام لایا

حدیث۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضؓ جس دن اسلام لائے اسی دن رات کے وقت وہ عثمان بن عفان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے اور انہیں داخل اسلام کر لیا پھر صبح عثمان بن مظعون، ابو عبیدہ بن جراح، عبد الرحمٰن بن عوف اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہم پر اسلام پیش کیا تو وہ بھی داخل دین اللہ ہو گئے۔

اسے ابن ناصر سلامی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو بکر صدیق نے اسلام لاتے ہی اسکا اظہار و افشا کر دیا اور خدا و مصطفیٰ کی طرف لوگوں کو بلانا شروع کر دیا۔ اور آپ اپنی قوم میں لوگوں کی جائے پناہ ہر دل عزیز اور محبوب تھے۔ آپ قریش کے سب سے بڑے نساب قریش کی

تمام انساب سے خوب واقف اور انکی ہر اچھائی برائی پر مطلع تھے۔ آپ ایک نیکو کار اور ملن سار تاجر بھی تھے۔ سرداران قریش ہر چھوٹے بڑے کام میں آپ کے پاس پہنچتے رائے لیتے اور آپ کے علم تجربہ اور حسن مجالست سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ تو جو شخص بھی آپ کے پاس آکر بیٹھتا آپ اسے دین اسلام کی خوبیاں سنا دیتے اور دین خداوندی کی دعوت دیدیتے۔ چنانچہ جہاں تک میں نے سنا ہے آپ کی تبلیغ سے عثمان بن عفان۔ عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ مائل بہ اسلام ہو گئے۔ آپ انہیں لیکر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل اسلام کر دیا۔ تو یہ ہیں وہ آٹھ آدمی جو سب سے پہلے اسلام لائے اور نبی علیہ السلام کی تصدیق کی یعنی ۱۔ حضرت علی۔ ۲۔ زید بن حارثہ۔ ۳۔ ابو بکر صدیق اور جو لوگ ابو بکر صدیق کی تبلیغ پر اسلام لائے (۴۔ عثمان بن عفان۔ ۵۔ زبیر بن عوام۔ ۶۔ عبد الرحمٰن بن عوف ۷۔ سعد بن ابی وقاص۔ ۸۔ اور طلحہ بن عبید اللہ)

حدیث:

محمد بن عبید بن عمر بن عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ خالد بن سعید بن العاص قدیم الاسلام صحابی ہیں جو اپنے سب بھائیوں سے پہلے اسلام لائے۔ جسکا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا، کہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ کے دھانے پر کھڑے ہیں جس کی لمبائی چوڑائی اللہ ہی جانتے انکا باپ انہیں اس میں دھکیل رہا ہے اور نبی علیہ السلام انہیں دونوں کو کھ سے پکڑ کر پیچھے کھینچ رہے ہیں۔ وہ یہ خواب دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور کہا قسم بخدا یہ خواب غلط نہیں۔ فوراً اٹھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور خواب کہہ سنائی ابو بکر رضؓ نے فرمایا میں تمہیں بہتر مشورہ دے رہا ہوں۔ سنو! یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں انکی غلامی اختیار کر لو اسلام تمہیں دوزخ کے اندر جانے پر سے روک لے گا جبکہ تمہارا باپ تمہیں اس میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ تو حضرت خالد بن عبید یہ سن کر سیدھے

نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کس بات کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو اکیلا و یکتا ہے اور یہ کہ میں اس کا بندہ اور اسکا رسول ہوں۔ اور تم پرانے دین سے باز آجاؤ۔ (یہ سن کر وہ اسلام لے آئے)

حدیث

ابو بکر صدیق نے آغاز اسلام میں اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی تھی۔ جہاں وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔ لوگ یہ دیکھ کر آپ کے اس پاس اکٹھے ہو جاتے۔ آپ کا قرآن سنتے اور آپ کی عبادت دیکھتے۔ خوفِ خدا میں آپ کی آہ و زاری لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی تھی۔ تا آنکہ آپ کا یہی معمول کئی سارے لوگوں کے اسلام لانے کا باعث بن گیا۔

فصل ششم

دورِ جاہلیت سے ہی نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیق باہم گہرے دوست تھے

ابوبکر حضور کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئے

حدیث

ابی میسرہ نے ابنِ شرحبیل رض سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام ظہورِ اسلام سے قبل بسا اوقات گھر سے نکلتے تو کوئی پیچھے سے آواز دیتا۔ یا محمدؐ! آپ جب پیچھے توجہ کرتے تو آواز دینے والا دوڑ چکا ہوتا تھا۔ نبی علیہ السلام نے یہ مشکل حضرت ابو بکر کو رازداری میں بتلائی کیونکہ وہ آپ کے دیرینہ دوست تھے۔

حدیث

ابنِ شرحبیل رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین سیدہ خدیجہ رض سے اعلانِ نبوت سے قبل فرمایا۔ ”جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو ایک طرح کی آواز مجھے سنائی دیتی ہے۔ قسم بخدا یہ کوئی بات ہے۔“ سیدہ نے عرض کیا۔ خدا کی پناہ اللہ تعالیٰ آپ

کے ساتھ ایسا نہیں کریگا۔ واللہ! آپ امین و صادق اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اسکے بعد نبی علیہ السلام کی غیر موجودگی میں ابوبکر صدیق سیدہ کے گھر آئے تو انہوں نے آپکی کیفیت کہہ سنائی اور کہا اے عتیق (ابوبکر صدیق کا لقب ہے جیساکہ گذر چکا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بکر ورقہ (ایک نجومی) کے پاس جائیں۔ اتنے میں نبی علیہ السلام تشریف لے آئے ابوبکر صدیق آپ کو ساتھ بکر ورقہ کے پاس چل دیئے۔ راستے میں نبی علیہ السلام نے پوچھا۔ ابوبکر! تمہیں یہ بات کس نے بتلائی۔ کہا (سیّدہ) خدیجہ رضؓ نے، چنانچہ دونوں ورقہ کے پاس تپہنچے [۱]

یہ دونوں احادیث خثیمہ بن سلیمان نے ابوبکر صدیق کے فضائل میں اسی ترتیب سے لکھی ہیں۔

البتہ خدیجہ رضؓ کا مذکورہ قول بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

---

[۱] یہاں ایک اشکال ہے کہ بخاری مسلم کی روایت کے مطابق تو سیدہ خدیجہ رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس خود لے گئی تھیں۔ اس لیے یا تو صحیحین کی روایت کو ترجیح دینا پڑے گی۔ اور یا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ واقعہ دو مرتبہ ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ ابوبکر صدیق آپ کے ساتھ تھے اور غالباً ورقہ سے ملاقات نہ ہوئی ہو گی اور دوسری مرتبہ سیدہ ام المومنین خدیجہ رضؓ آپ کو ساتھ لے گئی ہونگی۔ اور یہ تاویل ہی بہتر ہے۔

فصل ہفتم

جب ابوبکر صدیق نے توحید خداوندی کا اعلان کیا اور نبی علیہ السلام کا دفاع کیا تو مشرکین سے کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑیں

نوٹ:

ابوبکر صدیق کی والدہ کے واقعہ اسلام میں یہ مضمون کچھ گزر چکا ہے۔

حدیث

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے ہاتھوں سب سے بڑی تکلیف کب پائی۔ فرمایا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مشرکین مسجد حرام میں بیٹھے نبی علیہ السلام اور آپ کے دین کی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں خود نبی علیہ السلام مسجد آ پہنچے۔ تو سب کے سب آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ جب بھی آپ سے کوئی بات پوچھتے آپ سچ سچ کہہ سناتے تھے۔ تو وہ کہنے لگے۔ تم ہمارے خداؤں کو کیا یہ کچھ نہیں کہتے؟ فرمایا ہاں کہتا ہوں۔ بس وہ آپ پر پل پڑے۔ ایک شخص دوڑتا ہوا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ کہ اپنے ساتھی کی مدد کو پہنچو۔ ابوبکر دوڑتے ہوئے مسجد میں آئے۔ دیکھا کہ مشرکین آپ کو پکڑے ہوئے ہیں، انہوں نے آتے ہی

کہا ہلاک ہو جاؤ! کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا خدا صرف اللہ ہے اور تمہارے سامنے کھلے دلائل پیش کر چکا ہے۔ مشرکین نے نبی علیہ السلام کو چھوڑ ابو بکرؓ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا۔ سیدہ اسماء فرماتی ہیں جب ابو بکر صدیق واپس آئے تو یہ حال تھا کہ جہاں بھی سر پہ ہاتھ رکھا جاتا بال اکھڑ آتے تھے اور آپ کہتے جا رہے تھے رب ذوالجلال والاکرام تو برکتوں والا ہے۔

حدیث۔

قاسم بن محمد کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ قریش کے بیوقوف لوگوں میں سے ایک پاگل شخص کی مڈبھیڑ ہو گئی جبکہ آپ کعبۃ اللہ کو جا رہے تھے۔ اس پاگل نے آپکے سر پہ مٹی ڈال دی اتنے میں وہاں سے ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل گذرا۔ ابو بکر صدیق نے اسے کہا اس بیوقوف کی بدمعاشی تم نے دیکھ لی؟ تو وہ کہنے لگا یہ تم نے اپنے ساتھ ایسا کیا ہے (تمہارے مسلمان ہونے کی سزا ہے) ابو بکر صدیق پکار اٹھے خداوندا تو کتنا بردبار ہے (ان پر عذاب نہیں بھیجتا۔)

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ا

ابو بکر صدیق نے کہاں کہاں مشرکین سے رسولِ خدا کا دفاع کیا

حدیث۔

عمروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

سے پوچھا نبی علیہ السلام کو مشرکین نے سب سے بڑی ایذا کب دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میں نے دیکھا نبی علیہ السلام حرم کعبہ میں محو نماز تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط نے آکر آپکی گردن میں کپڑے کا پھندا ڈال دیا اور اس کا حلقہ ابھی وہ سخت کر رہا تھا کہ اتنے میں ابو بکر صدیق آ گئے اور آپکو چھڑا لیا۔ اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا خدا صرف ایک ہے اور اس پر تمہارے سامنے قوی دلائل لا چکا ہے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ جبکہ بخاری کی دیگر روایات میں یوں بھی ہے کہ نبی علیہ السلام کعبۃ اللہ کے پاس محو عبادت تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور آپکے گلے میں اپنی چادر کا پھندا ڈال دیا۔ ابو بکر آئے عقبہ کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر دور پھینکا اور آپ کو چھڑا لیا۔

حدیث

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس دن سے بڑھ کر نبی علیہ السلام مشرکین کے ہاتھوں اذیت رسیدہ نہ ہوئے ہونگے جب آپ چاشت کے وقت طوافِ کعبہ میں مگن تھے۔ کہ مشرکین نے آپ کو اس سے روک دیا اور آپ کے دونوں کندھے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے بولے۔ کیا تم ہمیں اپنے آباء واجداد کے خداؤں کی پرستش سے منع کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی کرتا ہوں! ابو بکر صدیق آپ کے پیچھے پیچھے تھے، وہ کہنے لگے۔ کیا تم اس شخص کو مارنا چاہتے ہو جو صرف ایک اللہ کو اپنا معبود قرار دیتا ہے اور اپنی نبوت پر واضح بینات پیش کر چکا ہے[1]۔ اگر وہ غلط کہتا ہے تو اس کی کذب بیانی خود اس

[1] ابو بکر صدیق کے یہ الفاظ قرآن میں من وعن موجود ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات،

کے لیے وبال ہے اور اگر سچا ہے تو اس کی بات مان لینے سے تمہاری عاقبت کی خیر ہے۔ یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ تو کفار نے رسول خدا کا راستہ چھوڑ دیا۔

یہ واقعہ حضرت عمرو بن العاص نے خود دیکھا ہے۔ اس لیے ان سے مروی حدیث (نمبر ۲۲۵) مسند ہے اور آپ کے بیٹے سے مروی حدیث (نمبر ۲۲۴) مرسل کیونکہ بیٹے نے واقعہ نہیں دیکھا۔

حدیث

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار مشرکین نے نبی علیہ السلام کو اتنا زدوکوب کیا کہ آپ بیہوش ہو گئے ابوبکر صدیق آئے تو کہنے لگے سبحان اللہ ایسے شخص کو مار دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے۔ کہنے لگے یہ کون آیا ہے؟ آپ نے کہا میں ہوں ابوقحافہ کا بیٹا۔ جیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ . . . وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۱ تا ۴ سورہ پارہ ۳۰

ترجمہ: ٹوٹ گئے ہاتھ ابولھب کے اور وہ خود ہلاک ہوا۔ . . . اور اسکی لکڑبردار بیوی جس کے گلے میں کھجور کی رسی کا پھندا ہے۔

من ربکم۔ سورہ مومن آیت ۲۸

ترجمہ: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلائل لا چکا ہوں۔

تو ابولہب کی بیوی ام جمیل عورا بنت حرب چیختی چنگاڑتی ہاتھ میں پتھر لیے آئی اور وہ کہہ رہی تھی ہم مذمم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس کے دین کے دشمن ہیں اور اس کی بات کبھی نہ مانیں گے۔ نبی علیہ السلام مسجد حرام میں جلوہ گر تھے ابوبکر صدیق بھی ساتھ تھے۔ ابوبکر صدیق نے اسے دیکھ کر کہا یارسول اللہ! یہ عورت آپکی طرف آرہی ہے کہیں آپکو دیکھ نہ لے آپنے فرمایا یہ ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گی تو آپنے قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور محفوظ ہو گئے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا

ترجمہ: اور جب تم قرآن پڑھو تو ہم تمہارے اور کفار کے مابین نظر نہ آنے والا پردہ بنا دیتے ہیں۔

تو وہ عورت حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آکر کھڑی ہو ئی مگر نبی علیہ السلام کو نہ دیکھ پائی۔ بولی ابوبکر! تیرے ساتھی (نبی علیہ السلام) نے میری ہجو کی ہے۔ فرمایا رب کعبہ کی قسم! انہوں نے ہرگز تیری ہجو نہیں کی۔ تو وہ یہ کہتی ہوئی پلٹ گئی کہ قریش جانتے ہیں میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق نے بھی مختلف الفاظ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ ابولہب کی بیوی یہ کہتی ہوئی پلٹ گئی۔ اگر تیرے ساتھی نے دوبارہ میری ہجو کی تو میں یہ پتھر اسے دے ماروں گی۔

حدیث

ابن اسحاق نے یہ روایت بھی کی ہے کہ قریش نبی علیہ السلام کو مُذَمَّم (برائی کیا ہوا) کہتے اور آپکو برا کہتے تھے۔ جس پر نبی علیہ السلام فرماتے تھے مومنو! کیا تمہیں اس پر

تعجب نہیں کہ کیسے اللہ نے قریش کی اذیت رسانی مجھ سے دور کر دی۔ وہ بُرا کہتے ہیں تو مذمّم کو، جب کہ میں محمدؐ ہوں (یعنی کوئی مذمّم ہوگا۔ ان کا میں تو محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم[1]۔

حدیث

اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام جمیل نبی علیہ السلام کے پاس آئی جب کہ وہاں ابو بکر بھی آپ کے پاس تھے۔ کہنے لگی ابو قحافہ کے بیٹے! تیرا ساتھی کیا چاہتا ہے؟ میری مذمت میں شعر کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا قسم بخدا میرا ساتھی (نبی علیہ السلام) شاعر نہیں وہ کہنے لگی کیا اس نے یہ نہیں کہا۔

(یعنی اس عورت ابو لہب کی بیوی ام جمیل) کے گلے میں کھجور کی رسی کا پھندا ہے) تو وہ پھندا کونسا ہے؟ نبی علیہ السلام نے اس دوران ابو بکر سے (آہستہ سے) کہا "اس عورت سے پوچھیں کیا کوئی اور آدمی یہاں موجود ہے۔" کیونکہ وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ رہی اللہ نے میرے اور اس کے درمیان حجاب کر دیا ہے۔ چنانچہ ابو بکر صدیق نے اس سے پوچھا۔ تو وہ کہنے لگی تم مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ تمہارے ساتھ تو کوئی آدمی ہے نہیں۔

اسے بھی صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے[2]۔

---

[1] یاد رہے یہ باب ابو بکر صدیق کی جانثاریوں کا ہے اور اس حدیث کا بظاہر یہاں موقع نہیں مگر ام جمیل کے گذشتہ الفاظ "ہم مذمم کی مخالفت کرتے ہیں" کی تشریح میں یہ حدیث یہاں لائی گئی ہے۔

[2] یہ واقعہ جو حضرت صدیق اکبر کے کمال ایمان اور بے مثال وفاداری پر دلالت کرتا ہے شیعہ

بیان نمبر ۲

مشرکین نے مکہ سے ابو بکرؓ کو نکالا اور ابنِ دغنہ نے پناہ دی

مجھے اللہ کی پناہ کافی ہے

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دینِ اسلام سے مشرف پایا۔ اور کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح شام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں جب مسلمانوں کو ستایا جانے لگا تو ابو بکر صدیق بارادہ ہجرت حبشہ گھر سے نکلے حتیٰ کہ جب مقام برک الغماد تک پہنچے تو ابنِ دغنہ سے جو اپنے علاقے کا سردار تھا ملاقات ہو گئی اس نے پوچھا۔ ابو بکر! کدھر کا ارادہ ہے؟ آپ نے جواب دیا مجھے میری قوم نے مکہ سے نکال دیا ہے۔ میرا خیال ہے زمین میں پھروں، اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابن دغنہ نے کہا۔ تمہارے جیسا آدمی نہ کسی کو گھر سے نکال سکتا ہے اور نہ خود نکالا جا سکتا ہے تم فقیروں کی مدد رشتہ داروں سے حسن سلوک، بےکسوں کی کفالت اور مہمانوں کی خوب میزبانی کرتے ہو

کتب میں بھی بکثرت موجود ہے دیکھیے (۱) بحار الانوار ص۳۵ ۲ جلد ۱۴ (۲) ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۵ ص ۹۵ (۳) مجمع البیان جلد ۵ ص ۲۱۸

فصل ہشتم

نبی علیہ السلام کے ساتھ راہ ہجرت میں آپکی خدمتِ رسول اور غار اور اس کے بعد والے سفرِ مدینہ کے واقعات

بیان نمبر (۱)

نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق غار ثور کو چلے

حدیث:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے مسلمانوں! مجھے تمہاری ہجرت کا علاقہ دکھایا گیا ہے۔ (جہاں تم نے مکّہ سے ہجرت کر کے جا بسیرا کرنا ہے) وہاں دو پتھریلے میدانوں کے درمیان واقع نخلستان ہے۔ نبی علیہ السلام کے اس فرمان کے بعد سب لوگ مدینہ منورہ کی طرف ہی ہجرت کرتے رہے (کیونکہ وہی ایسا نخلستان ہے جو دو سنگستانوں کے مابین واقع ہے) اور حبشہ کو ہجرت کر جانے

والے بھی مدینہ منوّرہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ ابو بکر صدیق نے بھی مدینہ طیّبہ کو ہجرت کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کچھ مدّت ٹھہرو کیونکہ امید ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔ ابو بکر صدیق نے (فرطِ مسرت سے) عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان! کیا آپ کو ایسی امید ہے؟ فرمایا ہاں۔ تو نبی علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کرنے کے لیے ابو بکر رک گئے۔ اور جو دو اونٹنیاں انکے پاس تھیں انہیں چار ماہ تک کیکر کے پتے کھلاتے رہے (تاکہ وہ ہجرت کے سفر میں کام آئیں) سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں۔ ہم ایک روز اپنے گھر میں دن کے بارہ بجے بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا۔ اے ابو بکر! دیکھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے پر چادر ڈالے تشریف لا رہے ہیں۔ یہ ایسا وقت تھا جس میں آپ کبھی ہمارے ہاں تشریف نہ لائے تھے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان! ضرور کوئی بات ہے۔ جب ہی تو آپ اس وقت کڑکتی دوپہر میں تشریف لائے ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور پھر آپ داخل ہو گئے۔ اور فرمایا "اپنے پاس سے اوروں کو ہٹا دو۔" ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہاں صرف آپکی گھروالی (سیّدہ عائشہ رضؓ) ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان کیا مجھے بھی آپ کی سنگت کا شرف ملے گا؟ فرمایا ہاں تم ہی میرے رفیق سفر ہو گے۔ عرض کیا۔ میرے والدین قربان۔ میری ایک اونٹنی لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا "ہم تو قیمت کے ساتھ لیں گے"۔ سیّدہ فرماتی ہیں۔ پھر ہم نے دونوں کے سفر کے لیے جلدی جلدی میں جو ہو سکا تیار کر دیا۔ چنانچہ چمڑے کی ایک تھیلی میں تھوڑا سا کھانا رکھ دیا گیا۔ میری بہن اسماء بنت ابی بکر نے اپنا ازار بند پھاڑا اور اس کے ایک حصے سے تھیلی کا منہ باندھ دیا اسی دن سے ان کا لقب ذات النطاق ہے (ازار بند کاٹ کر خدمت کرنے والی) ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ پھر نبی علیہ السلام اور

ابوبکر صدیق غار ثور میں پہنچ گئے۔ اور اس میں تین روز تک چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابی بکر صدیق جو نوجوان ہوشیار اور ذکی لڑکے تھے۔ وہ رات غار میں گذارتے اور صبح اندھیرے منہ مکہ میں آپہنچتے تھے۔ مکہ والے یہی تصور کرتے تھے کہ وہ یہ رات مکہ ہی میں تھے۔ عبداللہ سارا دن قریش کی ہر وہ بات نوٹ کرتے جو نبی علیہ السلام اور ابوبکرؓ سے متعلق ہوتی اور رات کو آکر غار میں دونوں کو سب کچھ بتلا دیا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ غار ثور والے پہاڑ کے آس پاس دن بھر بکریاں چراتے رہتے اور رات کو غار میں دودھ لیکر پہنچ جاتے تھے۔ دونوں دودھ پی کر رات آرام سے گزارتے تھے۔ اور صبح بکریاں ہانک کرلے جاتے تھے۔ ان تینوں راتوں میں ایسا ہی کیا جاتا رہا۔ نبی علیہ السلام اور ابوبکرؓ نے قبیلہ بنی وائل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی سے تعلق رکھتا تھا اپنے ساتھ مزدور رکھ لیا۔ وہ راستوں کا بڑا شناسا بہترین راہبر اور آل عاص بن وائل کا حلیف تھا۔ قریش کے دین پر تھا۔ ان دونوں نے اسے دونوں اونٹنیاں بطور امانت دے دیں۔ اور تین دنوں کے بعد صبح کے وقت غار کے باہر دونوں سواریاں لے آنے کا وعدہ لے لیا۔ چنانچہ وہ تین دن بعد حسب وعدہ وہاں آگیا اور عامر بن فہیرہ (غلام ابوبکرؓ) سمیت دونوں کو لے کر ساحل سمندر کے راستے پر لے چلا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے[1]

[1] شب ہجرت صرف سیدنا ابوبکر صدیق ہی مصروف خدمت سید الانبیاء نہ تھے آپکی سارے گھر اور غلام بھی بڑھ چڑھ کر آقا کی خدمت میں لگے ہوئے تھے چنانچہ آپ کے غلام عامر ابن فہیرہ تین دن غار ثور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ لیجاتے رہے، آپ کے بیٹے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر تین راتیں مسلسل غار میں پہنچتے رہے اور مکہ ہونے والی کفار کی دن بھر کی کاروائیوں سے مطلع کرتے رہے دیکھیے: تفسیر منہج الصادقین جلد چہارم صفحہ ۲۷۰، (۲) ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول صفحہ ۱۹، (۳) مجمع البیان جلد ۹ صفحہ ۲۷۰۔

حدیث

ابی حاتم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ابوبکر صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جنہیں میں نے آپ کے ساتھ ہجرت کرنے کی غرض ہی سے تیار کر رکھا تھا۔ تو نبی علیہ السلام ان میں سے ایک پر جلوہ آرا ہو گئے اور غار تک آپہنچے۔

تشریح:

نبی علیہ السلام نے دونوں میں سے ایک اونٹنی ابوبکر صدیق سے جو قیمتاً حاصل کی تو صرف اس لیے کہ آپکے اپنے ہجرت کے ثواب میں آپکے ساتھ دوسرا شریک نہ ہو سکے ورنہ نبی علیہ السلام کو قیمت ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور آئندہ بیان ہو گا کہ نبی علیہ السلام ابوبکر صدیق کے مال میں اپنے مال جیسا تصرف فرمایا کرتے تھے۔

حدیث

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق ابوبکر صدیق نے دونوں میں بہتر سواری آپ کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان! سواری فرمائیے۔ آپ نے فرمایا میں اپنی سواری کے سوا کسی پر نہ بیٹھوں گا۔ عرض کیا۔ یہ آپ ہی کی ہے۔ فرمایا نہیں! بلکہ میں وہ قیمت دونگا جس پر تم نے اسے خریدا ہے۔ عرض کیا اس کی یہ قیمت ہے۔ تو آپ نے قیمت ادا کر دی۔

تشریح:

اس حدیث کا وہی مقصد ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ بظاہر اس کا ماقبل والی حدیث سے تعارض نظر آتا ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث میں قیمت ادا کرنے کا صرف وعدہ کیا گیا تھا۔

جب کہ اس حدیث میں قیمت ادا کر دینے کا بیان ہے۔ مگر ممکن ہے یہیں بیت ابی بکر رضؓ میں دوبارہ گفتگو ہوئی۔ پہلی دفعہ وعدہ ہوا۔ اور دوسری بار قیمت ادا کر دی گئی ہو۔

حدیث:

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ہمارے پاس آنا نہ بھولتے تھے صبح تشریف لے آتے یا شام کو۔ پھر جب وہ دن آیا جس میں اللہ نے آپ کو ہجرت کی اجازت عطا کی تھی۔ تو آپ دوپہر کے وقت ہمارے ہاں پہنچے (آگے مثل سابق گفتگو بیان فرماتی ہیں) تو ابو بکر صدیق نے ہجرت میں سنگت کے لیے عرض کیا۔ آپنے فرمایا ہاں تم ہمارے ساتھ ہوگے۔

سیدہ فرماتی ہیں میں نے اس سے قبل کسی کی آنکھوں میں خوشی و مسرت کے آنسو نہ دیکھے تھے۔ اس دن دیکھا کہ فرط جذبات سے ابو بکر صدیق کی آنکھیں بھیگ گئیں [1]

---

[1] نبی علیہ السلام کے ساتھ ابو بکر صدیق کی ہجرت کے وجد آفریں واقعات تشیعہ کتب میں بکثرت ملتے ہیں جن سے ابو بکر صدیق کی صداقت، عدالت اور امانت روز روشن سے زیادہ واضح تر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ

۱۔ ناسخ التواریخ و دیگر کتب تشیعہ میں موجود ہے کہ جب صحابہ کرام یکے بعد دیگرے ہجرت کرنے لگے تو ابو بکر صدیق رضؓ نے بھی عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ بجائے باش، امید میدارم کہ من نیز بداں جانب شوم

یعنی ابھی ٹھہرو مجھے بھی ہجرت کا حکم ملنے والا ہے (اور ہم اکٹھے ہجرت کریں گے) ناسخ التواریخ حالاتِ پیغمبر جلد اوّل ص۱

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا حکم پاکر خود چل کر صدیق اکبر رضؓ کے گھر آئے اور فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔ حضرت صدیق نے عرض کیا۔ الصحبۃ یا رسول اللہ

آنحضرت فرمود چنیں باشد، ابو بکر از شادی بگریست

یعنی یا رسول اللہ مجھے ہجرت کا ساتھی بنائیں! آپنے فرمایا اسی طرح ہوگا۔ تو ابو بکر یہ سن کر خوشی سے رو پڑے۔ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات پیغمبر ص۱۸

۳۔ بلکہ تشیعہ کتب کہتی ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت میں ابو بکر صدیق کے ساتھ رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔ چنانچہ تشیعوں کے گیارھویں امام حضرت حسن عسکری اپنی تفسیر ص۲۳۱ میں فرماتے ہیں جبریل امین ہجرت سے قبل حضور کے پاس آئے اور عرض کیا اللہ آپ کو سلام کہتا ہے۔

وَ أَمَرَكَ أَنْ تَسْتَصْحِبَ ابا بكرٍ فَإِنَّهُ انسكَ وَسَاعَدَكَ وَوَازَرَكَ وَثَبَتَ عَلَى تَعَاهُدِكَ وَتَعَاقُدِكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ وَفِي غُرُفَاتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ۔

ترجمہ: "اور اللہ نے آپ کو امر فرمایا ہے کہ ابو بکر رضؓ کو سفر ہجرت میں ساتھ لیجائیں۔ کیونکہ اگر وہ اس سفر میں آپکی موانست و مساعدت کریں گے اور راہِ وفا میں ثابت قدم نکلیں گے تو اللہ انہیں جنت میں آپ کا رفیق بنا دیگا اور انہیں جنت میں آپکے مصاحبین کا مقام دیا جائے گا۔

اب رہی یہ بات کہ آیا واقعی حضرت ابو بکر نے سفر ہجرت میں وفاداری کا ثبوت دیا ہے یا نہیں تو جو شخص اپنے وجود پر سانپ کے ڈنگ سہہ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرے جیسا کہ آگے تشیعہ کتب کے حوالے سے آرہا ہے۔ اسکی وفاداری میں کیا شک باقی رہتا ہے، تو امام حسن عسکری کے ارشاد کے مطابق یقیناً حضرت صدیق اکبر دنیا کی طرح آخرت میں بھی رفیق نبوت ہیں۔

اس وقت حضرت علی کے سوا کسی اور شخص کو نبی علیہ السلام کے ارادۂ ہجرت کی خبر نہ تھی۔ کیونکہ آپ جب گھر سے نکلے تو انہیں ساری صورتِ احوال سے آگاہ کیا اور فرمایا میرے پاس امانتیں ہیں انہیں لوگوں تک پہنچا کر میرے پیچھے پہنچ جانا۔ اس لیے کہ لوگ آپ کی امانت و صداقت کے معترف تھے۔ ہر کوئی اپنی پر خطر شیئی آپ کے پاس امانت رکھ دیتا تھا۔

چنانچہ آپ ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور ان کے گھر کے عقبی دروازے سے نکل کر دونوں غارِ ثور کی طرف چل دیئے جو مکہ سے ذرا نشیبی جگہ میں واقع ایک پہاڑ ہے۔ ابو بکر صدیق نے اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر کو حکم دیا۔ لوگوں کی دن بھر کی باتیں شام کو ہمارے پاس غار میں لایا کرو۔ اور اپنے غلام عامر بن فہیرہ سے کہا غار ثور ہی کے آس پاس دن بھر بکریاں چرایا کرو اور رات کو ان کا دودھ لے کر غار میں پہنچا کرو (تو یہ ذمہ داری دونوں نے خوب نبھائی)۔

ادھر اسماء بنت ابی بکر صدیق نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق کے لیے پیٹ بھر کھانا لیکر روزانہ رات کو غار میں پہنچایا کرتی تھیں۔ تو نبی علیہ السلام نے تین روز غار میں قیام فرمایا جب کہ قریش نے اس شخص کے لیے سو اونٹ کا انعام مقرر کر رکھا تھا۔ جو نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق کو پکڑ کر لائے۔ پھر جب تین روز گزر گئے اور کفار کے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے تو ان دونوں کے پاس وہ راہبر سواریاں لیکر آ پہنچا جسے اجرت پر حاصل کیا گیا تھا۔ اور اسماء بنت ابی بکر الصدیق کھانا لیکر آ گئیں مگر تھیلا بھول آئیں (جس میں کھانا ڈال کر بازو سے لٹکا لیا جائے) تو انہوں نے فوراً اپنا پٹکہ کھولا، درمیان سے پھاڑا اور اس میں کھانا باندھ کر حوالے کر دیا اسی لیے آپ ذات النطاقین (پٹکے والی) مشہور ہو گئیں [1]۔

---

[1] یہ بات خود شیعہ حضرات کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

ابنِ ہشام کہتے ہیں میں نے کئی ایک اہلِ علم سے ذات النطاقین (دو پٹکوں والی) کا لفظ سنا ہے۔ اور اسکی تشریح یہ ہے کہ انہوں نے پٹکے کے دو حصے کیے ایک میں کھانا باندھ دیا اور دوسرے میں اسے لٹکا کر ہاتھ میں تھما دیا۔

حدیث۔

سیّدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں۔ میں نے نبی علیہ السلام کا کھانا تیار کیا جب وہ ہمارے گھر سے ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے والے تھے تو روٹی اور پانی کا برتن باندھنے کے لیے کوئی کپڑا گھر میں نہ تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا میرے پٹکے کے سوا اور کچھ اس مقصد کے لیے نہیں۔ انہوں نے فرمایا اسے درمیان سے پھاڑ دے ایک میں پانی کا برتن اور دوسرے میں کھانا باندھ دے۔ سو میں نے ایسے ہی کر دیا۔ اسدن سے مجھے ذات النطاقین کہا جانے لگا۔

ص۱۹ پر لکھا ہے۔

واسماء خواہر عائشہ کمر بند خویش را دو نیم کردہ نیمے بو سفرہ بست و نیمے بند متارہ ساخت، ازیں او ہا اسماء، ذات النطاقین ملقب گشت۔

یعنی سیدہ عائشہ رضی کی بہن اسماء رضی نے اپنے کمر بند کو دو نیم کر کے ایک حصے میں کھانا باندھ دیا اور دوسرے حصے میں مشکیزے کا منہ لپیٹ دیا تب سے وہ دو پٹکوں والی مشہور ہو گئیں۔

نطاق سے مراد وہ کپڑا ہے جو اس دور میں عورتیں عربی عبا کے اوپر سے کمر پر رسے کی شکل میں باندھ لیتی تھیں تاکہ عبا بدن پر مضبوطی سے بندھا رہے۔

اُسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱؎

ابن سمان کتاب الموافقہ میں ایک روایت بیان کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضؓ نے اسماءؓ سے فرمایا یہ لو پیسے ان سے نبی علیہ السلام کا کھانا جو روٹیوں اور گوشت پر مشتمل ہو خرید لاؤ کیونکہ نبی علیہ السلام کو گوشت پسند تھا۔ بعد ازاں راوی نے غار تک پہنچنے کا تذکرہ کیا اس کے بعد کہا کہ ابو بکر صدیق غار میں پہلے داخل ہوئے اور تمام سوراخ بند کر ڈالے ایک بڑا سوراخ باقی رہ گیا۔ اس میں آپ نے ران تک اپنی لات داخل کر دی اور نبی علیہ السلام سے عرض کیا۔ اندر تشریف لے آئیں میں نے اس میں آپکے بیٹھنے کیلیے جگہ بنا دی ہے۔

راوی کہتا ہے پھر مشرکین تمام کے تمام آپکی تلاش میں نکلے۔ اور ابو بکر صدیق کے مکان پر پہنچے جبکہ اسماءؓ کھانا تیار کرنے میں مصروف تھیں۔ انہوں نے دیا روشن کر دیا تاکہ اس کے دھوئیں کی بو سالن کی خوشبو پر غالب ہو جائے (اور کفار کو شک نہ گزرے کہ کیوں پر تکلف کھانا پک رہا ہے۔) کفار نے اسماءؓ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا میں تو کام کر رہی ہوں، تو وہ چلے گئے اور نبی علیہ السلام کو قتل کر دینے والے کے لیے سو اونٹ کا اعلان کر دیا۔ پھر وہ قدموں کے نشانات کی مدد سے غار تک آ پہنچے۔ اللہ نے دونوں کے قدموں کے نشانات اپنی قدرت سے مٹا ڈالے۔ چنانچہ وہ کھوج نہ لگا سکے۔ ان میں سے ایک شخص غار کے منہ پر بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کافروں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ابو بکر نہیں! اگر انہوں نے ہمیں دیکھا ہوتا تو یہ شخص ہماری طرف منہ کر کے ہمارے سامنے پیشاب نہ کرتا۔

بہر حال کفار واپس ہو گئے۔ ابو بکر صدیق کے جسم پر رات سانپ گردش کر گیا۔ جس سے ان کا جسم پھول گیا۔ صبح نبی علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا۔ ابو بکر یہ کیا؟ عرض کیا رات سانپ

میرے جسم پر پھر گیا تھا۔ فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ بتلایا۔ عرض کیا میں نے آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام نے ابو بکر کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو جسم یوں ٹھیک ہو گیا جیسے کبھی خراب ہوا نہ تھا۔

حدیث ۱؎

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق تشریف لے گئے تو قریش کی ایک جماعت جس میں ابوجہل بھی تھا۔ ہمارے پاس آئی اور دروازے پر کھڑی ہو گئی۔ میں جب باہر نکلی تو وہ کہنے لگے۔ تمہارا باپ ابو بکر کہاں ہے؟ میں نے کہا قسم بخدا مجھے ان کا علم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ ابوجہل نے جو نہایت بے حیا اور خبیث النسان تھا میرے منہ پر ایسا زور دار طمانچہ رسید کیا جس سے میرے کان کی بالیاں ٹوٹ کر نیچے جا گریں ۱؎۔ پھر وہ چلے گئے۔ اور ہمیں تین دن تک کوئی علم نہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں گئے ہیں۔ تا آنکہ ایک جن مکہ کے نشیبی علاقہ سے عربی لہجہ پر یہ شعر گنگناتا آیا۔

جزیٰ اللّٰہُ ربُّ النَّاسِ خَیْرَ جزائہٖ ۔۔۔ رَفِیْقَیْنِ حلّا خیمتی اُمِّ مَعْبَدٖ

ھُما نزلا بالبِرِّ ثُمَّ تروّحا ۔۔۔ فَاَفْلَحَ مَنْ اَمْسٰی رفیقَ مُحمّدٖ

لِیَھْنِ بنی کعب مکان فتاتھم ۔۔۔ وَمقعدُھا للمؤمنینَ بِمَرْصدٖ

ترجمہ: اے انسانوں کا پروردگار خدا تعالیٰ ان دونوں ساتھیوں (ہمسفروں) کو بہتر جزا عطا

۱؎ سیدہ اسماء کو ابوجہل کے مارنے کا واقعہ شیعہ کتب میں بصراحت ملتا ہے۔ چنانچہ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص۲ پر یہ واقعہ بالتفصیل مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر نے اپنی اولاد کی تربیت کچھ ایسے انداز سے کی تھی کہ انکی نس نس میں عشق رسول رچا بسا ہوا تھا۔ اس سے حضرت صدیق اکبر کی قلبی کیفیات واحساسات کا پتہ چلانا مشکل نہیں بشرطیکہ نظر انصاف میسر ہو۔

فرمائے جو ام معبد کے دو خیموں میں اترے ہیں ۔

۲ ۔ وہ نیکی لیکر وہاں اترے اور پھر چل دیئے ۔ تو جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسفر بنا ہے وہ بڑا ہی کامیاب ہے ۔

۳ ۔ (ام معبد کے خاندان) بنو کعب کو انکی اس نوجوان عورت (ام معبد) کا مکان مبارک ہو جسکی نشست گاہ مومنوں کیلیے جائے پناہ ہے ۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیاہے اور ام معبد کا تفصیلی قصہ اس فصل کے تیسرے ذکر میں آئے گا ۔ انشاء اللہ ۔

تشریح :

مذکورہ حدیث میں ابوبکر صدیق کے گھر کفار کا آنا غالباً دوسری بار مراد ہے ۔ یعنی ایک دفعہ تو کفار اس وقت آپکے گھر تک آئے تھے جب نبی علیہ السلام نے ہجرت کی تھی ۔ پھر کفار تلاش بسیار کے بعد تھک ہار کر دوبارہ تلاش کو اٹھے تو ابتداء آپ کی ہی کے گھر سے کی پہلی بار انکے آنے پر سیدہ اسماء کو علم تھا کہ نبی علیہ السلام ابوبکر صدیق غار ثور میں ہیں ۔ کیونکہ وہ کھانا وہاں پہنچایا کرتی تھیں ۔ اب کی بار انہیں کوئی علم نہ تھا کہ وہ دونوں غار سے نکل کر کدھر گئے ہیں اور اس وقت کہاں ہیں ۔ اسی لیے وہ پریشان تھیں ۔ تو ایک جن کے مذکورہ اشعار سے معلوم ہوا کہ وہ ام معبد کے ہاں گئے تھے وہاں کچھ توقف کرکے آگے چل دیئے ان اشعار سے انہیں ایک گونہ اطمینان ہوا اس لیے اس حدیث کا ماقبل والی احادیث سے کوئی تعارض نہیں ہے ۔

حدیث :

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے انصار سے بیعت عقبی لے لی اپنے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیدیا اور فرمادیا کہ اللہ نے تمہارے

لیے اچھے بھائی اور بہتر گھر (مدینہ منورہ) تیار کیاہے جو تمہیں امن دیگا ۔ تو صحابہ کرام یکے بعد دیگرے مدینہ کو چل پڑے ۔ نبی علیہ السلام ابھی تک اذن ہجرت کے منتظر تھے اور چند مجبور افراد کے سوا کوئی صحابی بھی مکہ مکرمہ میں نہ رہ گیا تھا ۔ البتہ علی مرتضی اور ابوبکر صدیق کسی مجبوری کے سوا مکہ میں تھے علی مرتضی تو امانتیں ادا کرنے کے لیے جب کہ ابوبکر صدیق نے بارہا نبی علیہ السلام سے اجازت مانگی مگر ہر بار یہی جواب ملتا رہا ٹھہرو ! مجھے امید ہے کہ اللہ تمہیں میرے لیے ہجرت کا ساتھی بنائیگا ۔

حدیث

علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ۔ آپنے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کریگا ؟ عرض کیا ابوبکر کریگا اور وہ صدیق ہے ۔

اسے ابن سمان نے "موافقہ" میں روایت کیاہے ۔

بیان نمبر ۲

غار ثور اور اس کے راستے میں ابوبکر صدیق کی خدمت رسول

نوٹ :

اس کا کچھ حصہ قبل ازیں گزر چکاہے ۔

حدیث ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی نے فرمایا جب ہم غار

ہیں تھے تو میں نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا۔ کفار اگر اپنے قدموں کو دیکھیں تو ان کی نگاہ ہم پر اٹھے گی۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارہ میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حیاتِ صدیق کی ایک رات اور ایک دن

حدیث ۱۲

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آپنے ابوبکر صدیق کا ذکر چھڑ جانے پر روتے ہوئے فرمایا مجھے تمنا ہے کہ اے کاش! میرے تمام تر اعمال صالحہ کے بدلے میں مجھے ابوبکر صدیق کا ایک روزہ یک شبانہ عمل دے دیا جائے۔ انکا یک شبانہ عمل تو ہجرت کے موقعہ پر تھا جب وہ نبی علیہ السلام کے ساتھ غار کو چلے تھے۔ وہاں پہنچنے پر ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ! جب تک میں اندر نہ جاؤں آپ داخل نہ ہوں۔ اگر اس میں کچھ نقصان دہ چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھ تک پہنچے گی تو وہ اندر گئے غار صاف کی، غار میں چاروں طرف سوراخ تھے، جنہیں ابوبکر صدیق نے اپنے تہبند کے پرزے پرزے کرکے پُر کیا۔ دو سوراخ رہ گئے۔ ان پر آپ نے پاؤں رکھ دیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! تشریف لے آئیے۔ آپ داخل ہوئے اور ابوبکر صدیق کی گود میں سرِ انور رکھ کر محو خواب ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سوراخ میں سے کسی زہرناک چیز نے ڈس لیا۔

وَلَمْ یَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ یَتَنَبَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ یَا اَبَا بَكْر؟ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ فَتَفَلَ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذَهَبَ مَا یَجِدُهٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَیْهِ فَكَانَ سَبَبُ مَوْتِهٖ

مگر نبی علیہ السلام کی نیند میں خلل آجانے کے خوف سے انہوں نے ذرا جنبش تک نہ کی۔ مگر آنسو ٹپک پڑے جو نبی علیہ السلام کے رُخِ انور پر گرے۔ آپ بیدار ہوئے اور فرمایا ابوبکر تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا ڈس لیا گیا ہوں آپ پر میرے والدین قربان! نبی علیہ السلام نے ان کے زخم پر لعاب دھن (تھوک مبارک) لگائی تو زخم جاتا رہا۔ جو زندگی کے آخری دور میں دوبارہ خراب ہو گیا۔ اور اسی سے آپ نے انتقال فرمایا تھا۔

اور یک روزہ عمل یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے دنیا سے پردہ فرمایا تو عرب قبائل مرتد ہو گئے وہ کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا اگر وہ زکوٰۃ کی ایک رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کرونگا۔ میں نے (عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا اے خلیفہ رسول! لوگوں سے نرمی برتیں۔ آپ نے مجھے فرمایا تم جاہلیت میں بڑے سخت تھے، اب اسلام لا کر اتنے نرم کیوں ہو گئے ہو؟ وحی ختم ہو چکی اور دین مکمل ہو چکا (اب کسی نرمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا) کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کمی کر دی جائے گی۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب غار میں نبی علیہ السلام نے صبح کی تو پوچھا اے ابوبکر تمہارا کپڑا کہاں ہے؟ ابوبکر نے اس کا ماجرا عرض کیا۔ جس پر نبی علیہ السلام نے دعا کیلیے ہاتھ اٹھائے۔ فرمایا اے اللہ روز قیامت ابوبکر کو جنت میں میرے ساتھ رکھ۔ وحی آئی اے اللہ کے رسول! آپکی دعا قبول ہو گئی۔

اسے صاحب "صفوہ" نے بیان کیا ہے۔

حدیث

خبّہ بن مُحصن غنوی کہتے ہیں بصرہ میں دور فاروقی کے اندر ابوموسیٰ اشعری گورنر تھے جب وہ خطبہ کہتے تو اللہ کی حمد و ثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد عمر فاروق کی ثنا کہتے تھے۔ مجھے یہ بات ناپسند آئی میں نے دورانِ خطبہ ہی اٹھ کر کہہ دیا۔ عمرؓ کا ساتھی (ابوبکرؓ) تمہیں یاد نہیں؟ اس کے بعد ابوموسیٰ اشعریؓ نے تین جمعہ تک یونہی کہا پھر عمر فاروقؓ کی خدمت میں میری شکایت کر دی کہ خبہ بن محصن دورانِ خطبہ خلل اندازی کرتا ہے۔ عمر فاروق نے جواب دیا اسے میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خلیفہ وقت کے پاس بھیج دیا۔ میں مدینہ منورہ میں آیا۔ عمر فاروق کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا کون؟ میں نے کہا خبہ بن محصن۔ فرمایا تمہیں نہ ہی خوش آمدید کہنا چاہیے اور نہ گھر میں جگہ دینا۔ میں نے کہا۔ وسعتیں دینے والا اللہ ہے۔ اور ظاہر ہے یہاں میرا گھر ہے نہ مال۔ مگر آپ نے مجھے بصرہ سے یہاں تک کیوں سفر کرایا ہے۔ میرا قصور؟ آپ نے فرمایا گورنر بصرہ کے ساتھ تمہارا کیا جھگڑا ہے۔ میں نے کہا ہاں! اب میں ساری بات بیان کرتا ہوں۔ امیر المومنین! جب بھی ابوموسیٰ اشعری خطبہ کہتا ہے۔ اللہ و رسول کی حمد و ثنا کے بعد آپ کے لیے دعا شروع کر دیتا ہے۔ مجھے یہ بات ناگوارا گزری۔ تو میں نے اٹھ کر صاف کہہ دیا۔ تمہیں عمرؓ کا ساتھی یاد نہیں کیا عمرؓ اس سے بہتر ہے؟ اس کے بعد ابوموسیٰ نے تین جمعہ تک یونہی کیا پھر آپ تک شکایت کر دی۔

یہ سن کر عمر فاروق پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ مجھے آپکی حالت پر رحم آنے لگا۔ تب آپ نے کہا۔ قسم بخدا تم ابوموسیٰ سے زیادہ مضبوط اور صادق ہو کہا تم میرا گناہ معاف کر دو گے؟ میں نے کہا ہاں میں نے معاف کیا۔ آپ پھر رو پڑے اور فرمانے لگے قسم بخدا ابوبکر کی ایک رات والی نیکی میری زندگی کے جملہ نیک اعمال سے کہیں

بہتر ہے۔ اگر اجازت ہو تو تمہیں ابوبکر کا ایک دن اور ایک رات بتلاؤں؟ میں نے کہا امیر المومنین! ضرور بتلائیے۔ فرمایا رات تو وہ ہے جب نبی علیہ السلام اہلِ مکہ میں سے رات کے وقت نکل پڑے ابوبکر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جو نبی علیہ السلام سے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا ابوبکر! یہ کیا ہے۔ ایسا پہلے تو کبھی نہیں چلے تم؟ انہوں نے عرض کیا مجھے جب خوف آتا ہے کہ کوئی دشمن آگے گھات میں نہ ہو تو آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں۔ پھر خیال آتا ہے شاید کوئی متلاشی پیچھے سے حملہ آور نہ ہونے والا ہو تو پیچھے ہو جاتا ہوں۔ اور چونکہ امن نہیں اسلیے دائیں بائیں بھی چل رہا ہوں۔

تو نبی علیہ السلام رات بھر اپنے پیروں کی انگلیوں کے بل چلتے رہے تاکہ قدموں کے نشان نہ ثابت ہوں۔ حتٰی کہ آپ کے قدم جا بجا گھس گئے۔ جب ابوبکر نے آپکے قدموں کی تکلیف دیکھی تو آپ کو کندھوں پر اٹھا لیا اور غار کے دھانے تک لے آئے وہاں آپ کو اتارا پھر کہا میں پہلے غار میں جاتا ہوں اگر کوئی چیز ہو گی تو آپ سے پہلے مجھے نقصان دیگی۔ تو ابوبکر اندر گئے اور کوئی موذی شیئی نہ پائی تو آپ کو اٹھا کر غار میں لے آئے جہاں ایک سوراخ تھا۔ جس میں بچھو اور سانپ تھے۔ ابوبکر صدیق کو ڈر آیا۔ کہیں کوئی موذی شیئی نکل کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کو گزند نہ پہنچائے۔ تو انہوں نے اس پر اپنا قدم رکھ دیا۔ بچھو آپ کے قدم کو مسلسل ڈسنے لگے۔ آپ نے جنبش نہ کی مگر آنسو ٹپک پڑے اور نبی علیہ السلام آپ کو کہتے جاتے تھے ابوبکر ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ نبی علیہ السلام کی اس بات سے اللہ نے ابوبکر کے دل پر سکون نازل کر دیا۔ تو یہ تھی ابوبکر کی ایک رات[1]۔ اور دن وہ ہے جس میں نبی علیہ السلام نے

[1] ہجرت کے واقعہ کی ایک خوبصورت اور کیف آور تصویر ایک کٹر شیعہ شاعر اور مورخ مرزا محمد رفیع مشہدی کی کتاب حملہ حیدری ص ۲۸ سے دیکھیے - تفصیل اگلے حاشیے پر

انتقال فرمایا۔ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ نے ابوموسیٰ اشعری رضؓ کو تہدید آمیز خط لکھا۔

۱ چنیں گفت راوی کہ سالار دیں — چو سالم بحفظ جہان آفریں
۲ زنزدیک آں قوم پرمکر رفت — بسوئے سرائے ابوبکر رفت
۳ پئے ہجرت آں نیز استادہ بود — کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
۴ چو رفتند چندیں بدامان دشت — قدم در فلک سائے مجروح گشت
۵ ابوبکر انگہ بدوشش گرفت — درے زیں حدیث است جائے شگفت
۶ کہ در کس چناں قوت آمد پدید — کہ بار نبوت تواند کشید

ترجمہ: (۱) راوی نے یوں بیان کیا ہے کہ جب سالار دین صلی اللہ علیہ وسلم خدائے جہان آفریں کی حفاظت میں (۲) کفار کی اس پر مکر قوم سے نکل کر ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گیے (۳) تو وہ بھی پہلے سے ہجرت کے لیے تیار بیٹھے تھے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے سے اطلاع دی ہوئی تھی (۴) جب یہ دونوں ساتھی چلتے چلتے صحرا کا ایک بڑا حصہ عبور کر چکے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش کو خاک پا بنانے والے قدم زخمی ہو گیے (۵) اسوقت ابوبکر رضؓ نے آپ کو کندھوں پر اٹھا لیا، لیکن بڑا تعجب ہے (۶) کہ ایک شخص میں اتنی قوت کہاں سے آگئی کہ اس نے بار نبوت کو کندھوں پر اٹھا لیا (گویا بیچارے شیعہ شاعر کو اس امر کا یقین نہیں رہا افسوس)

آگے یہی شیعہ شاعر غار کا منظر یوں کھینچتا ہے۔

(۷) ہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید — قبا را بدّرید آں رخنہ چید
(۸) بدیں گونہ تا شد تمام آں قبا — یکے رخنہ نگرفتہ ماند از قفا
(۹) بران رخنہ ماندہ آں یار غار — کف پائے خود را نمود استوار

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں صاحب "فضائل عمر رضؓ" نے اور خجندی نے روایت کیا ہے۔

حدیث مد

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کاش تم ہمیں ہجرت کے راستے میں دیکھتے۔ جب ہم پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ نبی علیہ السلام کے قدم مبارک سے خون رس پڑا۔ جب کہ میرے قدم دو پتھروں کی طرح سخت ہو گئے۔

سیدہ کہتی ہیں اس لیے کہ نبی علیہ السلام کو ایسے دشوار گزار راستوں اور مشکل ترین سفر سے قبل ازیں واسطہ نہ پڑا تھا۔

(۱۰) نیامد جز او ایں شگرف از کسے — کہ دور از فردے نماید بسے
(۱۱) درآمد رسول خدا ہم بغار — نشستند یکجا بہم ہر دو یار

ترجمہ: (۷) ابوبکرؓ نے غار میں جو بھی رخنہ یا سوراخ دیکھا اسے اپنی قمیض کے ٹکڑوں سے پر کر دیا (۸) اس طریق پر جب ساری قمیض کے ٹکڑے استعمال میں آگیے تو ایک سوراخ بقضاء الٰہی باقی رہ گیا (۹) تو یار غار نبی نے اس بچ رہنے والے سوراخ پہ اپنا پاؤں رکھ دیا (۱۰) ابوبکر صدیق کے سوا کسی اور شخص سے ایسی جراءت و ایثار کا صدور مشکل ہے کیونکہ یہ قربانی تقاضائے عقل سے کوسوں دور ہے مگر تقاضائے عشق کے عین مطابق ہے (۱۱) چنانچہ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لائے اور دونوں یار غار میں اکھٹے بیٹھ گیے۔

اس کے بعد آپ کو سانپ کا ڈسنا مذکور ہے مگر اس میں شیعہ شاعر نے اپنی روش کے مطابق سانپ کی طرح نیش زنی کی ہے اور آپ کے رونے کو غلط معنی دینے کی کوشش کی ہے جو اس کے اپنے مذکورہ اشعار کی معقولیت کے سراسر خلاف ہے۔

تشریح :

یہ سوال ہر ذہن میں آتا ہے کہ جبل ثور مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ہے۔ تو اتنے مختصر سے سفر میں نبی علیہ السلام کے قدم کیسے پھٹ گئے اور ابو بکر صدیق کے پاؤں سخت تر کیوں ہو گئے؟ جواب یہ ہے کہ شائد دونوں رات میں راستہ بھول گئے ہوں گے اور رات بھر کی تلاش کے بعد درست سمت معلوم ہوئی ہو گی اور یا پھر دونوں ننگے پاؤں پہاڑ پر چڑھے تھے (اور غار اتنی بلند ہے کہ وہاں تک جاتے ہوئے برہنہ پاؤں یقیناً زخمی ہو جاتے ہیں۔

صدیق جیسا دوست کہاں۔ قول نبی

حدیث۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب غار میں نبی علیہ السلام کو پہلی رات آئی تو آپ نے اپنے ساتھی ابو بکر صدیق سے فرمایا کیا تم سوئے ہو؟ عرض کیا نہیں میں تو آپ پر نظریں جمائے ہوں، یا رسول اللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا میں نے اس طرف ایک سوراخ کو حرکت کرتے دیکھا ہے مجھے ڈر ہے کہ کوئی الّو نکل کر مجھے یا تمہیں نقصان دیگا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ وہ سوراخ ہے کہاں؟ نبی علیہ السلام نے اس کی نشاندہی کی جس پر ابو بکر صدیق نے وہاں ایڑی رکھ دی۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے صدیق اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے۔ لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو نے میری تصدیق کی۔ لوگوں نے مجھے خوار کرنا چاہا تو نے میری مدد کی۔ لوگوں نے میرا انکار کیا اس وقت تو نے اسلام کا اعلان کیا۔ پھر وحشت کے وقت (غار میں) تم نے مجھ سے انس کیا۔ تو کسی شخص کو تم سا دوست مل سکتا ہے؟

تشریح :

حدیث مذکورہ میں اُلّو کا ذکر اس لیے ہے کہ وہ دن بھر غاروں کے سوراخوں میں چھپا رہتا ہے۔ اور رات کو وہاں سے باہر نکلتا ہے۔ اس لیے کسی سوراخ سے الّو کے نکلنے کا بھی امکان تھا۔

حدیث۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ساتھ غار تک چلے۔ اور وہاں پہنچ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ٹھہریے میں غار کو صاف کر لوں۔ چنانچہ ابو بکر صدیق نے زور سے پاؤں مارا تو غار میں چھپے تمام پہاڑی کبوتر اڑ گئے۔ پھر ساری غار کا اندرونی جائزہ لیا مگر کچھ نظر نہ آیا۔ تب عرض کیا یا رسول اللہ! اندر تشریف لے آئیں۔ جب آپ اندر آ گئے تو اچانک ابو بکر صدیق نے غار میں ایک سوراخ دیکھا جس پر انہوں نے اس خیال سے پاؤں رکھ دیا کہ مبادا کوئی موذی شئی نکل کر نبی علیہ السلام کو گزند پہنچائے۔ اتنے میں مکڑی نے آکر غار کے دہانے پر جالا بن دیا۔ ادھر آپ کو تلاش کرنے والے چپے چپے پر پھیل گئے اور غار تک بھی آ پہنچے ابو بکرؓ کچھ ڈرے[1] تو نبی علیہ السلام نے تسلی دی کہ نہ ڈرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

---

[1] شیعہ فرقہ ابو بکر صدیق پر ہمیشہ یہ طعن کرتا ہے کہ وہ ناقص الایمان تھے اسی لیے مصیبت میں واویلا شروع کر دیا تھا بلکہ بعض بدبخت تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کو پکڑوانے کیلیے کافروں کو دیکھ کر غار میں رونا شروع کر دیا تھا۔ (معاذ اللہ)
مگر وہ بھول جاتے ہیں کہ مصیبت میں ایک بار ہر انسان گھبرا جاتا ہے مگر بعد میں اللہ والوں کو خدا کی طرف سے تسلی مل جاتی ہے جیسے عصا کو سانپ بنتا دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام بھاگ کھڑے ہوئے تھے جیسا کہ قرآن میں مذکور

حدیث مد

جندب بن عبد اللہ بن سفیان علقی سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ساتھ غار کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں انکے ہاتھ پہ زخم آگیا۔ جس سے خون صاف کرتے ہوئے وہ یہ کہہ رہے تھے۔

هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتَ

ترجمہ: اے انگشت! تجھ سے خون ہی تو بہا ہے۔ اور تمہیں جو تکلیف آئی ہے کیا وہ اللہ کی راہ میں نہیں؟

حدیث مد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا میں نے غار میں نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ کفار ہمارے اتنے قریب ہیں کہ اگر انہیں سے کوئی شخص اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو ہم اسے نظر آجائینگے۔ آپنے فرمایا اے ابو بکر ان دو آدمیوں کے بارہ میں تمہارا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔

اسے ابو حاتم وغیرہ نے کثیر طرق سے روایت کیا ہے۔ اور اس جیسی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غار کا دھانا بلند تھا اور نبی علیہ السلام اپنے ساتھی سمیت نیچے بیٹھ گئے۔

حدیث مد

حضرت ابو مصعب مکی سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک، زید بن ارقم اور

ہے، اسی طرح شیعوں کی معتبر ترین کتاب بحار الانوار جلد ۱۹ صفحہ ۶۰ پر لکھا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو شب ہجرت اپنے بستر پہ سونے کے لیے کہا تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا آپ مجھے جان کی حفاظت کی ضمانت دیتے ہیں؟ آپنے فرمایا "ہاں"، تب حضرت علی خوشی سے مسکرا پڑے اور سجدے میں گر گئے۔ معلوم ہوا یہ طبعی گھبراہٹ تو حضرت علی کو بھی لاحق ہوئی تھی، پھر صرف ابو بکر صدیق پر اعتراض کیوں۔

مغیرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہم کی صحبت حاصل کی اور ان سب سے یہ حدیث سنی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہم غار میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے منہ پر ایک درخت اگا دیا جس سے ہم چھپ گئے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے دو کبوتریاں غار کے منہ پر آکر بیٹھ گئیں۔ قریش کے ہر قبیلہ کے نوجوان لاٹھیاں، ڈنڈے اور تلواریں لیے دونوں کی تلاش میں سرگرداں غار تک آپہنچے اور نبی علیہ السلام سے ان کا فاصلہ صرف چالیس ہاتھ رہ گیا، تو ان میں سے ایک نوجوان غار کا اندرونی جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ دو کبوتریاں خم غار پر گھونسلہ بنائے ہیں وہ واپس ہوگیا۔ ساتھیوں نے اسے کہا غار میں کیوں نہیں جھانکا تم نے؟ وہ کہنے لگا۔ دھانوں پر تو پرندوں کے گھونسلے بنے ہیں۔ اگر کوئی اندر گیا ہوتا تو گھونسلہ کیسے قائم رہتا۔ نبی علیہ السلام نے غار میں سے اس آدمی کی یہ بات سن لی اور جان لیا کہ اللہ نے دو کبوتریاں جھلادی ہیں تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کبوتروں کی اس خدمت کے صلہ میں انہیں حرم کعبہ اور حرم نبوی میں بسیرا اپنا دیا۔[1]

تشریح:

ابو عمرو (صاحب استیعاب) کہتے ہیں۔ غار میں دونوں حضرات کی مدت قیام میں اختلاف ہے۔ اسی بات میں گذشتہ حدیث مرویہ سیدہ عائشہ رض کے مطابق مجاہد کا کہنا ہے کہ یہ مدت سہ روزہ تھی۔ اور جمہور محدثین کی بھی یہی رائے ہے۔ جبکہ

حدیث مد

حدیث مرسل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے ساتھی کے ساتھ غار

[1] اس حدیث کو امام ابو نعیم رح نے دلائل النبوہ جلد دوم ص۱ پر روایت کیا ہے۔

ہیں دس سے زائد دن رہا۔ جب کہ پیلو کے درخت کے پھل کے سوا ہمارے کھانے کیلیے کچھ نہ تھا۔

تشریح :

حالانکہ یہ بات درست نہیں کہ اسے غار ثور پر حمل کیا جائے کیونکہ اس بات میں غار ثور کے اندر رہتے ہوئے آپکا کھانا جیسے کہ پیچھے گزر چکا ہے دودھ تھا ممکن ہے آپکو دس دن سے زائد عرصہ غار میں رہنے کا اتفاق اس دوران ہوا تھا جب آپ اوائل ظہور اسلام میں قبائل عرب میں اعلان نبوت فرمارہے تھے۔

حدیث ۔

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نماز پڑھائی بعد میں ایک شخص کھڑے ہو کر عرض پرداز ہوا یا رسول اللہ! کھجور نے ہماری پیٹ جلا کر رکھ دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب مجھے اور میرے اس ساتھی ابوبکر کو نکالا گیا۔ تو پیلو[1] کے پھل کے سوا ہمارے لیے کچھ نہ تھا۔ ہم مدینہ منورہ میں اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے تو انہوں نے ہمیں برابر کھانا دیا۔ اور انکی اکثر خوراک ہی کھجور ہے (اس لیے تمہیں زیادہ اسی پر اکتفا کرنا پڑ رہا ہے) اور قسم بخدا اگر تمہارے لیے روٹی مل جاتی تو وہی تمہیں پیش کر دیتا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

سعد بن ہشام تابعی ہیں جو زہری حضرت انس اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے

[1] پیلو ایک درخت ہے جسکی جڑ اور شاخ سے اکثر مسواک بنائی جاتی ہے۔

روایت کرتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر ہجرت میں نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیق رض کی خوراک پیلو کا پھل ہی تھا۔

غار میں صدیق کے لیے جنّت سے پانی آیا

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق غار میں نبی علیہ السّلام کے ساتھ تھے۔ انہیں سخت پیاس لگ گئی۔ جس کی شکایت انہوں نے نبی علیہ السلام سے کی۔ آپ نے فرمایا غار میں اندر تک جاؤ اور پانی پی آؤ۔ ابوبکر کہتے ہیں میں اندر گیا اور دودھ سے سفید، شہد سے میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار پانی پی کر آیا۔ آپ نے فرمایا پی آئے؟ عرض کیا۔ ہاں! فرمایا ابوبکر! تمہیں بشارت نہ دوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ فرمایا۔

إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى امر الملك الموكل بانهار الجنة ان اخرق نهرا من جنة الفردوس الى صدر الغار ليشرب ابوبكر۔ فقلت يارسول الله ولى عند الله هذه المنزلة؟ فقال النبى صلى الله عليه وسلم نعم وافضل والذى بعثنى بالحق نبيا لايدخل الجنة مبغضك ولو كان له عمل سبعين نبيا۔

اللہ تعالیٰ نے نہروں کے نگران فرشتے سے فرمایا ہے کہ جنت الفردوس سے لیکر غار ثور تک ابوبکر کے لیے نہر بنا دے تاکہ وہ سیراب ہو جائے) میں نے عرض کیا۔ کیا اللہ کے ہاں میری اتنی قدر و منزلت ہے؟ فرمایا ہاں اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے نبی بنایا تم سے بغض و حسد رکھنے والا جنت میں نہ جائیگا۔ خواہ ستر انبیاء کے اعمال صالحہ کا حامل ہو۔ اسے ملا نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ۲

نبی علیہ السلام اور ابوبکر کی غار سے نکل کر روانگی اور استقبال اہلِ مدینہ

حدیث ۱

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے میرے والد عازب رضؓ سے تیرہ درہم پر کجاوہ خریدا اور کہا اپنے برخوردار (براء) سے کہیے کہ اسے ہمارے گھر تک چھوڑ آئے۔ عازب رضؓ نے کہا ہرگز نہیں! پہلے آپ مجھے سفر ہجرت کا حال سنائیں کیسے مکہ سے نکلے اور مشرکین کی تلاش سے محفوظ رہے۔ تب کجاوہ ملے گا۔

ابوبکر صدیق نے قصہ ہجرت سنانا شروع کیا۔ فرمایا ہم مکہ سے[1] نکل کر رات بھر چلتے رہے۔ جب ظہر ہو گئی اور گرمی اپنی آخری حد کو پہنچ گئی میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی کہ کہیں سایہ نظر آئے اور پناہ لی جا سکے۔ اچانک مجھے ایک بڑا درخت دکھائی دیا۔ میں نے اس تک پہنچ کر دیکھا کہ ابھی اس کا کچھ سایہ باقی تھا میں نے وہاں جگہ صاف کی اور کپڑا بچھایا۔ اور آواز دی یا رسول اللہ یہاں آکر آرام فرمائیے۔ آپ تشریف لا کر لیٹ گئے۔ میں ماحول کا جائزہ لینے لگا کہ کوئی پکڑنے والا تو نہیں آرہا۔ دیکھا تو ایک

---

[1] یاد رہے یہاں مکہ سے مراد ہے مکہ کے علاقہ سے نکلنا یعنی جب غار سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہوئے تو مذکورہ واقعہ پیش آیا۔

چرواہا گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے میری طرح پتھر کے سایہ کی طرف بکریاں ہانکے لا رہا تھا۔ قریب آنے پر میں نے پوچھا تم کس کے غلام ہو اس نے ایک شخص کا نام بتلایا جسے میں پہچانتا تھا۔ پھر میں نے کہا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ بولا ہاں! میں نے کہا کیا میرے لیے دودھ دھو سکتے ہو۔ اس نے کہا ہاں! جس پر اس نے ایک بکری دبوچ لی (دودھ دوھنے کے لیے) میں نے کہا اس کے تھنوں سے غبار صاف کرو اور اپنے ہاتھ بھی جھاڑ لو۔ چنانچہ اس نے میرے حکم کی تعمیل کی اور میرے لیے دودھ کا کٹورا بھر لایا جسے پی کر میں سیر ہو گیا۔ نبی علیہ السلام کے لیے میرے پاس پانی سے بھرا ایک برتن بھی تھا۔ میں نے دودھ میں پانی ملا کر (لسّی بنائی جو نبی علیہ السلام کو محبوب تھی اور) نبی علیہ السلام کے پاس لایا آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نوش فرمائیے جب آپ پی چکے تو میں نے عرض کیا۔ اب چلنا چاہیے۔ تو ہم چل پڑے۔ قریش ہماری جستجو میں تھے۔ مگر ہمیں نہ پا سکے۔ البتہ سراقہ بن جعشم گھوڑے پر سوار ہم تک آپہنچا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ پکڑنے والا آپہنچا۔ آپ نے فرمایا

ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب وہ ہم سے دو نیزوں کے برابر رہ گیا تو میں نے پھر عرض کیا۔ یہ ہے پکڑنے والا! یہ کہہ کر میں رو پڑا آپ نے فرمایا کس بات نے تمہیں رولا دیا؟ میں نے عرض کیا۔

ما واللہ علی نفسی ابکی ولکن ابکی علیک، فدعا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللھم اکفناہ کما شئت - قال فساخت فرسہ فی الارض الی بطنھا۔

خدا کی قسم اپنی جان کے ڈر سے ہرگز نہیں رو رہا۔ آپ کی حالت دیکھ کر رونا آیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے سراقہ کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ! اسے پکڑ لے جیسے تو چاہتا ہے۔ تو فوراً اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا وہ گھوڑے

سے نیچے اتر آیا کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خوب جانتا ہوں یہ آپ کی دعا کا اثر ہے۔ اللہ سے مجھے نجات دلوا دیں قسم بخدا میں آپکی تلاش میں آنے والے کفار کو اندھا کر دونگا۔ (ان کا راستہ بدل دونگا) یہ میرا ترکش (تیردان) بھی لے لیں اور عنقریب آپ فلاں مقام سے گزریں گے وہاں میری بکریاں اور اونٹ ہیں جتنی آپ چاہیں گے لے لینا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرے اونٹوں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ آپ نے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین سے باہر آگیا۔ اور وہ اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔

جب نبی علیہ السلام سفر طے کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے تو سب لوگ آپکی میزبانی کا شرف حاصل کرنے میں باہم تنازع کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا آج رات تو میں بنی عبد المطلب کے ننہیال بنی نجار میں رات بسر کرونگا تاکہ یہ بات انکے لیے باعث فخر ہو جائے۔

بعد ازاں جب ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے تو لوگ استقبال کو امڈ آئے بچے اور نوجوان چھتوں پر چڑھ آئے۔ اور یہ کہہ رہے تھے۔

جَاءَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

(مبارک ہو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آگئے) جب صبح ہوئی تو آپ چل پڑے اور جہاں اللہ کا حکم تھا وہاں قیام فرمایا[1]

---

[1] یعنی پہلے آپ بنی نجار کے پاس ایک رات ٹھہرے جہاں آپکا قبیلہ والوں نے مذکورہ الفاظ سے استقبال کیا اور صبح آپ مدینہ منورہ شہر میں داخل ہوئے۔ یاد رہے ہاشم بن عبد مناف نے بنی نجار کی عورت سلمٰی بنت زید بن خداش سے نکاح کیا تو عبد المطلب پیدا ہوئے اس طرح نبی علیہ السلام کی والدہ سیدہ آمنہ رض بھی بنی نجار سے تھیں اس لیے بنی نجار کو ننہیال کہا گیا ہے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں (جو انصار میں سے ہیں) سب سے پہلے مہاجرین میں سے ہمارے پاس مدینہ طیبہ مصعب بن عمیر پہنچے۔ ہم نے پوچھا۔ نبی علیہ السلام کا پروگرام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا وہ تو ابھی اپنے گھر ہی تھے البتہ آپ کے صحابہ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد عبد اللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی پہنچے۔ ان سے ہمارا یہی سوال تھا نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کب آئیں گے؟ انہوں نے فرمایا میرے پیچھے پہنچ رہے ہیں۔ پھر عمار بن یاسر، سعد بن ابی وقاص عبد اللہ بن مسعود اور بلال حبشی رضی اللہ عنہم آئے اس کے بعد عمر فاروق بیس آدمیوں کا قافلہ لے کر پہنچے، اس کے بعد نبی علیہ السلام ابو بکر کی معیت میں جلوہ آرا ہوئے۔ اور آپ کے تشریف لانے تک میں (براء) دس چھوٹی سورتیں حفظ کر چکا تھا۔

اسے ابو حاتم نے مکملاً اور شیخین نے جزواً روایت کیا ہے۔

حدیث۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ سراقہ جب زمین میں دھنس گیا تو کہنے لگا میں سمجھ گیا ہوں یہ آپ دونوں کی بد دعا کا ثمر ہے۔ میرے لیے نجات کی دعا کریں، میں لوگوں کو آپ سے پھیر دونگا۔ اور آپ کو کوئی نقصان نہ دونگا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیق نے اس کے لیے دعا فرمائی تو وہ باہر نکل آیا اور واپس لوٹ گیا اپنا وعدہ اس نے پورا کر دکھایا۔ یعنی جستجو میں آنے والے کفار کو نبی علیہ السلام تک پہنچنے والے راستے سے بدل دیا۔

تشریح:

ابن اسحاق کہتا ہے کہ مدینہ منورہ کی طرف سب سے پہلے ابو مسلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی نے ہجرت کی جو بیعت عقبیٰ سے پہلے ہی کفار مکہ کی ایذا رسانیوں سے

عاجز آکر حبشہ چلے گئے تھے۔ جب وہ وہاں سے واپس مکہ آئے تو معلوم ہوا مدینہ منورہ میں کچھ لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے ہیں تو وہ مدینہ چلے گئے۔ اس کے بعد عامر بن ربیعہ اپنی زوجہ سمیت مدینہ میں پہنچے، اس کے بعد عبداللہ بن جحش اپنے کنبہ اور بھائی عبد بن جحش کو لے کر وارِدِ مدینہ ہوئے ان کا بھائی عبد بن جحش جسے ابو احمد کہتے تھے نابینا شاعر تھا۔ جو تنہا مکہ کے نشیب و فراز میں گھوم آیا کرتا تھا۔

اس کے بعد صحابہ کرام لگاتار آنا شروع ہو گئے۔ بظاہر یہاں دو باتوں میں تعارض ہے۔ حدیثِ براء میں ہے کہ مصعب بن عمیر سب سے پہلے مدینہ میں آنے والے ہیں۔ جبکہ قولِ اسحاق کے مطابق ابو مسلمہ پہلے مہاجر ہیں۔ مگر بنظر غائر دیکھنے سے کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔ ممکن ہے مطلقاً سب سے پہلے ابو مسلمہ مدینہ میں پہنچے اور بیعتِ عقبیٰ کے بعد جو شخص سب سے پہلے مدینہ میں وارد ہوا وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے اور ابنِ اسحاق نے ابو مسلمہؓ کے بعد جن صحابہ کا مدینہ منورہ میں پہنچنا بیان کیا ہے وہ حضرات ممکن ہے بیعت عقبیٰ سے پہلے آئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے بعد میں آئے ہوں اور ابنِ اسحاق کو مصعب بن عمیرؓ کی سب سے پہلے آمد کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔

تشریحِ ثانی :

حضرت براء بن عازب کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ ابو بکر صدیق نے غلام سے بکریوں کا دودھ مانگا جو اس نے دھو کر حاضرِ خدمت کر دیا۔ جسے آپ نے پی لیا۔ جو بظاہر بکریوں کے مالک کی اجازت کے بغیر ناروا عمل ہے، مگر اس کے جواز کی وجوہ نکل سکتی ہیں۔

۱۔ جب غلام نے اپنے آقا کا نام لیا تو ابو بکر سمجھ گئے تھے کہ وہ میرا واقف ہے جو میرے دودھ حاصل کر لینے پر راضی ہو گا۔

۲۔ آپ نے اس سے یہ پوچھا تھا کہ کیا تم میرے لیے دودھ لا سکتے ہو۔ یعنی کیا تمہیں مسافر وغیرہ کو دودھ پلا دینے کی اجازت ہے ؟ اس نے کہا ہاں اجازت ہے تب وہ لے آیا۔

۳۔ عرب میں دستور تھا کہ بکریوں وغیرہ کے چرتے ریوڑوں کے پاس سے گزرنے والے مسافروں کو دودھ پلا دیا کرتے تھے اور چرواہوں کو آقاؤں نے اسکی اجازت دے رکھی ہوئی تھی۔

۴۔ جو شخص سفر میں پیاس کی وجہ سے جان بلب ہو جائے اسے کہیں سے بھی پینے کو کچھ حاصل کر لینا ممنوع نہیں۔ بلکہ بعض علماء تو مسافر کے لیے بلا ضرورتِ مجبوری بھی کہیں سے دودھ وغیرہ حاصل کر لینا جائز سمجھتے ہیں اور انکی دلیل حضرت ابو سعید سے مروی یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اونٹوں کے غلہ کے قریب سے گزرو اور دودھ پینا چاہو تو آواز دے لو اوچرواہے! اگر جواب آجائے تو بہتر ورنہ خود پی لو۔

۵۔ مشرکین کے اموال فی ذاتہٖ مباح ہوتے ہیں۔

بہرحال حدیث زیرِ بحث کے مضمون بالا کی مخالفت بعض دیگر احادیث میں موجود ہے۔

حدیث ۵

حضرت زر (تابعی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں (عبداللہ بن مسعودؓ) زمانۂ نوخیزی میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا ایک دن نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق میرے پاس آئے اور فرمایا اے بچے! تیرے پاس کچھ دودھ ہے۔ میں نے کہا ہے مگر امانت ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس وہ بکری لاؤ جو بکرے سے جفت نہیں کی گئی (دودھ نہیں دے سکتی)

میں ایک خشک بکری پکڑ لایا۔ نبی علیہ السلام نے اسے دبوچا اور اس کے تھنوں
کوئی دعا پڑھتے ہوئے ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ ابو بکر ایک برتن
لائے جس میں آپ نے دودھ دوھا اور ابو بکر سے فرمایا پیو، انہوں نے پیا پھر خود
نبی علیہ السلام نے پیا۔ پھر تھنوں سے کہا سکڑ جاؤ۔ تو وہ اوپر چڑھ گئے۔ میں نے آپ
کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے بھی یہ کلام سکھلا دیں۔ یا یہ آیتیں مجھے
تبلا دیں آپ نے میرے سر پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے فرمایا تم ابھی زیرِ تربیت
بچے ہو اس کے بعد میں نے آپ سے ستر سورتیں پڑھیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی نے بھی
حفظ نہ کی تھیں۔

اسے ابو حاتم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے، اور ابو نعیم جلد دوم صہ پر
بھی موجود ہے۔

حدیث

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابنِ مسعود نے فرمایا میں عقبہ بن ابی معیط کی
بکریاں چرا رہا تھا کہ میرے پاس نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق آئے۔ جب وہ مشرکین
سے بچ کر نکل آئے تھے اور فرمایا بچے! تیرے پاس ہمیں پلانے کو دودھ ہے؟ میں
نے کہا دودھ امانت ہے۔ جو میں پلا نہیں سکتا۔ آپ نے فرمایا کوئی چھوٹی بکری ہے جو
ابھی جفت کی جا سکی ہو؟ میں نے کہا ہاں اور اسے میں لے آیا۔ ابو بکر صدیق نے اسے
پکڑے رکھا اور نبی علیہ السلام نے اس کا تھن پکڑ کر دعا فرمائی تو وہ دودھ سے
چھلکنے لگا۔ ابو بکر صدیق پیالہ نما ایک پتھر لے آئے جس میں دودھ دوھا گیا۔ پھر
نبی علیہ السلام اور ابو بکر نے دودھ پیا اور مجھے بھی پلایا پھر تھن سے کہا سکڑ جا تو وہ
سکڑ گیا۔

حدیث

طبرانی نے معجم میں اور رغانی نے طبرانی سے نقل کرتے ہوئے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ
بن مسعود فرماتے ہیں۔ میں نبی علیہ السلام کے پاس ایسی بکری لایا جس کے تھن تھے ہی
نہیں (بالکل خشک بکری تھی) نبی علیہ السلام نے تھنوں والی جگہ پر ہاتھ پھیرا تو دودھ سے
بھرا تھن پیدا ہو گیا۔ میں ایک پیالہ نما پتھر لے آیا۔ آپ نے دودھ نکالا۔ جسے آپ نے
ابو بکر صدیق کو بھی پلایا اور مجھے بھی۔ پھر تھن سے کہا سکڑ جا تو وہ حسبِ سابق ختم ہو گیا۔
جب میں نے یہ دیکھا تو عرض کیا۔ مجھے بھی یہ آیت سکھلائیں۔ فرمایا تم ابھی زیرِ تربیت بچے ہو
اللہ تمہیں برکت دے۔ میں اسلام لے آیا۔ ابھی ہم حراء پہاڑ پر تھے کہ سورہ والموسلات
آپ پر نازل ہو گئی۔

تشریح:

وجدان سلیم کا فیصلہ یہی ہے کہ ابنِ مسعودؓ سے نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیقؓ
کی یہ ملاقات ہجرت سے قبل کسی دوسرے سفر میں ہوئی تھی۔ کیونکہ سفرِ ہجرت میں جس غلام
سے آپ نے دودھ مانگا تھا۔ وہ اور تھا۔ وہاں خود غلام نے دودھ نکالا تھا اور یہاں نبی
علیہ السلام نے۔ وہاں اور برتن تھا۔ یہاں اور۔

علاوہ ازیں اس بات کی سب سے بڑی دلیل خود ابن مسعودؓ کا اپنا قول ہے کہ
ہم حراء پہاڑ پر تھے کہ سورہ والموسلات نازل ہو گئی۔ جب کہ سفرِ ہجرت کے دوران نبی علیہ
السلام کا حراء پہاڑ پر جانا اور وہاں اس سورت کا نازل ہونا کہیں ثابت نہیں بلکہ یہ
بات قوی دلائل سے ثابت ہے کہ والمرسلات ہجرت سے قبل نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ
بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ میں
ایک غار پر نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ سورہ والمرسلات نازل ہوئی۔

آپ پڑھ رہے تھے اور میں اسے سیکھ رہا تھا۔ کیونکہ آپ اس وقت اس سورہ سے رطب اللسان تھے۔ اچانک ایک سانپ کود آیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اسے مار دو ہم اسے مارنے دوڑے تو وہ کہیں روپوش ہو گیا۔ آپنے فرمایا تم اسکی شر سے اور وہ تمہاری شر سے محفوظ ہو گیا۔

جب ام معبد کا جھونپڑا نور رسالت سے جگمگا اٹھا

حدیث

حبیش بن خالد (بی رسول ا) کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابو بکر صدیق کا غلام عامر بن فہیرہ اور انکا راہبر لیث بن عبید اللہ بن اریقط یہ تینوں مکہ مکرمہ سے بقصد ہجرت مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے راستے میں ام معبد خزاعیہ کے دو خیموں پر گزر ہوا۔ جو مضبوط جسم کی ہوشیار عورت تھی۔ وہ دروازے کے پیچھے سے مکمل تحقیق کر لینے کے بعد (کہ آنے والا کون ہے) مسافر کو کھانا بھی دیتی اور پانی بھی۔

نبی علیہ السلام اور آپکے ساتھیوں نے اس سے کھجور یا گوشت کا سوال کیا کہ اگر ہے تو ہم خرید لیں۔ مگر وہ اس کے پاس نہ تھا۔ جب کہ ان لوگوں کا زاد راہ ختم ہونے کو تھا۔ اچانک نبی علیہ السلام نے خیمے کے ایک کونے میں بکری بندھی دیکھی۔ آپ نے فرمایا۔ ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے کہا یہ دیگر بکریوں کے ساتھ چرنے کو نہیں جا سکتی۔ آپ نے فرمایا دودھ دیتی ہے؟ کہنے لگی دودھ کی عمر سے گزر چکی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کا دودھ دوھنے دو گی؟ کہا میرے والدین تم پر قربان کیوں نہیں؟ اگر اس میں دودھ دیکھتے ہو تو شوق سے دوھ لو۔

فدعا بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فمسح بيده ضرعها وسمى الله ودعا لها في شانها فتفاجت عليه ودرت۔

نبی علیہ السلام نے بکری کو پکڑ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور دعا کی (تو تھن دودھ سے اس قدر بھر گئے کہ ان سے از خود دودھ ٹپکنا شروع ہو گیا۔) آپ نے برتن منگوا کر اسے دوھنا شروع کیا تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے لبالب ہو گیا۔ آپ نے ام معبد کو پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو دیا۔ سب کے سب سیر ہو گئے تو آخر میں آپ نے خود بھی نوش فرمایا پھر دوسرا برتن منگوایا وہ بھی بھر گیا اور یوں ام معبد کے جملہ برتن دودھ سے چھلکنے لگے۔ آپنے بکری وہیں چھوڑی اور چل دیئے۔

شام کو ام معبد کا شوہر ابو معبد بکریاں چرا کر واپس آیا۔ اور خشک و ناتواں بکریاں اس کے آگے آگے تھیں۔ اس نے دیکھا کہ گھر میں ہر طرف دودھ ہی دودھ تھا۔ تعجب سے بولا ام معبد! یہ کیا ہے؟ گھر میں ایک بکری ہے؟ وہ بھی خشک۔ اور دوھنے والا بھی کوئی نہیں ام معبد بولی یہ بات نہیں۔ دراصل آج یہاں ایک مبارک شخص آیا اور برکتیں بانٹتا چلا گیا۔ اس نے کہا مجھے اس کے خد و خال بتلاؤ۔ کہنے لگی۔ خندہ پیشانی۔ نورانی چہرہ۔ خوش اخلاق۔ نہ پیٹ بڑا نہ سر چھوٹا۔ حسن و جمال کا پیکر۔ سیاہ اور لمبی آنکھیں۔ آواز میں رعب۔ لمبی گردن۔ گھنی داڑھی۔ ابرو باریک اور باہم ملے ہوئے۔ چپ رہیں تو پروقار لگیں۔ بولیں تو ہلتے ہونٹ دل موہ لیں۔ دور سے دیکھو تو حسن کا پیکر قریب سے دیکھو تو مجسمۂ جمال۔ گفتگو فصیح سادہ اور میٹھی۔ نہ ضرورت سے زیادہ بولیں نہ کم اور جب لب ہلائیں تو یوں لگے جیسے منہ سے موتی گر رہے ہیں۔ میانہ قد آنکھ کو بھائے جو حد سے زیادہ ہے نہ کم۔ مختلف قد کے تین آدمی کھڑے ہوں تو جس کا قد دل کو بھائے وہی آپکا مجسمہ ہے۔

(آپ کا حلیہ بیان کرنے کے بعد ام معبد بولی) ان کے ساتھ خدمت گزار ساتھی بھی تھے۔ اگر وہ کوئی بات کہتے تو ان کے ساتھی چپ ہو جاتے اور کوئی حکم کرتے تو اسے پورا کر دکھانے کے لیے لپک پڑتے آنے والے بزرگ بڑے نرم خو، مخدوم

اور غرور و تکبر سے نا آشنا تھے ۔

یہ سن کر ابو معبد بولا قسم بخدا یہی وہ قریشی جوان ہے جس کی مکہ شہر میں دھوم پڑی ہے ۔ میں نے تہیا کر لیا ہے کہ ان کی غلامی اختیار کروں گا اگر قسمت نے ساتھ دیا تو ۔

ادھر مکہ مکرمہ میں ہر طرف ایک بلند آواز گونج رہی تھی اور بولنے والا نظر نہ آتا تھا وہ آواز یہ شعر تھے[1]

جزیٰ اللہ ربُّ الناسِ خیرَ جزائِہٖ	رَفِیقَیْنِ حلّا خَیْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدِ
ھما نزلا بالھدیٰ فاھتدیا بہٖ	فَقَدْ فَازَ من امسیٰ رفیق محمدٍ
فیا لَقُصَیَّ مَا زوی اللہ عنکُمْ	بہٖ من فَعَالٍ لَا تُجَارِیْ وسُؤدَدِ
سلوا اختکم عَنْ شَاتِھَا و انائِھَا	فانکم ان تسئلوا الشاۃ تشھد
دعاھا بشاۃ حائل فتحلبت	عَلَیْہِ صَرِیْحًا ضرۃ الشاہ مزبد
فغادرھا رھنا لدیھا لحالب	یرددھا فی مصدر ثُمَّ مورِدٍ

ترجمہ : ۱ ۔ تمام لوگوں کا رب ان دونوں دوستوں کو بہتر جزا دے ۔ جو ام معبد کے خیمے میں اترے ہیں ۔

۲ ۔ وہ ہدایت لیکر اترے جس سے وہ خود متصف تھے ۔ تو کامیاب ہے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے ۔

۳ ۔ اے بنی قصی تمہیں مبارک ہو جو اللہ نے تم سے غرور و تکبر اور بری خصال دور کر دیں ۔

۴ ۔ اپنی بہن (ام معبد) سے اپنی بکری اور برتنوں کا حال پوچھو ۔ نہیں تو بکری ہی سے

[1] اشعار امام ابو نعیم نے بھی دلائل النبوۃ جلد ۲ ص ۳۳۴ پر روایت کیے ہیں ۔

پوچھ لو ۔ وہ بھی اس کی رسالت کی گواہی دیگی ۔

۵ ۔ اس نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) ام معبد سے خشک بکری مانگی تو اس کے تھنوں نے (دستِ نبوت کی برکت سے) بھر بھر کر دودھ گرانا شروع کر دیا ۔

۶ ۔ پھر وہ بکری کو عورت کے پاس ہی چھوڑ گیا ۔ اس دوھنے والے کی طرح جو اپنی بکری کو گھر سے نکالتا اور چراگاہ کو لے جاتا ہے ۔

اس حدیث کو ابو القاسم حافظ دمشقی نے اربعین طوال میں روایت کیا ہے ۔

آقا یہ ہیں میں تو غلام ہوں

حدیث :۔

عبد الرحمٰن بن   بن ساعدہ کہتے ہیں ۔ میری قوم کے کئی آدمیوں نے صحابہ کرام سے یہ روایت کی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ نبی علیہ السلام مکہ سے مدینہ پہنچ رہے ہیں تو ہم آپ کی آمد کی امید پر روزانہ نماز فجر کے بعد مدینہ سے باہر مدینہ کے کنارے آکر آپ کے انتظار میں بیٹھ جاتے تھے ۔ پھر قسم بخدا جب تک کچھ بھی سایہ رہتا ہم اپنی جگہ سے نہ ہلتے ۔ یعنی جب دھوپ سے بچنے اور سر چھپانے کو کوئی جگہ نہیں رہتی تو ہم گھروں میں آجاتے ان دنوں گرمی بھی زوروں پر تھی ۔ تو جس دن نبی علیہ السلام نے پہنچنا تھا ہم کڑکتی دوپہر تک حسب سابق انتظار میں بیٹھے رہے ۔ پھر جب ہم گھروں میں جا لیٹے تو آپ تشریف لے آئے سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا جو ہمیں روزانہ انتظار میں بیٹھے دیکھا کرتا تھا ۔ وہ بلند آواز سے پکارنے لگا ۔ اے بنو قیلہ تمہارا مقصد آپہنچا ۔ ہم نبی علیہ السلام کے استقبال کے لیے دوڑے

آئے۔ آپ اس وقت ابوبکر صدیق کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے، ہم میں سے اکثر نے آپ کو نہ دیکھا تھا۔ اور لوگ تھے کہ امڈے چلے آرہے تھے اور یہ معلوم نہ تھا کہ خادم کون ہے اور مخدوم کون۔ ابوبکر صدیق اٹھے اور اپنی چادر سے آپکو سایہ کرنے لگے۔ تب ہمیں آپکا صحیح پتہ چلا۔

اسے ابن اسحاق نے بلفظ روایت کیا ہے۔ جبکہ معنوی طور پر یہ حدیث بخاری ومسلم میں بھی ہے۔

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ طیبہ وارد ہوئے تو آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق بھی تھے۔ ابوبکر بوڑھے اور لوگوں میں معروف تھے۔ جب کہ نبی علیہ السلام ان کی نسبت جوان اور غیر معروف تھے۔ تو ہجرت کے راستے میں ملنے والا کوئی بھی شخص جب ابوبکر صدیق سے پوچھتا کہ تمہارے آگے کون بیٹھا ہے؟ تو وہ کہتے یہ شخص مجھے راہ دکھا رہا ہے۔ لوگ سمجھتے کہ کوئی راہبر لیا ہوگا ابوبکر نے سفر کاٹنے کو۔ جبکہ ابوبکر صدیق کا مقصد تھا یہ بھلائی کا راستہ بتلاتے ہیں۔ اچانک ابوبکر صدیق نے پیچھے دیکھا تو ایک سوار سر پر آپہنچا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ سوار آگیا ہے آپ نے پیچھے موڑ کر ارشاد فرمایا۔ اے اللہ! اسے گرادے تو فوراً گھوڑے نے اسے زمین پر پٹخ دیا اور خود دھپر سے کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا، سوار کہنے لگا اے اللہ کے نبی! جو حکم ہو مجھے ارشاد فرمائیے، آپ نے فرمایا یہیں کھڑے رہو اور پیچھے ہماری جستجو میں آنے والوں کو ہم تک نہ پہنچنے دو۔

حضرت انس کہتے ہیں وہ شخص صبح آپ کا دشمن تھا اور رات کو آپ کا مددگار بن چکا تھا۔

اس کے بعد نبی علیہ السلام مقام حرہ پر (مدینہ منورہ کے قریب) اترے اور انصار

کو بلا بھیجا وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ انہوں نے سلام عرض کیا، اور کہا کہ دونوں حضرات ہمارے ساتھ سوار ہو جائیں، ہم آپ کو اطمینان و امن سے لے چلیں گے تو نبی علیہ السلام اور ابوبکر سوار ہو گئے۔ انصار اسلحے کر ساتھ ساتھ چلے، تو مدینہ منورہ میں ہر طرف چرچا ہو گیا، جاء نبی اللہ (اللہ کا رسول آگیا) آپ چلتے رہے تا آنکہ ابو ایوب انصاری کے گھر کے پاس اتر پڑے نبی علیہ السلام نے فرمایا یہاں سے کس شخص کا گھر زیادہ قریب ہے۔ ابوایوب عرض کرنے لگے۔ یہ میرا گھر ہے اور یہ دروازہ۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اور ہمارے آرام کرنے کو جگہ بنا دو۔ ابوایوب نے عرض کیا، پھر اللہ کی برکت پر دونوں حضرات ہمارے غریب خانہ میں تشریف لے آئیے (جگہ تو پہلے سے تیار کر کے رکھی ہے)

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ دیکھیے بخاری جلد ۱/۱

حدیث:

حضرت انس سے روایت ہے نبی علیہ السلام ابوبکر کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ جب ابوبکر صدیق کسی قریشی گروہ کے قریب سے گزرتے تو وہ پوچھتے تمہارے ساتھ والا کون ہے؟ وہ جواب دیتے کہ یہ شخص راستہ بتلاتا ہے[1]

اسے حلوانی نے بخاری ومسلم کی شرائط پہ بیان کیا ہے۔

تشریح:

ایسے ہی مضمون کی دیگر روایات بھی ہیں، مگر بعض میں ہے کہ ابوبکر صدیق نبی علیہ السلام کے پیچھے بیٹھے تھے۔ لوگوں نے پوچھا یہ ساتھ کون ہے۔ جن کی اس قدر عزت کر

[1] اس سے مراد وہ قریشی قبائل ہیں جو مدینہ کے راستہ میں آباد تھے۔

رہے ہو؟ تو فرمایا یہ صاحب مجھے راستہ دکھا رہے ہیں۔ یہ بھی احادیث میں ہے کہ ابو بکر صدیق عامر بن فہیرہ کے پیچھے سوار تھے۔ مگر ان روایات میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ تین سواریاں تھیں اور چار سوار ۱۔ نبی علیہ السلام ۲۔ ابو بکر صدیق ۳۔ عامر بن فہیرہ اور راہبر ۴۔ کیث بن عبید اللہ۔ تو وہ بدل بدل کر ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہو رہے تھے۔

آمد رسول پر مدینہ میں جشن بہاراں

حدیث:

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بچوں کے ساتھ گلیوں میں کھیل کود رہا تھا۔ جو کہہ رہے تھے جا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گئے۔ مجھے ابھی کچھ نظر نہیں آیا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا۔ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق تشریف لا رہے ہیں۔ ہم بچے مدینہ طیبہ کی بعض گھاٹیوں میں جا کر چھپ گئے۔ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق نے ایک آدمی انصار کو بلانے کے لیے بھیجا۔ تو دیکھتے ہی دیکھتے پانچ سو آدمی آپ کے استقبال کو اُمڈ آئے اور عرض کرنے لگے ہمارے ساتھ اطمینان اور امن سے تشریف لے چلیے۔ تو آپ دونوں انصار کی معیت میں چل کھڑے ہوئے۔ انہیں دیکھنے کو مدینہ کی عورتیں چھتوں پر چڑھ آئی تھیں۔ اور ایک دوسری سے پوچھ رہی تھیں۔ وہ نبی کون ہیں۔ میں نے ایسا مسرت آمیز منظر کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت انس کہا کرتے تھے۔ پھر جب نبی علیہ السلام دنیا سے پردہ فرما گئے تو ایسا رقت آمیز منظر بھی دیکھنے میں کبھی نہیں آیا۔

ایسی ہی روایات حضرت انس سے مزید بھی ہیں۔ انہیں صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ وارد ہوئے تو مسلمانوں نے سرزمین مدینہ سے پرے بدر کے نزدیک صحرا کے کنارے آپکا استقبال کیا۔ آپ انہیں لیکر دائیں راستے پر چلے۔ اور ربیع الاول میں بروز پیر بنو عامر بن عوف کے ہاں جا قیام فرمایا۔ نبی علیہ السلام تشریف لا کر خاموش بیٹھ گئے اور ابو بکر صدیق کھڑے رہے کئی انصار جنہوں نے قبل ازیں نبی علیہ السلام کو نہ دیکھا تھا، ابو بکر صدیق کو ہی مرجع و ماویٰ سمجھتے تھے تا آنکہ سورج سر پہ آگیا تو ابو بکر رضؓ اٹھے اور اپنی چادر سے نبی علیہ السلام پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اس وقت لوگوں نے نبی علیہ السلام کو پہچانا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ابن فضل بن حباب جمحی کہتے ہیں میں نے ابن عائشہ کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ تو بچے عورتیں اور غلام یہ کہہ رہے تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَىٰ لِلّٰهِ دَاعِ

ترجمہ: ۱۔ ہمارے سروں پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے جو وداع کی پہاڑیوں سے چمکا ہے۔

۲۔ ہم پر لازم ہے کہ اس وقت تک اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جب تک اللہ سے دعا کرنے والا ایک شخص (ابھی زندہ ہے اور) دعا کر رہا ہے۔

اُسے حلوانی نے شیخین کی شرائط پر روایت کیا ہے۔

حدیث۔

ابن اسحاق کہتے ہیں، نبی علیہ السلام کلثوم بن ہدم اور بروایات دیگر سعد بن خیثمہ کے پاس اترے [1] کیونکہ وہ مجرد تھے، بیوی تھی نہ بچے۔ جبکہ ابو بکرؓ حبیب بن اساف کے ہاں ٹھہرے اور کہتے ہیں کہ خارجہ بن زید کے پاس ٹھہرے۔

نبی علیہ السلام بنی عمرو بن عوف کے ہاں پیر، منگل، بدھ اور جمعرات چار روز ٹھہرے رہے اور جمعہ کو وہاں سے رخصت ہوئے۔ اور ابھی سالم بن عوف تک پہنچے تھے کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ وہاں آپ نے بطن وادی میں قائم مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ اور یوں مدینہ طیبہ کے علاقہ میں یہ سب سے پہلا جمعہ ادا کیا گیا۔ اس کے بعد آپ انصار کے کئی ایک قبائل پر سے گزرے۔ ہر ایک نے آپ کو اترنے پر مجبور کیا۔ مگر آپ برابر یہی فرماتے رہے۔ میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے اذن یافتہ ہے۔ جب آپ بنی مالک بن نجار کے پاس پہنچے تو جہاں آج مسجد نبویؐ ہے۔ یہاں اونٹنی بیٹھ گئی جو اس وقت بنی نجار کے دو یتیم بچوں کی جگہ تھی جس میں چھوہارے سوکھائے جاتے تھے۔ یہاں چند لحظے بیٹھ کر اونٹنی کھڑی ہو گئی۔ اور دو قدم آگے چلی پھر پہلی جگہ آ کر بیٹھ گئی۔ یہاں وہ کچھ بڑبڑائی پھر گردن زمین پر ڈال کر سو گئی۔ آپ نیچے تشریف لے آئے ابو ایوب انصاری آپ کا کجاوہ اٹھا کر گھر لے گئے۔ آپ نے (چند دنوں میں) وہی اونٹنی والی جگہ

---

[1] یاد رہے مدینہ طیبہ سے تقریباً علاقہ بدر تک سرسبز خطہ ہے باغات ہیں اس سے پرے مکہ تک چٹیل صحرا ہے جسے حرّہ کہتے ہیں، مذکورہ سرسبز علاقہ میں انصار کے کئی قبائل آباد تھے۔ جن میں نبی علیہ السلام کے ننھیال بنی نجار بھی تھے۔ نبی علیہ السلام نے یہاں پہنچ کر کئی ایک قبائل کے ہاں قیام فرمایا اسی دوران نماز جمعہ فرض ہوئی اس کے بعد آپ مدینہ شہر میں داخل ہوئے۔

مسجد میں تبدیل کروا دی [1]

یہ ابن اسحاق کی عبارت ہے اور بخاری میں کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ یہی روایت موجود ہے۔

---

[1]، اس جگہ کو کس نے خرید کر مسجد کے لیے وقف کیا؟ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۲ میں یہ الفاظ ہیں ایشان گفتند مایا از پیغمبر نمے خواہیم .... آنحضرت پسند بر وقت و بدہ مثقال زر سرخ بخرید و فرمود، تا ابو بکر بہائے آں ادا کند۔

ترجمہ: اس زمین کے مالک (دو یتیم بچوں) نے کہا کہ ہم پیغمبر خدا سے قیمت نہیں چاہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند کیا فرمایا اور دس مثقال سرخ سونا پر زمین خریدی اور ابو بکرؓ سے کہا یہ قیمت ادا کر دیں۔

فصل نہم

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات

شیخین کی فضائل کے باب میں اس مضمون کی متعدد احادیث گزر چکی ہیں۔ جن میں تھا کہ باختلاف روایات ابوبکر صدیق سب سے پہلے اسلام لائے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ جب نبی علیہ السلام نے لوگوں پر دینِ اسلام پیش کیا تو صرف ابوبکر نے اسے بلا توقف و تردد قبول کیا۔ آپکا ہی عقیدہ اسلام سب سے افضل ہے۔ آپ ہی صدیق اور سب سے پہلے خطیب و مبلغ اسلام ہیں۔ اور نبی علیہ السلام کے بعد سب سے قبل آپ ہی کیلیے روز قیامت زمین کھولی جائیگی۔

فضائل شیخین کے باب میں ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ جملہ مہاجرین صحابہ میں سے آپ کے سوا کسی کے ماں باپ دونوں کو دولتِ اسلام حاصل نہ ہوئی۔ آپ جیسی ہجرت اور خدمتِ رسول کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کا وزن ساری امت سے زائد ہے۔ اور نبی علیہ السلام کبھی آپ سے کبیدہ خاطر نہ ہوئے۔ ایسی ہی بیسیوں خصوصیات ابی بکر صدیق پیچھے گزر چکی ہیں۔ اب مزید خصائص و فضائل پیش خدمت ہیں۔

خصوصیت صدیقِ اکبر[۱]

آپ نے کسی دور میں نبی علیہ السلام کا انکار نہیں کیا

حدیث:

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے وصال مبارک کے چار روز بعد ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما اکٹھے قبرانور کی زیارت کے لیے آئے مسجد کے باہر علی مرتضیٰ نے ابوبکر صدیق سے کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آگے بڑھیے (یعنی مسجد میں آپ پہلے داخل ہوں) ابوبکرؓ نے فرمایا میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارہ میں نبی علیہ السلام سے میں نے سنا ہے۔ علی کا مقام میرے ہاں ایسا ہے۔ جیسا اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔ علی مرتضیٰ نے جواب دیا۔ میں بھی ایسے شخص کے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے متعلق میں نے زبانِ نبوت سے یہ سنا ہے کہ ہر ایک نے میری تکذیب کی سوائے ابوبکر صدیق کے۔ اور صبح اٹھتے ہوئے ہر شخص کے دروازہ پر اندھیرا ہوتا ہے سوا ابوبکر صدیق کے۔ ابوبکرؓ نے پوچھا، کیا واقعی آپ نے نبی علیہ السلام سے یہ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں پھر انہوں نے علی مرتضیٰ کا ہاتھ تھام لیا اور دونوں اکٹھے مسجد میں داخل ہو گئے۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

ہرکسی کے دروازہ پر اندھیرا ہونے سے مراد ہے دل پر اندھیرا چھائے ہونا ۔

خصوصیت ابی صدیق نمبر۲

غار میں خدمتِ رسول نبی علیہ السلام کی شفقت و محبت اور ثانی اثنین کا لقب

مجھ سے بدلہ لو! ورنہ میں ناراض ہوں

حدیث

ربیعہ اسلمی رضؓ کہتے ہیں میرے اور ابو بکر صدیق کے درمیان کچھ تکرار ہوئی ۔ آپ نے مجھے ایسا لفظ کہدیا جو مجھے ناگوار گزرا ۔ آپ نے کہا ربیعہ! تم بھی مجھے ایسے ہی کہہ لو تا کہ بدلہ ادا ہو جائے ۔ میں نے کہا نہیں میں نہیں کہونگا ۔ ابو بکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہہ دو ورنہ میں نبی علیہ السلام سے امداد چاہونگا ۔ میں نے کہا بہر حال میں آپ کو ایسا لفظ نہیں کہہ سکتا ۔ یہ سن کر ابو بکر رضؓ نے افسوس سے زمین پر پاؤں مارا اور بارگاہِ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے ۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا ۔ اتنے میں میرے خاندان کے لوگ آ گئے اور کہنے لگے ابو بکر سے تمہارا کیا جھگڑا تھا ۔ اور وہ نبی علیہ السلام سے کس بات پہ

مدد لینے گئے ہیں؟ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ صدیق اکبر ہے جسے اللہ نے اذ ھما فی الغار خبردار! جو تم نے اس معاملہ میں میری امداد کرنا چاہی ۔ ورنہ ابو بکر کو غصہ آئے گا ۔ اور نبی علیہ السلام بھی ناراض ہو جائیں گے اور ان دونوں کی ناراضگی سے اللہ بھی ناراض ہو جائیگا ۔ اس طرح میں تباہ ہو جاؤنگا ۔ وہ کہنے لگے پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ میں نے کہا تم لوگ فوراً واپس پلٹ جاؤ ۔

ربیعہ کہتے ہیں ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے پاس پہنچے تو پیچھے میں بھی پہنچ گیا ۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کو ساری روئیداد کہہ سنائی تو آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی فرمایا ربیعہ! تمہارا صدیق سے کیا تنازع ہے ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہوں نے مجھے ایک ناگوار لفظ کہا اور پھر بولے تم بھی مجھے ایسا ہی کہہ لو تا کہ بدل ادا ہو جائے ۔ تو میں نے انکار کر دیا ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ۔ ربیعہ! اب صدیق سے کوئی بات نہ کہو اتنا کہدو کہ اے ابو بکر! اللہ تمہاری بخشش کرے میں نے کہدیا ۔ اے ابو بکر! اللہ آپکی بخشش کرے ۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق روتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

قاسم بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انکے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا ۔ نبی علیہ السلام زندگی میں جس مقام پر اور جس جگہ ٹھہرے حضرت علی مرتضیٰ ہر جگہ آپکے ساتھ تھے قاسم رضؓ نے جواب دیا اس بات پر قسم نہ اٹھانا ۔ اس نے کہا کیوں ۔ انہوں نے فرمایا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے ۔ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار ۔ (یعنی غار میں ایک ایسی جگہ ہے ۔ جہاں علی مرتضیٰ نبی علیہ السلام کے ساتھ نہ تھے صرف ابو بکر ہی وہاں حاضر خدمت تھے ۔)

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳

نبی علیہ السلام کے بعد آپ سب امت سے سبقت لے گئے ہیں

حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ آج کے روز گھڑ دوڑ میں حصہ لینے والے گھوڑے ہیں۔ کل قیامت کو ان کا مقابلہ ہے۔ اور ہدف جنت کا داخلہ ہے۔ راستہ میں رہ جانے والا جہنمی ہے۔ میں پہلے (جنت میں جانیوالا) ہوں میرے بعد ابو بکر انکے بعد عمر فاروق ہیں، اسکے بعد لوگ ہمارے قدموں پر آئیں گے پہلے آنے والا پہلے داخل ہوگا۔ بعد میں آنے والا بعد میں۔

اسے مھتدی باللہ نے اپنی "مشیخت" میں روایت کیا ہے، اور پیچھے یہ روایت گذر چکی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۴

اگر نبی علیہ السلام اللہ کے خلیل نہ ہوتے تو آپ ابو بکر رض کو اپنا خلیل بناتے

حدیث: حضرت جندب رض سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے آپ کی رحلت سے پانچ روز پہلے سنا۔ فرمایا میں رسالت سے بری ہوں کہ تم میں سے کسی کو خلیل بناؤں کیونکہ اللہ نے مجھے اپنا خلیل (محبوب) بنالیا ہے۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا۔ تو اگر میں اپنی امت سے کوئی خلیل بناتا تو ابو بکر صدیق کو بناتا۔[1]

[1] شان صدیق اکبر رض کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لازوال فرمان ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۴ صد ۱۳۱ پر یوں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۵

واقعتاً نبی علیہ السلام نے آپ کو اپنا خلیل بنایا

حدیث:

حضرت ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کی طرح مجھے بھی اپنا خلیل بنایا ہے اور ہر نبی کے لیے امت میں سے ایک خلیل تھا اور میرا خلیل ابو بکر صدیق ہے۔

اسے واحدی نے اپنی تفسیر البسیط میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۶

نبی علیہ السلام کے ساتھ بیمثال اُخوت وصحبت

حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی انسان کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا مگر وہ میرا بھائی ہے اور میرا صحابی اور اللہ نے تمہارے ساتھی

خطبہ میں جو آپ نے بحالت بیماری سر منبر ارشاد فرمایا تھا، یہ فرمایا

اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبَتِہٖ ومالہٖ ابا بکر بن ابی قحافۃ ولو اتّخذتُ خلیلاً لاتّخذتُ ابا بکرٍ خلیلاً

ترجمہ: جس شخص کی صحبت اور مال نے مجھے سب لوگوں سے زیادہ فائدہ پہنچایا ہے وہ ابو بکر بن ابی قحافہ ہے اور اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا۔

یاد رہے یہ حدیث ابو بکر صدیق کے سب صحابہ سے افضل ہونے پر بھی دال ہے

(یعنی علیہ السلام) کو اپنا خلیل (محبوب) بنا لیا ہے۔

اسے مسلم اور ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر وہ میرا بھائی ہے اور میرا صحابی۔ جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ اگر ساری امت سے کوئی کو میرا محبوب ہوتا تو ابوبکر ہوتا۔ مگر اسلامی بھائی چارہ اس سے افضل ہے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابی بن کعب رض نے فرمایا۔ اے لوگو! نبی علیہ السلام سے میری ملاقات کو ابھی بہت ہی کم عرصہ گزرا ہے مجھ سے نزدیک تر زمانہ میں کسی نے آپ سے ملاقات نہیں کی۔ میں آپ کے وصال سے پانچ روز پہلے۔ آپ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا آپ ہاتھ پر ہاتھ ملتے ہوئے فرماتے جا رہے ہیں۔ ہر نبی ؑ کے لیے امت میں سے ایک خلیل تھا اور میرا خلیل ابوبکر بن ابی قحافہ ہے۔ یاد رکھو! ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ نے مجھے اپنا خلیل (دوست) بنا لیا ہے۔

تشریح:

مذکورہ احادیث میں سے بعض میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی بھی میرا خلیل نہیں جبکہ حدیث میں فرمانِ نبی صاف آچکا ہے کہ ابوبکر صدیق میرا خلیل ہے مگر حقیقت میں اس کا سلام کے اندر کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے جب نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی میرا خلیل نہیں اور میرا محبوب صرف اللہ ہے۔ تو اس اخلاص کے صلہ میں اللہ نے آپ کو ابوبکر صدیق سے رشتہ اخوت و خلت کی اجازت

عنایت فرمائی۔ لہذا نفی والی احادیث پہلے دور کی ہیں اور اثبات والی بعد والے دور کی اور ایسا اذن آپ کو صرف ابوبکر صدیق کی شان ظاہر کرنے کے لیے ملا۔ مگر اس طرح اللہ کی خلت کی نفی نہیں ہو جاتی بلکہ نبی علیہ السلام اللہ کے خلیل اور ابوبکر رض نبی علیہ السلام کے خلیل ٹھہرے۔

خصوصیت صدیق اکبر نمبر (۷)

مسجد نبوی میں صرف آپ کا ہی دروازہ کھلا چھوڑا گیا

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں کھلنے والے تمام دروازے بند کروا دیئے مگر ابوبکر صدیق کا دروازہ قائم رکھا[1]

اسے ترمذی، ابوحاتم اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے

[1] مسجد نبوی کی دیواروں میں صحابہ نے اپنے اپنے گھروں کے قریب دروازے بنا رکھے تھے جنسے روشنی بھی آتی تھی اور نماز باجماعت کے لیے جلد از جلد پہنچنے کی سہولت بھی تھی بعد میں نبی علیہ السلام نے یہ دروازے بند کرا دیئے تاکہ مسجد کا ایک ہی عام راستہ قائم ہو اور تقدس برقرار رہے۔ البتہ ابوبکر صدیق کا دروازہ قائم رہنے دیا گیا اور یہ حکم آپنے حیات ظاہرہ کے آخری ایام میں فرمایا تھا۔ اسمیں ابوبکر صدیق کی خلافت و امامت کی طرف اشارہ بھی ہے کیونکہ امام کے مکان کا دروازہ مسجد ہی میں کھلا کرتا ہے۔

حدیث

حضرت جبیر بن نفیرؓ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی میں دروازے کھلے ہوتے تھے نبی علیہ السلام نے ابوبکر صدیق کے سوا سب لوگوں کے دروازے بند کرا دیئے ، لوگوں نے کہا آپ نے خلیل کے سوا سب کے دروازے بند کرا دیئے ہیں ، آپ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا ، تم کہتے ہو نبیؐ نے ہمارے دروازے بند کر دیئے اور اپنے دوست کا دروازہ کھلا رکھا ! یاد رکھو ! اگر کوئی میرا خلیل ہوتا ہو تو وہی (ابوبکر) ہوتا مگر میرا خلیل اللہ ہے تو کیا تم میرے ساتھی کو میرے لیے نہیں رہنے دیتے ! اس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی اور اس وقت میری تصدیق کی جب تم مجھے جھٹلا رہے تھے ۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے ، یہ حدیث مرسل ہے اور تفصیلاً آگے آرہی ہے ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۸

فرمانِ نبی مجھے اپنی محبت و مال سے ابوبکر نے سب سے زیادہ امن دیا

حدیث

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی محبت اور مال سے مجھے سب سے زیادہ امن دیا ابوبکر ہے[1] ۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر اسلامی بھائی چارہ بہتر ہے ، مسجد میں ابوبکر صدیق کے سوا کسی کی

[1] پیچھے حدیث نمبر ۱۷۱ کے تحت تاریخ التواریخ کے حوالے سے اسی مفہوم کو بیان کیا جا چکا ہے

کھڑکی باقی نہ رکھی جائے سب ختم کر دی جائیں ۔

اسے امام احمد بن حنبل ترمذی اور ابوحاتم نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ وفات میں اپنا سر باندھے مسجد میں تشریف لا کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ،

اِنَّهٗ لَیْسَ مِنَ النَّاسِ احد امن عَلٰی بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ من ابن اَبِی قحافۃ وَلَوْ کُنْتُ متخذا مِنَ النَّاسِ خَلِیْلًا لَاتخذت اَبَا بکر خَلِیْلًا وَلٰکِنَّ خُلَّۃ الاسلام سُدُّوا عَنِّیْ کُلَّ خوخۃٍ فِی الْمَسْجِدِ غَیْرَ خوخۃ ابی بکرٍ

کسی شخص نے ابوقحافہ کے بیٹے سے بڑھ کر اپنی جان و مال اور محبت سے مجھے امن نہیں دیا ، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر اسلامی دوستی اہم ہے ۔ مسجد سے ہر کھڑکی[1] بند کر دو مگر ابوبکر والی قائم رکھو ۔)

اسے بخاری ، ابوحاتم اور امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے ، مذکورہ الفاظ ابوحاتم کے ہیں ۔

تشریح :

اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے لوگوں کا یہ طمع اور امید ختم کی ہے کہ ابوبکر صدیق کے علاوہ کوئی خلافت کا طلب گار ہو ۔ خصوصاً آپ کا سخت مرض کی حالت میں بتکلف منبر پر آنا

[1] پہلے دروازے کا لفظ تھا اب کھڑکی کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ نے دروازے بند کروائے تھے اور کھڑکیاں نہ چھوڑی تھیں بعد میں آپ نے وصال کے قریب کھڑکیاں بھی بند کروا دیں ۔

خطاب کرنا اور لوگوں کو صدیق اکبر کے فضائل بتلانا اس بات کی بہت بڑی تنبیہ تھی کہ خلیفہ ابوبکر ہے ۔ گویا آپ فرمارہے ہیں تو دنیا سے جارہا ہوں تم لوگ ابوبکر کا دامن تھامے رکھنا ۔

حدیث

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپسی تشریف لائے تو منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا ۔ ایک بندہ ہے جسے اللہ نے اختیار دیا ہے کہ چاہے تو ہمیشہ دنیا میں رہے اور اس کی بہاریں لوٹتا رہے ۔ اور چاہے تو اللہ کے ہاں تیار شدہ جنت کی طرف آجائے ۔ تو اس بندے نے جنت کو اختیار کر لیا ۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق رو پڑے اور کہنے لگے یارسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ۔

تو جس بندے کو اختیار ملا وہ خود نبی علیہ السلام تھے مگر آپ نے واضح طور پر نہ بتلایا تاکہ لوگ غمزدہ نہ ہوں ، یہ راز ابوبکر ہی سمجھ پائے ۔ کیونکہ وہ سب سے بہتر عالم تھے ۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اپنی محبت اور مال سے ابوبکر نے ہی مجھے زیادہ امن دیا ہے ۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر اسلامی بھائی چارہ سب سے بہتر ہے ۔ پھر فرمایا ابوبکر کے سوا ہر ایک کی کھڑکی بند کر دی جائے ۔ یہ سن کر ہم جان گئے کہ نبی علیہ السلام ابوبکر کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں ۔

اسے حافظ ابوالقاسم دمشقی نے روایت کیا ہے ۔ اس کا متن صحیح ہے مگر سند غریب ہے ۔

حدیث

ابوالمعلی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے جس میں ہے کہ آپ نے فرمایا اسلامی بھائی چارہ اور محبت ہی بہتر ہے ۔

اسے ترمذی اور حافظ دمشقی وغیرہ نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اپنی جان و مال سے جس نے مجھے زیادہ امن دیا ابوبکر ہے ۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو اسے بناتا مگر اسلامی بھائی چارہ بہتر ہے ۔ اور قبلہ کی طرف موجود ہر کھڑکی بند کر دی جائے سوا ابوبکر صدیق کے ۔

تشریح :

اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے جو کھڑکیاں بند کی گئیں ، سمت قبلہ میں تھیں ۔ انہی میں سے ایک کھڑکی ابوبکر صدیق والی کھلی رکھی گئی تا کہ نبی علیہ السلام کے بعد انہیں امامت کے لیے مسجد تک آنے میں آسانی رہے ۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے بڑھ کر کسی نے مجھ پر احسانات نہیں کیے انہوں نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی [لہ]

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

حضرت سہل سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر صدیق سے سب سے

[لہ] شیعہ مورخین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین سیدہ خدیجہ رض کے وصال کے بعد ملول اور افسردہ پایا تو اپنی بیٹی آپ سے بیاہ دی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین سیدہ عائشہ رض کی عمر میں بہت بڑا فرق تھا ۔ دیکھیے تاریخ الامہ ۔

بڑھ کر اپنی محبت اور مال سے مجھے امن دیا، تو اسکی محبت اسکا تشکریہ اور اسکے احسانات ضرور رکھنا مجھ پر واجب ہے۔ اسے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اور صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۹

ارشاد نبوی! صدیق سے بڑھ کر کسی انسان کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا

حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی مال نے اس قدر فائدہ نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکر صدیق کا مال نفع مند ثابت ہوا ہے۔ یہ سُن کر ابو بکر رو پڑے۔ عرض کیا میری جان اور میرا مال آپ ہی کے لیے ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل، ابو حاتم، ابن ماجہ اور حافظ دمشقی نے موافقات میں روایت کیا ہے۔

حدیث:

حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر کے مال جیسا نفع مجھے کسی مال سے حاصل نہیں ہوا اور نبی علیہ السلام آپکے مال میں ایسا ہی تصرف کرتے تھے جیسے اپنے مال میں کرتے تھے۔

اسے عبد الرزاق نے اپنی جامع میں اور صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۰

شانِ صدیقی میں شہادتِ حیدرِ کرار

حدیث:

شعبی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے ایک بار علی مرتضیٰ کو دیکھ کر فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ ایسا انسان دیکھے جو نبی علیہ السلام کا سب سے قریبی رشتہ دار سب سے زیادہ خصائص نبوت سے بہرہ ور اور نبی علیہ السلام کا محبوب ترین ہو۔ وہ علی مرتضیٰ کو دیکھے۔ تو حضرت علی نے فرمایا۔ ابو بکر نے اگر یہ کہا ہے تو یاد رکھو! وہ انسانوں میں سب سے زیادہ رحم دل، یارِ غارِ نبی اور اپنے مال سے نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ نفع دہندہ ہیں۔

اسے ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۱

نبی کریم صدیقی احسانات کا بدلہ اللہ ہی دے گا

حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

مجھ پر جس کسی کا احسان تھا، میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔ مگر ابو بکر کے وہ احسانات ہیں، جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت انہیں عطا فرمائے گا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۲

ذاتِ نبی پر جان و مال کی قربانی اور روشن ضمیری

کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑتے نہیں؟ ارشادِ نبیؐ

حدیث

مقدام بن معدیکرب رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب (علی مرتضیٰ کے بھائی) اور ابو بکر صدیق میں باہم تکرار ہو گئی، ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام سے انکی نسبی قرابت کو ملحوظ رکھ کر نرمی اور خاموشی اختیار کی۔ البتہ نبی علیہ السلام سے شکایت کی۔ نبی علیہ السلام یہ سن کر لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔ کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑتے نہیں؟ تمہارا اس سے کیا موازنہ؟ قسم بخدا تم میں سے ہر ایک کے دروازۂ دل پر اندھیرا ہے۔ سوا ابو بکر کے اس کا دل نور سے معمور ہے۔ قسم بخدا تم نے (آغاز ظہور اسلام میں) کہا کہ نبیؐ جھوٹے کہتا ہے۔ مگر صدیق نے کہا نبیؐ سچ کہتا ہے۔ تم نے اپنے مال روک لیے۔ اس نے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا۔ اور تم نے مجھے ذلت دینا چاہی مگر اس نے میرے لیے جان مار دی۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔ جبکہ ہمیں ابو القاسم عبدالرحمٰن نے اپنے دادا حافظ سلفی سے یہی روایت بیان کی ہے۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

ابو بکر کے مال جیسا نفع مجھے کسی کے مال سے حاصل نہیں ہوا۔

حدیث۔

حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں میں نبی علیہ السلام کے حضور بیٹھا تھا۔ اچانک ابو بکر صدیق گھٹنوں تک دامن اٹھائے حاضر خدمت ہوئے نبی علیہ السلام نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا تمہارا ساتھی نیکی میں سبقت لے گیا ہے۔ پھر وہ گویا ہوئے۔ یارسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کوئی معمولی سی بات تھی میں نے کچھ تیز بات کہدی۔ پھر شرمندہ ہوا اور عمر سے معافی مانگی مگر انہوں نے نہیں دی تو میں آپ کے حضور آگیا ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا۔ ابو بکر! اللہ تمہیں معاف کرے۔ اس کے بعد عمر فاروق کو ندامت ہوئی تو وہ ابو بکر کے مکان پر گئے معلوم ہوا وہ نبی علیہ السلام کے پاس گئے ہیں، عمر وہاں پہنچے۔ انہیں دیکھ کر نبی علیہ السلام کے رخ انور کی رنگت بدلنے لگی۔ ابو بکر کو ڈر ہونے لگا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر (عاجزانہ) بولے یارسول اللہ! عمر پر میں نے زیادتی کی تھی۔ دوبارہ پھر یہی کہا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقْتَ وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِي صَاحِبِي۔

اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا اور تم نے کہا یہ جھوٹ کہتا ہے۔ صدیق نے کہا سچ کہتا ہے۔ پھر اس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی، تو کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے یا نہیں؟ آپ نے دوبارہ یہی فرمایا۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق کو کسی نے ایذا نہ دی۔

اسے صرف بخاری نے ہی روایت کیا ہے۔

حدیث

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر

دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اللہ اس پر رحم کرے اور اللہ کے رسول کی طرف سے اسے بہتر جزا دے جس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی ہے۔

اسے حافظ سلفی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نبی علیہ السلام کے پاس تھا وہاں ابوبکر صدیق چوغہ پہنے بیٹھے تھے۔

اتنے میں جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کیا آج ابوبکر نے چوغہ پہنا ہے کیوں؟ فرمایا جبریل! اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر قربان کر دیا ہے۔ جبریل نے عرض کیا۔ اللہ فرماتا ہے میری طرف سے ابوبکر کو سلام کہیے اور پوچھیں کہ وہ اللہ سے راضی ہے یا ناراض۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکر! اللہ تمہیں سلام کہتا اور پوچھتا ہے کہ تم مجھ سے راضی ہو یا نہیں۔ ابوبکر نے کہا کیا میں اپنے پروردگار سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

اسے حافظ ابن عبید اور صاحب "الصحبہ" اور فضائلی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اس حدیث میں قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ

سورہ حدید آیت ۱۰

ترجمہ: ان کی عظمت تمہارے جیسی نہیں جنہوں نے تم میں سے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۳۱

آپ نے کس قدر مال راہ خدا میں خرچ کیا

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام پر چالیس ہزار (درہم) قربان کیے۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

عروہ بن زبیر رض سے روایت ہے کہ اسلام لاتے وقت صدیق اکبر کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب آپ نے راہ خدا اور راہ اسلام میں خرچ کر دیئے۔

حدیث

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق ہجرت پر چلنے لگے تو انہوں نے اپنا کل مال یعنی پانچ یا چھ ہزار درہم ساتھ لے لیا۔ ہمارا دادا ابو قحافہ ہمارے ہاں آیا جس کی نظر جاتی رہی تھی (اور ابھی وہ داخل اسلام نہیں ہوا تھا) کہنے لگا قسم بخدا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر سارا مال ساتھ لے گیا ہے۔ میں نے کہا۔ بابا ہرگز نہیں۔ وہ ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ اسماء کہتی ہیں میں نے کچھ پتھر جمع کیے انہیں مکان کے ایک کونے میں رکھ کر اوپر موٹا

پکڑا ڈال دیا۔ جیسا کہ میرے والد ابوبکر کیا کرتے تھے پھر میں دادا جان کو پکڑ لائی ان کا ہاتھ وہاں رکھوایا۔ وہ بولے اگر وہ اتنا سارا مال تمہاری خاطر چھوڑ گیا ہے تو پھر کوئی خطرے کی بات نہیں۔ جبکہ حقیقتاً ابوبکر کچھ بھی نہیں چھوڑ کر گئے تھے۔ صرف دادا جان کو یوں مطمئن کر دیا گیا۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے[1]

تشریح:

پیچھے گزر چکا کہ ابوبکر نے چالیس ہزار درہم راہ اسلام میں خرچ کیے اور اس حدیث میں پانچ یا چھ ہزار کا ذکر ہے۔ مگر دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔ اس لیے کہ پہلی احادیث میں آپ کے جملہ صدقات کے مبلغ کا تخمیناً ذکر ہے۔ جبکہ اس حدیث میں صرف وہ مال بیان ہوا ہے جو بوقت ہجرت آپ کے پاس تھا۔ اور آپ اسے لیکر نکلے۔

---

[1] یاد رہے یہاں بخاری شریف میں مذکورہ واقعہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ جب غزوہ تبوک کے لیے عمر فاروق اپنا آدھا مال اور ابوبکر صدیق سارا مال لے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر سے پوچھا کہ گھر بھی چھوڑ آئے ہو تو انہوں نے جواب دیا ذخرت اللہ ورسولہ، میں گھر میں اللہ اور اس کے رسول کی رضا کا ذخیرہ چھوڑ کر آیا ہوں یہ الفاظ ذخرت الخ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۳، ص ۱۸۴ میں صراحتاً موجود ہیں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق رض نمبر ۱۴

پاداشِ اسلام میں ستائے جانیوالے غلاموں کو آپ نے خرید کر آزاد کیا

حدیث:

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے سات وہ غلام خرید کر آزاد کیے۔ جنہیں اللہ کی راہ میں ستایا جاتا تھا۔ ان میں بلال حبشی اور عامر بن فہیرہ بھی ہیں۔ اسے ابو عمرو نے روایت کیا ہے

حدیث:

ہشام بن عروہ سے روایت ہے۔ ابوبکر نے راہ خدا میں ستائے جانے والے جن سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ یہ تھے۔ ۱۔ حضرت بلال رض۔ ۲۔ عامر بن فہیرہ رض ۳۔ زنیرہ رض۔ ۴۔ عبیس رض۔ ۵۔ نہدیہ رض۔ ۶۔ اس کی بیٹی اور ابن عمر بن مومل کی ۷۔ لونڈی رض۔

اسے ابومعاویہ ضریر نے روایت کیا ہے۔

جب صدیق اکبر نے بلال رض کو خریدا

حدیث

اسماعیل بن قیس سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے بلال حبشی کو پانچ اوقیہ (تقریباً آدھا سیر) سونا ادا کر کے اس وقت خریدا جب انہیں پتھروں میں رکھ کر کوٹ دیا تھا۔ اور فروخت کرنے والوں نے کہا۔ ابوبکر! اگر تم صرف ایک اوقیہ سونے پر اڑ جاتے تو ہم اسے اسی قیمت پر دے دیتے آپ نے فرمایا۔

لَوْ اَبَیْتُمْ اِلَّا مِاءَۃَ اَوْقِیَۃٍ لَاَخَذْتُہٗ۔

(اگر تم سو اوقیہ سونا مانگتے تو میں ضرور ادا کرتا اور بلال کو خرید کر ہی رہتا۔

اسے صاحب "صفوہ" نے روایت کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت بلال بن رباح جن کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ سچے مومن اور صاف دل تھے۔ ان کا مالک امیہ بن خلف انہیں سخت کڑکتی دھوپ میں لے جا کر مکہ سے باہر دہکتی ہوئی ریت پر چت ڈال کر سینے پر ایک عظیم پتھر رکھ دیتا اور کہتا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرو ہمارے خداؤں کی پرستش کرو۔ نہیں تو یونہی بلکتے مر جاؤ گے اور بلال صرف یہی جواب دیتے اَحَدٌ اَحَدٌ (اللہ ایک ہے لاشریک ہے) ایسا اوقات ورقہ بن نوفل کا وہاں سے گزر ہوتا تو بلال کی آواز سن کر وہ بھی پکار اٹھتا اَحَدٌ اَحَدٌ پھر وہ امیہ سے مخاطب ہوتا اور بنو جمح کے ہاتھوں بلال کا یہ حشر دیکھ کر کہتا، اگر تم نے اسے اسی طرح جان سے مار دیا تو مجھے انتہائی صدمہ ہو گا۔

تا آنکہ ایک دن ابو بکر صدیق وہاں سے گزرے جبکہ انہیں ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ ابو بکرؓ کا گھر بنی جمح میں تھا آپ نے امیہ سے کہا اس مسکین کو ستاتے ہوئے تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کب تک ایسا کرتا رہے گا؟ وہ کہنے لگا ابو بکر! تم نے ہی اسے خراب کیا (مسلمان کیا) ہے تم ہی اسے چھڑاؤ، آپ نے فرمایا میرے پاس اس (بلال) سے کہیں تندرست و توانا غلام ہے۔ بلال مجھے دے کر وہ تم لے لو۔ کہنے لگا منظور ہے تو ابو بکر یوں انہیں خرید لائے اور آزاد کر دیا[5] اس کے بعد آپ نے مزید چھ ایسے ہی غلام آزاد کیے۔ ۲۔ عامر بن فہیرہ ۳۔ ام عبیس ۴۔ زبیرہ۔ جسے ابو بکر نے

---

[5] بلالؓ اور دیگر غلاموں کو آزاد کرنے کے کارنامہ صدیقی سے شیعہ کتب میں بھی مزین ہیں۔ چنانچہ ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد اوّل ص۲۹۳ پر لکھا ہے

آزاد کیا تو اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔ قریش نے یہ دیکھ کر کہا لات و عزیٰ نے اس کی آنکھیں لے لی ہیں۔ زبیرہ کہنے لگی۔ یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ بیت اللہ کی قسم لات و عزیٰ کسی کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان تو اللہ نے اسے بینائی لوٹا دی ۵ نہدیہ۔ ۶ اور اس کی بیٹی۔ وہ دونوں بنی عبدالدار کی ایک عورت کے پاس تھیں ایک روز حضرت ابو بکر وہاں سے گزرے۔ جبکہ ان کی مالکہ نے انہیں اپنی چکی پر کام کرنے کو بھیجا ہوا تھا۔ اور وہ یہ کہہ رہی تھی خدا کی قسم میں انہیں کبھی آزاد نہیں کروں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے فلاں عورت! قسم نہ اٹھا۔ اس نے کہا۔ اے ابو بکر رضی اللہ تو نے ہی انہیں خراب کیا ہے (مسلمان بنایا ہے) تو ہی انہیں آزاد کر! آپ نے فرمایا۔ ان کی کتنی قیمت ہے؟ کہنے لگی اتنی، آپ نے فرمایا۔ یہ لو قیمت، اور یہ دونوں آزاد ہیں۔ پھر ان دونوں عورتوں سے فرمایا۔ اس کی چکی اسے واپس کر دو! کہنے لگیں کام سے فارغ ہو کر یا ابھی؟ فرمایا جیسے تمہاری مرضی!

اس کے بعد آپ ایک اور لونڈی کے پاس سے گزرے۔ جو بنی عدی کے ایک خاندان بنی موئمل کے ہاں تھی۔ حضرت عمرؓ اسے عذاب دیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ اسلام چھوڑ دے۔

حضرت عمر اس وقت اسلام نہیں لائے تھے۔ جب وہ اسے مار مار کر تھک جاتے تو کہتے میں نے تجھ پر رحم کر کے نہیں چھوڑا۔ میں تھک گیا ہوں۔ ابھی پھر سزا دوں گا۔ تو وہ کہتی۔ اللہ تجھے بھی ایسی ہی سزا دے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ لونڈی بھی خرید کر آزاد کر دی۔

تشریح :

بظاہر مذکورہ احادیث کا یہاں لانا بے موقع سا لگتا ہے مگر چونکہ ہجرت سے قبل اتنی تعداد میں غلام خرید کر آزاد کرنا ابوبکر صدیق کا ہی امتیاز ہے ، اس لیے ایسی احادیث خصائص میں لائی گئی ہیں ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۵

آپ نبی علیہ السلام کے ہاں سب صحابہ سے بڑھ کر محبوب ہیں

نوٹ : قبل ازیں عشرہ مبشرہ کے باب ۱ میں حدیث عمرو بن العاص اور ما دون العشرہ کے باب میں حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسی مضمون کی حامل گزر چکی ہیں ۔

حدیث ۔

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! لوگوں میں کون سب سے زیادہ آپکو محبوب ہے ۔ آپنے فرمایا (سیدہ) عائشہ رض وہ کہنے لگے مردوں میں سے ؟ فرمایا عائشہ رض کا والد ۔

اسے ترمذی نے اور ابن ماجہ قزوینی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے ۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ام المومنین سیدہ) خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نبی علیہ السلام کے پاس لائیں ۔ عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ دوبارہ نکاح نہیں کریں گے ؟ آپ نے فرمایا کس سے ۔ بولیں چاہیں تو کنواری لڑکی سے اور چاہیں تو بیوہ عورت سے عقد فرمائیں ۔ آپ نے فرمایا کنواری کون ہے اور بیوہ کون ۔ انہوں نے عرض کیا ۔

کنواری تو اس مرد کی بیٹی ہے جو آپکو ساری خلق خدا سے زیادہ محبوب ہے یعنی عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما ۔ اور بیوہ ہے (ام المومنین سیدہ) سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ۔ وہ آپ پر ایمان لا چکی اور بعد غلامی اختیار کر چکی ہیں

اسے ابو جہم باھلی اور صاحب "الفضائل" نے روایت کیا ہے ۔ اور فضائل ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حدیث بالتفصیل بیان ہو گی ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۶

حدیث :

زہری رض سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ کفار کی عورتیں (معافی مانگنے کے لیے) آپ کے گھوڑے کے منہ کے آگے دوپٹے کر رہی تھیں تو آپ ابو بکر صدیق کو دیکھ کر مسکرانے لگے ۔ (گویا آپ نے ابو بکر رض کو اپنی خوشی میں شامل کیا ۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۷

امت کے لیے سب سے زیادہ رحیم ابو بکر رض ہیں

حضور کچھ اور بڑھا دیں ، صدیق اکبر

حدیث :

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ

ساری امت میں سے میری امت کے لیے سب سے زیادہ مہربان ابو

بکر صدیق ہے۔

اسے عبد الرزاق نے اور علامہ بغوی نے "المصابیح الحسان" میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

اَرْحَمُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ۔

نبی کے بعد امت کیلیے سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہے۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ انسان (بلا حساب) جنت میں جائیں گے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ۔ یارسول اللہ اضافہ فرما دیجئے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ملاکر فرمایا اللہ میری امت کے گنہگاروں کا یوں ایک چلو بھر جنت میں ڈال دیگا (ابو بکر دوبارہ اضافے کی اپیل کرنے والے تھے کہ) عمر فاروق نے کہا ابو بکر بس کرو! انہوں نے جواب دیا۔ تم چپ رہو۔ اگر اللہ ہم سب کو جنت میں بھیج دے تو تمہارا کیا نقصان ہے۔ عمر فاروق نے کہا۔ اگر اللہ چاہے تو ایک ہاتھ میں ہی ساری مخلوق کو اٹھا کر جنت میں ڈال سکتا ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ عمر نے سچ کہا ہے۔

اسے طبرانی نے اپنے معجم میں اور حافظ ابو القاسم دمشقی نے معجم البلدان میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۸

انبیاء کے بعد پوری نسل انسانیت میں آپ سب سے افضل ہیں

حدیث۔

حضرت ابو درداء کہتے ہیں مجھے نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیق سے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا، اس سے آگے جا رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے انبیاء و مرسلین کے بعد ابو بکر سے بہتر کسی انسان پر آج تک آفتاب نہ طلوع ہوا ہے نہ غروب۔

اسے مخلص ذھبی اور دار قطنی نے روایت کیا ہے۔

صدیق کی بابت ائمہ اہل بیت کا اجماعی فیصلہ

حدیث۔

امام جعفر سے ابو بکر صدیق کے بارہ میں سوال ہوا آپ نے فرمایا میں ان کے متعلق کوئی بہتر بات ہی کہہ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے والد امام باقر سے حدیث سن لی ہے جو انہوں نے امام زین العابدین سے اور انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا۔

"ابوبکرؓ سے بہتر انسان پر آج تک آفتاب نہ طلوع ہوا نہ غروب۔" اس کے بعد امام جعفرؓ نے فرمایا اگر میں نے روایت میں غلط بیانی کی ہو تو مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت حاصل نہ ہو۔ اور میں تو روزِ قیامت صدیق کی شفاعت کا طلب گار ہونگا۔

اسے ابن سمان نے "موافقہ" میں روایت کیا ہے۔

آپ روزِ محشر انبیاء کی طرح شفاعت کریں گے

حدیث

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز ہم نبی علیہ السلام کے پاس حاضر تھے آپ نے فرمایا "ابھی تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو میرے بعد ساری امت سے افضل ہے وہ قیامت کو انبیاء کی طرح شفاعت کرے گا۔" تھوڑی دیر نہ گزری تو ابوبکر صدیق آگئے نبی علیہ السلام اٹھے ان کی پیشانی چومی اور انہیں باہوں میں لے لیا۔

اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے تمام صحابہ میں سے ابوبکر سب سے افضل ہے۔

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم مہاجرین و انصار نبی علیہ السلام کے دروازہ کے پاس بیٹھے اپنے فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے[51] ہماری آوازیں بلند ہوئیں تو آپ باہر

۵۱ نبی علیہ السلام کے دروازہ پر تذکرہ کرنے کا یہ معنی ہے کہ ہم مسجد میں آپ کے دروازہ کے قریب بیٹھے تھے کیونکہ آپکا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا۔

نکل آئے۔ آپ نے فرمایا کیا تکرار ہے؟ صحابہ نے عرض کیا مسئلہ فضائل پر باہمی تکرار تھی۔ آپ نے فرمایا۔

لَا تُقَدِّمُوْا عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَاِنَّهٗ اَفْضَلُکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

"ابوبکر پر کسی کو مت فضیلت دو کہ وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل ہے۔"

یہ دونوں روایتیں صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کی ہیں۔

حدیث

حضرت جابرؓ ہی فرمایا کرتے تھے اے لوگو! اللہ نے تمہارا معاملہ (حکومت) ایسے شخص پر ٹھہرایا ہے جو تم سے بہتر۔ اللہ کے رسول کا ساتھی، غار میں خدمت کرکے ثانی اثنین کا لقب یافتہ اور تم سب سے بڑھ کر حکومت کا اہل ہے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ابوبکر ہمارا سردار ہم سے بہتر اور سب سے بڑھ کر محبوب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم انکی زیارت کا اقرار کرتے تو میں تمہاری

گردن اڑا دینا (کہ تم نے مجھے نبیؐ سے افضل کیوں قرار دیا) پھر فرمایا تم نے ابو بکر صدیق کو دیکھا تھا۔ کہا نہیں! آپ نے فرمایا۔ اگر تم "ہاں" کہتے تو میں تمہیں سخت ترین سزا دیتا۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے

حدیث

حضرت زہریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔ فرمایا تم نے نبی علیہ السلام یا ابو بکر صدیق کو دیکھا ہے؟ کہا نہیں! فرمایا اگر تم "ہاں" کہتے تو تمہیں قرار واقعی سزا دی جاتی۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور اسے حسن مرسل قرار دیا ہے۔

میرے بعد اللہ تمہیں سب سے بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا

ارشاد نبیؐ

حدیث

حضرت علی مرتضیٰ پر حملہ ہوا اور آپ قریب الوصال ہو گئے تھے۔ تو آپ سے سوال ہوا کہ کیا آپ کسی کو اپنا جانشین نہیں بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں! کیونکہ نبی علیہ السلام نے بھی جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ ہم آخر وقت میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ جانشین مقرر نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا اگر اللہ تمہارے لیے بہتری چاہے گا تو تم میں سے بہتر شخص کو حاکم بنا دے گا" تو اللہ نے ہم میں سے ابو بکر کو بہتر جانا اور اسے ہمارا حاکم بنا دیا[1]

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

[1] اس میں کے قریب شیعوں کے امام الطائفہ علامہ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب

حدیث:

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا میں کوئی جانشین مقرر کیے بغیر جاؤں گا۔ اللہ جسے بہتر جانے

تلخیص الشافی جلد دوم ص۲۳۷ میں لکھتا ہے

لَمَّا قِيلَ لَهُ أَلَا تُوصِي؟ فَقَالَ مَا أَوْصَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَأُوصِي؟ وَلَكِنْ إِنْ أَرَادَ اللهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا اسْتَجْمَعَهُمْ عَلَى خَيْرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلَى خَيْرِهِمْ۔

ترجمہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کیا آپ (اپنے بعد خلافت کے متعلق) وصیت نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسی وصیت کی تھی کہ مجھے وصیت کی ضرورت محسوس ہو؟ لیکن اگر اللہ نے لوگوں کے لیے بھلائی چاہی تو انہیں کسی بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا جیسے اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں سب سے بہتر آدمی پر اکٹھا کر دیا تھا۔ لوگوں متفقہ طور پر حضرت ابو بکر صدیق کو اپنا خلیفہ چن لیا تھا۔

پتہ چلا حضرت علی کے ارشاد کے مطابق ابو بکر صدیق کا انتخاب بظاہر امت کا فیصلہ تھا مگر بباطن خدائی فیصلہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت سے افضل ہیں

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ طوسی نے اسے ضعیف قرار دینے کے لیے کچھ بے تکی باتیں ہانکی ہیں جو عقل و دانش کے سراسر خلاف ہیں من جملہ یہ کہ حضرت علی کا یہ قول تقیہ پر مبنی ہے۔ نیا للعجب دیکھیے حضرت علی کا وقت آخر ہے لوگ آپ سے سوال کر رہے ہیں کہ آپ اپنے بعد کس شخص کی خلافت کے متعلق وصیت کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے انہیں مذکورہ جواب ارشاد فرمایا جبکہ آپ حاکم وقت تھے، آپ کو وقت موت تقیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کتنی بے ہودہ بات ہے، گویا شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کی ساری زندگی بزدلی کی آئینہ دار ہے آپ تقیہ کرتے ہوئے خلفائے ثلاثہ کے پیچھے تقریباً عرصہ پچیس سال نمازیں پڑھتے رہے حتیٰ کہ انہیں وصال بھی آیا تو تقیہ کرتے ہوئے آیا لیکن ایسا کہنا حضرت علی مرتضیٰ کی سخت توہین ہے۔

اہل بیت کی بے ادبیاں گستاخیاں لعنت اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

گا موقعہ دے گا۔

اسے خلعی نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

موسیٰ بن شداد کہتے ہیں۔ میں نے علی مرتضیٰ کو یہ فرماتے سنا۔ ہم سب صحابہ میں سے ابو بکر صدیق افضل ہیں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۹

آپ دانشمندانِ عرب کے سردار ہیں

حدیث

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں۔ مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضہ نے نبی علیہ السلام کو دیکھ کر کہا اے سردار عرب! آپ نے فرمایا۔ "میں جملہ اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں تمہارا باپ (ابو بکر) دانشمندانِ عرب کا اور علی نوجوانانِ عرب کا سردار ہے۔

اسے ابونعیم بصری اور غیلانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ " اپنے میں سے بہتر شخص کو امام بنایا کرو کیونکہ نبی کریمؐ اپنے بعد ہم میں بہتر آدمی کو اپنا امام بنا کر گئے۔

اسے ابو عمر (ابن عبدالبر) نے روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کہتے ہیں ابو بکر رضہ نے حکومت سنبھالی تو بہترین خلیفہ واقع

ہوئے وہ رعایا کے لیے بے حد مہربان اور نرم خو تھے۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

حدیث

لیث بن سعد کہتے ہیں۔ ابو بکر سے بڑھ کر کسی نبیؑ کا کوئی صحابی بہتر نہیں۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکرؓ" نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۰

آپ سب سے بڑھ کر شجاع ہیں

شجاعتِ صدیق بزبان شیرِ خدا

حدیث

محمد بن عقیل سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضہ نے ایک بار بھری محفل میں فرمایا سب سے بڑا بہادر کون ہے؟ لوگ کہنے لگے امیرالمومنین! آپ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے جس شخص سے بھی پنجہ آزمائی کی اس سے حق وصول کر لیا مگر سب سے بڑے بہادر ابو بکر ہیں۔ جنگ بدر میں ہم نے نبی علیہ السلام کے لیے چھپر (مٹی اور تنکوں سے بنا ہوا حجرہ) بنایا اور آواز دی کہ چھپر میں نبی علیہ السلام کے ساتھ کفار سے حفاظت کے لیے کون رہے گا؟ تو قسم بخدا کوئی شخص آگے نہ بڑھا مگر ابو بکر آئے اور آپ کے سرانوار پر تلوار لہرا کر کھڑے ہو گئے۔

یونہی ایک بار مکہ میں کفار نے نبی علیہ السلام کو نرغے میں لے لیا۔ ایک دھر کھینچ

رہا تھا تو دوسرا ادھر دھکیل رہا تھا۔ اور وہ کہہ رہے تھے تم نے کئی خداؤں کا ایک خدا بنا لیا ہے؟ تو قسم بخدا کوئی چھڑانے کو آگے نہ بڑھ سکا۔ ابوبکر دوڑے آئے کسی کو تھپڑ رسید کیا کسی کو دھکیلا اور آپ کو نرغے سے نکال کر فرمایا۔ ایسے شخص کو مارنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا خدا ایک ہے۔

اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ آلِ فرعون میں سے ایمان والا شخص[۵] (جو موسیٰ علیہ السلام کو بتلانے آیا تھا کہ فرعون آپ کو ہلاک کرنے کی سوچ رہا ہے آپ مصر سے نکل جائیں) بہتر تھا یا ابوبکر؟ قوم خاموش رہی آپنے فرمایا بولتے نہیں؟ یاد رکھو! ابوبکر کی ایک گھڑی کا عمل ایک طرف اور آلِ فرعون کے مومن شخص جیسے انسانوں سے اگر روئے زمین بھر جائے تو ان کی تمام زندگیاں ایک طرف اس مومن نے تو اپنا ایمان چھپا رکھا تھا اور ابوبکر نے آشکارا کر دکھایا۔

اسے ابنِ سمان نے موافقہ میں۔ اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو شریحہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو سرِ منبر یہ فرماتے سنا کہ ابوبکر کا دل بہت مضبوط ہے۔

اسے صاحب "صفوہ" اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

---

[۵] اللہ نے اس مومنِ آلِ فرعون کا تذکرہ یوں کیا ہے

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۱

بدر میں آپکی شجاعت اور ثابت قدمی کا منظر

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بدر میں اپنے چھپر میں دعا کی اے اللہ میں تجھے اپنا عہد اور وعدہ پیش کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ ہو (تو تیری مرضی) ابوبکر صدیق نے یہ سن کر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ بس کریں آپ نے رب سے مانگنے میں حد کر دی ہے (اتنے میں آسمان سے وعدہ نصرت آگیا) اور نبی علیہ السلام باہر نکلے تو زرہ پہنے خوشی سے اچھل رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ۔ سورۃ القمر آیت ۴۶

ترجمہ: یہ جماعت ابھی پیٹھ دیکر بھاگ کھڑی ہوگی بلکہ روزِ محشر انکا یوم وعدہ ہے، جو سخت کڑا اور کڑوا ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی ہی سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا روزِ بدر نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ مشرکین ایک ہزار اور مسلمان تین سو ستر ہیں آپ نے روبقبلہ ہوکر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے اور رب سے چیخ چیخ کر عرض کرنے لگے۔ اے اللہ! مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ اگر یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہوگئے تو زمین میں تاقیامت تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ آپ یونہی روبقبلہ ہاتھ اٹھائے بڑی

دیر دعا کرتے رہے تا آنکہ آپ کی چادر کندھے سے ڈھلک کر نیچے گر گئی۔ ابوبکر صدیق آ گئے۔ چادر کو اٹھا کر آپ کے کندھے پر رکھا اور آپ کا دامن پکڑ کر گویا ہوئے، یارسول اللہ! آپ بہت دعا کر چکے اللہ اپنا وعدہ ابھی پورا کریگا تو اس وقت یہ آیہ نازل ہوگئی۔

اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ۔ سورہ انفال ایت ۹

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے مدد چاہتے تھے، تو اس نے تمہاری بات سن لی کیونکہ میں ہزار فرشتوں کی قطار سے تمہاری امداد کرنیوالا ہوں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ [1]

حدیث۔

ابن اسحاق کہتے ہیں نبی علیہ السلام نے روز بدر صف بندی کی اور واپس چھپر میں آ رہے اور اللہ سے مناجات کرنے اور اللہ کی بارگاہ میں اس کا وعدہ پیش کرنے لگے۔ آپ کی دعا یہ تھی، اے اللہ اگر یہ جماعت نہ رہی تو قیامت تک تیری پرستش نہ ہوگی۔ جبکہ ابوبکر صدیق عرض کر رہے تھے یارسول اللہ! آپ مناجات ختم کیجئے اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

---

[1] ناسخ التواریخ کے مصنف مرزا احمد تقی شیعہ نے لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس موقع پر کثرت سے دعا کرتے ہوئے دیکھا تو اہل سنت کی روایت کے مطابق یوں کہا کہ اے پیغمبر! دعا کر کے خدا پر ظلم نہ کریں۔ حضور نے غصے سے فرمایا اے پسر ابو قحافہ ہٹ جاؤ میں اپنے مناجات کر رہا ہوں ناسخ ص۔

دیکھیے یہ کتنی بڑی جسارت ہے جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہے کیا کتب اہل سنت میں ابوبکر صدیق کا قول ایسے ہی لکھا ہے جیسے مرزا تقی نے بتایا ہے آپ بخاری اور مسلم کے حوالے سے اس حدیث کو بھی دیکھیں اور مرزا صاحب کی عبارت کو بھی پھر شیعوں کی انصاف پسندی کی داد دیجیے۔

اتنے میں آپ کو جھونکا آیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فرمانے لگے۔ ابوبکر! انہیں مبارک ہو اللہ کی مدد آ گئی۔ یہ جبریل ہے جو اپنا گھوڑا کھینچے لا رہا ہے اور اس کے دانتوں پر غبار لگا ہے۔

حدیث۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر میں لڑائی شروع ہوئی تو نبی علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے سوال کیا وعدہ پیش کیا اور عرض کیا اے اللہ اگر مشرکین اس جماعت پر غالب آ گئے تو پھر تیرا دین قائم نہ ہوگا۔ ابوبکر عرض کرنے لگے۔ اللہ آپ کی لازماً مدد کریگا۔ اور یقیناً آپ کا چہرہ کھل اٹھے گا۔ تو اسی وقت اللہ نے دشمن کی فوج کے گرد ایک ہزار فرشتہ کی قطار اتار دی اور آپ نے فرمایا ابوبکر! مبارک ہو انہیں۔ دیکھو جبریل آسمان و زمین کے درمیان اپنے گھوڑے کو لگام سے پکڑے کھینچے لا رہا ہے۔ جبریل نے زرد رنگ کا پٹکا سر پر باندھ رکھا ہے۔ اب وہ آسمان سے اتر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اب وہ سامنے آ گیا اور کہہ رہا ہے "تمہارے پاس اللہ کی مدد آ پہنچی"

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۲

حدیبیہ میں آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی

حدیث

مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے صلح حدیبیہ کی حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ عمر فاروق کہتے ہیں میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے کہا ہم حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا پھر ہم دین کے معاملہ میں اتنے پست کیوں ہو گئے[1] آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی مرضی کے خلاف نہیں چل سکتا وہ میرا مددگار ہے، میں نے عرض کیا آپ نے فرمایا نہیں تھا کہ ہم عنقریب طواف کعبہ کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ میں نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا تو پھر یاد رکھو تم ضرور آؤ گے اور کعبہ کا طواف کرو گے۔ (یعنی آئندہ سال) عمر فاروق کہتے ہیں پھر میں ابوبکر صدیق کے پاس آیا اور عرض کیا ابوبکر! کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں! میں نے کہا کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں؟ فرمایا یقیناً، میں نے کہا پھر ہم دین کے بارہ میں اتنا دباؤ کیوں تسلیم کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے مرد! وہ اللہ کے رسول ہیں اس کے

[1] یعنی ہم نے صلح میں کفار کی ظالمانہ شرائط کیوں تسلیم کر لیں اور آپ تو مدینہ طیبہ میں فرماتے تھے ہم عنقریب بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ اور اب واپس کیوں جا رہے ہیں؟ آپ کے یہ کلمات غیرت ایمان کے باعث تھے۔

نافرمان نہیں ہو سکتے وہ ان کا مددگار رہے تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو قسم بخدا وہ حق پر ہیں، میں نے کہا وہ یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب طواف کعبہ کریں گے؟ ابوبکر صدیق فرمانے لگے کیا آپ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ ہم اسی سال طواف کریں گے؟ میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو یقین رکھو تم (اگلے سال) ضرور آؤ گے اور کعبہ کا طواف کرو گے۔ عمر کہتے ہیں۔ پھر میں نے اس کے لیے (یعنی اس تردد کی خلش کو ختم کرنے کے لیے) کئی اعمال کیے[1]

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] شیعوں کے بڑے امام ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۵ پر حضرت امام جعفر صادق رض سے یہ تمام حدیث بجنسہ موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر کا دل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے ساتھ دھڑکتا تھا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا وہی کچھ صدیق اکبر نے فرما دیا۔ یاد رہے حضرت عمر فاروق کی اس موقع پر پریشانی اور تردد انکی غیرت ایمانی کے سبب سے تھا جس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ دیکھیے اسی میدان حدیبیہ میں حضرت علی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم سامی مٹانے سے بوجہ غیرت ایمانی انکار کر دیا تھا دیکھیے بحار الانوار جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۳۳ ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۳

نبی علیہ السلام کے وصال کے روز آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی

جب لوگوں کے دماغ ماؤف ہو گئے تھے صدیق رضؓ نے امت کی دستگیری کی

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق اپنے گھر سے جو علاقہ سنح میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، مسجد میں اترے۔ اور کسی سے کلام کیے بغیر سیدہ عائشہ کے گھر آ گئے جہاں نبی علیہ السلام کا جسم چادر میں لپٹے پڑا تھا۔ انہوں نے آپ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور جھک کر چہرے کا بوسہ لیا اور رو پڑے پھر کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں نہیں اکٹھی کریگا۔ بس یہی موت ہے جو آپ پر آ چکی۔

حدیث

ابو سلمہ کہتے ہیں مجھے ابن عباسؓ نے بتلایا کہ ابو بکر جس وقت آئے عمر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے آپ نے آتے ہی فرمایا عمر! بیٹھ جاؤ مگر وہ نہ بیٹھے۔ آپ نے پھر کہا بیٹھو وہ نہ بیٹھے تو ابو بکر صدیق دو زانو بیٹھ گئے لوگ عمر فاروق کو چھوڑ کر آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا "اما بعد" تم میں سے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت

کرتا تھا تو وہ سن لے کہ آپ دنیا سے چلے گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئیگی۔ اللہ فرماتا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الخ

سورہ ال عمران آیت ۱۴۴

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے بھی کئی رسول گزرے ہیں۔

سیدہ فرماتی ہیں قسم بخدا لوگوں کو ایسے لگا کہ ابو بکر کے پڑھنے سے قبل وہ اس آیہ کو جانتے ہی نہ تھے، اور آپ سے سن کر ہر شخص یہی آیت دھرانے لگا[1]

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] نبی علیہ السلام کا وصال اور ابو بکر صدیق کی دستگیری امت کا تذکرہ تشیعہ کتب میں یوں ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق نے وما محمد الا رسول اور انك میت وانهم میتون ۔ آیات پڑھ کر سنائیں تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا کرتے تھے ۔ از ایں کلمات پائے من بلرزید در از پائے در افتادم و گمان بردم کہ ہرگز ایں آیت را نشنیدہ ام، و مردم ایں آیت را از ابو بکر فرا گرفتند۔

ترجمہ: ابو بکر کے ان کلمات سے میرے پاؤں لرزنے لگے اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں نے پہلے کبھی یہ آیت سنی ہی نہ تھی اور یہ کہ گویا لوگوں نے اس آیت کو ابو بکر صدیق ہی سے حاصل کیا، دیکھیے ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲ ص ۱۶۵

یاد رہے اگر اس نازک موقع پر ابو بکر صدیق امت کو نہ سنبھالتے تو نہ جانے کیا کیا فتنے یکدم اٹھ کھڑے ہوتے، سچ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

ما صَبَّ اللهُ فی صدری شيئًا الا صَبَبْتُهٗ فی صدر ابی بکر۔

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ جس وقت نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے ابوبکر اس وقت مدینہ طیبہ کے بالائی علاقہ سنح میں تھے اس وقت عمر فاروق کہہ رہے تھے اللہ کی قسم نبی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اتنے میں ابوبکر صدیق آگئے انہوں نے آپ کے چہرہ انور سے پردہ ہٹایا بوسہ دیا اور کہا یا رسول اللہ! اللہ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا آپکی زندگی اور وصال دونوں عمدہ ہیں۔ پھر آپ باہر مسجد میں آئے اور فرمایا اے قسم اٹھانے والے (عمر فاروق) ٹھہر جا جب ابوبکر بولے تو عمر بیٹھ گئے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا یاد رکھو جو نبی علیہ السلام کی پرستش کرتا تھا وہ جان جائے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں اور اللہ کی عبادت کرنے والا یقین رکھے کہ وہ زندہ ہے اور کبھی فوت نہیں ہوگا اللہ فرماتا ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ سورہ زمر آیت ۳۰

ترجمہ: اے نبیؐ آپ نے بھی دنیا سے جانا ہے اور لوگوں نے بھی۔ اور اللہ فرماتا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔

سورہ ال عمران آیت ۱۴۴

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو اس طرح پھر جائے وہ اللہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور عنقریب اللہ شکر گزار بندوں کو جزا دیگا۔

یہ سن کر لوگ گلوگیر ہو گئے اور رو پڑے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو ابوبکر منبر پر بیٹھے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے خدا تھے تو تمہارا خدا فوت ہو گیا اور اگر تمہارا خدا اللہ ہے تو وہ زندہ ہے کبھی فوت نہ ہوگا پھر یہ آیہ تلاوت کی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔

زہری کہتے ہیں مجھے سعید بن مسیبؒ نے بتلایا کہ عمر فاروق نے کہا قسم بخدا جب ابوبکر نے یہ آیت پڑھی تو میں کھڑا کھڑا مبہوت ہو گیا اور زمین پر گر پڑا اور یقین ہو گیا کہ نبی علیہ السلام دنیا سے جا چکے ہیں۔

یہ حدیث بخاری نے زہری کے الفاظ سے لی ہے۔ جب کہ پہلی روایت کا معنیٰ بھی روایت کیا ہے۔

حدیث

سالم بن عبدالرحمٰن اشجعی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت پر سب صحابہ سے زیادہ غمزدہ عمر فاروق تھے۔ انہوں نے تلوار ہاتھ میں پکڑ لی اور کہنے لگے میں نے جس شخص کو یہ کہتے سنا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اڑا دونگا۔ لوگ حیران تھے پھر انہوں نے مجھے ابوبکر کو بلانے کے لیے بھیجا میں ان کے پاس پہنچا اور رو پڑا تو وہ بولے کیا نبی علیہ السلام وصال فرما گئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں اور عمر بن خطاب کہہ رہے ہیں کہ جس شخص نے کہا آپ کا وصال ہو گیا ہے میں اسے قتل کر دونگا۔ تو ابوبکر صدیقؓ مسجد میں آئے، لوگوں نے انہیں دیکھ کر راستہ دیدیا وہ سیدھے

نبی علیہ السلام کے پاس گھر میں داخل ہوئے ۔ اس وقت آپ کا جسم انور چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق نے آپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا ۔ اور آپ کے لبوں پر لب رکھ دیئے اور آپ کے چہرہ انور کی خوشبو سونگھنے لگے ۔ پھر چہرہ ڈھانپ دیا اور ہماری طرف (صحابہ کی طرف) متوجہ ہوئے اور فرمایا

انك ميت وانهم ميتون

جناب عمر فاروق کہتے ہیں قسم بخدا مجھے یوں لگا جیسے قبل ازیں یہ آیات مجھے معلوم ہی نہ تھیں ۔ تب لوگوں نے (حیرانگی میں) آپ سے پوچھا کیا واقعی آپ کا وصال ہو گیا ہے ۔ آپ نے فرمایا ہاں! لوگ کہنے لگے آپ کو غسل کون دے گا؟ فرمایا آپ کے قریبی رشتہ دار پھر ان کے بعد والے رشتہ دار ۔ لوگوں نے پوچھا آپ کو دفن کہاں کیا جائے گا؟ فرمایا جہاں آپکا وصال ہوا ہے ۔ کیونکہ اللہ نے پسندیدہ جگہ پر ہی آپ کو وصال دیا ہے[1]

اسے حافظ ابو احمد حمزہ بن محمد بن حارث نے اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے ۔ علاوہ ازیں ترمذی نے کچھ مختلف الفاظ سے یہ حدیث روایت کی ہے ۔

---

[1] بلکہ شیعہ کتب سے تو پتہ چلتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے خود ابو بکر صدیق کو مذکورہ تمام امور کی وصیت فرمائی تھی ۔ چنانچہ کشف الغمہ جلد ۱ صـ ۱۷ اور جلاء العیون جلد ۱ صـ ۹۰ پر لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آخر سے کچھ دیر پہلے لوگ آپ کے پاس موجود تھے ابو بکر صدیق سوال کر رہے تھے یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیگا ۔ جنازہ کیسے پڑھا جائے گا ۔ آپ کو لحد میں کون اتارے گا وغیرہ ذالک ، یہ تمام امور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو بتلائے ۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ کا طریقہ صدیق اکبر رضؓ نے بتلایا

حدیث

ایک روایت میں ہے لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے سوال کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی! کیا آپ پر نماز پڑھی جائے گی؟ فرمایا ہاں! لوگوں نے پوچھا کیسے؟ آپ نے فرمایا (جہاں آپ کا جسم انور پڑا ہوگا ۔ اس) حجرہ میں لوگ جماعت در جماعت داخل ہونگے ۔ اللہ کی بڑائی بیان کریں گے ۔ آپ پر درود شریف پڑھیں گے ۔ اور نکلتے جائیں گے[1] لوگوں نے پوچھا آپ دفن کہاں ہونگے؟ آگے مثل سابق حدیث ہے ۔

---

[1] یہی نبی علیہ السلام کی نماز جنازہ تھی ۔ اور لوگوں کی طرح آپ کی نماز جنازہ نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اس میں میت کے لیے استغفار کیا جاتا ہے جب کہ آپ معصوم تھے ۔ اور زیر نظر حدیث میں مذکورہ طریقہ پر آپ کی نماز جنازہ کا ذکر شیعہ کتب میں بے حد صراحت کے ساتھ ملتا ہے ۔ لہذا شیعوں کا یہ کہنا کہ صحابہ نے آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی بہت بڑی بد دیانتی اور بہتان عظیم ہے ۔ چنانچہ شیعہ کتب میں ہے کہ

ثُمَّ اَدْخَلَ عَلَیْہِ عَشَرَۃً فدار واحوله ثُمَّ وقف امیر المومنین وسطهم فقال ان الله وملائكته يصلون الخ فيقول القوم كما يقول حتى صلى عليه اهل المدينة واهل العوالى ۔

ترجمہ: پھر حضرت علی رضؓ اس حجرے میں جہاں نبی علیہ السلام کی چارپائی پڑی تھی دس دس افراد کو داخل کرتے پھر ان کے درمیان میں کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھتے ان اللہ وملائکتہ، لوگ بھی آپ کے ساتھ ساتھ پڑھتے ۔ تا آنکہ تمام اہل مدینہ اور آس پاس کے لوگوں نے

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث:۔

امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے اور وہ اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا ابو بکر صدیق غائب تھے اس وقت عمر اپنی تلوار لے کر آ گئے اور آپ کے وصال کا نام لینے والے کو دھمکانے لگے اور کہنے لگے کہ آپ بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح رسول ہیں وہ بھی چالیس دن غائب رہے تھے۔ اتنے میں ابو بکر علاقہ سنخ سے واپس پلٹ آئے اور سیدھے ام المومنین سیدہ عائشہ کے گھر داخل ہوئے اور نبی علیہ السلام کے چہرہ انور سے چادر ہٹایا اور بوسے لیتے ہوئے رونے لگے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں جان ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ آپ کا دنیا میں رہنا اور جانا دونوں ہی مبارک ہیں۔ اس کے فوراً بعد آپ مسجد میں آئے اور منبر پر چڑھ کر آواز دی لوگو! بیٹھ جاؤ سب لوگ خاموش بیٹھ گئے۔ آپ نے شہادتین کے ورد کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبیؐ کو اپنے پاس بلا لیا جب کہ وہ خود زندہ ہے اور تم سب کو بھی بلائے گا۔

آپ پر درود شریف پڑھا۔

(۱) اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۴۵۰ کتاب الحجتہ (۲) امالی شیخ طوسی جلد ۱ صفحہ ۳۹۱ (۳) احتجاج طبرسی جلد ۱ صفحہ ۹۴ (۴) اخبار ماتم صفحہ ۶۵ (۵) اعلام الوریٰ صفحہ ۱۴۵ (مذکورہ الفاظ اصول کافی کے ہیں) بلکہ کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کے سوال پر کہ آپ کا جنازہ کیسے ہو گا ارشاد فرمایا پہلے میرا جنازہ میرا اللہ پڑھے گا پھر تمام فرشتے پڑھیں گے۔

ثُمَّ ادْخُلُوْا عَلَيَّ زُمْرَةً زُمْرَةً فَصَلُّوْا عَلَيَّ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

پھر تم لوگ میرے پاس جماعت در جماعت آنا اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے جانا (یہی درود و سلام میری نماز جنازہ ہو گی)

کیونکہ موت اللہ کے سوا ہر ایک کو آئے گی، اللہ فرماتا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ سورہ آل عمران آیت ۱۴۴

(ترجمہ گزر چکا)

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ سورہ زمر آیت ۳۰

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۔ سورہ قصص آیت ۸۸

ترجمہ: اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

سورہ الرحمان آیت ۲۷

ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے رب کی ذات جلال اور بزرگی والی)

اس کے بعد ابو بکر صدیق نے فرمایا اللہ نے نبی علیہ السلام کو ہمارے درمیان اب تک موجود رکھا۔ آپ نے اللہ کا دین قائم کیا اس کی حکومت غالب کی اس کی رسالت پہنچائی اور اس کے دشمنوں سے جہاد کیا تب اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا، اور تمہیں سیدھے راہ چلا دیا، تو کوئی شخص اس وقت ہی عذاب میں گرفتار ہو گا جب اسے ہدایت مل جائے گی نور آجائے گا، اور اس کے باوجود وہ صراط مستقیم پر نہیں چلے گا۔ لہذا جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے اور کبھی فوت نہ ہو گا۔ اور جس کا رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے وہ تو جان لے کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ اے لوگو! حق قبول کرو۔ اپنے دین پر مضبوط ہو جاؤ اور رب تعالیٰ پر توکل رکھو! کیونکہ اس کا دین قائم اور اس کا کلمہ باقی ہے اللہ اپنے دین کا مددگار اور مسلمانوں کا نگہدار ہے۔ اللہ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے جو نور اور شفاء ہے۔ اسی کتاب سے نبی علیہ السلام کو علوم ملے اس میں حلال و حرام کا بیان ہے اور سن لو! ہمیں حملہ آوروں کی پرواہ نہیں۔ ہماری تلواریں نیام سے

باہر ہیں۔ لہرا رہی ہیں۔ جس نے ہماری مخالفت کی ہم اس سے آج بھی ویسے ہی جہاد کریں گے جیسے نبی علیہ السلام کے ساتھ مل کر کیا کرتے تھے۔ تو کوئی شخص اپنی جان کو ہلاکت کی دعوت نہ دے، یہ کہہ کر آپ لوٹ گئے۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۴

نبی علیہ السلام کے وصال کے وقت آپکی غیر موجودگی نبی علیہ السلام کے حکم سے تھی

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی علیہ السلام کو بیمار دیکھا تو میری طبیعت خراب ہو گئی اور میں نے اپنا سر باندھ لیا۔ نبی علیہ السلام تشریف لائے تو میں نے کہا ہائے سر آپنے فرمایا مجھے کہنا چاہیے ہائے سر، اس کے بعد آپ نے تمام ازواج مطہرات کو پیغام بھیج کر اجازت لی۔ کہ میں دوران مرض (ام المومنین سیدہ) عائشہ کے گھر رہنا چاہتا ہوں [1] تو سب نے اجازت دے دی۔ سیدہ فرماتی ہیں۔ تو میں نے چند روز آپ

[1] معلوم ہوا نبی علیہ السلام تمام ازواج مطہرات میں سے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت تھی اس لیے آپ چاہتے تھے کہ میرے آخری ایام انہی کے پاس گزریں اور ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲ ص ۱۷ پر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ میمونہ رض کے گھر بیمار ہوئے اور بار بار فرماتے

کی تیمارداری کی۔ ایک دن ابوبکر صدیق آئے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ کی صحت اچھی لگتی ہے۔ کیا مجھے گھر جانے کی اجازت ہے؟ نبی علیہ السلام نے اجازت دے دی۔

سیدہ فرماتی ہیں میں نے آپ کو اپنے سینے کے سہارے بٹھا رکھا تھا۔ آپ نے یوں دیکھا جیسے کوئی شخص آپ کے گھر والوں سے کچھ مانگ رہا ہے۔ پھر میری طرف دیکھا اور میرے سینے سے نیچے ڈھلک گئے میں نے آپ کو لٹا کر اوپر چادر ڈال دی اور سمجھی کہ آپ کو غشی آئی ہے۔ اتنے میں ابو بکر صدیق گھوڑے پر سوار سیدھے مکان میں آپہنچے اور فرمایا بیٹی آپ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں، بس میں نے آپ کو سینے کے سہارے بٹھا رکھا تھا اور آپ نیچے ڈھلک گئے یہ نہیں جانتی کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے یا غشی آئی ہے۔

اسے حافظ حمزہ بن حارث نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کی رحلت کے بعد آئے اور آپ کی کنپٹیوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا۔ اوہ ...... میرے نبی، اوہ .... میرے خلیل، اوہ ..... پاکباز نبی۔

اسے ابن عرفہ عبدی نے روایت کیا ہے۔

این انا غدًا میں کل کہاں ہونگا۔ تمام ازواج سمجھ گئیں کہ آپ ان ایام میں سیدہ عائشہ رض کے گھر رہنا چاہتے ہیں تو سب نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی، اس بے پناہ باہمی محبت کے باوجود آج کوئی شخص سیدہ عائشہ رض کے متعلق نازیبا الفاظ کہے تو مقام افسوس ہے۔

تشریح:

پیچھے گزرنے والی احادیث بتلاتی ہیں کہ آپ نے خاموشی سے آکر نبی علیہ السلام کی پیشانی چومی تھی اور منہ سے کچھ نہ کہا تھا اور زیر بحث حدیث میں اس کا برعکس ہے۔ مگر دونوں میں کوئی تعارض نہیں (اس لیے کہ یہ واقعہ گھر میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ جہاں دیگر صحابہ نہ تھے اور زیر بحث حدیث ام المومنین سیدہ عائشہ سے مروی ہے جو گھر میں تھیں اس لیے انکا بیان زیادہ معتبر ہے اور سابق الذکر احادیث کے راوی صحابہ کو شاید صحیح صورتحال کی اطلاع نہیں ہو سکی۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۵

وصال نبی کریم کے بعد قبائل عرب کے مرتد ہونے پر آپکی ثابت قدمی اور مستقل مزاجی

میں زکوٰۃ کی ایک رسی کے لیے بھی جہاد کروں گا صدیق اکبر رض

حدیث:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو ابو بکر خلیفہ بنے اور بعض عرب لوگ مرتد ہو گئے۔ ایسے میں عمر فاروق رض نے ابو بکر رض سے کہا تم ان لوگوں سے جہاد کیسے کرو گے (جو کلمہ پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے) کیونکہ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔ "مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ یہ کہہ دیں جس نے یہ کہہ لیا۔ اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا سوائے حق اور حساب کے۔ ابو بکر نے فرمایا۔ قسم بخدا میں زکوٰۃ اور نماز کے درمیان فرق کرنیوالوں سے ضرور جہاد کرونگا۔ کیونکہ زکوٰۃ اللہ کا حق ہے۔

واللہ لو منعونی عقالاً کانوا یؤدونہا الی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعھا۔

(قسم بخدا اگر وہ ایک رسی بھی روک لیں گے جو وہ نبی علیہ السلام کو ادا کرتے تھے تو میں اس پر ان سے جہاد کرونگا۔)

عمر فاروق کہتے ہیں مجھے یوں لگا جیسے اللہ نے ابو بکر کا سینہ جہاد کے لیے کھول دیا ہے اور وہ سچ کہتے ہیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث...

آپ ہی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو کچھ عرب مرتد ہو گئے اور کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے ابو بکر صدیق نے فرمایا اگر ایک رسی بھی روک لیں گے تو میں لڑائی کرونگا۔ میں نے کہا اے خلیفہ رسول لوگوں سے نرم برتاؤ کریں، فرمایا تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں ہمت کھو گئے ہو؟ وحی ختم اور دین مکمل ہے، تو کیا میرے ہوتے ہوئے دین کم ہو جائیگا۔

اسے نسائی نے ان الفاظ میں اور صحیحین نے اس کا معنیٰ روایت کیا ہے اور واقعہ ہجرت میں یہ حدیث بالتفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث...

حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ کچھ لوگ زکوٰۃ دینے سے رک گئے۔ ابو بکر صدیق نے صحابہ کرام کو مشورہ کے لیے جمع کیا۔ تو ان میں اختلاف بپا ہوا۔ آپ نے حضرت علی مرتضیٰ سے رائے لی اور کہا ابو الحسن! آپ کی رائے کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ اگر تم ایک ادنیٰ چیز بھی چھوڑ دیں گے جو نبی علیہ السلام وصول کرتے تھے تو سنت نبی علیہ السلام کی مخالفت ہو گی۔ ابو بکر رض نے کہا اگر آپکی یہ ہے تو میں ہر قیمت پر ان سے جہاد کروں گا۔ اگرچہ ایک رسی کا انکار کریں۔

اسے ابنِ سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو رجاء عطاردی کہتے ہیں میں مدینہ منورہ آیا تو دیکھا کہ ایک جگہ لوگ اکٹھے تھے اور ایک شخص دوسرے کا سر چوم رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا میں تم پر فدا ہوں۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم تباہ ہو جاتے۔ میں نے پوچھا یہ کون بوسے رہا ہے اور کس کا لے رہا ہے؟ مجھے بتلایا گیا یہ عمرؓ ہیں جو ابوبکرؓ کا بوسہ لے رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا ہے اور اب وہ ذلیل ہو کر خود زکوٰۃ لائے ہیں۔

اسے صاحب "صفوہ" نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اولاً ہم نے ابوبکر صدیق کے مذکورہ اعلان کو ناپسند کیا مگر بعد میں ہم آپ کی اصابت رائے پر آفرین کہہ اٹھے۔ اور حقیقت ہے کہ اگر ابوبکر یہ کام نہ کرتے تو تا قیامت لوگ زکوٰۃ کے بارہ میں منکر ہو جاتے۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب لوگ مرتد ہو گئے۔ تو ابوبکر صدیق خود گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار لہراتے ہوئے نکل آئے (کہ میں خود جہاد پر جاؤں گا)۔ اعلی مرتضی اٹھے اور آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا کہ اے خلیفہ رسول! میں تمہیں آج وہی بات کہوں گا جو میدان احد میں آپ کو نبی علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ تلوار نیام میں لاؤ ہمیں اپنی جان کے خطرے سے نہ ڈراؤ اور مدینہ کو واپس لوٹ جاؤ۔ اگر آپ شہید ہو گئے تو ہمارا سارا نظام بگڑ کے رہ جائے گا، تو ابوبکر لوٹ آئے۔

اسے قلعی ابن سمان فضائلی اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

لشکر اسامہ ضرور روانہ ہو گا، خواہ اس کے بعد مجھے درندے ہی اٹھا لے جائیں

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر ابوبکر صدیق خلیفہ رسول نہ بنتے تو اللہ کی پرستش نہ ہوتی۔ آپ نے بار بار یہی لفظ دہرایا کسی نے کہا ابو ہریرہ! بس کرو! آپ نے فرمایا نبی علیہ السلام نے اسامہ بن زید کا لشکر سات سو مجاہدین کی تعداد میں شام کو روانہ فرمایا۔ ابھی وہ ذی خشب میں تھے کہ نبی علیہ السلام کا وصال ہو گیا اور مدینے کے آس پاس قبائل مرتد ہونے لگے۔ اس وقت صحابہ کرام ابوبکر کے گرد اکٹھے ہو گئے اور کہا ابوبکر! یہ لشکر اسامہ واپس بلا لیں کیونکہ عرب قبائل مرتد ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا جو وحدہ لاشریک ہے۔ اگر کتے نبی علیہ السلام کی ازواج کو (معاذ اللہ) اٹھا لے جائیں تو بھی میں نبی علیہ السلام کا بھیجا ہوا لشکر واپس نہ لٹاؤں گا۔ اور نہ وہ جھنڈا اتاروں گا جو آپ کھڑا کر گئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا اگر مجھے علم ہو کہ درندے مجھے پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ لے جائیں تو بھی نبی علیہ السلام کا فرستادہ لشکر واپس نہ کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت اسامہ سے فرمایا۔ ادھر کو چل پڑو جدھر نبی علیہ السلام نے آپ کو بھیجا ہے۔ [۱۵]

---

۱۵ کچھ شیعہ کہتے ہیں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق نے لشکر اسامہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ اور عمداً پیچھے رہ گئے تھے تاکہ خلافت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں حالانکہ یہ الزام سراسر حماقت اور جہالت

حدیث

عمر فاروق نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول! بعض عرب لوگ دوبارہ اپنے دین پر

ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ۸ھ میں ملک شام کے قریب ہونے والی جنگ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ رضؓ کو شہید کر دیا گیا۔ ۱۱ھ ماہ صفر کے آخر میں یعنی اپنے وصال سے چند ایام پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے روم کی طرف حضرت زید کے بیٹے اسامہ کی سرپرستی میں لشکر روانہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق و دیگر جلیل صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے لشکر میں شرکت کی تیاری کر لی۔ بلکہ شیعوں کا شیخ الکل علامہ طبرسی اپنی کتاب الاحتجاج میں لکھتا ہے۔

وکان اول من سارع الیہ ابو بکر وعمر وابوعبیدۃ بن الجراح،

یعنی لشکر اسامہ میں شرکت کے لیے سب سے زیادہ تیزی ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم نے دکھلائی۔ دیکھیے احتجاج جلد ۱ ص ۴۲،

ابھی یہ لشکر روانہ نہ ہوا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم فرمایا جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ میں ہے کہ:

فلما اشتد بہ المرض امر ابابکر ان یصلی بالناس

یعنی جب آپ کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے ابوبکر صدیق کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔

بہر حال آپ کی علالت کے پیش نظر یہ لشکر مدینہ طیبہ سے باہر ٹھہرا رہا۔ جونہی آپ کا وصال ہوا لشکر مدینہ طیبہ میں واپس داخل ہوا، اور آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ پھر جب ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے فوری طور پر سب سے پہلا حکم یہ صادر کیا کہ لشکر اسامہ روانہ کر دیا جائے حضرت اسامہ مدینہ طیبہ سے باہر لشکر کو اکٹھا کرنے لگے۔ ایسے میں بعض خبریں موصول ہونا شروع ہوئیں کہ حوالی مدینہ

چلے گئے ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ ادھر آپ لشکر اسامہ کو بھیجنا چاہتے ہیں۔ جس میں عرب کی جماعت اور بڑے بڑے شاہ سوار ہیں اگر یہ آپ کے پاس مدینہ منورہ میں رہیں تو عرب مرتدین پر آپ کو غلبہ رہے گا۔ ابوبکر صدیق نے جواب دیا۔ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ درندے مجھے مدینہ میں آ کر کھا جائیں گے تو بھی میں نبی علیہ السلام کے فرستادہ لشکر کو کبھی روک نہیں سکتا خود نبی علیہ السلام فرما گئے ہیں کہ "لشکر اسامہ کو جانے دو۔ ہمیں وہی کچھ حاصل ہو گا جو اللہ نے ہمارے لیے رکھا ہے"۔

آپ نے اسامہ رضؓ کو روانہ کر دیا تو وہ جدھر بھی اتہیں دیکھ کر مرتد ہونے والے یا ارادہ رکھنے والے قبائل یہ کہتے، اگر ان کے پاس قوت نہ ہوتی تو یہ کبھی اپنا مرکز (مدینہ) چھوڑ کر باہر نہ نکلتے ضرور اتنا مزید لشکر مرکز میں ہو گا۔ لہذا اس لشکر کو رومیوں کے پاس جانے دیا جاتے اگر یہ ان پر غالب ہو گئے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہو جائیں گے تو اللہ کی مدد سے لشکر اسامہ روم پر غالب رہا اور سالم و غانم لوٹا۔ جسے دیکھ کر کئی قبائل راہ راست پر آ گئے۔

میں بعض عرب قبائل مرتد ہو گئے ہیں اور مدینہ طیبہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں صحابہ نے ان حالات میں حضرت ابوبکر صدیق کو بڑا زور دے کر کہا کہ لشکر کو روک لیں، تاکہ مرکز اسلام جہاں خلیفۂ وقت موجود ہے۔ محفوظ رہ سکے۔ آپ نے جو جواب دیا۔ مرزا تقی کی زبانی سنیئے کہ ابوبکر گفت من فرمان پیغمبر دیگر گون نکنم و خداوند خود را حافظ خویش دانم۔

یعنی آپ نے فرمایا میں حکم نبیؐ کو بدل نہیں سکتا۔ اور خدائے رحمان و رحیم کو اپنا محافظ سمجھتا ہوں۔

ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد ۱ ص ۱۸۷، آخر کار یہ لشکر روانہ ہو گیا۔ اور سالم و غانم واپس لوٹا۔

اسے ابن عبیدہ نے کتاب الحداث میں ابوالحسن علی بن قریشی نے کتاب الردۃ و الفتوح میں فضائلی اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابوالحسن علی بن محمد قریشی کہتے ہیں ابوبکرؓ اسامہ بن زید کو مدینہ منورہ سے باہر رخصت کرنے آئے اور کہا اللہ کا نام لے کر ادھر چل پڑھو جدھر نبی علیہ السلام نے آپ کو روانہ کیا ہے اور مت کہیں سستی کرو۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو عمر فاروق کو میں مدینہ میں ساتھ رکھ لوں کیونکہ میں ان کی رائے سے مدد لینا چاہتا ہوں اسامہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے، اس کے بعد اسامہ نبی علیہ السلام کے حکم کے مطابق روانہ ہو گئے۔

حدیث:

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسلم میں کچھ لوگ مرتد ہوئے تھے۔ ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو وہاں بھیجا۔ انہوں نے وہاں کے مرتدین کو ایک باڑہ میں اکٹھا کیا اور انہیں باڑہ سمیت آگ سے جلوا دیا۔ یہ بات عمر فاروق کو پہنچی انہوں نے ابوبکر صدیق تک پہنچائی اور کہا ایسے شخص کو ہٹا دو جو اللہ تعالیٰ جیسا (آگ سے) عذاب دیتا ہے۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا، میں اس تلوار کو خالد بن ولید کو) نیام میں نہیں لا سکتا جسے اللہ نے ظاہر کیا ہے۔ جب تک اللہ اسے واپس نہ کرے اس کے بعد خالد بن ولیدؓ کو آپ نے مسلیمہ کذاب کی طرف روانہ فرما دیا۔

اسے ابومعاویہ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۶

بوقتِ وفات آپ کی دل جمعی اور مستقل مزاجی

حدیث۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو میں نے چاہا ان سے حضرت طلحہ بن عبیدہ (کی خلافت) کے متعلق کچھ بات کروں۔ میں ان کے پاس آئی۔ میں نے دیکھا کہ ان پر نزع کا عالم طاری ہے۔ میں نے (اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے) کہا جب ایک روز مجھ پر بھی نزع کا عالم طاری ہوگا الخ یہ کہتے ہوئے سیدہؓ گلوگیر ہو گئیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد۔ سورہ قٓ آیت ۱۹

ترجمہ: موت کی سختی بیشک ثابت ہوئی اسی سے تم بھاگتے ہو۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۷

آپ کی حدیث فہمی اور سب سے بڑھ کر علوم دینیہ سے واقفیت

حضور کی بات صرف صدیق نے سمجھی اور وہ رونے لگے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (اپنے وصال کے قریب)

نبی علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا اللہ کا ایک بندہ ہے جسے اللہ نے دنیا میں
رہنے یا جنت و نعمت میں چلے آنے کا اختیار دیا ہے، مگر بندے نے اللہ کے ہاں
موجود نعمتیں پسند کی ہیں۔ ابوبکر رو پڑے اور عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ
آپ پر قربان کیونکہ جس بندے کو اختیار دیا گیا خود نبی علیہ السلام تھے جسے ابوبکر کے سوا
کوئی اور شخص نہ جان سکا[1]

اسے بخاری، مسلم، احمد بن حنبل اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ اور بخاری میں یہ
بھی ہے کہ جب ابوبکر رو پڑے تو ہم نے (صحابہ نے) تعجب کیا کہ نبی علیہ السلام تو نہ جانے
کس بندے کی بات فرما رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے مراد خود آپ تھے۔ جسے
ابوبکر ہی نے سمجھا۔

حدیث:

ابومعلی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے دوران خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایک
شخص کو اللہ نے اختیار دیا کہ چاہے تو دنیا میں ہمیشہ رہے، کھائے، پیے اور چاہے
تو اپنے رب سے آملے، تو اس شخص نے اللہ سے ملنا پسند کیا۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ رو
پڑے صحابہ (تعجب سے) بولے یہ بوڑھا عجیب ہے، نبی علیہ السلام کسی شخص کے بارہ
میں فرما رہے ہیں اور یہ رو رہا ہے۔ مگر حقیقت ہے کہ ابوبکر کے سوا کوئی شخص آپ

[1] یہ حدیث اپنے تمام الفاظ کے ساتھ فارسی عبارت میں ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲
ص۲۱۱ پر موجود ہے بلکہ ساتھ یہ بھی ہے کہ ابوبکر صدیق کی اس سخن فہمی اور گریہ زاری کو دیکھ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان من امن الناس علیّ فی صحبتہ و
المالہ "کہ جس آدمی کے مال اور صحبت نے مجھ سے زیادہ فائدہ پہنچایا ابوبکر ہیں"، جیسا کہ یہ الفاظ ہم
پیچھے حدیث نمبر ۱۷۱ کے تحت نقل کر آئے ہیں۔

کا مقصد نہ سمجھ سکا اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم آپ پر اپنے ماں باپ
قربان کرتے ہیں۔

اسے ترمذی اور حافظ دمشقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایام مرض وصال
میں درد کی وجہ سے سر باندھے مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور
ارشاد فرمایا۔ اس وقت میں اپنے حوض (کوثر) پر کھڑا ہوں۔ (کیونکہ آپ کا ارشاد
ہے جہاں میرا منبر ہے یہی روز قیامت حوض کوثر ہوگا) پھر فرمایا ایک بندے پر
دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی مگر اس نے آخرت پسند کی۔ یہ بات ابوبکر کے
سوا کوئی نہ سمجھ پایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ آپ پر میرے والدین قربان! ہم آپ پر اپنے
مال، جانیں اور اولاد قربان کرتے ہیں۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام منبر سے نیچے اتر آئے
پھر کسی نے آپ کو منبر پر نہ دیکھا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کئی بار حاضر ہوا اور نبی علیہ السلام
اور ابوبکر کو علم توحید میں محو گفتگو پایا۔ میں بڑی دیر دونوں کے درمیان عجمی شخص کی مانند بیٹھا رہا
اور نہ جان سکا کہ دونوں کیا کہہ رہے ہیں۔

اسے ملا نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا پس خوردہ دودھ صدیق اکبر کو دیا

حدیث:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا۔ مجھے دودھ سے بھرا کٹورا پیش کیا گیا۔ میں نے اس سے اتنا پیا کہ پیٹ بھر گیا اور تمام رگوں میں دودھ دوڑنے لگا، جو بچ رہا میں نے ابوبکر کو دے دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے مراد علم ہوگا جو اللہ نے آپ کو دیا۔ اور آپ نے اپنا بچا ہوا ابوبکر کو دیدیا۔ آپ نے فرمایا تم درست سمجھے ہو۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۹

آپ کے علم انساب عرب پر نبی علیہ السلام کی شہادت قبائل و انساب عرب کے متعلق ایک عرب نوجوان کا صدیق اکبر سے پر لطف مکالمہ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا جلدی نہ کرو، ابوبکر کے پاس جاؤ وہ قریش کے تمام انساب کو خوب جانتا ہے (کہ کون سا قبیلہ کس قبیلہ سے نکلا ہے اور کس کا نسب کس سے ملتا ہے) وہ تمہیں میرے نسب پر کیے گئے جملہ اعتراضات کا حل بتلائے گا۔ اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا جب اللہ نے نبی علیہ السلام کو قبائل عرب کے پاس پہنچ کر انہیں اپنی رسالت کے پیش کرنے کا حکم دیا تو آپ مجھے اور ابوبکر صدیق کو ساتھ لے کر نکلے اور مختلف مجالس عرب کا دورہ کیا جہاں عربی لوگ ایام حج میں اپنے اپنے خیموں کے اندر بیٹھ کر سیاسی امور پر اظہار خیالات

کیا کرتے تھے) ایک جگہ ہم پہنچے۔ ابوبکر صدیق آگے بڑھے اور وہ ہمیشہ نیکی میں آگے ہی رہنے والے تھے اور وہ علم انساب میں ماہر بھی تھے۔ آپ نے اہل مجلس کو سلام کہا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ کونسی قوم ہو؟ وہ بولے بنی ربیعہ سے۔ آپ نے فرمایا بنی ربیعہ کے کس قبیلہ سے۔ بنی ربیعہ میں کہیں نزدیک سے جا ملتے ہو یا دور سے؟ وہ کہنے لگے ہم ذہل اکبر کی اولاد ہیں[1] ابوبکر صدیق نے پوچھا (اگر تم واقعی ذھل اکبر سے ہو تو) عوف تمہی میں سے ہے جس کے بارہ میں مثل مشہور ہے کہ عوف کے صحراؤں میں گرمی نہیں۔ قوم نے کہا ایسا عوف ہم میں سے نہیں۔ آپ نے پوچھا حساس بن مرہ لڑائی کا دلدادہ اور پڑوسی کا دشمن تمہی میں سے ہے؟ وہ بولے نہیں۔ آپ نے پوچھا بادشاہوں کی جانیں لینے اور انہیں قتل کرنیوالا حوفزان تم میں سے ہے؟ وہ بولے نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دستار باندھنے والا مزدلف تمہارا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا بنی کندہ کے بادشاہوں کے ننہیال تمہی میں سے ہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ آپ نے پوچھا تم شاہان بنی لخم کے سسرال ہو؟ بولے نہیں۔ تو ابوبکر صدیق نے (فیصلہ کن لہجے میں) کہا پھر تم ذھل اکبر کی اولاد ہرگز نہیں ہو سکتے۔ تو یہ سن کر بنی شیبان میں سے دغفل نامی ایک نوخیز جوان جس کی داڑھی ابھی پھوٹ رہی تھی۔ بولا اور اس نے ابوبکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

اِنَّ عَلٰی سَآئِلِنَا اَنْ نَسْئَلَہٗ   وَالعِبَآءُ لَا تَعْرِفُہٗ اَوْ تَحْمِلَہٗ

ترجمہ: ہمیں اپنے سائل سے پوچھنے کا حق ہے، گٹھڑی کو یا تو پہچانو ہی نہیں یا اسے اٹھالو۔

---

[1] ذھل اکبر اور اصغر کو نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں۔
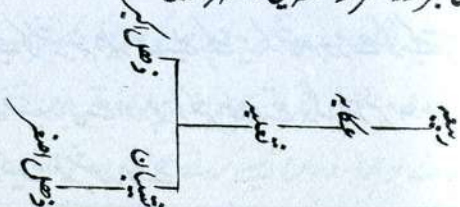
اے شخص! (یعنی اے ابوبکر!) تم نے سوال کیا تو ہم نے کچھ چھپائے بغیر سب کچھ بیان کر دیا۔ اب بتاؤ تم کون ہو!۔

ابوبکر! میں قریش سے ہوں اور مجھے ابوبکر کہتے ہیں۔

نوجوان! بہت خوب۔ بہت خوب: تم تو شرافت وامارت والے ٹھہرے مگر قریش کے کس قبیلہ سے ہو!

ابوبکر! تیم بن مرۃ کی اولاد سے۔

نوجوان! قسم بخدا تمہاری نسب بہت اچھی ہے مگر کیا قصی تمہی میں سے ہے! جس نے فہری قبائل اکھٹے کیے اور وہ قریش کی ایک بڑی جماعت کا سردار تھا۔

ابوبکر! نہیں۔

نوجوان! ہاشم تم سے تھا۔ جس کے بارہ میں شاعر کہتا ہے۔

عَمْرُو الْعُلَا هَشَمَ الثَّرِيْدَ لِقَوْمِهٖ - وَرِجَالُ مَكَّةَ مُسْنِتُوْنَ عِجَافُ

ترجمہ: بلند بخت عمرو، جس نے اپنی قوم کے لیے ثرید (کھانا) مہیا کیا جبکہ مکہ والے قحط سے دبلے ہو گئے تھے۔

ابوبکر! نہیں۔ ہاشم ہم میں سے نہیں،

نوجوان! شیبۃ الحمد[1] عبدالمطلب آسمان کے پرندوں کو دانہ ڈالنے والا اندھیری راتوں میں چمکتے چہرے والا تم ہی میں سے ہو گا۔

ابوبکر! نہیں۔

---

[1] حضرت عبدالمطلب کو شیبۃ الحمد اس لیے کہتے ہیں کہ شیبہ بوڑھے کو کہتے ہیں اور آپ کے سر میں ولادت کے وقت سفید بال تھے اور چونکہ کثیر المحامد تھے لوگ اکثر ہر معاملہ میں آپکی تعریف کرتے تھے اس لیے آپ شیبۃ الحمد مشہور ہو گئے

نوجوان! تم حاجبینِ کعبہ سے ہو؟

ابوبکر! نہیں۔

نوجوان! حاجیوں کو (دودھ اور ستو) پلانے والے قبیلہ سے ہو!

ابوبکر! نہیں۔

نوجوان! اہل ندوہ سے ہو؟

ابوبکر! نہیں۔

نوجوان! اہل وفادہ سے ہو؟

ابوبکر! نہیں۔

یہ کہہ کر ابوبکر صدیق نے اونٹنی کی لگام کھینچ لی (اور چلنے لگے) غلام کہنے لگا اگر تم کچھ دیر ٹھہرتے تو میں بتلا دیتا تم کس قریش قبیلہ سے ہو۔ نبی علیہ السلام یہ سن کر مسکرا دیئے۔ حضرت علی کہتے ہیں۔ میں نے ابوبکر صدیق سے کہا۔ اس بدو نوجوان سے بڑی تیز گفتگو کرنا پڑی ہے آپکو۔ ابوبکر نے جواب دیا۔ ابوالحسن بیٹھو۔ ہر غالب آنے والے پر دوسرا غالب آنے والا موجود ہے اور گفتگو ہی سے مصائب ٹوٹا کرتے اور بنا کرتے ہیں۔

حضرت علی کہتے ہیں پھر ہم ایک اور مجلس میں گئے وہ باوقار لوگ تھے۔ تو ابوبکر آگے بڑھے اور انہیں سلام کہا اور پوچھا کہ کونسی قوم ہیں آپ لوگ؟ وہ بولے شیبان بن ثعلبہ کی اولاد سے۔ ابوبکر صدیق نے نبی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا آپ پر میرے والدین قربان! یہ لوگوں کے سردار ہیں۔ وہاں مجلس میں مفروق بن عمرو، معانی بن قبیصہ، مثنی بن حارثہ اور نعمان بن شریک بھی تھے۔ اور مفروق حسن و جمال اور گفتگو میں ان پر غالب تھا سر کے لمبے بال پشت پر لٹک رہے تھے۔ وہ ابوبکر صدیق کے قریب بیٹھا تھا تو ابوبکر رض نے پوچھا تمہاری تعداد؟ مفروق بولا۔ ہم ہزار سے زائد ہیں اور اتنی تعداد کبھی مغلوب نہیں ہوتی۔ آپ نے پوچھا۔ دفاع کیسے کرتے ہو؟ تو وہ بولا۔ ہماری کوشش ہی ہوتی

ہے اور ہر قوم کی ایک حد ہوتی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ دشمنوں سے تمہاری لڑائی بھی ہوتی ہے؟ کہنے لگا جب ہمارا مقابلہ ہوتا ہے تو ہم سے بڑھ کر کوئی غضب آلود شخص دیکھا نہیں جا سکتا۔ ہم گھوڑوں کو اولاد پر اور اسلحہ اندوزی کو عیش و عشرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جو کبھی ہمیں فتح دلاتی ہے اور کبھی ہمارے دشمنوں کو۔ (پھر وہ ابوبکر کو مخاطب کر کے خود ہی بولا) شاید آپ قریش سے ہیں۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا یہ اللہ کے رسول ہیں۔ جن کے بارہ میں آپ لوگ جان چکے ہونگے۔ وہ کہنے لگا ہاں ہمیں اطلاعات کو مل رہی ہیں۔ تو اے قریش کے بھائی آپ لوگوں کو کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ نبی علیہ السلام آگے بڑھے اور فرمایا میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اس امر کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور یہ کہ میری مدد کرو۔ کیونکہ قریش نے اللہ کی مرضی کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے رسول کو جھٹلایا اور حق کی بجائے باطل اختیار کیا ہے اور اللہ بے نیاز و صاحب ستائش ہے

مفروق بن عمرو بولا۔ اس کے علاوہ آپ کی دعوت کس بات کے لیے ہے؟ ویسے آپ کی کلام کتنی عمدہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

سورہ انعام آیت ۱۵۳

ترجمہ: "اے نبی علیہ السلام آپ فرمادیں کہ آؤ میں تمہیں رب کی طرف سے حرام کردہ باتیں بتلادوں یہ کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ اور والدین کے ساتھ نیکی کیا کرو"

مفروق بولا اس کے علاوہ آپ کی دعوت کیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

سورہ نحل آیت ۹۰

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں انصاف، نیکی اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی گناہ اور سرکشی سے روکتا ہے۔ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ یاد کرو۔

مفروق کہنے لگا قسم بخدا آپ نے بہترین اخلاق اور از حد عمدہ اعمال کی دعوت دی ہے بلکہ آپ کو جھٹلانے اور مخالفت کرنے والی قوم نے صریح بہتان باندھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مفروق نے چاہا کہ ہانی بن قبیصہ بھی کچھ کہے۔ تو وہ کہنے لگا یہ ہانی بن قبیصہ ہمارے بزرگ اور صاحب دین ہیں۔ ہانی کہنے لگا۔ اے قریش کے بھائی! ہم نے آپ کی گفتگو سن لی ہے ہمیں تو یہی کرنا چاہیے کہ سابقہ دین کو چھوڑ کر آپ کی اتباع کریں اور ایسی مجلس آپ کو دیں جس کے کنارے نہیں ہیں۔ تاہم ایسا کرنے میں سوئے رائے اور نا عاقبت اندیشی کا احتمال بھی ہے۔ کیونکہ جلدی میں کیے جانے والے فیصلے غلط روی کا سبب بن جاتے ہیں۔ جب کہ ہمارے پیچھے ایک قوم ہے۔ جس کی مرضی کے خلاف ہم کوئی عہد نہیں کر سکتے، لہٰذا آپ بھی تشریف لے جائیں، آپ بھی سوچیں اور ہم بھی فکر کرتے ہیں، اور ساتھ ہی اس نے مثنیٰ بن حارثہ کو بولنے کا موقعہ دیا اور کہا یہ مثنیٰ ہمارے بزرگ اور سالار جنگ ہیں۔ تو مثنیٰ کہنے لگا۔ اے قریشی صاحب! ہم نے آپ کی بات سن لی اور جواب وہی ہانی والا ہے۔ کیونکہ ہم دو نہروں کے درمیان پھنسے ہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس کا کیا مطلب؟ کہنے لگا ایک طرف کسریٰ کی نہریں ہیں۔ اور دوسری طرف عرب کے پانی۔ اگر ہم کسریٰ کی نہریں (دجلہ و فرات) عبور کریں (یعنی آپ کی اتباع کر کے کسریٰ کے خلاف اعلان جنگ کریں) تو وہ ہمارا یہ گناہ کبھی معاف نہیں کرے گا اور ہمارا اس سے معاہدہ امن ہے۔ جسے ہم توڑ نہیں سکتے اور اگر آپ عرب کے پانیوں (بحر قلزم بحر ابیض وغیرہ) کی بات کرتے ہیں تو ہمیں منظور ہے۔ (یعنی ہم رومی سلطنتوں سے ٹکرا سکتے ہیں، عجمی طاقتوں سے نہیں) نبی علیہ السلام نے فرمایا تم نے بڑا اچھا جواب دیا ہے

کیونکہ صاف اور سچی بات کہی ہے ۔ مگر اللہ کے دین کا وہی مدد گار ہوسکتا ہے جو مکمل طور
پر اس میں داخل ہو ۔ بتلاؤ تو ! اگر کچھ عرصہ بعد (اسلام ان رومی اور عجمی سلطنتوں پر غالب
آجائے اور) وہ علاقے تمہارے قبضہ میں آجائیں تو کیا تم داخل اسلام ہوگے ! نعمان کہنے لگا۔
قسم بخدا پھر ہم آپ کے ہونگے ۔ اس پر نبی علیہ السلام نے آیت تلاوت فرمائی۔

انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ
وسراجا منیرا سورہ احزاب آیت نمبر ۴۵

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو ئن دے کر بھیجا ہے اور آپ خوشخبری دینے والے
ڈرانے والے بحکم خدا اللہ کی طرف بلانے والے اور چمکا دینے والے
آفتاب ہیں ۔

یہ کہہ کر نبی علیہ السلام ابو بکر کا ہاتھ تھامے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور فرمایا جاہلیت
کا اخلاق بھی بہت اچھا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کفار کے ہاتھوں کفار سے ہمارا
دفاع کرے گا ۔

علی المرتضیٰ فرماتے ہیں پھر ہم اوس و خزرج کی مجلس میں پہنچے اور اس وقت لوٹے
جب انہوں نے نبی علیہ السلام کی بیعت کر لی ۔ علی مرتضیٰ فرماتے ہیں ۔ اس سفر میں
میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے مکالمات اور علم الانساب کی گفتگو سے
محظوظ ہوتے ہیں ۔

تشریح

ممکن ہے کوئی جاہل سمجھے کہ ابو بکر صدیق مذکورہ حدیث کے مطابق ایک دیہاتی جوان
سے گفتگو میں عاجز آگئے تھے تو ایسا سمجھنا غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ نوجوان بد کلام تھا
اپنی باری پر تو خود کو ذھل اکبر سے تبلانے لگا اور ابو بکر صدیق کے متعلق علم رکھنے کے

باوجود کہ یہ بنی تیم سے ہیں پھر بھی اسنے دانستہ طور پہ بے جوڑ سوالات کی بوچھاڑ کر دی ۔ اگر
ابو بکر چاہتے تو اس سے جھگڑا کر سکتے تھے کہ جب میں نے کہہ دیا ہے میں بنی تیم سے
ہوں پھر تمہارے یہ سوالات تمہاری بے علمی کی دلیل ہیں مگر آپ نے جاہل اناڑی شخص سے
لڑنا غیر مناسب سمجھا ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۳

نبی علیہ السّلام کے سامنے آپ فتویٰ دیتے اور نبی علیہ السّلام مہر صدیق ثبت کرتے تھے

حدیث

ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی کافر قتل کیا
اسے مقتول سے ملنے والا مال و اسلحہ دے دیا جائے گا ۔ جب کہ وہ قتل پر گواہی لائے ۔ تو میں
نے (ابو قتادہ نے) ایک مشرک مارا تھا میں نے اٹھ کر (زور سے) کہا کوئی ہے میری گواہی دینے
والا ! (جب کوئی نہ بولا) تو میں بیٹھ گیا تبی علیہ السلام نے دوبارہ پھر یہی ارشاد فرمایا میں نے
پھر اٹھ کر کہا کوئی میری گواہی دینے والا ؟ میں پھر بیٹھا تو آپ نے تیسری بار اپنے الفاظ دہرائے
تو ایک شخص بولا یا رسول اللہ ! اس شخص کی گواہی میں دیتا ہوں ۔ اور اس کے مقتول کا
مال مسروبہ میرے پاس ہے آپ مجھے اس سے یہ مال بخشوا دیجئے ۔ ابو بکر نے کہا نہیں
قسم بخدا ہر گز نہیں ۔ کیا میں کسی شیر دل مجاہد پہ یہ ظلم کر سکتا ہوں کہ اس کا مال غنیمت اس

سے چھین کر نہیں دے دوں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا، ابو بکر سچ کہتا ہے لہذا تم یہ مال
ابو قتادہ کے حوالے کر دو، چنانچہ میں نے (ابو قتادہ نے) یہ مال بیچ کر بنی سلمہ میں ایک باغ
خرید لیا اور اسلام میں سب سے پہلا مالِ غنیمت مجھے ہی ملا۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو بکر صدیق کا فتویٰ دینا اور اس پر قسم اٹھانا اور
اور نبی علیہ السلام کا اس پر اظہار پسندیدگی اور مہر صدیق کی فراہمی صرف ابو بکر صدیق کی
خصوصیت ہے۔

یاد رہے نبی علیہ السلام کی حیات ظاہرہ میں چودہ (١٤) صحابہ فتویٰ دیا کرتے تھے ١۔ ابو بکر،
٢۔ عمر، ٣۔ عثمان، ٤۔ علی، ٥۔ عبد الرحمن بن عوف، ٦۔ ابن مسعود، ٧۔ عمار بن
یاسر، ٨۔ ابی بن کعب، ٩۔ معاذ بن جبل، ١٠۔ حذیفہ بن یمان، ١١۔ زید بن ثابت،
١٢۔ ابو درداء، ١٣۔ سلمان فارسی اور ١٤۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔ چنانچہ
حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص کے بیٹے نے زنا کیا تو وہ کہتا ہے مجھے صحابہ نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فتویٰ دیا کہ تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے مگر حقیقتاً یہ ان کا ذاتی
فتویٰ نہیں۔ نبی علیہ السلام سے سنی ہوئی بات تھی۔ اپنے طور سے دربار رسالت میں کوئی
بات کہنا اور نبی علیہ السلام کی تصدیق کرنا صرف ابو بکر کی خصوصیت ہے۔

حدیث :

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ابو طالب (نبی علیہ السلام
کا چچا) مرض مدت میں مبتلا ہوا تو قریش نے کہا ابو طالب! اپنے بھتیجے کو کہلا بھیجو
جس جنت کا وہ ذکر کرتا ہے اس کی کوئی   تمہیں بھیج دے جو تمہارے لیے

باعث شفا ہو۔ تو قریش کا فرستادہ آدمی آیا نبی علیہ السلام اور ابو بکر اکٹھے بیٹھے تھے۔ وہ کہنے
لگا یا محمدؐ! آپ کا چچا کہتا ہے میں ضعیف العمر ناتواں اور بیمار ہوں اس لیے اپنی جنت کی
کوئی چیز مجھے بھیجیں جو مجھے شفا دے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ نے جنت کافروں پر حرام کر دی
ہے۔ تو وہ فرستادہ واپس ہو گیا۔ اور جا کر قریش کو ابو بکر کا جواب پہنچایا۔ جو انہیں
ناگوار گزرا۔ ابو طالب نے دوبارہ پیغام بھجوا، اب کے بار ابو بکر والا جواب نبی
علیہ السلام نے دیا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ٣١

**آپ نبی علیہ السلام کی موجودگی میں خواب کی تعبیر بیان کیا کرتے
اور زبان نبوت اس کی تصدیق کیا کرتی**

حدیث :

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احد سے نبی علیہ السلام کے پلٹنے پر
ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض پرداز ہوا یا رسول! میں نے خواب میں ایک سایہ
دار درخت دیکھا ہے جس سے شہد اور مکھن ٹپکتا ہے۔ اور لوگ اس پر ٹوٹے پڑتے تھے
کسی کے حصہ میں زیادہ آ رہا تھا۔ اور کسی کے کم۔ پھر میں نے دیکھا آسمان سے ایک رسی
لٹک آئی آپ نے (نبی علیہ السلام نے) اسے پکڑ لیا اور اوپر چڑھ گئے۔ آپ کے

بعد ایک اور شخص آیا اور یونہی چڑھ گیا پھر ایک اور نے چڑھنا چاہا تو رسی ٹوٹ گئی جسے اس نے جوڑا اور چڑھ گیا۔

ابوبکر صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا مجھے تعبیر بیان کرنے کی اجازت ہے فرمایا کہو۔ وہ کہنے لگے کہ سایہ دار درخت اسلام ہے۔ مکھن اور شہد سے مراد قرآن اور اس کی تلاوت اور لطافت ہے۔ لوگ اس پر پل پڑے ہیں کسی کو زیادہ حصہ اسلام ملا ہے اور کسی کو کم۔ دوسرا آسمان سے ٹکی رسی سے مراد راہ حق ہے۔ آپ اس پر چلے تو بلندیوں کو پہنچ گئے۔ آپ کے بعد والے بھی کامیاب ہوئے اس کے بعد والوں کو کچھ پریشانی ہوئی مگر بالآخر کامیاب ہوئے۔ یارسول اللہ! میں نے درست کہا ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ تم نے درست کہا ہے اور کچھ غلط ابوبکر نے عرض کیا مجھے قسم ہے کہ آپ ضرور میری غلطی بیان کریں گے۔ آپ نے فرمایا قسم نہ اٹھاؤ۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عمر بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ کالی بکریوں میں ہوں جن کے پیچھے سفید بکریاں چلی آئی ہیں اور وہ اتنی ہو گئیں کہ کالی گویا نظر سے اوجھل ہو گئیں ابوبکر صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ عرب ہیں جن میں آپ پیدا ہوئے پھر عجم ان سے آملے جو اتنے تھے کہ عرب نظر سے اوجھل ہونے لگے نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتہ سحر نے بھی اس کی تعبیر یہی کہی ہے۔

اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ حاکم کے ہیں۔

حدیث:

عبدالرحمن بن ابی بکر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ابن بدیل

سے ہے اور فرمایا مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ تم قتل ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے کوئی خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر ابوبکر نے تمہیں یہی بتلائی ہو۔ (اس نے کہا ہاں تو) آپ نے فرمایا اگر تمہاری خواب سچی ہے تو تم ضرور قتل ہو گے۔ تو وہ صفین میں قتل ہو گیا۔ اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے

حدیث: حضرت عطا سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس آئی کہنے لگی میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ میرے گھر کا شہتیر ٹوٹ گیا ہے۔ جبکہ عورت کا خاوند باہر گیا ہوا تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ (تیری تعبیر یہ ہے کہ تیرا شوہر لوٹ آئے گا۔ تو واقعی اس کا شوہر لوٹ آیا۔ (اور دوبارہ چلا گیا) وہ پھر آئی اور یہ خواب کہہ سنایا آپ نے پہلے والی تعبیر بیان فرمائی۔ وہ تیسری بار آئی اور نبی علیہ السلام کو نہ پایا تو اس نے ابوبکر رض اور عمر رض سے تعبیر پوچھ لی انہوں نے کہا تیرا شوہر مر جائیگا۔ پھر وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئی اور خواب بیان کی نبی علیہ السلام نے فرمایا اس سے پہلے کسی اور سے پوچھ چکی ہو! اس نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو ویسے ہوگا جیسے اس نے کہا۔

حدیث

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ تین چاند ان کے گھر میں گرے ہیں آپ نے ابوبکر صدیق پر یہ خواب پیش کی۔ انہوں نے فرمایا اگر یہ خواب سچی ہے تو تمہارے گھر روئے زمین کے انسانوں میں سے تین بہترین آدمی دفن ہونگے۔ جب نبی علیہ السلام کو بیت عائشہ صدیقہ رض میں سپرد خاک کیا گیا تو ابوبکر صدیق نے فرمایا یہ ان تینوں میں سے بہترین چاند ہیں [1]

[1] یاد رہے تعبیر بھی میراث انبیاء میں سے ہے حضرت یوسف ؑ کو یہ علم بطور معجزہ عطا فرمایا۔ کیا ابوبکر صدیق رض کو اس علم میں کمال حاصل تھا۔ شیعہ کتب میں بھی اس کا پتہ ملتا ہے۔

یہ دونوں احادیث سعید بن منصور نے روایت کی ہیں

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۲

آپ دربار نبوت میں مشورہ پیش کرتے اور نبی علیہ السلام قبول فرماتے تھے

حدیث

مسود بن مخرمہ رضؓ اور مروان بن حکم سے قصۂ حدیبیہ کے ضمن میں مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کے جاسوس نے آکر بتلایا کہ قریش نے احتجاج کر لیا ہے اور بیت اللہ میں آپ کو داخلہ کی اجازت نہ دینے پر تہیہ کر رکھا ہے۔ بصورتِ دیگر جنگ کی تیاری کی ہوئی ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا، ساتھیو! تمہارا مشورہ کیا ہے؟ کیا میں ان کفار کے عیال پر حملہ کر دوں جنہوں نے ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہا ہے، اگر وہ ہمارے مقابلے میں آئے تو کوئی بات نہیں جس خدا نے ہمارے جاسوس کو ان سے محفوظ رکھا ہے وہ ہمیں بھی غالب کرے گا کم از کم انہیں اپنے عمل بد کی سزا تو ملے گی۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کسی سے لڑنے نہیں بیت اللہ کا طواف کرنے آئے ہیں۔ اس

چنانچہ محاصرہ طائف کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ کے سامنے دودھ پیش کیا گیا مگر قبل ازیں کہ آپ اسے تناول فرماتے ایک مرغ نے آکر چونچ ماری اور دودھ گرا دیا (چوں ابوبکر رہ تعبیر خواب قوتے بکمال داشت صبحگاہ پیغمبر صورت خواب را باو باز نمود) چونکہ ابوبکر علم تعبیر میں کامل دسترس رکھتے تھے اس لیے آپ نے صبح ہوتے ہی ان سے اپنی خواب کہی انہوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس سال فتح طائف حاصل نہ ہوگی آپ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے چنانچہ اسی طرح ہوا۔ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد سوم ص ۱۳۴

لیے آپ بیت اللہ چلیں، جو ہمیں روکے گا۔ ہم اس سے نمٹ لیں گے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا تو پھر اللہ کا نام لے کر چلو۔ اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۳

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو آپ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے

حدیث

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ابوبکر سے مشورہ کیا کریں۔

اسے تمام نے فوائد میں اور ابو سعید نقاش نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۳۴

آپ مصالح اہل اسلام کے متعلق نبی علیہ السلام سے ہمیشہ محو گفتگو رہے تھے

حدیث :

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ابوبکر کے ساتھ رات گئے تک مسلمانوں کے معاملات پر محو گفتگو رہے تھے ایک دن حسب معمول ابوبکر صدیق آپ سے معروف کلام رہے۔ میں بھی ساتھ تھا نبی علیہ السلام مسجد سے باہر تشریف لے چلے ہم بھی ساتھ ہو لیے ہم نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں مصروف نماز

ہے آپ اس کی تلاوت قرآن سننے کو کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا جو چاہتا ہے کہ قرآن
اسی تیسرنی سے پڑھے جیسے وہ اترا ہے تو وہ ابن ام عبد (صحابی) سے قرآن
پڑھے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۳۵

آپ کا غلطی کرنا اللہ کو منظور ہی نہیں

حدیث

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ
بات ناپسند رکھتا ہے کہ ابو بکر زمین پر کوئی غلطی کرے آپ ہی کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے
مجھے یمن کی طرف بھیجنے سے قبل صحابہ سے مشورہ فرمایا جن میں ابو بکر صدیق، عمر فاروق عثمان غنی
علی مرتضیٰ، طلحہ وزبیر اور سعد بن حضیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ابو بکر رض نے کہا یا رسول اللہ!
اگر آپ نے مشورہ طلب نہ کیا ہوتا تو ہم کبھی لب کشائی نہ کرتے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا
جن معاملات پر وحی نہیں ان میں تمہاری ہی طرح ہوں۔ چنانچہ ہر شخص نے دانست کے
مطابق رائے دی، نبی علیہ السلام نے فرمایا معاذ! تم کیا سوچتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا
مجھے ابو بکر صدیق کی رائے پسند آئی ہے۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر یہ پسند
نہیں رکھتا کہ ابو بکر غلطی کرے۔

اسے اسماعیلی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۶

آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن پاک جمع کیا ہے

حدیث

عبد خیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رض کو فرماتے سنا ہے۔ اللہ ابو بکر
پر رحمت نازل فرمائے قرآن جمع کرنے کے سبب اللہ کے ہاں ان کا اجر سب
مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ کیونکہ آپ نے ہی سب سے پہلے قرآن کو دو گتوں کے
مابین یکجا کیا ہے۔

اسے ابن حرب طائی اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے جنگ یمامہ
کے دنوں میں مجھے بلوایا میں حاضر ہوا تو عمر فاروق کو وہاں موجود پایا۔ ابو بکر بولے عمر نے
مجھے اطلاع دی ہے کہ یمامہ میں قرآن کریم کے قراء کثرت سے شہید ہوئے ہیں چونکہ کفار
سے جنگوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس لیے مجھے ڈر ہے کہ قراء کے کثیر تعداد میں شہید ہونے
سے قرآن کا کچھ حصہ جاتا نہ رہے۔ اس لیے میرا مشورہ ہے کہ قرآن کریم کو جمع کرنے
کا حکم دیجئے ابو بکر فرماتے ہیں میں نے عمر رض سے کہا جو کام نبی علیہ السلام نے نہیں کیا
میں کیسے کروں؟ عمر فاروق نے جواب دیا بہر حال قسم بخدا میرا مشورہ بہتری میں

ہے"، پھر وہ برابر اصرار کرتے رہے تا آنکہ اللہ نے میرا سینہ اس بات کے لیے کھول دیا جس کے لیے عمر کا کھولا تھا اور میں نے ان کا مشورہ بہت مفید محسوس کیا۔

زید کہتے ہیں ابو بکرؓ نے مجھے کہا آپ عقل مند نوجوان ہیں۔ ہمیں آپ میں کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ آپ نبی علیہ السلام کے پاس وحی لکھا کرتے تھے۔ اس لیے قرآنی آیات مہیا کر کے یکجا جمع کیجئے! زید کہتے ہیں اگر مجھے پہاڑ اکھیڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا حکم کرتے تو وہ جمع قرآن سے کہیں آسان تر ہوتا۔ اس لیے میں نے (ابو بکر و عمرؓ) دونوں سے کہا جو کام نبی علیہ السلام نے نہیں کیا۔ آپ لوگ کیوں کر رہے ہیں؟ اس کے بعد ابو بکر اور برادات دیگر عمر فاروق مجھ سے اصرار کرتے رہے تا آنکہ میرے دل میں وہ بات آ گئی جو ان کے دل میں پہلے سے سما چکی تھی۔ چنانچہ میں نے بڑی کوشش سے کاغذ کے صفحات، کھجور کے پتوں، سفید پتھروں پر قرآن تحریر اور لوگوں کے سینوں میں موجود قرآن کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ تا آنکہ سورہ توبہ کی آخری آیات مجھے خزیمہ انصاری کے علاوہ کسی سے نہ ملیں (اور یوں سارا قرآن یکجا تحریر ہو گیا) اس کے بعد یہ اوراق (جو زیدؓ نے جمع کیے تھے) ابو بکر صدیق کے پاس رہے پھر عمرؓ کے پاس آئے اور ان سے ام المومنین سیدہ حفصہؓ نے لے لیے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے[1]

---

[1] جمع قرآن پر لاتعداد کتب اہل تسنن و تشیع کے تفصح کے بعد یہ خاص منفرد خدمت ہے۔ اگرچہ حفاظت قرآن کا معاملہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ تاہم اللہ چونکہ اپنے کام بندوں کے ذریعے کرواتا ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی نازل ہونے پر بحکم الہی اسے صحابہ سے لکھوا دیتے تھے۔ کوئی پتھر پہ لکھ لیتے تو کوئی کسی کپڑے پر۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قرآن اپنے سامنے

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۷

سب سے پہلے آپ نے اسلام میں مسلمانوں کی امارت حج کی ہے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ کو حج کا امیر بنایا اور اسلام میں آپ ہی سب سے پہلے امیر الحاج بنے ہیں۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام نے اگلے سال لوگوں کو حج کروایا[1]

اسے ابو الحسن حافظ علی بن نعیم بصری نے روایت کیا اور حسن صحیح قرار دیا ہے۔

---

[1] حضرت ابو بکر صدیق کا امیر الحاج بنا خود کتب تشیع میں بڑی صراحت کے ساتھ مذکور ہے جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

متفرق مقامات پر لکھوا دیا تھا، پھر عہد صدیقی میں ان تمام کپڑوں، پتھروں اور پتوں کو جمع کیا گیا یوں سارے قرآن کی تحریر ایک جگہ جمع ہو گئی، جسے ایک لفافے میں بند کر کے رکھ دیا گیا۔ بعد ازاں دور عثمانی میں سیدہ حفصہؓ سے اس لفافے کو منگوایا گیا جس میں قرآن کی مذکورہ تحریرات تھیں۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے ان پتوں اور پتھروں سے اتار کر قرآن کو صفحات میں لکھنا شروع کیا اور یوں قرآن کتابی شکل میں آ گیا۔ یاد رہے عثمان غنی نے قرآن کو اسی ترتیب سے لکھا جس پر دور نبوی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو قرآن حفظ کروایا تھا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے اپنے مرتب کردہ قرآن سے نقلیں تیار کروا کر تمام عالم اسلام میں بھیج دیں جن سے آگے نقلیں تیار ہونا شروع ہو گئیں اور آج قرآن کریم اسی طرح پڑھا جا رہا ہے جس طرح دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ السلام میں پڑھا جاتا تھا۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۸

نبی علیہ السلام کے بعد ساری نسل انسانیت سے پہلے آپ روز قیامت قبر سے باہر آئیں گے

حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی، پھر ابو بکر کی اور پھر عمر کی۔ اس کے بعد میں جنت البقیع میں آؤں گا وہاں کے لوگ قبروں سے اٹھیں گے، پھر ہم اہل مکہ کا انتظار کریں گے، تا آنکہ دونوں حرموں کے مابین لوگ جمع ہو جائیں گے۔

اسے ابو حاتم نے فضائل عمر فاروق میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۹

امت محمدیہ کا سب سے پہلا جنت میں جانے والا فرد آپ ہیں

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا (شب معراج) جبریل علیہ السلام مجھے اپنے ساتھ لے گئے مجھے جنت کے تمام دروازے دکھلائے گئے اور جس دروازہ سے میں نے اور میری امت نے گزرنا ہے وہ بھی مجھے دکھلایا گیا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان۔ اے کاش! میں آپ کے ساتھ ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا ابو بکر! تم تو میری ساری امت سے قبل جنت میں جاؤ گے۔

اسے بغوی نے "مصابیح الحسان" میں اور ملاں نے اپنی سیرت میں اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۴۰

سب سے پہلے آپ ہی حوض کوثر پر آئیں گے

حدیث

حضرت ابو ذرار سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص سب سے پہلے (حوض پر) میرے پاس آئے گا ابو بکر صدیق ہو گا۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۴۱

حوض کوثر پر آپ نبی علیہ السلام کے ساتھی ہونگے

حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار

تم غار میں میرے ساتھی تھے حوض پر بھی میرے ساتھی ہو گے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۴۲

آپ جنت میں نبی علیہ السلام کے رفیق ہوں گے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

لکل نبی رفیق و رفیقی فی الجنۃ ابوبکر

ہر نبی کا ایک ساتھی تھا، اور میرا ساتھی جنت میں ابوبکرؓ ہو گا۔

اسے ابن غطریف نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ!

میں نے غار میں صدیق کو اپنا رفیق بنایا تھا تو اسے جنت میں میرا رفیق بنا دے۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۴۳

روز قیامت آپ خلیل و حبیب کے درمیان ہوں گے

حدیث

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت عرش اعظم کے سامنے ایک منبر میرے لیے بنا ہو گا۔ اور ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے لیے۔ دونوں کے درمیان ایک کرسی ہو گی۔ جس پر ابوبکر صدیق بیٹھیں گے۔ تو (اللہ کی طرف سے) ایک دینے والا بولے گا۔

یا لک من صدیق بین خلیل و حبیب

صدیق تیری کیا عظمت ہے تم خلیل اور حبیب کے درمیان بیٹھے ہو۔

(جب کہ تینوں لفظوں کا معنیٰ بھی تقریباً ایک جیسا ہے۔)

اسے خطیب بغدادی نے اور ملاں نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۴۴

روز قیامت آپ کا حساب نہیں ہو گا

حدیث

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے شب معراج جبریل سے پوچھا کیا میری امت کا حساب ہو گا۔ جبریل نے کہا ابوبکر کے علاوہ تمام کا حساب ہو گا۔ روز قیامت ابوبکر سے کہا جائے گا کہ وہ جنت میں داخل ہوں! وہ کہیں گے میں اس وقت داخل ہونگا جب تک ہر وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جو دنیا میں مجھ سے محبت رکھتا تھا۔

اسے ابوالحسن عتیقی اور صاحب دیباج اور صاحب الفضائل نے روایت کیا ہے اور اسے حدیث غریب قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۴۵

اللہ تعالیٰ روزِ قیامت آپ پر خصوصی تجلی ڈالے گا۔

حدیث

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت) لوگوں پر عام تجلی ڈالے گا۔ اور تجھ پر خصوصی تجلی پڑے گی۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں اور صاحب "الفضائل" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (روزِ قیامت) منادی ندا کرے گا السابقون الاولون کہاں ہیں؟ پوچھا جائے گا وہ کون ہیں۔ ندا کرنے والا کہے گا ابوبکر کہاں ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام اور ابوبکر کے لیے خصوصی نظرِ کرم فرمائے گا۔

اسے ابن بشران اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور حسن کہا ہے۔

حدیث

حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ بنی عبد القیس کا وفد آ گیا۔ ان میں سے ایک شخص نے یاوہ گوئی شروع کر دی۔ نبی علیہ السلام ابوبکر صدیق کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا ابوبکر! سنتے ہو جو یہ کہہ رہے ہیں؟

عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا انہیں جواب دو! تو ابوبکر صدیق نے خوب خوب جواب دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابوبکر! اللہ تمہیں رضوان اکبر (بڑی رضا) دیگا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں پر عام توجہ کریگا۔ اور تیرے لیے خصوصی توجہ ہو گی۔

اسے ملاں نے اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام غار سے نکلے تو ابوبکر نے رکاب تھام لی اور اونٹنی کی لگام بھی ہاتھ میں لے لی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تمہیں رضوان اکبر دیگا۔ آگے مثل سابق۔

اسے ملاں نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام غار ثور کی طرف چلے، ابوبکر نے اونٹنی حاضرِ خدمت کر دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس پر سوار ہوں! آپ سوار ہو گئے۔ پھر آپ نے ابوبکرؓ کی طرف توجہ کی اور فرمایا ابوبکر! اللہ تمہیں رضوان اکبر دیگا۔ عرض کیا وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمام بندوں پر عام تجلی ڈالیگا اور تجھ پر خصوصی تجلی ڈالی جائے گی۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

پیچھے گزر چکا ہے کہ سفرِ ہجرت میں نبی علیہ السلام کے پاؤں پر زخم آ گئے تھے اور یہاں اونٹنی پر سفر کرنا لکھا ہے۔ مگر ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ نے اونٹنی پر سفر کیا ہو اور جب پہاڑ کے اوپر پیدل جانے لگے تو پاؤں زخمی ہو گئے ہوں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۴۶

جبریل کے قدموں کی کھڑکھڑاہٹ کو آپ سن لیتے تھے

حدیث

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام پر جب جبریل وحی لاتا تو اس کی کھڑکھڑاہٹ کو صرف ابو بکر ہی معلوم کرتے تھے ۔

اسے ابن نجزی نے روایت کیا ہے ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۴۷

ہر آسمان پر نبی علیہ السلام کے نام کے پیچھے آپ کا نام لکھا ہے

حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں جس آسمان پر گیا وہاں لکھا دیکھا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ - ابو بکر الصدیق (من خلفی)

اسے ابن عرفہ عبدی اور حافظ ثقفی نے روایت کیا ہے جبکہ صاحب "الفضائل" نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۴۸

حدیث

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج عرش اعظم کے گرد سبز جواہر پر نورانی قلم سے لکھا دیکھا ہے ۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق

خصوصیت ابی بکر صدیق ۴۹

نورانی جھنڈے پر نبی علیہ السلام کے نام کیساتھ آپ کا نام ہے

حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک نورانی جھنڈا ہے جس پر لکھا ہے ۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق ۔

یہ دونوں احادیث صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کی ہیں ۔

تشریح :

بظاہر مذکورہ تینوں احادیث باہم متعارض ہیں مگر حقیقتاً ان میں کوئی تعارض نہیں ممکن ہے نبی علیہ السلام کے نام کے ساتھ ابو بکر صدیق کا نام ہر آسمان پر بھی ہو اور عرش اعظم کے گرد جواہر اور نورانی جھنڈے پر بھی ہو کیونکہ پیچھے گزر چکا ہے کہ جنت کے ہر پتے پر ان کے نام لکھے ہیں ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۰

نبی علیہ السلام نے آپ کو حیاتِ ظاہرہ میں امیر حج بنایا

حدیث ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ عمرۂ جعرانہ سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے تو ابو بکر کو امیر الحاج بنا کر روانہ فرمایا ۔
اسے ابو حاتم نے خصائص علیؓ پر مشتمل طویل حدیث کے ضمن میں ذکر کیا ہے ۔

حدیث ۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حج میں ابو بکر صدیقؓ نے میرے سمیت نداکرنے کو نوجوان بروز عید بھیجے جو منا میں آواز لگا رہے تھے " خبردار آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور نہ کسی کو برہنہ طواف کی اجازت
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۱

بعض اوقات نبی علیہ السلام کسی کام کو غیر حاضر تھے ۔ تو آپ نے نماز پڑھائی

حدیث :

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں باہمی جنگ و جدال رہتا تھا ۔ نبی علیہ السلام تک یہ بات پہنچی ۔ آپ نماز ظہر کے بعد ان کے ہاں صلح کروانے کو تشریف لے گئے ۔ اور فرما گئے کہ ۔

یا بلال اذا حضرت الصلوٰۃ ولم آت فمر ابا بکر فلیصل بالناس ۔

(اے بلال ! اگر میں نماز کے وقت تک نہ آؤں تو ابو بکر سے کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے)

عصر کا وقت آیا حضرت بلالؓ نے اذان کہی اور ابو بکر صدیق کو مصلائے امامت پر کھڑا کیا ، انہوں نے نماز پڑھائی ۔ دورانِ نماز نبی علیہ السلام تشریف لے آئے صحابہ نے دیکھ کر تصفیق شروع کی ۔ (بائیں ہاتھ کی پشت پر دایاں ہاتھ زور زور سے مارا) نبی علیہ السلام صفوں میں نکلتے ہوئے ابو بکرؓ کے پیچھے آ کھڑے ہوئے ۔ اور ابو بکر نماز میں بڑے منہمک ہوتے تھے آس پاس کی خبر نہیں رہتی تھی ، مگر جب انہوں نے پیچھے سے تصفیق کی نہ رکنے والی مسلسل آواز سنی تو پیچھے دھیان کیا دیکھا تو نبی علیہ السلام کھڑے ہیں ۔ آپ نے ابو بکر کو اشارہ کیا اپنی جگہ کھڑے رہو ۔ تو انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اپنی حالت پر کھڑے کھڑے الٹے پاؤں پیچھے آ گئے ۔ نبی علیہ السلام آگے گئے اور نماز مکمل کروائی ۔

نماز سے فارغ ہو کر نبی علیہ السلام نے فرمایا ۔ ابو بکر ! میرا اشارہ پا لینے کے بعد تم نے اپنی جگہ کھڑے کیوں نہ رہے ؟ عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے میں رسول خدا کا امام بننے کی جرأت کہاں ؟ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ۔ لوگو ! جب تمہیں دورانِ نماز میں کوئی امر شک میں ڈالے تو مرد تسبیح کہے اور عورت تصفیق کرے ۔

اسے احمد بن حنبلؒ ، ابو حاتم نے " تقاسیم والانواع " میں ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۲

فرمانِ نبیؐ ۔ ابوبکرؓ کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت کا حق نہیں

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا !

لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یؤمھم غیرہ

جس قوم میں ابوبکر ہو وہاں کسی اور کو امامت کا حق ہی نہیں ۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے ۔

حدیث

یہی حدیث ثمرقندی نے سیدہ سے یوں روایت کی ہے کہ (قریب الوصال) نبی علیہ السلام نے فرمایا ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے ۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ! اگر کسی اور کو یہ حکم فرماتے (تو شاید بہتر رہتا) آپ نے فرمایا جب تک ابوبکر ہے میرے کسی امتی کو امامت کا حق نہیں ۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام انصار کے ایک

قبیلہ میں صلح کروانے تشریف لے گئے تھے ۔ نماز کا وقت آیا حضرت بلالؓ نے ابوبکرؓ سے کہا نماز کا وقت ہو چکا ہے اور نبی علیہ السلام غیر موجود ہیں ۔ میں اذان و اقامت کہتا ہوں کیا آپ نماز پڑھائیں گے ؟ فرمایا جیسے تمہاری مرضی ۔ تو بلال نے اذان دی اقامت کہی ابوبکر نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی ۔ فارغ ہوئے تو نبی علیہ السلام تشریف لے آئے ۔ آپ نے فرمایا تم نماز پڑھ چکے ؟ کہا گیا ہاں ! آپ نے فرمایا نماز کس نے پڑھائی ؟ عرض کیا گیا ۔ "ابوبکر نے" آپ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا جس بھی قوم میں ابوبکر موجود وہاں کسی اور کو امامت کا حق رہتا ہی نہیں ۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور حسن غریب قرار دیا ہے ۔

تشریح :

ایسا ہی واقعہ ماقبل والے عنوان میں بھی گزر چکا ہے ۔ مگر یہ دو علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں ۔ کیونکہ پہلے واقعہ میں خود نبی علیہ السلام جاتے ہوئے ابوبکر کی امامت کو تاکید کر گئے تھے جب کہ دوسرے میں یہ بات نہیں اور پہلے میں نبی علیہ السلام دوران نماز تشریف لے آئے تھے ۔ جبکہ دوسرے میں فراغت کے بعد ۔

یونہی بخاری ومسلم میں ایسا ہی واقعہ متعدد طرق سے مروی ہے جس میں نبی علیہ السلام کی تاکید کا ذکر نہیں ہے ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۳

ایامِ مرضِ وفات میں نبی علیہ السلام نے اعلانِ خلافت کے لیے آپ کو امام بنایا

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کی تکلیف بڑھ گئی۔ تو آپ نے فرمایا جاؤ ابو بکر کو میرا حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (ام المومنین سیدہ عائشہ رض) نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر رقیق القلب ہیں۔ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو شدت غم سے رو پڑیں گے اور لوگوں کو کچھ سنائی نہ دے گا۔ آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے، سیدہ نے اپنا کلمہ پھر کہا۔ آپنے فرمایا۔

انکن صویحبات یوسف مروا ابا بکر فلیصل بالناس

تم بھی یوسف والی عورتیں ہو (یعنی یوسف علیہ السلام پر جب حضرت زلیخا فریفتہ ہو گئیں تو مصر کی عورتوں نے ان پر طعنہ زنی کی کہ زلیخا کا دماغ چل گیا ہے۔ بظاہر تو وہ زلیخا پر اعتراض کر رہی تھیں۔ مگر حقیقت میں اس سے ان کا مقصد دیدار یوسف حاصل کرنا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سیدہ عائشہ رض سے فرما رہے ہیں کہ تم بھی حضرت ابو بکر کی امامت کے حکم کی بظاہر مخالفت کر رہی ہو مگر حقیقت میں تم چاہتی ہو کہ انکی امامت کے لیے مزید تاکیدی حکم آجائے تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے) ابو بکر رض سے کہو کہ لوگوں کو نماز

پڑھائیں۔

اسے بخاری و مسلم اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے [1]

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی۔ تو حضرت بلال نماز کی اطلاع کرنے آئے آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے سیدہ کہتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر بڑے دلگیر آدمی ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوتے ہی گلوگیر ہو جائیں گے۔ اور کچھ سنائی نہ دے گا۔ بہتر ہے کہ عمر رض کو یہ حکم فرمائیں، آپ نے پھر فرمایا۔ ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے۔ سیدہ کہتی ہیں میں نے حفصہ رض سے کہا آپ یہ گذارش کریں تو ام المومنین سیدہ حفصہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر

---

[1] شیعہ کتب میں بھی یہ معرکۃ الآراء حدیث موجود ہے۔ چنانچہ شیخ ابراہیم بن حسین شیعہ اپنی کتاب درۃ نجفیہ شرح نہج البلاغہ مطبوعہ تہران ص۲۲۵ میں لکھتا ہے۔

فلما اشتد به المرض امر ابا بکرٍ ان یصلی بالناس ..... فالشیعة تزعم انه لم یصل بهم الا صلوٰة واحدة .... والصحیح عندی وهو الاکثر الاشهر انها لم تکن آخر الصلوٰة فی حیاته صلی الله علیه وسلم بالناس جماعة وان ابا بكرٍ صلى بالناس بعد ذالك یومین ثم مات۔

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض بڑھ گئی تو آپ نے ابو بکر کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ تو شیعہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو صرف ایک نماز پڑھائی ہے۔ مگر میرے نزدیک صحیح یہ ہے اور یہی زیادہ مشہور بھی ہے کہ یہ نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کی آخری نماز نہ تھی اور ابو بکر اس کے بعد بھی لوگوں کو دو دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔

غم ناک آدمی ہیں ۔ آپ کی جگہ نماز نہیں پڑھا سکیں گے ۔ آپ نے فرمایا تم بھی یوسف والی عورتیں ہو۔ جاؤ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے ۔

اسے ابو حاتم اور شیخین نے روایت کیا ہے ترمذی نے بھی روایت کیا ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں سیدہ حفصہ رض نے سیدہ عائشہ رض سے کہا مجھے تمہاری طرف سے بھلائی نہیں ملی ، ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے ۔

تشریح :

بخاری و مسلم کے بعض طرق میں یوں بھی مروی ہے کہ ابوبکر کو جب یہ حکم موصول ہوا تو انہوں نے عمر رض سے کہا آپ نماز پڑھائیں ، عمر رض نے کہا آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ ایام مرض نبی میں آپ ہی نمازیں پڑھاتے رہے ۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی مرض شدت اختیار کر گئی ۔ ایک روز میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کے حضور بیٹھا تھا کہ بلال آ گئے اور نماز کی اطلاع دی ۔ آپ نے فرمایا کسی کو نماز پڑھانے کا کہہ دو ، عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں میں باہر آیا حضرت عمر سامنے بیٹھے تھے اور ابوبکر غیر حاضر تھے ، میں نے کہا عمر ! نماز پڑھائیں ! عمر رض آگے بڑھے اور تکبیر کہی نبی علیہ السلام نے ان کی آواز سنی تو فرمایا ابوبکر کہاں ہے ؟ (اس کے ہوتے ہوئے کسی اور کی امامت کا) یہ امر نہ اللہ کو پسند ہے نہ مسلمانوں کو ، آپ نے ابوبکر کو بلا بھیجا ، جب کہ نماز مذکورہ عمر فاروق نے ہی پڑھائی تھی ۔

دوسری روایت میں ہے جب آپ نے عمر فاروق کی آواز سنی تو اپنے حجرے سے سر باہر نکالا اور فرمایا نہیں ! نہیں ! نہیں ! نماز ابوبکر ہی پڑھائے گا ، یہ کہتے ہوئے

آپ غضب میں تھے ۔

یہ دونوں روائتیں ابوداؤد میں مروی ہیں اور احمد بن حنبل نے اس حدیث کا معنیٰ روایت کیا ہے ۔

حدیث

عبداللہ بن زمعہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی مرض بڑھ گئی میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ پاس موجود تھا بلال حبشی نماز کی اطلاع کرنے کے لیے آئے آپ نے کہا کسی سے کہو نماز پڑھا دے عبداللہ کہتے ہیں میں باہر آیا ۔ عمر رض لوگوں میں موجود اور ابوبکر رض غیر موجود تھے میں نے عمر رض سے کہا اٹھیے اور نماز پڑھائیے ! وہ اٹھے تکبیر کہی نبی علیہ السلام نے آواز سنی کیونکہ ان کی آواز طبعی بلند تھی ، تو فرمایا ابوبکر کہاں ہیں ؟ یہ بات نہ اللہ کو منظور ہے نہ مومنوں کو چنانچہ آپ نے ابوبکر کو بلا بھیجا وہ آئے جب نماز پڑھائی جا چکی تھی ، تو بعد انہوں نے ہی نماز پڑھوائی ۔ عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں مجھے عمر رض نے کہا افسوس ہے تم پر میرے ساتھ تم نے کیا کر دیا ۔ اے عبداللہ ! قسم بخدا جب تم نے مجھے نماز کا کہا تو میں سمجھا نبی علیہ السلام نے مجھے حکم دیا ہے ۔ ورنہ میں کبھی نہ نماز پڑھاتا میں نے کہا قسم بخدا مجھے نبی علیہ السلام نے کسی خاص آدمی کے لیے حکم نہیں دیا تھا میں نے ابوبکر کی غیر موجودگی میں آپ کو زیادہ حق دار سمجھ کر امامت کرنے کو کہہ دیا ۔

تشریح :

مذکورہ احادیث نصف النہار سے زیادہ واضح ہیں اور خلافت ابی بکر کے ڈنکے بجا رہی ہیں ۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر کو چاہیے لوگوں کو نماز پڑھائے سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر ودیگر آدمی ہیں آپ عمرؓ کو یہ بات کہیں عمرؓ نے کہا جب تک ابو بکرؓ میں ہیں کیسے آگے ہو سکتا ہوں چنانچہ ابو بکر نے نماز پڑھائی۔

اسے صاحب ''فضائل ابی بکر'' نے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے۔

حدیث

حضرت عبد اللہ بن عمیر لیثی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر کو نماز صبح پڑھانے کا حکم دیا انہوں نے نماز شروع کی نبی علیہ السلام کو کچھ افاقہ محسوس ہوا آپ صفوں کو پھاڑتے ہوئے آگے آگئے ابو بکر نے محسوس کر لیا اور جان گئے کہ اسطرح صرف نبی علیہ السلام ہی آسکتے ہیں تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے انہیں وہیں کھڑا کر دیا اور خود ابو بکر کی دائیں طرف (مصلا پر) بیٹھ گئے۔

اسے امام شافعی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور اسے ابن اسحاق نے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام تین دن مسجد میں تشریف نہ لائے (پہلے دن) نماز کھڑی ہوئی ابو بکر صدیق آگے بڑھنے والے تھے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے دروازے کا حجاب اٹھوایا (یہ دروازہ مسجد کے اندر کھلتا تھا) صحابہ کہتے ہیں جب ہم نے آپ کا چہرہ انور دیکھا تو وہ ایسا پر کیف منظر تھا جو ہمیں پھر کبھی حاصل نہ ہو سکا۔ آپ نے اشارہ کیا کہ ابو بکر آگے بڑھے اور نماز پڑھائے یہ کہہ کر آپ نے پردہ گرادیا اس کے بعد آپ ایسا نہ کر سکے اور دنیا

سے پردہ فرما گئے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مرض میں ابو بکر صدیق ہی نمازیں پڑھایا کرتے تھے جب پیر کا روز آیا لوگ صف بستہ محو نماز تھے تو نبی علیہ السلام نے پردہ اٹھایا ہم نے آپ کو ایک نظر دروازے میں کھڑے دیکھا آپ کا چہرہ ایسے تھا جیسے قرآن کا ورق، نبی علیہ السلام مسکرا اٹھے۔ الحدیث۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۴

نبی علیہ السلام کے حکم سے آپ نے نماز پڑھائی اور نبی علیہ السلام نے پیچھے پڑھی

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی آخری نماز وہ تھی۔ جو آپ نے لوگوں کے ساتھ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے ابو بکر صدیق کے پیچھے پڑھی۔

اسے نسائی اور طبرانی نے معجم میں روایت کیا ہے۔

تشریح:

حضرت جابرؓ سے بھی یہی روایت ہے سہل بن سعید اور سیدہ عائشہؓ سے بھی اسی طرح کی روایات ہیں جو ابن حبان نے روایت کی ہیں۔

حدیث

حضرت اسماء بنت صدیق اکبر کہتی ہیں میرے والد ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جب کہ مزید کپڑے بھی آپ کے تھے میں نے عرض کیا ابا جان آپ کے اور کپڑے بھی ہیں (پھر ایک میں نماز کیوں؟) آپ نے فرمایا۔ اے پیاری بیٹی! نبی علیہ السلام نے اپنی آخری نماز جو آپ نے میرے پیچھے پڑھی تھی ایک ہی کپڑے میں ادا فرمائی تھی۔

حدیث

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بکر صدیق کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۵

نبی علیہ السلام نے اپنی رحلت کے بعد والے معاملات خود ابو بکر کے حوالے کر دیئے تھے تا کہ ان کی خلافت لوگوں پہ واضح ہو جائے

حدیث

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ یک عورت نبی علیہ السلام کے پاس آئی اُسے کوئی چیز چاہیے تھی آپ نے فرمایا دوبارہ آنا۔ وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ نہ ہوں یعنی وصال ہو چکا ہو! نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔[1]

[1] یہ حدیث تلخیص الشافی جلد ۲ ص ۳۹ میں شیعوں کے شیخ الطائفہ علامہ طوسی نے انہی الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے ترمذی اور ابو حاتم بھی راوی ہیں۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس کچھ مانگ رہی تھی۔ آپنے فرمایا پھر آنا! بولی یا رسول اللہ! اگر میں لوٹ کر آؤں اور تجھ کو نہ پاؤں تو؟ آپنے فرمایا۔

اِنْ جِئْتِ فَلَمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِ اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّہٗ الخلیفۃ من بعدی۔

(اگر تم آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔ وہ میرے بعد خلیفہ ہو گا)

روی عن جبیر بن مطعم ان امرأۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمتہ فی شیٔ، فامرھا ان ترجع الیہ۔ فقالت یا رسول اللہ ارأیت ان رجعت فلم اجدک؟ (تعنی الموت) قال فان لم تجدینی فأتی ابابکر،

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اپنے کسی معاملہ میں آپ سے گفتگو فرمائی آپ نے فرمایا تم دوبارہ آنا وہ کہنے لگی اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ (اسکا مطلب یہ تھا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہو تو) آپ نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔

اسی طرح علامہ طوسی نے اسی مذکورہ صفحہ پر ابو مالک اشجعی کی روایت سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ اہل خیبر میں سے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سالانہ سو اونٹ کھجوروں کے لدوا کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اسے اس کا وظیفہ دیا تو وہ کہنے لگا مجھے ڈر ہے کہ آپ کے بعد مجھے یہ وظیفہ نہیں ملے گا آپ نے فرمایا کہ ڈرو نہیں ملتا رہے گا وہ آدمی کہتا ہے اس کے بعد حضرت علی کے پاس میرا گذر ہوا میں نے انہیں ساری سنائی، وہ کہنے لگے تم جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کر آپ کے بعد وظیفہ کون دے گا؟ تو میں واپس گیا اور آپ سے یہی سوال کیا آپ نے فرمایا: "ابو بکر دے گا"،

اسے صاحب "فضائل ابی بکر"، نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۶

نبی علیہ السلام نے آپ کی خلافت کی تحریر لکھنا چاہی تھی پھر اس خیال سے کہ انہی کی خلافت اللہ اور مسلمانوں کو منظور ہے آپ نے یہ ارادہ چھوڑ دیا

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی مرض

علامہ طوسی نے یہ ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے کہ قبیلہ بنی مصطلق نے ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ وہ آپ سے یہ پوچھے کہ آپ کے بعد ہمارے اموال زکواۃ و عشر کون وصول کرے گا۔ وہ آدمی مدینہ طیبہ میں آیا اور حضرت علی سے ملا اور یہی سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا تم خود ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ سکتے ہو اور پوچھ کر مجھے بھی بتلانا فَسَألَهُ فقال اَبُوبَکرٍ اس نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا "ابو بکر"۔

ان تمام احادیث کو نقل کر کے علامہ طوسی نے تاویلات و شبہات کا بازار گرم کر دیا منجملہ یہ کہ مذکورہ احادیث اخبار احاد ہیں اس لیے حجت نہیں ہیں مگر وہ یہ بھول گیا کہ خبر واحد صحیح قابل حجت ہے خصوصاً جب دیگر صحیح احادیث سے اسے تائید مل جائے تو اس کی حجت مزید قوی ہو جاتی ہے، یہی علامہ طوسی اپنی اسی کتاب تلخیص الشافی جلد نمبر ۳ صفحہ ۴۰ میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ حضرت علی کا دست ابوبکر پر مجبوراً بیعت کرنا اخبار احاد میں آیا ہے اور یہ تو قابل حجت نہیں ہوتی لکھتا ہے - کل خبر مما ذکرناہ وان کان وارداً من طریق الاحاد فان معناہ الذی تضمنہ متواتر بہ :

میں مجھے فرمایا - ادعی لی ابا بکر اباك واخاك حتی اکتب کتاباً فانی اخاف ان تیمنی متمن و یقول قائلٌ انا اولی ویابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر۔

"ابو بکر اور ان کے بیٹے کو بلا لاؤ" تاکہ میں انہیں پروانہ لکھ دوں اور کچھ کسی کے دل میں ایسی تمنا رہ نہ جائے اور کوئی اس بارہ میں جھگڑا کرنے والا باقی نہ رہے، جب کہ ابو بکر کے علاوہ یہ کام نہ اللہ کسی کو دیگا نہ اہل اسلام

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سیدہ رضی سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے (سیدہ نے) کہا ہائے میرا سر۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ بات (تمہاری موت) ہو گئی اور میں زندہ ہوا تو تمہارے لیے دعا و استغفار کروں گا۔ سیدہ عائشہ رضی نے کہا ہائے ہلاکت۔ قسم بخدا مجھے یوں لگتا ہے۔ جیسے آپ چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں اور آپ اسی دن دوسری شادی کر لیں نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں میرا اپنا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے میں نے تو ارادہ کیا ہے کہ ابو بکر اور ان کے بیٹے کو بلاؤں اور عہد دے دوں تاکہ بعد میں کوئی اس (حکومت کی) آرزو کر سکے نہ جھگڑا پھر میں نے سوچا (مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہے) اللہ اور اہل اسلام اس کے علاوہ کچھ چاہتے ہی نہیں [۱]

اسے صرف بخاری نے روایت کیا ہے۔

یعنی ہماری ذکر کردہ اخبار اگرچہ بطریق احاد مذکور ہیں مگر جس معنی پر وہ مشتمل ہیں وہ متواتر ہے تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات و تلمیحات فرمائی ہیں ان پر مشتمل احادیث بھی معناً متواتر ہیں اور یقین کامل کا فائدہ دیتی ہیں

[۱] کیونکہ شیعہ کتب میں تصریح ہے کہ اللہ نے حضرت علی کو نبی علیہ السلام کے بعد خلیفہ بنانے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ تفسیر فرات الکوفی مطبوعہ نجف اشرف ص ۱۹ میں ہے کہ ایک بلند شیعہ راوی جابر نے حضرت امام جعفر سے آیہ قرآنیہ - لیس لك من الامر شیئ -

حدیث :-

سیدہ ہی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی مرض زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے کہا۔ میرے پاس لوہے یا لکڑی کا کوئی تختہ لاؤ تاکہ میں ابوبکر کے لیے پروانۂ (حکومت) لکھ دوں تاکہ اس بارہ میں کوئی اختلاف نہ رہے جب عبدالرحمٰن جانے لگے تو آپ نے فرمایا (رہنے دو) اللہ اور مسلمانوں کو ابوبکر کے علاوہ کوئی منظور ہی نہیں۔

اسے احمد بن حنبل رضؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

سیدہ ہی سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کو مرض کی تکلیف زیادہ ہو گئی تو فرمایا ابوبکر کو بلا لاؤ تاکہ میں اسے تحریر دے دوں اور اس امر (حکومت) میں کسی دوسرے کو طمع باقی نہ رہ جائے [1] پھر آپ نے فرمایا اللہ اور ایمان والے اس کے

(اے نبی تجھے اس معاملہ میں کچھ اختیار نہیں) کا مطلب پوچھا، آپ نے فرمایا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرص ان یکون الامر لامیر المؤمنین (ع) من بعدی فابی اللہ الخ

ترجمہ: بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بڑی حرص کی کہ آپکے بعد یہ حکومت علی رضی اللہ عنہ کیلیے ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

وجہ صرف وہی تھی جو اوپر بیان ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قیمت پر ابوبکر کو ہی خلافت دینا چاہتا تھا۔

[1] یہی مطالبہ حضرت علی اور حضرت عباس نے بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایام مرض میں پیش کیا تھا کہ اگر یہ حکومت آپ کے بعد ہمیں ملنی ہے تو ارشاد فرما دیجئے، تو آپ نے کیا فرمایا۔

چنانچہ شیعہ کتب میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریب ایک بار صحابہ کرام آپ کے پاس بیٹھے تھے، جب سارے لوگ چلے گئے اور آپ کے پاس حضرت عباس فضل بن عباس

سوا کچھ چاہتے ہی نہیں۔ سیدہ فرماتی ہیں پھر واقعی اللہ نے اور اہل اسلام نے میرے والد کے علاوہ کسی کو (حکومت کے لیے) پسند نہ کیا اور وہی حاکم بنے اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی مرض وفات

حضرت علی اور دیگر افراد خاندان رہ گئے تو حضرت عباسؓ نے یوں عرض کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللہِ ان یکن ھٰذَا الامر فینا مستقرا مِنْ بَعْدِكَ فَبَشِّرْنَا وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّا نغلب عَلَيْهِ فاقض بنا فَقَالَ انتوا المستضعفون مِنْ بَعْدِیْ داصمت، فنهض القوم وَهُمْ یبکون قَدْ یئسُوا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: یا رسول اللہ اگر آپکے بعد یہ حکومت ہمیں حاصل ہونے والی ہے تو ہمیں بشارت عطا فرمائیں اور اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم مغلوب ہو جائیں گے تو ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیں، آپ نے فرمایا میرے بعد تم بے بس کر دیے جاؤ گے، یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے، تو یہ لوگ (بنی ہاشم) روتے ہوئے کھڑے ہو گئے یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مایوس ہو چکے تھے۔

۱- اعلام الوریٰ ابوالفضل بن حسن طبرسی صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ بیروت جدید
۲- ارشاد شیخ مفید صفحہ ۹۹ مطبوعہ قم ایران
۳- تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین مطبوعہ یوسفی دہلی صفحہ ۲۳۶

جب گھر میں آپکے پاس افراد خانہ کے سوا کوئی دوسرا صحابی نہ تھا ایسے میں گھر والوں کے اصرار کے باوجود آپکا انکار فرمانا اور ان کا روتے ہوئے کھڑے ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق کے متعلق اپنی رائے بحکم الٰہی قائم کر چکے تھے۔

میں فرمایا اے عائشہ رض! عبدالرحمن بن ابی بکر کو بلا لاؤ تاکہ میں ابو بکر رض کے لیے پروانہ
لکھ دوں تاکہ کسی کو اختلاف کی گنجائش نہ رہے۔ اور پناہ ہے اللہ کی اس بات سے کہ
اہل اسلام میں سے کوئی ابو بکر کی مخالفت کرے۔

اسے صاحب "فضائل" نے روایت کیا اور غریب قرار دیا۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۵۷

آپ ایک ہی دن میں کئی قسم کی نیکیوں میں پہل کر گئے

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
آج کسی نے روزے کے ساتھ صبح کی ہے؟ ابو بکر رض نے عرض کیا "میں نے"، آپ نے
فرمایا آج کسی نے کسی کے جنازہ میں شرکت کی ہے؟ ابو بکر بولے "میں نے"
آپ نے فرمایا، کسی مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ ابو بکر نے عرض کیا "میں نے
کی ہے"، یہ سن کر نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

"جس شخص میں یہ نیک اعمال (ایک دن میں) اکٹھے ہو گئے وہ جنتی
ہو گیا"

اسے احمد بن حنبل رض اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کسی نے روزہ
رکھ کر صبح کی ہے؟ لوگ خاموش تھے ابو بکر بولے یا رسول اللہ! "میں نے"

نبی علیہ السلام نے پھر فرمایا۔ آج کسی نے مسکین پر صدقہ کیا ہے؟ صحابہ خاموش رہے۔
ابو بکر نے عرض کیا۔ "میں نے"، فرمایا کسی نے جنازہ میں شرکت کی ہے۔ ابو بکر نے
کہا یا رسول اللہ "میں نے کی ہے"۔ دوسری روایت میں ہے کہ آخری بار آپ نے
فرمایا، مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ ابو بکر بولے "یا رسول اللہ میں نے"
تو نبی علیہ السلام مسکرا اٹھے اور فرمایا اس خدا کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا جس شخص نے
ایک دن میں یہ سارے کام کیے اس کے لیے جنت ضروری ہو گئی۔

اسے ملا نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے
صحابہ سے فرمایا کسی نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ ابو بکر نے کہا۔ میں نے رکھا ہے۔ آپ
نے فرمایا۔ کسی نے مریض کی مزاج پرسی کی ہے؟ ابو بکر نے کہا میں نے کی ہے۔ آپ
نے فرمایا کوئی جنازہ کے ساتھ چلا ہے؟ ابو بکر نے کہا میں چلا ہوں۔ سیدہ فرماتی ہیں
چوتھی بات جو نبی علیہ السلام نے پوچھی تھی مجھے معلوم نہیں سکی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا
جس شخص کے لیے یہ چاروں کام (ایک دن میں) یکجا ہو گئے۔ اللہ اس کے لیے جنت
میں محل بنائے گا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابی حراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے کوئی
ہے جس نے جنازہ کی پیروی کی ہو۔ ابو بکر نے کہا میں نے کی ہے۔ "فرمایا کسی نے مسکین
پر صدقہ کیا ہے؟ ابو بکر نے کہا میں نے کیا ہے۔ فرمایا آج کسی کا روزہ ہے؟ ابو
بکر نے کہا ہاں میرا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! آپ جنت میں دوسروں

سے چالیس برس پہلے جائیں گے ۔

حدیث

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی علیہ السلام نے نماز فجر سے فارغ ہو کر فرمایا آج کس نے روزہ رکھا ہے ؟ عمر فاروق نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے روزہ کی نیت نہیں کی اور نہ ہی ایسا ارادہ ہے ۔ ابوبکر صدیق بولے یارسول اللہ ! رات کو میرا ارادہ تھا اور صبح میں روزے سے تھا ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا آج کسی نے مریض کی عیادت کی ہے ؟ عمر فاروق بولے یارسول اللہ ! ابھی تو ہم نماز سے فارغ ہوئے ہیں ۔ اور مسجد سے باہر بھی نہیں نکلے ۔ مریض کی عیادت کیسے کرتے ۔ ابوبکر صدیق گویا ہوئے یا نبی اللہ ! میرا بھائی عبدالرحمٰن بن عوف بیمار ہے یُں گھر سے اٹھ کر انکی طرف گیا مزاج پرسی کی اور مسجد میں آپہنچا ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا آج کسی نے راہ خدا میں صدقہ بھی دیا ہے ؟ عمرؓ عرض پرداز ہوئے ، رسولِ خدا ! نماز پڑھ کر ابھی ہم آپ کے ہاں سے غائب نہیں ہوئے صدقہ کیونکر ممکن ہے ؟ ابوبکر نے لب کشائی کی یارسول میں عبدالرحمٰن بن عوف کی عیادت کر کے مسجد کو آیا دیکھا کہ دروازہ پر ایک سائل ہے میرے ساتھ میرا پوتا بھی تھا ۔ جس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا میں نے بچے سے لے کر وہ سائل کی جھولی میں ڈال دیا ۔

یہ سن کر نبی علیہ السلام نے ابوبکر سے دوبارہ فرمایا "تمہیں جنت کی بشارت ہو"، عمر فاروق نے آہ بھری (کہ افسوس میں یہ اعمال نہ کر سکا) نبی علیہ السلام نے ان کی حسرت کو دیکھ فرمایا اے اللہ ! عمر پر رحمت نازل فرما ۔ عمر خوش ہو گئے ۔ اور کہا میں نے جب کبھی کسی بھلائی میں ابوبکر سے بڑھنا چاہا تو وہ مجھ سے آگے نکل گئے ۔

ان الفاظ سے اسے خلعی نے روایت کیا ہے جب کہ ابو داؤد نے بھی دروازہ

مسجد پر پارۂ نان صدقہ کرنے کے عنوان سے یہ حدیث روایت کی ہے ۔

تشریح :

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے جو ہم انکے خصائص میں بیان کریں گے ۔ تو ممکن ہے یہ واقعہ دوبار ہوا ہو ایک بار مذکورہ اعمال صالحہ ابوبکرؓ میں پا گئے ہوں اور دوسری بار عمر فاروق میں ۔

حدیث

صلہ بن زفرؓ سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰؓ کے سامنے جب ابوبکر صدیق کا ذکر چھیڑتا تو وہ فرماتے ابوبکر سَبّاق تھے (یعنی نیکیوں میں سب سے آگے نکل جانے والے) قسم بخدا کسی نیک کام میں جب بھی ہمارا مقابلہ ہوا ابوبکر آگے نکل گئے ۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۵۸

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ آپ ہی نے پڑھایا

قسم بخدا سیّدہ فاطمہؓ کا جنازہ ابوبکر ہی پڑھائیں گے حضرت علیؓ

حدیث

مالک امام جعفر صادقؓ سے وہ امام باقرؓ سے اور وہ امام زین العابدینؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سیّدہ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی رحلت مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی ۔ ابوبکر صدیق ، عمر فاروق ، عثمان غنی ، زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف موجود تھے ۔ جب جنازہ لاکر رکھا گیا تو علی مرتضیٰ نے فرمایا ۔ ابوبکر آگے بڑھو ! انہوں نے فرمایا جناب علی ! آپ موجود ہیں ۔ حضرت علی نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے مگر آپ آگے آئیں قسم بخدا آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص جنازہ نہیں پڑھائے گا ۔ چنانچہ ابوبکر صدیق نے نماز پڑھائی اور انہیں رات ہی میں

دفن کر دیا گیا[1] اسے بصری نے اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس جنازہ میں ابو بکرؓ نے چار تکبیریں کہیں، مگر یہ بات صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ بخاری میں ہے۔ علی مرتضیٰ رضؓ نے

---

[1] شیعہ کتب میں صراحتاً نہیں اشارۃً اور اصولاً ثابت ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کا جنازہ ابو بکر صدیقؓ نے پڑھایا۔ اور یہ دلیل ہے اس بات کی، کہ اہل بیت اور صحابہ کرام خصوصاً سیدہ فاطمہ اور ابو بکرؓ کے مابین کسی قسم کی عداوت نہ تھی چنانچہ ملاحظہ ہو۔

شیعہ کتب میں موجود ہے کہ جب امام حسنؓ فوت ہوئے تو امام حسینؓ کی میت ہونے کے باوجود گورنر مدینہ سعید بن العاصؓ سے ان کا جنازہ پڑھوایا اور ساتھ یہ فرمایا۔

تُقَدَّمْ فَلَوْلَا اَنَّهَا سُنَّةٌ مَا قَدَّمْتُكَ ۔

ترجمہ : آگے بڑھ کر نماز پڑھاؤ اگر یہ سنت پہلے سے جاری نہ ہوتی تو میں تمہیں کبھی آگے نہ بڑھاتا نماز پڑھانے کے لیے

۱۔ مقاتل الطالبیین (ابو الفرج اصفہانی شیعہ) ص۴۷

۲۔ ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ ص۱۸ ج۴

امام حسین کے اس ارشاد کا مطلب صاف طور پر یہی ہے کہ چونکہ پہلے سے اسلام میں یہ طریقہ جاری ہے کہ حاکم وقت ہی نماز جنازہ پڑھاتا ہے خواہ ولی میت موجود بھی ہو اس لیے اے سعید تم ہی جنازہ پڑھاؤ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت حضرت ابو بکر صدیق حاکم وقت تھے۔ معلوم ہوا انکی نماز حضرت صدیق اکبر نے پڑھائی تھی۔ جب کہ کتب اہل سنت میں ابو بکر صدیق کا سیدہ کا جنازہ پڑھانا صراحتاً مذکور ہے دیکھیے طبقات ابن سعد ص۲۹ ج۸ ذکر بنات رسول، کنز العمال ص۳۶۶ ج۶ اور سنن بیہقی۔

سیدہ فاطمہ کی وفات کے بعد ابو بکر کی بیعت کی ہے۔ اور بیعت نہ ہونے کے باوجود مذکورہ بات کہنا علی مرتضیٰ کے مناسب حال نہیں مگر ممکن ہے۔ سیدہ کے وصال پر ابو بکر صدیق وغیرہم صحابہ کے آنے پر علی مرتضیٰ ان سے متفق ہو گئے ہوں اور بیعت کر لی ہو اور بعد میں ان سے نماز پڑھوائی ہو۔

۞

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۵۹

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق سے راضی خوشی دنیا سے گئی ہیں

حدیث

عامر سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق سیدہ فاطمہ کے پاس آئے جب کہ ان کی مرض شدت اختیار کر چکی تھی۔ اندر کرنے کی اجازت چاہی، علی مرتضیٰ نے کہا۔ بنتِ رسول! دروازہ پر ابو بکر کھڑے ہیں۔ اندر آنا چاہتے ہیں۔ فرمایا سرتاج! آپ کو منظور ہے؟ حضرت علی نے فرمایا بالکل، تو ابو بکر اندر آئے کچھ معذرت کی باتیں ہوئیں۔ تو سیدہ فاطمہ ان سے راضی ہو گئیں۔

حدیث۔

اوزاعی روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر پر ناراض تھیں۔ ابو بکر آئے سیدہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ جبکہ کڑکتی دھوپ پڑ رہی تھی

اور کہا جب تک اللہ کے رسول کی لختِ جگر مجھ سے راضی نہ ہوتی میں یہاں سے نہیں ہلونگا۔ چنانچہ ابوبکر اندر آئے اور راضی ہونے کی قسم دی تو وہ راضی ہو گئیں [1]

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

---

[1] شیعہ فرقہ ہمیشہ سے ایسی روایات کو دلیل بنا کر کہتا ہے کہ ثابت ہوا۔ ابو بکر نے سیدہ فاطمہ کا باغ فدک چھین کر ان پر ظلم کیا تھا جب ہی وہ ناراض تھیں مگر ان کی یہ بات قطعی غلط ہے اور مذکورہ روایات سیدہ فاطمہ کی شان پاک کے اسر خلاف اور ناقابل اعتبار ہیں۔ انہی دو مذکورہ حدیث ۱۴۱۷ اور ۱۴۱۸ کو لیں ان میں کچھ بیان نہیں کیا گیا کہ یہ کس صحابی سے مروی ہیں، آگے صحابی سے کس تابعی نے حاصل کیں، پھر امر واقع ہے کہ فدک کے متعلق جو شبہ سیدہ فاطمہ رضہ کے ذہن میں تھا کہ یہ باغ مجھے بطور میراث ملنا چاہیے حضرت ابو بکر صدیق نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا کر کہ انبیاء کی مالی میراث نہیں ہوتی وہ شبہ دور کر کے انہیں مطمئن کر دیا تھا اور اس فیصلے سے راضی ہو گئیں تھیں خود شیعوں کی معتبر ترین کتاب ابن میثم شرح نہج البلاغہ جلد ۵ ص ۱۰۷ میں ہے، فَرَضِيَت فاطمة واخذت عليه العهد
کہ سیدہ فاطمہ ابو بکر صدیق کے فیصلے سے راضی ہو گئیں اور اس عہد میں لے لیا۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۶۰

خلیفۃ الرسول صرف آپ کا مشہور زمانہ لقب ہے

حدیث۔

ابن ابی ملیکہ رضہ کہتے ہیں میں نے ایک بار صدیق اکبر کو اے خلیفۂ خدا کہہ کر پکارا۔ آپ نے پلٹ کر مجھے فرمایا میں خلیفۂ خدا نہیں خلیفۂ رسولِ خدا ہوں، اور مجھے اسی پر فخر ہے۔

اسے احمد بن حنبل اور ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے یزید بن ابی سفیان (امیر معاویہ کے بھائی) کو شام کی طرف (عامل بنا کر) بھیجا اور الوداع کہنے کو دو میل تک ساتھ چلے تو کہا گیا۔ اے خلیفۂ رسول خدا! آپ واپس ہو جائیے!۔ آپ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جس کے قدم راہِ خدا میں غبار آلودہ ہو جائیں اللہ اس پر نار جہنم حرام کر دیتا ہے [1] اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

---

[1] سیدنا ابو بکر صدیق رضہ کی دین کے ساتھ یہ وابستگی وارفتگی کا اعتراف اہل تشیع کو بھی کرنا پڑا ہے چنانچہ مرزا محمد تقی شیعہ ناسخ التواریخ حالات خلفا جلد اول ص ۱۸۷ میں لکھتا ہے کہ جب حضرت ابو بکر نے لشکرِ اسامہ کو شام کی طرف بھیجا تو دور تک لشکر کے ساتھ پیدل چلتے رہے۔ عبدالرحمان بن عوف رضہ نے گھوڑا پیش کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ! بر نشیں اسامہ و دیگر مردم ہے گفتند پیادہ چند تواں طے مسافت کرد؟ بر نشیں! ابو بکر گفت چند از ینگونہ سخن کنید مگر نشنید ید کہ رسول خدا فرمود من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرم اللہ بدنہ علی النار۔ بقیہ آگے صفحہ پر

تشریح :

جب لوگ مرتد ہوئے اس وقت ابو بکر صدیق نے جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اس کا تذکرہ ہو چکا ۔ اس وقت حضرت علی نے ابو بکر صدیق سے کہا تھا " اے خلیفۂ رسولِ خدا ! اور مخالفین و موافقین سب مانتے ہیں کہ آپ ہی کو خلیفہ رسولِ خدا کہا جاتا تھا اور کسی کو یہ لقب نہیں ملا [1]

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۶۱

آپ کی چار پشتیں صحابی اور راوی احادیث رسولِ خدا ہیں

ایسی چار پشتیں جنہوں نے یکے بعد دیگرے تواتر سے نبی علیہ السلام کی زیارت کی ایمان لائے ۔ آپ کا کلام سنی اور آگے روایت کی ، وہ یہ لوگ ہیں ۔ ۱ ۔ ابو بکر صدیق ، ۲ ۔ آپ کے والد ابو قحافہ ، ۳ ۔ آپ کی بیٹی اسماء ، اور ۴ ۔ ان کا بیٹا عبد اللہ بن زبیر ۔
بعض روایات میں ہے کہ عبد اللہ بن زبیر (ابو بکرؓ کے نواسے) نے نبی علیہ السلام کی صحبت تو کی ہے مگر روایت نہیں ۔

ترجمہ : اے خلیفۂ رسول خدا سوار ہو جائیں ! آخر آپ پیدل کہاں تک چل پائیں گے ۔؟
آپ نے ارشاد فرمایا تم مجھے یہ کچھ کہہ رہے ہو مگر تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جس شخص کے قدم راہ خدا میں غبار آلود ہوئے اللہ نے اس کا بدن جہنم پر حرام کر دیا ۔

[1] وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ صرف ابو بکر صدیق ہیں ، جبکہ بعد والے خلفاء میں سے ہر کوئی اپنے سے پہلے خلیفہ کا خلیفہ تھا ۔

حدیث ۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں ہم نے ایسی چار پشتیں جنہوں نے لگاتار نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل کی ہو ان چار افراد کے سوا نہیں دیکھیں ۔ ۱ ۔ ابو قحافہ ، ۲ ۔ ابو بکر صدیق ، ۳ ۔ عبد الرحمن بن ابی بکر اور ۴ ۔ ابو عتیق بن عبد الرحمن بن ابی بکر ۔ ابو عتیق کا نام محمد ہے ۔
اسے قاضی ابو بکر بن مخلد نے روایت کیا ہے اور ابو عتیق نبی علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں ۔

تشریح :

امام بخاری فرماتے ہیں ابو عتیق نے نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل کی اور وہ رضی اللہ عنہم کی صفت میں شامل ہیں مگر ان سے روایت ثابت نہیں ۔ تاہم یہ ایسی خصوصیت ہے جو ابو بکر صدیق کے گھرانہ کے سوا کہیں نہیں مل سکتی خواہ ابو عتیق سے روایت تسلیم کی جائے یا نہ ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۶۲

وہ قرآنی آیات جو آپ کے حق میں یا آپ کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں

پہلی آیت : إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ :

اگر تم نبی علیہ السلام کی مدد نہیں کرتے تو اللہ نے ان کی مدد کی تھی جب کافروں نے انہیں مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا ۔ دو میں سے دوسرا جب وہ

دونوں غار میں تھے۔ جب وہ (نبی علیہ السلام) اپنے ساتھی سے کہہ رہے
تھے غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر (ابوبکر پر) اپنی طرف
سے اطمینان (رحمت) ڈال دی۔

اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں مذکورہ اثنین میں سے احد الاثنین ابوبکر
ہیں (اور ثانی اثنین نبی علیہ السلام) اور صاحبہ سے ابوبکر ہی مراد ہیں، جبکہ بخاری مسلم
کے حوالہ سے یہ پیچھے تفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث

حسن رض سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام اہل زمین کا عیب اور
ابوبکر کی عظمت بیان کی ہے۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔ اور واحدی نے شعبی سے
یہی روایت کی ہے۔

حدیث

عمرو بن الحارث سے روایت ہے کہ ابوبکر نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص سورہ توبہ
پڑھ سکتا ہے؟ ایک شخص نے اٹھ کر سورہ توبہ کی تلاوت شروع کر دی جب وہ
یہاں پہنچا۔

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

ابوبکر صدیق رو پڑے اور کہا قسم بخدا میں ہوں "صاحبہ"

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ

کا معنیٰ ہے اللہ نے ابوبکر پر سکینت (رحمت) اتار دی۔ کیونکہ نبی علیہ السلام پر

تو اللہ کی رحمت پہلے ہی سے ہے۔

دوسری آیت:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

(سورہ نور آیت ۲۲)

ترجمہ: اور نہ قسم اٹھائیں تم میں سے مال و وسعت والے کہ وہ کچھ (نہ) دیں گے
رشتہ داروں اور مساکین کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اور
چاہیے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری
بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ (جب منافقین نے مجھ پر تہمت
لگائی تو مسطح بن اثاثہ جو ہمارے قریبی رشتہ دار تھے نے ان کی تصدیق کی ابوبکر صدیق
مسطح کو خرچہ دیا کرتے تھے) تو ابوبکر صدیق نے قسم اٹھائی کہ میں آئندہ مسطح کو کچھ نہ دوں گا
تو یہ آیت نازل ہوئی۔

و لا یأتل اولو الفضل منکم الخ

چنانچہ ابوبکر پکار اٹھے خدا کی قسم میں تو چاہتا ہوں اللہ میری مغفرت فرمائے اور
انہوں نے فوراً مسطح کا خرچہ جاری کر دیا اور پھر کبھی اس میں کمی نہ آنے دی۔[1]

---

[1] اس آیہ مبارکہ کا شان صدیق اکبر میں نازل ہونا شیعہ مفسرین نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ
شیعوں کا سب سے بڑا مفسر علامہ فضل بن حسن طبرسی تفسیر مجمع البیان جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۳۲ میں
اسی آیت کے تحت لکھتا ہے۔ ان قولہ لا یأتل اولوا الفضل منکم الآیۃ نزلت فی ابی بکر

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے ۔

تیسری آیت

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۔ (سورۃ لقمان آیت ۱۵)

ترجمہ: اس شخص کے راستے پر چلو جو میری طرف (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا ہے ۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت ابوبکر صدیق کی شان میں اتری اور خطاب حضرت سعد بن ابی وقاص کو ہے ۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام کی شان میں اتری اور خطاب ابوبکر صدیق سے ہے ۔

اسے ماوردی نے روایت کیا ہے ۔

چوتھی آیت: وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۔ (سورہ زمر آیت ۳۳)

ترجمہ اور جو سچائی لے کر آیا اور جس نے اس تصدیق یہ لوگ ہی تقوی والے ہیں ۔

حدیث

حضرت علی مرتضیٰ رض سے روایت ہے کہ سچائی لے کر آنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(ومسطح بن اثاثۃ)

ترجمہ: بے شک قول خدا الایاتل الوا الفضل منکم ابوبکر صدیق اور مسطح بن اثاثہ کے حق میں نازل ہوئی۔

معلوم ہوا ابوبکر صدیق اللہ کے ہاں صاحب فضل وتکریم ہیں ۔

ہیں اور اس سچائی (قرآن) کی تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں ۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے بھی روایت کیا ہے [۱]

پانچویں آیت:

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ الخ ۔

(سورہ زمر آیت ۹)

ترجمہ: یا وہ شخص (اللہ کو محبوب ہے) جو رات کے پہروں میں اللہ کی بارگاہ میں سجدے اور قیام کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے ۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔ اس کے دوسرے شان نزول بھی مروی ہیں ۔

چھٹی آیت:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

---

[۱] معلوم ہوا اللہ کے ہاں ابوبکر صدیق صادق الایمان اور اہل تقوی ہیں اور شیعہ کتب میں بھی اس آیت کے تحت لکھا ہے ۔

الذی جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ ابوبکر

یعنی جو سچائی لیکر آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر ہیں ۔ تفسیر مجمع البیانی جلد ۳ ص ۶۵

اَلْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

(سورہ خصلت آیت ۳۰)

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر ڈٹ گئے۔ ان پر فرشتے اترے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ نہ خوف رکھو نہ غم، اور تمہیں بشارت ہو جنت کی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔

حدیث

ابن عباس فرماتے ہیں یہ آیت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں اتری ہے۔

اسے واحدی نے ذکر کیا ہے۔

ساتویں آیت:

اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

ترجمہ: تو جسے جہنم میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے۔ یا وہ جو روز قیامت امن کے ساتھ آئے گا۔

حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہنم والا ابوجہل اور امن والا ابوبکرؓ ہے

اسے ثعلبی نے روایت کیا ہے۔

آٹھویں آیت:

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ احقاف آیت ۱۵)

ترجمہ: تا آنکہ جب وہ پختہ عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا۔ تو اس نے دعا کی اے رب مجھے توفیق دے کہ تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر اتاری ہیں اور یہ کہ میں نیک اعمال کروں جو تجھے پسند ہیں اور اے رب میری اولاد کی اصلاح فرما میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں مسلمانوں سے ہوں۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت ابوبکر صدیق کی شان میں اتری ہے۔ اللہ نے آپ کی مذکورہ دعائیں قبول فرمائیں۔ چنانچہ آپ کے والدین اور اولاد سب کے سب اسلام لائے۔

اسے عقیل بن خالد نے روایت کیا ہے۔ جب کہ آپ کی والدہ کے اسلام میں یہ بات گزر چکی ہے۔

نویں آیت: لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ (سورہ حدید آیت ۱۰)

ترجمہ: وہ شخص تم جیسا نہیں جس نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

حدیث۔

کلبی کہتے ہیں یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق میں اتری ہے۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

دسویں آیت: لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ الخ

(سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ: آپ نہ پائیں گے اس قوم کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائی ہے۔ کہ وہ اللہ اور رسول کے دشمنوں سے محبت رکھیں۔ چاہے وہ ان کے باپ دادا بھائی یا رشتہ دار ہوں۔ انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان راسخ کر دیا ہے۔

حدیث

ابن جریج کہتے ہیں ابو قحافہ نے (قبول اسلام سے پہلے) ایک بار نبی علیہ السلام کی شان میں بے ادبی کی ابو بکر صدیق نے انہیں شدید ترین تھپڑ رسید کر دیا۔ پھر نبی علیہ السلام کو بتلایا، آپ نے فرمایا۔ تم نے ایسے ہی کیا ہے؟ عرض کیا "ہاں" آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ ابو بکر کہنے لگے یا رسول اللہ اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اسے قتل بھی کر دیتا، تو یہ آیت اتری[1]

اسے واحدی اور ابو الفرج نے روایت کیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت ایک پوری جماعت کے حق میں اتری ہے۔

---

[1] ثابت ہوا ابو بکر صدیق کے دل میں ایمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور شیعہ کتب میں ہے کہ جنگ احد میں آپ اپنے کافر بیٹے پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑے تھے دیکھیے ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص۳۰۵۔

گیارہویں آیت:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ اِلٰی قولہ۔ وما لاحدٍ عندہٗ من نعمۃٍ تجزٰی الا ابتغاءَ وجہ ربہ الاعلٰی ولسوف یرضٰی (سورہ احقاف آیت ۵ تا ۱۵)

ترجمہ: تو جس نے مال خرچ کیا۔ (راہ خدا میں) اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی ہم جلد ہی اس کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے ...... اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا اس نے بدلہ دیا ہے۔ اس نے یہ کام صرف خدائے برتر کی رضا کے لیے کیا ہے۔ تو جلد اس سے اللہ راضی ہو گا۔

حدیث

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو قحافہ نے اپنے بیٹے ابو بکر صدیق سے کہا تم کمزور قسم کے غلام آزاد کرتے ہو حالانکہ انہی غلاموں نے آئندہ تمہارے کام آنا اور حفاظت کرنا ہے۔ (اس لیے اعلیٰ غلام آزاد کیا کرو) ابو بکر نے فرمایا۔ والد صاحب! میں جو نیت کرتا ہوں۔ وہ غلط نہیں ہوتی (یعنی میرا مقصد آزاد کردہ غلاموں سے فائدہ لینا نہیں رضا الٰہی ہوتا ہے) تو یہ آیات نازل ہوئیں جو صرف اور صرف شان صدیق اکبر میں ہیں، اور یہ ساری سورہ آپ کے حق میں نازل ہے۔

اسے ابن اسحاق واحدی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں کچھ اور احادیث بھی ہیں جو اس آیت کا مفہوم واضح کرتی ہیں[1]

---

[1] اس آیت فاما من اعطٰی واتقٰی الخ کے تحت شیعہ مفسر علامہ طبرسی نے لکھا ہے
عن ابن الزبیر قال ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری المالیک الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرۃ وغیرھما واعتقھم،

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے لیے ایک جگہ جہنم میں اور دوسری جنت میں تیار کر دی گئی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! تو کیا پھر ہم اس پر بھروسہ کرکے نہ بیٹھ رہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم عمل کرو، جس انجام کے لیے کوئی شخص پیدا ہوا ہے۔ اسے ویسے ہی اعمال کی توفیق دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فامّا من اعطٰی و اتّقٰی و صدّق بالحسنٰی فسنیسرہ للیسرٰی
و امّا من بخل و استغنٰی و کذّب بالحسنٰی فسنیسرہ
للعسرٰی۔

ترجمہ: جس نے (راہِ خدا میں) مال دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی تو بہت جلد ہم اسے آسانی کی توفیق دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم عنقریب اسے دشواری مہیا کریں گے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ آیت صرف ابو بکر صدیق کیلئے نہیں جملہ انسانوں کیلیے ہے جبکہ پیچھے اس کا شانِ صدیقی میں نازل ہونا مذکور ہوا تو ممکن ہے پہلے ابو بکر صدیق کے بارہ

ترجمہ: ابن زبیر رضؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ انہوں ان غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا تھا جو اسلام لے آئے تھے جیسے حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ وغیرہ ہیں۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

میں نازل ہوئی ہو بعد میں اس کا حکم سب کے لیے عام کر دیا گیا۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضؓ نے بلال کو خرید کر آزاد کیا تو مشرکین نے کہا یہ ابو بکر نے صرف اس لیے کیا ہے۔ کہ ان پر پہلے سے بلال کا کوئی احسان تھا۔ جس کا بدلہ چکایا گیا ہے۔ تو مذکورہ آیت اتری۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہ ساری سورت والیل ابو بکر صدیق کی مدح اور امیہ بن خلف کی مذمت میں اتری ہے۔ کیونکہ ابو بکر نے امیہ سے بلال رضؓ کو خرید کر آپ نے آزاد کیا تو یہ سورت نازل ہوئی۔ اور فرمایا گیا جس نے مال دیا (راہ خدا میں) اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات (یعنی لا الٰہ الا اللہ) کی تصدیق کی وہ ابو بکر ہے عنقریب ہم سے آسانی مہیا کریں گے اور وہ جنت ہے۔ اس کے خلاف جس نے یعنی امیہ بن خلف اور ابی نے بخل کیا اللہ سے بے پرواہ بنا اور لا الٰہ الا اللہ کو نہ مانا۔ ہم عنقریب اسے دشواری (جہنم) مہیا کر دیں گے اور اس کا مال اسے بچا نہ سکے گا۔ جب ہلاک ہو جائیگا۔ تو وہ بدبخت جس نے حق کو جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ وہ امیہ اور اُبی ہے۔

پتہ چلا قرآن کریم کی نص کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق متقی پرہیزگار اور جنتی انسان ہیں اور یہ کہ اللہ نے انہیں اپنی راہ میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما رکھی تھی اور اللہ کو ان کی یہ ادا بڑی پسند تھی کہ قرآن میں اس کا تذکرہ کر دیا اب بھی اگر شیعہ ان کو بُرا کہیں تو پھر ان کے لیے دُعا ہی کی جا سکتی ہے کہ اللہ انہیں بھی نعمت تصدیق حق عطا فرمائے۔

فصل دہم

افضلیتِ صدیق اکبرؓ والی احادیث ایک نظر میں

اس فصل کی تمام تر احادیث گذشتہ فصول و ابواب میں گزر چکی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کی نشاندہی کر دیتے ہیں تاکہ بوقتِ استدلال انہیں زیرِ نظر لانا آسان ہو جائے۔

تو اس سلسلہ میں سب سے پہلے وہ احادیث گزری ہیں جو آپ کے سابق الاسلام ہونے پر دال ہیں من جملہ حدیث ابی سعید خدری ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ کیا میں اس امر کا زیادہ حق دار نہیں یہ احادیث فصل ذکر اسلام ابی بکر میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد وہ احادیث ہیں، جن کا مضمون یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ گویا اللہ کی محبت کے بعد نبی علیہ السلام کو ابو بکر سے محبت تھی اور ابو بکر کے سوا کوئی آپکا خلیل نہیں بن سکتا تھا۔[1]

---

[1] دیکھیے پیچھے حدیث ۲۷۱ تا ۲۸۲

پھر حضرت جابرؓ کی حدیث ۳۰۷ ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد سب امت سے افضل ہیں۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ آپ تمام اصحاب رسول سے افضل ہیں۔[1]

حضرت ابو درداء کی حدیث ۳۰۵ ہے کہ انبیاء کے بعد ابو بکر سے بہتر کسی انسان پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ دنیا و آخرت میں آپ تمام صحابہ سے بہتر ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعدد احادیث کی روایت ہے کہ جو صحابہ ثلاثہ کے باب میں گزر چکی ہیں کہ ہم (صحابہ) عہد نبوی صلی اللہ علیہ السلام میں سب سے افضل ابو بکر انکے بعد عمر اور ان کے بعد عثمان غنی کو افضل سمجھتے تھے۔ محمد بن حنفیہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد ابو بکر سب لوگوں سے بہتر انسان ہیں، اسی طرح حضرت علی سے عبد خیر، نزال بن سبرہ ابی جحیفہ اور محمد بن حنفیہ نے اسی قسم کی احادیث روایت کی ہیں۔ جو ابو بکر و عمر کے مشترکہ باب میں گزر چکی ہیں۔

حضرت عمرؓ کی حدیث ۳۱۱ ہے کہ ابو بکر ہمارے سردار اور ہم سے بہتر ہیں۔ آپ ہی سے مروی دوسری حدیث ہے کہ لوگو! اللہ نے تم میں سے بہتر شخص کو حکومت دیدی۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ۳۱۴ ہے کہ میں اپنا جانشین نہیں چھوڑے جا رہا اگر اللہ نے تمہارے لیے بہتری چاہی تو کسی بہتر انسان کو تمہارا خلیفہ بنا دے گا۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام کے بعد اللہ نے ہمیں بہترین انسان پر اکٹھا کر دیا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ۳۱۸ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے بہتر کو ہمارا امام بنایا ہے۔

---

[1] دیکھیے پیچھے حدیث ۳۰۸

ابوامامہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں کہ ابوبکر کا وزن تمام امت سے زائد ہے۔ یہ روایات عشرہ مبشرہ کے بعض افراد کے فضائل کے باب میں گزر چکی ہیں۔

ابوبکر راوی کی حدیث ہے کہ صدیق اکبر، عمرؓ وعثمانؓ دونوں سے بھاری ہیں۔

ابوسعید خدری فرماتے تھے ابوبکر ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔ ابوسعید سے اسی مضمون کی ایک اور حدیث بھی مروی ہے، جب کہ ابومعلی سے بھی ایسی ہی حدیث روایت کی گئی ہیں۔

اسی طرح خلفاء اربعہ صحابہ ثلاثہ اور شیخین کے ابواب میں اس مضمون پر مشتمل لاتعداد احادیث گزر چکی ہیں۔ جن میں سے ہم نے اہم احادیث کی نشاندہی کر دی ہے۔

فصل یازدہم

جنت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اور مدارج

عشرہ مبشرہ کے بعض افراد، خلفاء اربعہ، صحابہ ثلاثہ اور شیخین کے فضائل کے ابواب گذشتہ میں اس مضمون کی بعض احادیث گزر چکی ہیں۔

اور خصائص ابی بکرؓ میں حدیث ابی ہریرہؓ نمبر ۳۷ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ ابوبکر سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ حدیث نمبر ۳۷۳ بھی آپ کی نظر سے گزر چکی ہے کہ ابوبکر جنت میں نبی علیہ السلام کے ساتھی ہوں گے۔

صدیق اکبر کی پہلی جنتی شان

آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا

حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جس نے دو طرح کے مال اللہ کی راہ میں خرچ کیے اسے جنت کے دروازہ سے آواز آئے گی اے اللہ کے بندے، یہ دروازہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ تو نمازی کو باب الصلوٰۃ سے نمازی و شہید کو باب الجہاد سے، صدقات و خیرات کرنے والے کو باب الصدقہ سے اور روزہ دار کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے۔ جسے سب دروازوں سے آواز آئے گی؟ آپ نے فرمایا۔

نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ

ہاں! اور مجھے امید ہے آپ ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں)

اسے بخاری، مسلم، ترمذی، احمد بن حنبل اور ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے راہ خدا میں دو طرح کے مال خرچ کیے جنت کے پاسبان بڑھ بڑھ کر اس کا

استقبال کریں گے ، اور کہیں گے اسے اللہ کے بندے اسے مسلم! یہ دروازہ تمہارے
لیے بہتر ہے یہ کہہ کر نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیق کے ران پر (محبت سے) تھپکی لگائی
اور فرمایا ابو بکر! تم بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہو اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

دو طرح کا مال خرچ کرنے کے کئی معانی کیے گئے ہیں۔

۱۔ ایک نہیں دو گھوڑے دے۔ ایک نہیں دو عبد آزاد کرے۔
۲۔ دو مختلف مال دے درہم اور دینار، روٹی اور کپڑا۔
۳۔ کسی کو دو نمازوں یا دو روزوں کا ثواب ہبہ کرے۔

پہلا معنی کسی غیر معروف شارح نے کیا ہے۔ جب کہ دوسرا حضرت حسن بصری اور
تیسرا علامہ الباجی نے کیا ہے۔

صدیق اکبر کی دوسری جنتی شان

فرشتے آپ کو جنت میں انبیاء کے ساتھ مقام دیں گے

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتے ابو بکر صدیق
کو روز قیامت لائیں گے۔ اور انبیاء و صدیقین کے ساتھ جنت میں جگہ دیں گے۔
اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخین کے
فضائل ہیں۔ ابو بکر صدیق سے مختص ایسی ہی حدیث گزر چکی ہے۔ جس میں انبیاء
کا ذکر نہیں۔

ابو بکر صدیق کی تیسری جنتی شان

جنت میں آپ کی خوش بختی

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جنتی پرندے اونٹوں کی مانند
درختوں پر اڑتے بیٹھتے ہونگے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ بڑے خوش
بخت پرندے ہیں۔ تو آپ نے تین بار فرمایا یہ پرندے جن لوگوں کی خوراک نہیں گے وہ زیادہ
خوش بخت ہیں، اور مجھے امید ہے تم انہیں کھانے والوں میں سے ہو۔
اسے احمد بن حنبلؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس "طوبیٰ" کا
ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ ابو بکر! "طوبیٰ" کو جانتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا اللہ اور
اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ایک جنتی درخت ہے۔ جس کی لمبائی
چوڑائی اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کی ایک ٹہنی کے سائے میں ایک گھڑسوار ستر سال
تک بھاگ سکتا ہے۔ ان درختوں پر اونٹوں جیسے بڑے پرندے بیٹھے ہونگے۔ ابو بکر
صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ پرندے بڑے خوش بخت و خوش حال ہیں۔
آپ نے فرمایا۔

انہیں کھانے والے زیادہ خوش بخت ہیں اور اے ابو بکر ! انشاء اللہ تم انہی میں سے ہو۔ اسے خلعی نے روایت کیا ہے۔

بیان ۴ — جنت میں آپ کا بلند و بالا گنبد

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ شب معراج میں جنت میں گیا۔ وہاں میں نے ایک بلند گنبد دیکھا جس پر ریشم کے پردے لگے تھے میں نے کہا جبریل! یہ کس کا ہے؟ عرض کیا ابو بکر صدیق کا ہے۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

بیان ۵ — جنت میں آپ کے لیے گلاب جیسی چار سو حوریں!

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جنت میں کچھ حوریں ہیں جنہیں اللہ نے گلاب سے پیدا کیا اور انہیں گلابی حوریں کہا جاتا ہے۔ ان سے صرف نبی یا صدیق یا شہید ہی نکاح کر سکتے ہیں۔ اور ابو بکر کو ایسی چار سو حوریں دی جائیں گی۔

بیان ۶ — اہل جنت کس طرح آپ کا پرتپاک استقبال کیا کریں گے

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص جنت میں آئے گا۔ تو جنت کے ہر گھر اور ہر بالاخانہ کے لوگ پکاریں گے مرحبا مرحبا ادھر تشریف لائیے، ادھر تشریف لائیے۔ ابو بکر نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! گویا اہل جنت اس شخص پر مر مٹے! آپ نے فرمایا! بالکل اور وہ شخص تم ہو اے ابو بکر!

فصل یازدہم

ابو بکر صدیق کے فضائل و مناقب

ابن عبدالبر وغیرہ کہتے ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ابو بکر صدیق بدر و حدیبیہ میں شریک تھے اور نبی علیہ السلام کے رفیق خاص صرف آپ تھے۔ غار میں خدمت گذار صرف آپ تھے۔ آپ ہی نے مرتدین سے جہاد کیا۔ اپنی بہتر رائے پیش کی اور باوجود نرم خو ہونے کے اس موقعہ پر سخت ترین موقف اختیار کیا۔ جس کے سبب اللہ نے دین کو غلبہ دیا اور ہر مرتد قتل ہو گیا۔

صاحب ”صفوہ“ کہتے ہیں پوری سیرت نبوی میں کوئی ایسا اہم موقعہ نہیں جہاں ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ساتھ نہ ہوں۔ جب احد میں لوگ بھاگ گئے۔ آپ دامانِ رسالت سے لپٹے رہے۔ جنگ تبوک میں سب سے بڑا جھنڈا نبی علیہ السلام نے آپ کو دیا تھا۔ اور دورِ جاہلیت میں بھی آپ کبھی شراب کے قریب نہ گئے تھے۔

فضیلت ۱

آپ مجسمہ خیر و خوبی ہیں

صدیق اکبر اور بھلائی کی تین سو ستر خصلتیں

حدیث

طارق کہتے ہیں کچھ لوگ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور سوال کیا کہ ابو بکر کیسے شخص تھے فرمایا مجسمہ خیر تھے یا فرمایا مجسمہ خیر کی طرح تھے۔

اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبد خیر نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلائی کی تین سو ستر (۳۷۰) خصلتیں ہیں۔ جب اللہ کسی انسان کی بہتری (جنت) چاہے تو ان میں سے کوئی ایک خصلت اس میں پیدا کر دیتا ہے۔ جس کے سبب وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مجھ میں بھی ایسی کوئی خصلت ہے؛ فرمایا تیرے اندر وہ تمام کی تمام خصائل موجود ہیں۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے اور ابن بہلول نے سلمان بن یسار کے واسطہ سے نبی علیہ السلام سے اسے روایت کیا ہے۔

حدیث

ربیع بن انس کہتے ہیں پہلی کتاب (توراۃ) میں لکھا تھا ابو بکر کی مثال بارش کی سی ہے۔ جہاں گرے نفع لائے گی۔ اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۲

نبی علیہ السلام کے سسرال کی عظمت

عشرہ مبشرہ کے بعض افراد کے فضائل میں گزر چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کسی کے سسر ہوں یا کوئی آپ کا سسر بنے دونوں قسم کے لوگوں پر جہنم حرام اور جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (اب اسی امر پر دال ایک اور حدیث پیش خدمت ہے۔)

حدیث

ابن عمرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

كُلُّ نَسَبٍ وَصِهْرٍ مُنْقَطِعٌ اِلَّا نَسَبِيْ وَصِهْرِيْ

روز قیامت ہر قسم کا نسبی اور سسرالی رشتہ ختم ہو جائے گا۔

البتہ مجھ سے نسبی یا سسرالی رشتہ کا ہونا فائدہ دے گا[1]

اسے تمام نے اپنے فوائد میں روایت کیا ہے۔ اور امہات المؤمنین کے فضائل میں باب ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ میں ان سے نبی علیہ السلام کی شادی کا حال بیان ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (جس سے ابو بکر صدیق کا سسرالی رشتہ خوب واضح ہو

[1] ابو بکر صدیق اور عمر فاروق نبی علیہ السلام کے سسر ہیں اور نبی علیہ السلام عثمان غنی کے سسر ہیں

جائے گا)

فضیلت ۳

بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی قدر و منزلت

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا نبی علیہ السلام حضرت علی رضؓ کے ساتھ کھڑے تھے اتنے میں ابو بکر صدیق آ گئے۔ نبی علیہ السلام نے بڑھ کر اسنے مصافحہ کیا گلے لگایا اور ماتھا چوم لیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو الحسن! میرے نزدیک ابو بکر کی وہی قدر ہے جو اللہ کے ہاں میری ہے۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔

اور یہ فضیلت روزِ محشر بھی جلوہ دکھائے گی۔ چنانچہ یہی حدیث شیعہ کتب میں بکثرت موجود ہے، چنانچہ شیعوں کی معتبر تفسیر لوامع التنزیل جلد ۲ ص ۲۷۶ میں زیر آیت ولا تنکحوا المشرکات الخ لکھا ہے۔ من زوجنی او تزوج منی من الامۃ احد لا یدخل النار لانی سئلت اللہ عنہ ووعدنی بذالک۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہی ہے اور جس سے میں نے اپنی بیٹی بیاہی وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ میں نے اللہ سے اس بارہ میں سوال کر لیا ہے۔ اور اللہ نے مجھ سے اس کا وعدہ بھی کر لیا ہے۔

فضیلت ۴

آپکو رسول سے وہ قرب حاصل ہے جو آنکھوں کو جسم سے ہے

حدیث

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق اور میں اگلی صفوں میں کھڑے ہونا چاہتے تھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ تم میرے لیے بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہو[1]

---

[1] سبحان اللہ کتنی بڑی عظمت ہے صدیق اکبر کی۔ شیعہ حضرات کو اگر یقین نہیں آتا تو اپنی کتاب اٹھا کر تسلی کر لیں۔ چنانچہ معانی الاخیار مصنفہ شیخ صدوق ص ۳۸۷ میں حدیث ہے۔ شیعوں کے دسویں امام علی تقی اپنے آباء کے واسطے سے امام حسن رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان ابابکر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد۔

ترجمہ: بے شک ابو بکر بمنزلہ میرے کانوں کے، عمر بمنزلہ میری آنکھوں کے اور عثمان بمنزلہ میرے دل کے ہے۔

آگے راوی نے یہ نیشن زنی کی ہے کہ بقول قرآن آنکھوں، کانوں اور دل سے روز قیامت

اسے واحدی نے اور ابن جوزی نے اسباب النزول میں
کے تحت روایت کیا ہے۔

فضیلت ۵

بارگاہِ نبوت میں آپ کا ادب و احترام

حدیث

زید بن اسلم رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا۔ تم بڑے ہو یا میں ؟ (یعنی عمر میں) آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں آپ مجھ سے بڑے ہیں، اور مکرم و افضل ہیں۔ مگر میرے سال آپ سے زائد ہیں۔

اسے ابن ضحاک نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حسن کہتے ہیں جب ابو بکر صدیق کی بیعت ہو گئی (اور وہ خلیفہ بن گئے) تو وہ منبر پر نبی علیہ السلام والی سیڑھی سے نچلی سیڑھی پر بیٹھے تھے[1]

اسے حمزہ بن حارث نے روایت کیا ہے۔

بداعمالیوں کا حساب ہو گا، مگر اللہ کے بندے نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ تمام لوگوں کا مسئلہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں وغیرہ سے حساب نہ ہو گا۔

[1] اللہ رے احترام و انکسارِ صدیق اکبر جو شخص نبی علیہ السلام کے مقام جلوس کا اتنا احترام

فضیلت ۶

آپ سے نبی علیہ السلام کا دل کبھی نہیں دکھا

حدیث

سہل بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! ابو بکر سے مجھے کبھی دکھ نہیں پہنچا، اس کی یہ عظمت یاد رکھو!

اسے خلعی نے روایت کیا ہے۔

کرتا ہے کب ممکن ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی دخترِ نیک اختر پر ظلم کرے۔ اور منبر پر آپ کا نیچے بیٹھنا شیعہ مسلمات میں سے ہے۔ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد دوم ص۳ پر کس قدر صاف عبارت ہے کہ جب عمر فاروق خلیفہ بنے تو۔

انزا ابو بکر بیک پایہ فروتر نشست چنانکہ ابو بکر از رسولِ خدا بیک پایہ فروتر جائے میکرد۔

ترجمہ: آپ منبر پر ابو بکر صدیق سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے جیسا کہ ابو بکر رضؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھا کرتے تھے۔

فضیلت ۷

آپ نبی علیہ السلام کے محرم راز اور امین الاسرار تھے

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب میری بیٹی حفصہؓ خنیس بن حذافہ شہید بدر سے بیوہ ہوگئی۔ تو میں عثمان غنی سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہؓ آپ کا عقد کر دوں؟ انہوں نے کہا میں دیکھوں گا۔ پھر وہ دوبارہ مجھے ملے تو کہا کہ میرا اس سے ابھی نکاح کا ارادہ نہیں۔ میں ابو بکرؓ سے ملا اور یہی مطالبہ سامنے رکھا وہ چپ ہو گئے مجھے عثمان غنی کی نسبت ان پر زیادہ افسوس ہوا۔ چند دن نہ گزرے کہ نبی علیہ السلام نے حفصہؓ سے عقد فرما لیا۔ اس کے بعد ابو بکر ملے تو کہنے لگے۔ شاید آپ کو مجھ پر افسوس ہے؟ میں نے کہا ہاں ہے۔ ابو بکر کہنے لگے مجھے کوئی عذر نہیں تھا مگر یہ کہ میں جانتا تھا نبی علیہ السلام نے ایک بار سیدہ حفصہؓ کا ذکر کیا ہے۔ پس آپ کا یہ راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا (ورنہ آپکو اصل وجہ بتلا دیتا) اور اگر نبی علیہ السلام نکاح نہ کرتے تو یقیناً میں ان سے عقد کر لیتا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

عمر فاروق کو ابو بکر صدیق پر زیادہ افسوس آنے کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں۔

۱۔ دونوں میں محبت کا رشتہ زیادہ گہرا تھا بنسبت عثمان غنی کے۔

۲۔ یا یہ کہ عثمان غنی نے صاف جواب دے دیا۔ اور ابو بکر صدیق نے بات کو لٹکا دیا ہاں یا نہ۔ نہ کہا۔

فضیلت ۸

نبی علیہ السلام کے رشتہ دار نگاہِ صدیق میں اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز تھے

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا نبی علیہ السلام کے اقارب مجھے اپنے اقارب سے زیادہ عزیز ہیں۔

اسے صاحب "فضائل" نے طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے۔

فضیلت ۹

نبی علیہ السلام کو قلبی سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک دینا آپ کا عمل تھا

حضرت ابو قحافہ کے واقعہ اسلام میں گزر چکا ہے۔ کہ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول

اللہ! قسم ہے مجھے اس خدا کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اگر میں ابوطالب کو تبلیغ کرکے مائل بہ اسلام کرتا۔ اور وہ کلمہ پڑھ لیتے۔ جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں تو یہ بات میرے لیے اپنے والد کے اسلام سے کہیں زیادہ باعثِ مسرت ہوتی۔

حدیث۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (صحابہ) نبی علیہ السلام کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ اتنے میں حضرت علی آ گئے۔ انہوں نے سلام کہا۔ اور بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ ڈھونڈنے لگے۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام کے چہرے ملاحظہ فرمائے کہ علی مرتضیٰ کے لیے کون جگہ بناتا ہے؟ ابوبکر نبی علیہ السلام کے ساتھ دائیں طرف بیٹھے تھے۔ وہ ایک طرف ہو گئے اور جگہ بنا دی۔ علی مرتضیٰ نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیق کے درمیان آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت انس رض کہتے ہیں نبی علیہ السلام کا چہرہ خوشی سے دمک گیا اور فرمایا ابوبکر!

اِنَّمَا یَعْرِفُ الْفَضْلَ لِاَھْلِ الْفَضْلِ ذُوْا الْفَضْلِ۔

فضیلت والوں کی فضیلت کو اصحاب فضیلت ہی سمجھتے ہیں۔

اسے امام احمد نے مناقب میں غلعی نے اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

اسی مفہوم کے قریب درج ذیل حدیث ہے۔

حدیث۔

ابوبکر صدیق نبی علیہ السلام کے منبر پر بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت حسن مجتبیٰ (بچپنے میں) منبر پر آ چڑھے اور فرمایا میرے نانا کے منبر سے اتر جاؤ! ابوبکر نے فرمایا (ہاں واقعی) یہ آپ کے نانا کی جگہ ہے میری نہیں (اور نبی علیہ السلام کو یاد کرکے) آپ زار زار رو پڑے

اور حسن مجتبیٰ رض کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ حضرت علی کہنے لگے۔ ابوبکر صدیق! خدا کی قسم یہ میں نے اسے نہیں سکھلایا۔ آپ نے فرمایا میں نے کب آپ پر تہمت رکھی ہے؟ دوسری روایت ہے کہ علی مرتضیٰ (جو اس وقت غائب تھے) کو جب پتہ چلا تو وہ آئے اور کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر کہا یہ ہم نے اسے نہیں سکھلایا تھا۔ ابوبکر صدیق نے کہا میں آپ پر ہرگز تہمت نہیں رکھ رہا۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۰

نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کے وعدے ابوبکر رض نے پورے کیے

حدیث۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحرین سے ابوبکر رض کا مال آیا۔ آپ نے فرمایا اگر نبی علیہ السلام نے کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ میرے پاس آئے۔ حضرت جابر کہتے ہیں میں نے اٹھ کر کہا۔ مجھ سے آپ کا ایک وعدہ تھا۔ فرمایا کیا تھا؟ میں نے کہا۔ نبی علیہ السلام نے مجھے فرمایا تھا اگر اللہ مجھے ڈھیروں مال بھیجے تمہیں اتنا۔ اتنا۔ اتنا یعنی تین ڈھیر مال کے دوں گا تو ابوبکر صدیق نے مجھے تین ڈھیر دے دیئے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث

حبشی بن جنادہ کہتے ہیں۔ ایک بار میں ابوبکر صدیق کے پاس بیٹھا تھا آپ نے فرمایا

جس سے نبی علیہ السلام نے کوئی وعدہ کیا ہو۔ وہ کھڑا ہو۔ ایک شخص اٹھ کر بولا۔ خلیفۂ رسول! نبی علیہ السلام نے مجھے کھجور کے تین ڈھیر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا علی کو بلاؤ! وہ آئے تو آپ نے فرمایا ابوالحسن! یہ شخص کہتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے مجھے کھجور کے تین ڈھیر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ اسے دے دو۔ تو انہوں نے تین ڈھیر بنا کر اس کے حوالے کر دیئے۔ ابو بکر رضی نے فرمایا کھجوریں گنی جائیں! تو معلوم ہوا کسی ڈھیر میں ایک کھجور کی کمی بیشی نہیں۔ سب کے دانے برابر ہیں۔ ابو بکر بولے۔ اللہ اور اس کا رسول سچ کہتے۔ جب ہم غار سے نکل کر مدینہ طیبہ کو آ رہے تھے تو نبی علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ ابو بکر! گنتی میں میرا اور علی کا ہاتھ برابر ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۱

تاقیامت اہل ایمان کے اعمال صالحہ جتنا ثواب اکیلے ابو بکر رضی کو ہو گا

حدیث ۱

حضرت علی مرتضیٰ رضی سے روایت ہے کہ میں نے سنا۔ نبی علیہ السلام ابو بکر سے فرماتے ہیں، ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے آفرینش آدمؑ سے آج تک کے تمام اہل ایمان کا ثواب مجھے دیا ہے اور میرے صحابہ سے لے کر قیامت تک کے اہل ایمان کا ثواب اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا

اسے خلعی، ملاں اور صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۲

آپ کی شجاعت اور مصائب میں حوصلہ مندی

اس مضمون کی احادیث گذشتہ اوراق میں بکثرت گزر چکی ہیں۔ جن میں آپ کا سب لوگوں سے زیادہ شجاع ہونا (نبی علیہ السلام کے وصال پر صبر و رضا کا مظاہرہ کرنا) وغیرہ بیان ہوئے ہیں۔ (دیکھیے حدیث ۳۲۱ تا ۳۵۱)

فضیلت ۱۳

آپ کا علم و فضل اور معاملہ فہمی

پیچھے احادیث گزر چکی ہیں۔ جن میں نبی علیہ السلام کے اقوال کی تہہ تک پہنچنا اور اسلامی امور میں درک رکھنا بطور خصوصیت ابی بکر صدیق کے بیان کیا گیا تھا۔

(مثلاً یہ کہ اہل اسلام کے مصالح کے لیے نبی علیہ السلام ابو بکر صدیق کے ساتھ اکثر رات گئے تک گفتگو فرمایا کرتے تھے۔)

فضیلت ۱۴

آپ کی فراستِ ایمانی اور کرامات

اے عائشہ! تمہاری دوسری بہن ابھی ماں کے پیٹ میں ہے، صدیق اکبر۔

حدیث

اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب صدیق اکبر نے مقام غابہ پر اپنے باغ میں سے بیس وسق کھجوریں انہیں دی تھیں۔ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا۔ اے بیٹی! ہر شخص سے بڑھ کر تمہارے متعلق میری زیادہ تمنا ہے۔ کہ میرے بعد تم کسی کی دستِ نگر نہ ہو اور یہ کہ تمہارے پاس اپنا مال ہو۔ اور میں نے تمہیں بیس وسق تقریباً (۱۵۰ من) کھجوریں دی تھیں۔ اگر تم انہیں کاٹ کر محفوظ کر لیتیں۔ تو وہ تمہاری ہو جاتیں۔ مگر اب وہ میرے ورثاء کا مال ہے۔ اور وہ تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اسے میرے بعد ان میں قرآنی احکامات کے مطابق تقسیم کرنا ہو گا۔ سیدہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا۔ ابا جان! میری تو ایک بہن ہے، "اسماء" دوسری کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔

وہ بنتِ خارجہ (آپ کی بیوی کا نام) کے پیٹ میں ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔)

اسے امام مالک نے موطا میں اور ابو معاویہ ضریر نے روایت کیا ہے۔ ابو معاویہ نے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ وہ بنتِ خارجہ کے پیٹ میں ہے۔ اس کے ساتھ بھلائی کرنا۔ اور میرا دل کہتا ہے کہ وہ لڑکی ہے۔ چنانچہ اُم کلثوم پیدا ہوئیں [1]

حدیث

جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا۔ تو قبیلہ بنی طے کے لوگ مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ روک لی۔ اس وقت عدی بن حاتمؓ ان میں کھڑے ہو کر وعظ کرنے لگے اور انہیں اللہ کا خوف دلایا۔ زید الخیل نے ان کی معاونت کی۔ اس کے بعد عدی بن حاتم بنی طے کی زکوٰۃ لے کر ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور سلام کہنے کے بعد بولے اے خلیفۂ رسول! آپ نے مجھے پہچانا؟ فرمایا تم عدی ہو۔ جب لوگ کفر کر رہے تھے تم ایمان لائے۔ جب وہ دین سے پھر رہے تھے تم ثابت قدم رہے اور جب وہ دھوکہ دہی میں مبتلا تھے۔ تم نے وفا کا حق ادا کر دیا۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھی زید الخیل کو خوب جانتا ہوں۔ اگر میں نہ بھی جانوں تو اللہ تمہیں جانتا ہے۔

اسے ملاں نے روایت کیا ہے۔

---

[1] اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے سیدہ عائشہ سے فرمایا تھا کہ میرے فلاں باغ سے بیس وسق کھجوریں تمہاری ہیں، جب آپ کا وقت وصال آیا تو آپ نے سیدہ فرمایا اے بیٹی وہ کھجوریں اگر تم وصول کر لیتیں تو وہ تمہاری تھیں مگر اب میرا وقت وصال ہے میں چاہتا ہوں کہ تم ان کھجوروں سے دست بردار ہو جاؤ تاکہ سارا مال ورثاء میں برابر تقسیم ہو جائے چنانچہ جامع کرامات اولیا جلد اول میں علامہ یوسف مصری نبہانی نے آخر میں سیدہ عائشہؓ کے یہ الفاظ

فضیلت ۱۵

آپ نے کس طرح نبی علیہ السلام کی قدم بقدم پیروی کی

پیچھے گزر چکا ہے کہ جب مرتدین نے زکوٰۃ روکی تو آپ نے فرمایا۔ اگر یہ لوگ ایک رسی بھی روک لیں گے جسے عہد نبوی میں ادا کرتے تھے تو میں اسے وصول کر کے چھوڑوں گا۔ ورنہ ان سے جنگ کرونگا ؛ [1]

نقل کیے ہیں واللہ لو کانت کذا وکذا لترکتہا کہ قسم بخدا اگر وہ کھجوریں اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتی تو میں انہیں چھوڑ دیتی، اس حدیث سے حضرت ابو بکر کا علم مافی الارحام ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ماں کے پیٹ میں بچی کے موجود ہونے کی خبر کر دی۔

[1] باپ دنیا سے پردہ کر جائے تو بیٹا اس کا صحیح جانشین تب ہی ثابت ہوتا ہے جب باپ والے کارنامے کر دکھائے، وہی شاگرد اپنے استاد کا صحیح علمی جانشین قرار پاتا ہے جو استاد کے خیالات کو اپنائے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی سعی بلیغ کرے یہی بات جب ابو بکر صدیق کی سیرت میں دیکھی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کے برحق جانشین اور نائب وخلیفہ ہیں۔ کیونکہ آپ نے مرتدین و مانعین زکوٰۃ پر سختی کر کے انہیں زیر کر دکھایا اور اسلام کو غلبہ حاصل ہوا

چنانچہ شیعوں کی معتبر تفسیر منہج الصادقین میں زیر آیت

یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم الخ

کے تحت "اور ناسخ التواریخ خلفاء جلد اول میں آپکا مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنا اور دین کو اس فتنے سے محفوظ کرنے کیلیے عظیم الشان سعی کرتا بالتفصیل مذکور ہے۔

باغ فدک کے متعلق آپ تاریخی فیصلہ

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا۔ ابو بکر صدیق کے پاس آئیں اور میراث طلب کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رض اور حضرت عباس رض دونوں نبی علیہ السلام کی میراث حاصل کرنے ابو بکر صدیق کے پاس آئے۔ دونوں فدک کی زمین اور خیبر کے مال غنیمت کا وہ حصہ مانگ رہے تھے جو نبی علیہ السلام کو حاصل ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق نے جواب دیا۔ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے آپنے فرمایا۔

لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ۔

(ہماری (انبیاء کی) میراث نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے (جسے مستحقین اہلِ اسلام پر خرچ کر دینا چاہیے)

اس کے بعد ابو بکر صدیق نے فرمایا۔ اس مالِ (فدک وخیبر) سے نبی علیہ السلام کی آل کو (عہد نبوی میں) خرچہ ملتا تھا۔ اور خدا کی قسم جو کام بھی نبی علیہ السلام کرتے تھے میں اسے کر گزرنے سے نہیں روک سکتا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اگر میں نبی علیہ السلام کا کوئی کام چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ راہِ حق سے بھٹک جاؤں گا۔ [1]

یہ حدیث کہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی۔ بہت سے صحابہ نے روایت

[1] صرف یہی نہیں بلکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہاں تک خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے کہا۔ کہ سیدہ! اے جگر گوشۂ رسول! فدک کے مال سے نبی علیہ السلام آپ حضرات

کی ہے۔ جن میں ابوہریرہ، ابن عمر، عثمان غنی، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن العوام اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ چنانچہ ابوہریرہؓ کی حدیث درج ذیل ہے۔

حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔
لَا تُقْتَسَمُ وَرَثَتِی دِینَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِی وَمُؤْنَةِ عَامِلِی فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

میری وراثت درہم و دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگی۔ میرے مال سے میری ازواج اور خدام کا خرچہ نکال کر باقی کو تقسیم کر دیا جائے[1]

---

[1] نبی علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے ثابت ہوگیا۔ کہ انبیاء کی مالی میراث ہوتی ہی نہیں۔ اب شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ باغ فدک نبی علیہ السلام کی مالی میراث تھی۔ جو سیدہ فاطمہ کا حق تھا ابوبکر صدیق نے چھین کر ظلم عظیم کیا۔ سراسر بہتان ٹھہرتا ہے۔ آیئے شیعہ فرقہ کی معتبر ترین کتب حدیث سے استفادہ کرتے ہیں کہ انبیاء کی مالی میراث ہوتی ہے یا نہیں! اور ابوبکر صدیق نے جو حدیث اس بارہ میں سنائی ہے۔ وہ ائمہ اہل بیت کی مصدقہ ہے یا نہیں۔ تو دیکھیے۔

عَنْ اَبِیْ عبد اللہ علیہ السلام ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیئ منھا فقد اخذ حظا وافرا۔

ترجمہ: امام جعفر صادقؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "بے شک علماء وارثین انبیاء ہیں اس لیے۔ انبیاء کی میراث درہم و دینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی احادیث ان کی میراث ہیں توجس نے وہ احادیث لے لیں، اس نے اس میراث کا وافر حصہ حاصل کر لیا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے گواہی مانگی کہ تمہیں اس خدا کی قسم جس نے ارض و سماء بنائے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم (انبیاء) کی میراث نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے وہ کہنے لگے ہاں آپ نے فرمایا تھا۔

اسے خلعی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں بالکل صراحت ہے کہ نبی علیہ السلام جو کچھ ذاتی مال چھوڑ کر

یونہی شیعوں کے شیخ المشائخ علامہ صدوق اپنی کتاب امالی صدوق ص۳۷ (مجلس ۱۵) میں کہتے ہیں۔

عن الصادق جعفر بن محمد عن ابیہ عن ابائہ علیہم السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العلماء ورثۃ الانبیاء، ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما ولکن ورثوا العلم فمن اخذ منہ اخذ بحظ وافر۔

ترجمہ: امام جعفر بن محمد صادق اپنے والد گرامی (امام باقر) سے اور وہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... علماء وارثان انبیاء ہیں۔ انبیاء اپنے پیچھے درہم و دینار نہیں علم چھوڑ کر جاتے ہیں۔ جس نے وہ علم حاصل کر لیا اس نے ان کی میراث کا بڑا حصہ حاصل کر لیا۔

گئے وہ بطور میراث تقسیم نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ آپ کے ارشاد کے مطابق ازواج و خدام کا خرچہ نکال کر باقی حصہ بانٹ دینا ضروری تھا۔ اس لیے اس حدیث میں جہاں کہیں یہ الفاظ ملتے ہیں۔ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ

(جو کچھ ہم صدقہ کا مال چھوڑیں اسے بانٹا جائے)

اوّل تو ایسی روایات درست نہیں۔ اور اگر درست ہیں تو ایک گمراہ فرقہ شیعہ نے اس میں بگاڑ پیدا کیا ہے۔ ورنہ اصلی الفاظ یہ ہیں ما ترکناہ صدقۃٌ

(ہم جو کچھ چھوڑیں وہ سارا صدقہ ہی ہوتا ہے)

یعنی صدقہ نصب کے ساتھ ہے رفع کے ساتھ نہیں۔

حدیث

عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن عمر بن حزم اپنے باپ (ابو بکر) سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق کے پاس آئیں اور فرمایا۔ فدک مجھے دے دیں! کیونکہ نبی علیہ السلام یہ مجھے دے گئے تھے! انہوں نے فرمایا اے بنتِ نبیؐ! آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ نبی علیہ السلام آمدِ فدک تقسیم کیا کرتے تھے۔ یعنی آپ اہل بیت کے لیے قوت نکال کر باقی کو غربا، فقرا اور مسافرین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ فرمائیں کہ اب کیسے کرنا ہے آپ نے فرمایا۔ جیسے نبی علیہ السلام کا عمل تھا۔ ہم بھی ویسے ہی کریں گے۔ ابو بکر بولے۔ اب آپ گواہ رہیں۔ کہ میں فدک کے بارہ میں وہی طریقہ کار رکھوں گا جو آپ کے والد ماجد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تھا۔ فرمانے لگیں۔ قسم بخدا آپ ایسے ہی کریں گے؟ فرمایا ہاں، قسم بخدا ایسا ہی آئندہ کا لائحہ عمل ہو گا۔ آپ فرمانے لگیں، اے اللہ گواہ رہنا۔ اس کے بعد ابو بکر صدیقؓ فدک سے اہلِ بیت کے جملہ افراد کے لیے خرچہ نکال کر باقی تقسیم کر دیا کرتے تھے (یعنی فدک کی سالانہ آمدن میں سے) اس کے بعد عمر فاروق کا بھی یہی طریقہ کار رہا اور علی مرتضیٰ بھی اسی نہج

پر چلے۔ اور انہیں بھی کہا گیا۔ (کہ آپ فدک اہل بیت کے لیے مختص کر لیں) مگر انہوں نے فرمایا۔ جو کام ابو بکر و عمرؓ جاری کر گئے۔ مجھے اس کے موقوف کرنے سے حیا آتی ہے۔[1]

حدیث۔

ابو طفیل سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق کے پاس آئیں اور فرمایا۔ اے خلیفہ رسول! اللہ کے نبی کے وارث آپ ہیں یا ان کے اہلِ بیت؟ فرمایا اہلِ بیت وارث ہیں[2] فرمانے لگیں تو خیبر کے خمس کا کیا حال ہے؟ فرمایا میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو مال دے اور نبی کو اپنے پاس بلالے تو وہ اس کے جانشین کے قبضہ میں آ جاتا ہے۔ تو جب میں آپ کا جانشین بنا میں نے بہتر جانا کہ یہ خمس مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ سیدہ نے فرمایا۔ تم اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ لوٹ آئیں۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

---

[1] حضرت علی کا یہ ارشاد ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۹۴ میں یوں لکھا ہے

فَلَمَّا وَصَلَ الْاَمْرُ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ کُلِّمَ فِیْ فَدَکٍ فَقَالَ

اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰہِ اَنْ اَرُدَّ شَیْئًا مَنَعَ مِنْہُ اَبُوْبَکْرٍ وَاَمْضَاہُ عُمَرُ۔

ترجمہ: جب حضرت علی کو حکومت حاصل ہوئی تو ان سے فدک کے متعلق بات کی گئی آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں کسی شخص کو وہ چیز دلوا دوں جو ابو بکر نے روک دی تھی اور عمر فاروق نے ان کے حکم کو جاری کر دیا

[2] کسی شیعہ کو یہ وہم نہ ہو کہ ان الفاظ میں ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کی مالی وراثت تسلیم کر لی ہے کیونکہ اس سے مراد علمی و دینی میراث ہے یعنی مجھ سے زیادہ اہل بیت نبی علیہ السلام کے احکام کو پورا کرنے والے ہیں اور جہاں کہیں ایسے الفاظ آئے ہیں جن سے شیعہ حضرات اپنا مقصد نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، وہاں یہی معنیٰ مراد ہوتا ہے۔ جو ہم نے عرض کر دیا۔

حدیث

مالک بن اوس بن حدثان کہتے ہیں۔ حضرت عباس اور علی مرتضیٰ ابو بکر صدیق کے پاس آئے۔ علی مرتضیٰ سیدہ فاطمہ رضؓ کا حصہ اور عباس خود اپنا حصہ مانگ رہے تھے۔ اس مال میں سے جو بوقتِ وصال نبی علیہ السلام کے تصرف میں تھا۔ اور وہ نصب خیبر۔ بنی قریظہ کی زمین اور فدک کا علاقہ تھا۔ دونوں کہنے لگے یہ سارا علاقہ ہمارے حوالے کر دیں یہ نبی علیہ السلام کے قبضہ میں تھا۔ ابو بکر صدیق نے انہیں فرمایا۔ میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ نبی علیہ السلام فرماتے تھے۔ ہم گروہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی۔ جو ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام کی بڑی جماعت نے اس کی تصدیق کی۔ علی اور عباس کہنے لگے۔ یہ علاقے ہماری تحویل میں ہی دے دیئے جائیں تاکہ ہم ان میں نبی علیہ السلام کے طریقہ پر ان میں تصرف کرتے رہیں۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا مجھے یہ بھی پسند نہیں میں نبی علیہ السلام کا جانشین ہوں اور اس بات کا زیادہ حقدار ہوں کہ ان علاقوں میں سنتِ نبوی کے مطابق تصرف کروں۔ اس کے بعد جب عمر فاروق کا دور آیا تو علی و عباس رضؓ دونوں پھر آئے اور پہلے والا تقاضا کیا۔ آپ نے یہ علاقے انکے تصرف میں دیدیے اور عہد لے لیا کہ نبی علیہ السلام کی سنت مطہرہ کے مطابق ان میں تصرف ہوگا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔ اور یہ مضمون صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔

حدیث

معاذ بن رفاعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق پہلی بار منبر پر بیٹھے تو رو پڑے اور فرمایا جب نبی علیہ السلام پہلی بار منبر پر جلوہ آراء ہوئے تھے۔ تو رو پڑے تھے۔ پھر فرمایا۔ اللہ سے عافیت اور معافی مانگا کرو! کیونکہ یقین (اسلام) کی دولت کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔

اسے ترمذی نے اور حافظ دمشقی نے موافقات میں روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۶

حدیث

عروہ بن زبیر (ابو بکر صدیق کے نواسے) کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا، تیرے باپ دادا ان لوگوں سے ہیں، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر سر جھکا دیا حالانکہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ دوسری روایت میں باپ دادا کی جگہ ابو بکر رضؓ اور زبیر رضؓ کا لفظ ہے۔ بخاری نے بھی ایک طویل حدیث کے ضمن میں فضائل زبیر رضؓ میں اسے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۷

آپ کی عبادت اور حسنِ ادائیگی نماز

حدیث

عبدالرزاق کہتے ہیں۔ اہلِ مکہ کا کہنا ہے کہ ابن جریج نے عطاء سے نماز سیکھی ہے جبکہ عطا نے عبداللہ بن زبیر سے اور انہوں نے ابو بکر سے اور ابو بکر نے نبی علیہ السلام سے نماز سیکھی ہے۔

حدیث

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے ایک بار نماز فجر پڑھائی جس میں دو رکعتوں کے اندر سورہ بقرہ ختم کی۔ سلام کے بعد عمر فاروق نے کہا۔ خلیفۂ رسول! آپ نے

اس وقت نماز ختم کی ہے۔ جب ہمیں سورج کے طلوع ہو جانے کا خطرہ ہو چلا تھا۔ ابوبکر بولے۔ اگر سورج چڑھ آتا تو ہمیں ذکر خدا سے غافل نہ پاتا۔

اسے بغوی نے اور مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔ جبکہ آپ کی نماز وتر کا پیچھے فضائل شیخین میں گزر چکا ہے۔

فضیلت ۱۸

حدیث

عبداللہ بن عمر بن العاص کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھائیے۔ جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

ترجمہ: اے اللہ میں نے خود پر بے بہا ظلم کیا ہے۔ اور تو ہی گناہ بخش سکتا ہے۔ مجھے اپنی جناب سے معافی عطا فرما اور رحم کر۔ بلاشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث مل

ابی راشد خیرانی کہتے ہیں میں ابن عمرؓ کے پاس آیا۔ میں نے ان سے کہا کہ نبی علیہ السلام سے سنی ہوئی کوئی حدیث ارشاد فرمائیں! انہوں نے اپنے سامنے ایک بڑا سا کاغذ پھیلا لیا۔ میں نے دیکھا اس میں ایک جگہ لکھا تھا۔ کہ ابوبکر صدیق نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا تعلیم فرمائیں جو میں صبح و شام پڑھتا رہا کروں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابوبکر! یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَہٗ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِہٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ شَرًّا اَوْ اَنْ اَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ۔

ترجمہ: اے اللہ خالق ارض و سما، غیب و شہادت کے دانا! تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اے ہر شے کے خالق و مالک! میں نفس و شیطان کی شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو مجھے شرک سے اور خود پر یا کسی مسلمان پر ظلم کرنے سے بچا۔

اسے ابن عرفہ عبدی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ دیگر کتب میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابوبکر! یہ دعا صبح و شام اور سوتے وقت پڑھا کرو۔

حدیث۔

ابویزید مدنی کہتے ہیں ابوبکر یہ دعا اکثر مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ھَبْ لِیْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا وَّمُعَافَاۃً وَّنِیَّۃً۔

اے اللہ! مجھے ایمان، یقین، بخشش اور حسن نیت عطا فرما۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن معاویہ بن قرہ کہتے ہیں مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ابوبکرؓ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ

وَخَيْرَ اَيَّامِىْ يَوْمَ لِقَائِكَ۔

ترجمہ: اے اللہ! میری عمر کا بہتر حصہ آخری بنا۔ زندگی کے آخری اعمال سب سے بہتر بنا اور جس دن تیری ملاقات ہو وہ دن میرے لیے سب سے بہتر ثابت ہو۔

اسے صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ ابو بکر کی زبان پر اکثر کلمہ رہتا۔ لا الٰہ الا اللہ۔
اسے خجندی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۹

ہزارہا اقسام کی خوبیاں اور نیک اعمال آپ میں موجود ہیں

پیچھے گزر چکا ہے کہ ایک دن میں آپ کئی اقسام کے نیک اعمال میں پہل کر گئے تھے، اور جنت کی بشارت پائی (علاوہ ازیں یہ بھی گزر چکا ہے کہ بھلائی کی تین سو ستر خصلتیں ہیں۔ جو سب کی سب زبانِ نبوت کے فتوے کے مطابق ابو بکر صدیق میں موجود ہیں۔)

فضیلت ۲۰

آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا

حدیث۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزِ قیامت ہر انسان کو اس کے بہتر عمل کے ساتھ پکارا جائے گا۔ جسے نماز سے زیادہ محبت تھی اسے نمازی کہہ کر ندا کیا جائے گا۔ زیادہ روزہ رکھنے والے کو روزہ دار کے نام سے آواز آئے گی۔ کثرتِ جہاد رکھنے والا مجاہد کہلوائے گا۔ ابو بکر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! وہاں کوئی ایسا بھی ہو گا۔ جسے ہر طرح کے اعمال کے ساتھ پکارا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں، وہ تم ہو۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا۔ جنت کا ایک دروازہ "ریان" ہے۔ ابو بکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کوئی ایسا شخص بھی ہے جسے جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائیگا۔ فرمایا۔ ہاں وہ تم ہو۔

اسے بخاری و مسلم نے فضائل ابی بکر نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جس نے راہِ خدا میں دو طرح کے مال خرچ کیے۔ اسے جنت کے دربان ہر دروازہ سے بلائیں گے، کہ اے اللہ کے بندے! اے مسلم! ادھر آؤ۔ ابو بکر صدیق گویا ہوئے کہ اس شخص کے

مال کا حساب کتاب تو ختم ہوا ۔ فرمایا ابو بکر ! مجھے امید ہے کہ تم ایسے ہی لوگوں سے ہو ۔ بلکہ یقیناً ہو ۔

فضیلت ۲۱

بقول آپکی زوجہ کے آپ ساری رات محوِ عبادت رہتے اور آہ بھرتے رہا کرتے ۔ ایسے میں ہمیں بھنے ہوئے کلیجہ کی بو آتی تھی

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق رضؓ ابو بکر صدیق رضؓ کی رحلت کے بعد انکی بیوہ کے پاس آئے اور انکے اعمال کی بابت سوال کیا ۔ بیوہ نے آپکی شب زندہ داری اور دیگر اعمالِ حسنہ کی تفصیل سنائی جس میں یہ بھی تھا کہ جمعرات کو آپ عشاء کی نماز کے بعد رو بقبلہ بیٹھ کر گھٹنوں میں سر دے لیتے اور ساری رات یونہی گزر جاتی تھی پھر بوقت سحر سر اٹھاتے اور سرد آہ بھرتے تو اس میں بھنے ہوئے جگر کی بو آتی تھی ۔ عمر فاروق رو پڑے اور کہا ابن خطاب میں بھنا ہوا جگر کہاں ؟

اسے ملاں نے سیرت میں بیان کیا ہے ۔

فضیلت ۲۲

آپ کا زہد و ورع اور اتقاء و پرہیزگاری

پیچھے گزر چکا ہے کہ آپ سارا سارا مال راہ خدا میں لٹا دیا کرتے تھے ۔ اور یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ۔ اگر تم ابو بکر کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ دنیا سے غافل اور آخرت میں شاغل خلیفہ واقع ہو گا ۔ یہ حدیث باب شیخین میں گزری ہے [۱] اور آپکے خصائص میں آپ کا ٹاٹ پہننا بھی بیان کیا جا چکا ہے ۔

---

[۱] اور پہلے بھی واضح کیا جا چکا ہے کہ باب مناقب شیخین مصنف نے ضرور لکھا ہے جو

حدیث ۱

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو آپ کے لباس میں گیارہ جگہ پیوند تھا ۔ جب کہ ابو بکر صدیق کے لباس میں بوقت وصال تیرہ پیوند دیکھنے میں آئے ۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے ۔

حدیث ۱

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے ایک بار پیاس کے سبب پانی مانگا ۔ آپ کے پاس شہد آمیز پانی کا برتن حاضر کیا گیا ۔ جسے آپ نے منہ کے قریب کیا اور رو پڑے ۔ اتنا روئے کہ ساتھ والوں پر بھی رقت طاری ہو گئی ۔ ابھی انکی رقت ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ پھر رو پڑے ۔ لوگوں کو گمان گزرا کہ ابو بکر کی یہیں وفات نہ ہو جائے ۔ کافی دیر بعد آپ کو افاقہ ہوا تو ایسے شدید گریہ کی وجہ پوچھی گئی فرمایا ۔ میں نے ایک بار نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ خود سے کوئی چیز دور کر رہے ہیں ۔ اور فرما رہے ہیں ۔ مجھ میں تمہیں کیا طمع ہے ؟ جب کہ کوئی دوسرا انسان آپ کے پاس نہ تھا ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کسے یہ فرما رہے ہیں ؟ آپ نے فرمایا ۔ یہ دنیا میرے سامنے بشکل انسان آئی تو میں نے اسے دھتکار دیا ۔ تو وہ مجھ سے بھاگ گئی اور اور جاتے ہوئے اس نے کہا ۔ "قسم بخدا اگرچہ آپ مجھ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں ۔ مگر آپ کے بعد والے مجھ سے دور نہ رہ سکیں گے ۔" ابو بکر کہنے لگے مجھے ڈر لگا کہ یہ دنیا کہیں مجھ پر تو غالب نہیں آ رہی ؟ بس یہ سوچ کر میں رو پڑا ۔

نامعلوم وجوہ کی بنا پر اس وقت کتاب میں نظر نہیں آتا ۔ اگر ہمیں صحیح وجہ معلوم ہو گی تو قارئین پر واضح کر دیں گے ۔

فضیلت ۲۲

اللہ آپ کو سلام کہتا اور آپکی رضا پوچھتا ہے

حدیث

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اے ابو بکر جبریل آیا ہے اللہ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچا رہا ہے۔ اور پوچھ رہا ہے کہ آپ اپنے فقر میں راضی ہیں یا ناراض ؛ تو ابو بکر رو پڑے کہنے لگے۔ کیا مَیں اپنے رب سے ناراض ہونگا ؛ مَیں اپنے رَب سے راضی ہوں۔ مَیں اپنے رَب سے راضی ہوں۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

لَا تَرْفَعُوْا اصواتکم فوق صوت النبی الخ سورہ حجرات آیت ۲

ترجمہ : نبیؐ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔

ابو بکر صدیق نے اس آیت کے نازل ہونے پر قسم اٹھالی کہ آئندہ نبی علیہ السلام سے ایسے کلام کرونگا۔ جیسے کوئی کسی سے بھید کہتا ہے۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔ اور صاحب "فضائل" نے بھی۔

حدیث

عبدالرحمٰن بن عوف اور طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے

فرمایا۔ اللہ نے یہ آیت اتاری۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَرِیْمٌ۔ سورہ حجر آیت ۳

ترجمہ : اللہ کے رسول کے سامنے جو لوگ اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔ اللہ نے ایسے ہی لوگوں کے دل تقویٰ کے لیے پرکھ لیے ہیں۔ انکے لیے بخشش اور عزت والا اجر ہے۔

تو میں نے (ابو بکر نے) قسم اٹھالی کہ آئندہ نبی علیہ السلام کے ساتھ بھید کہنے والے انسان کی طرح بات کیا کرونگا۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

صدیق اکبر اور محاسبۂ نفس

حدیث

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ یہ آیت نازل ہوگئی۔

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ۔ سورہ نساء آیت ۱۲۳

ترجمہ : جو برے عمل کرے گا۔ اسے اس کا بدلہ دیا جائیگا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر ! کیا میں تمہیں وہ آیت نہ سناؤں جو اللہ نے اپنے رسول کے دل پر اتاری ہے ؛ میں نے عرض کیا۔ ضرور ضرور یارسول اللہ ! جب آپ نے یہ مذکورہ آیت پڑھی تو مَیں نے یوں محسوس کیا جیسے میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور

ہیں دوہرا ہوگیا ہوں ، آپ نے فرمایا ابوبکر ! کیا بات ہے ؟ میں نے کہا یارسول اللہ ! آپ پر میرے ماں باپ قربان - وہ کون ہے جس نے بُرا عمل نہیں کیا ؟ اگر ہمیں اپنے اعمال کا بدلہ ملنا ہے تو ؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا - ابوبکر ! رہے تم اور تمہارے مومن ساتھی - تو اللہ سے ملاقات کے وقت تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا ، تمہارے علاوہ دوسرے لوگوں کا پورا پورا حساب ہوگا -

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے .

حدیث

حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری -

مَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءً -

مَیں نے عرض کیا یارسول اللہ ! اس آیت میں کتنا سخت حکم ہے ؟ آپ نے فرمایا ابوبکر ! دنیاوی مصیبتیں بھی اعمال کا بدلہ ہوتی ہیں -

حدیث -

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے قسم اٹھا کر کبھی اسے توڑا نہیں تھا - جب اللہ نے قسم ٹوٹ جانے کا کفارہ نازل فرمایا تو ابوبکر نے کہا جب بھی میں قسم اٹھاؤں اور اسے توڑ دینا مجھے بہتر نظر آئے تو مَیں اسے توڑ کر کفارہ ادا کر دیا کرونگا -

اسے حمیدی نے ابوبکر برقانی سے روایت کیا ہے -

حدیث -

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ابوبکر صدیق نے اپنی زبان پکڑ رکھی ہے - اور فرماتے ہیں ، اسی نے مجھے مصائب میں مبتلا کیا ہے -

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے -

حدیث -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ، مَیں ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا تو وہ اپنی زبان کو پکڑ کر اسے ہلا رہے - اور کہہ رہے تھے - اس نے اب تک مجھے مصائب میں ڈالا ہے -

اسے ملا ؒ صاحب فضائل اور ابن حرب نے روایت کیا ہے -

حدیث .

حضرت عمرؓ ہی فرماتے ہیں مَیں ایک بار آپ کے پاس آیا تو آپ نے اپنی زبان پکڑ رکھی تھی اور فرما رہے تھے - یہی مجھے پریشانیوں میں ڈالتی ہے - پھر کہا اے عمر ! مجھے تم پر حکومت کی کوئی حاجت نہیں ، عمر فاروق نے کہا ، خدا کی قسم ہم آپ کو نہ اتاریں گے نہ اتارنے دیں گے -

اسے صاحب فضائل نے روایت کیا ہے -

حدیث

مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لغو باتوں سے بچنے اور اکم بولنے کی غرض سے منہ میں کنکریاں ڈال رکھی تھیں -

اسے ملا ؒ نے روایت کیا ہے -

فضیلت ۲۴

آپ کا خوفِ خدا اور تقویٰ

لقمۂ حرام پیٹ سے باہر نکالنے کیلیے ناقابلِ برداشت تکلیف اٹھائی

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کا ایک غلام آپ کا غلہ جمع کر کے لایا کرتا تھا اور آپ اس غلہ سے کھایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا۔ جس سے آپ نے ایک لقمہ کھا لیا۔ غلام نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟ فرمایا کیا ہے؟ کہا میں نے ایک انسان کو دورِ جاہلیت میں نجومی بن کر ایک بات بتلائی تھی اور نجومیت کتنی عمدہ چیز ہے؟ مگر میں نے اسے دھوکہ دیا (کیونکہ میں نجومی تھا نہیں) اب وہ شخص مجھے ملا اور یہ کھانا دیا۔ جس سے آپ نے لقمہ لیا ہے۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق نے منہ میں ہاتھ ڈالا اور لقمہ کی قیئی کر دی۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کا ایک غلام آپ کے لیے غلّہ لاتا تھا۔ ایک دن وہ آپ کے لیے کھانا لیے حاضر ہوا۔ ابھی آپ نے اس میں سے ایک لقمہ نگلا ہی تھا کہ غلام نے عرض کیا ابو بکر! پہلے آپ ہمیشہ پوچھا کرتے تھے۔ کہ کہاں سے کھانا لائے ہو؟ آج نہیں پوچھا آپ نے؟ فرمایا مجھے آج سخت بھوک لگی تھی۔ تو بتلاؤ کہاں سے لائے ہو کھانا؟ کہنے لگا دورِ جہالت میں میں ایک قوم پر سے گزرا۔ میں نے انہیں جنتر منتر پڑھ کر کچھ بتلایا۔ انہوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کر لیا۔ آج میں وہاں سے گزرا تو ان کے ہاں شادی تھی۔ انہوں نے مجھے یہ کھانا دیا۔ ابو بکر صدیق بولے۔ افسوس ہے تم پر۔ تم نے تو مجھے ہلاک ہی کر دیا۔ یہ کہہ کر آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر قے کرنا چاہی جو باہر نہ آئی کہا گیا یہ گرم پانی کے بغیر نہیں نکلے گی۔ آپ نے کافی سارا پانی منگوایا اور پیتے گئے اور قے کرتے گئے تاآنکہ وہ لقمہ جو نگل لیا تھا باہر آگیا۔ آپ سے کہا گیا۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ صرف ایک لقمہ کی خاطر اتنی تکلیف برداشت کی آپ نے؟ فرمایا اگر میری جان بھی نکل جاتی تو بھی پرواہ نہیں تھی۔ کیونکہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے آپنے فرمایا۔ ہر وہ جسم جو حرام مال سے بنا ہو، جہنم کا حقدار ہے۔ تو میں ڈر گیا۔ کہیں میرے جسم کا کوئی حصہ اس لقمۂ حرام سے نہ بن جائے۔

اسے صاحب صفوہ نے اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

یاد رہے عرب کے کاہن و نجومی کئی طرح کے تھے۔ بعض کے قبضہ میں جنات تھے جو انہیں جھوٹی سچی باتیں بتلاتے رہتے تھے۔ کچھ ایسے تھے جو کسی بات کا اوّل و آخر

سن کر آئندہ پیدا ہونے والے ثمرات کی نشاندہی کر دیا کرتے تھے۔ انہیں عرات کہا جاتا تھا۔ کیونکہ انہیں ہر بات کے انجام کی معرفت حاصل کرنے میں دسترس تھی۔ جب کہ بعض علم رحل وغیرہ کے ماہر تھے۔ واقعہ مذکورہ میں ابو بکر صدیق کے غلام نے جو مال حاصل کیا۔ اس لحاظ سے بھی حرام تھا کہ اسے علم نجوم میں کوئی واقفیت نہ تھی۔ محض دھوکہ دیا تھا اس نے۔ اگر قوم اس کے فریب پر مطلع ہو جاتی تو وہ ہرگز اسے کھانا نہ دیتے۔ وگرنہ اگر وہ ماہر نجوم ہوتا تو کافر کا کافر سے دھوکہ دہی کے بغیر کیا ہوا معاملہ درست ہوتا ہے۔ اور اس سے کسی مسلمان کو ایسا مال حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث

مجاہد سے روایت ہے کہ جب قرآن پاک میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی بیان ہوئی۔ تو ابو بکر آئے اور سیدہ کے سرہانے بیٹھ گئے (وہ بوجہ غم واندوہ بیمار تھیں) وہ کہنے لگیں میری پاک دامنی تو اللہ نے بیان کی ہے۔ آپ کا اور آپ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ آخر آپ نے میری برأت کیوں نہ بیان کی۔ انہوں نے کہا جس بات کی مجھے تحقیق نہ تھی میں کیوں بیان کرتا (اللہ رے صداقتِ ابی بکر صدیق رض)

اسے صاحب "فضیلت ابی بکر" نے روایت کیا اور حدیث حسن قرار دیا ہے۔

کسی مسئلے کا شرعی حل تلاش کرنے کے لیے تحقیق کا عالم

حدیث

میمون بن مہران سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق کے پاس کوئی شخص اپنا جھگڑا یا مقدمہ لاتا تو آپ اس کا فیصلہ قرآن سے تلاش کرتے۔ اگر مل جاتا تو فبہا۔ ورنہ نبی علیہ السلام کے فرمان سے جستجو کرتے۔ اگر وہاں سے بھی حاصل نہ ہوتا تو اہل السلام سے پوچھنے نکل کھڑے ہوتے۔ اور فرمایا کرتے تمہیں کچھ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے مقدمہ میں کیا فیصلہ کیا تھا؟ بسا اوقات کئی آدمی نبی علیہ السلام کے کسی ایسے فیصلے کا ذکر کر دیتے۔ جسے سن کر آپ فرماتے۔ اللہ کی حمد جس نے ہمارے اندر اپنے نبیؐ کی سنت کے جاننے اور یاد رکھنے والے لوگ موجود رکھے ہیں۔

اسے اسماعیلی نے معجم میں اور صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ ایک مرنے والے کی دادی ابو بکر صدیق کے پاس اپنی میراث کا تقاضا کرنے آئی۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کے لیے قرآن و سنت میں کوئی حصہ نہیں۔ آپ واپس چلی جائیں۔ میں لوگوں سے پوچھونگا۔ آپ نے صحابہ سے پوچھا۔ تو مغیرہ بن شعبہ رض نے بتلایا میں نبی علیہ السلام کے پاس تھا کہ آپ نے ایسی ہی عورت کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی گواہ بھی ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری نے حاضر ہو کر مغیرہ بن شعبہ کی تصدیق کی۔ چنانچہ اس بڑھیا کیلیے ابو بکر صدیق نے چھٹا حصہ جاری کر دیا۔

اسے احمد بن حنبلؒ، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

احتیاطاً پانچ سو احادیث کا مسودہ جلا دیا

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے والدؓ نبی علیہ السلام کی پانچ سو احادیث جمع کر رکھی تھیں۔ ایک بار آپ بستر پر سوئے تو ساری رات پہلو بدلتے گزار دی۔ مجھے بڑا قلق ہوا۔ میں نے پوچھا آج اتنی بے قراری کیوں تھی آپ کو؟ بیمار تھے یا کوئی اور پریشانی ہے؟ فرمایا اے بیٹی احادیث کا وہ مسودہ جو تمہارے پاس ہے لاؤ۔ میں نے حاضر کر دیا۔ آپ نے آگ منگوائی اور اسے جلا دیا۔ میں نے کہا ابا جان! یہ کیا؟ فرمایا آج رات مجھے نیند نہیں آئی۔ ڈرتا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور میرے پاس یہ احادیث ہوں۔ ممکن ہے۔ اس میں ایسی بھی ہوں جو میں نے کسی انسان پر اعتماد کرتے ہوئے نوٹ کر لیں۔ مگر حقیقتاً وہ نبی علیہ السلام کے الفاظ نہ ہوں گے۔ (میں اگر دنیا سے چلا گیا تو لوگ ان اوراق کو حرز جان بنا کر غیر حدیث کو حدیث سمجھ لیں گے) اور سارا بوجھ میری گردن پر آ جائے گا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

دوران خلافت آپ کے مال میں صرف ایک اونٹ اور ایک معمولی کپڑے کا اضافہ ہوا

حدیث

سیدہ ہی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق مرض وفات میں مبتلا ہوئے۔ تو فرمایا۔ خلیفہ بننے کے بعد میرے مال میں جس قدر اضافہ ہوا ہے۔ وہ اضافہ اپنے خلیفہ (عمر) کے پاس جمع کروا دو۔ جب دیکھا گیا تو ایک غلام تھا جو آپ کے بچوں کی نگہداشت کرتا تھا۔ اور ایک اونٹ جو باغ میں پانی لاتا تھا۔ لوگ یہ دونوں چیزیں عمر فاروق کے پاس لائے جنہیں دیکھ کر آپ رو پڑے اور فرمایا۔ اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے۔ آپ کے بعد مجھے سخت مشقت برداشت کرنا پڑے گی۔

اسے صاحب صفوہ اور فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے بوقت وصال فرمایا اے بیٹی! جب سے ہم نے خلافت سنبھالی ہے۔ تب سے ہمارے مال میں جو اضافہ ہوا ہے اسے بیت المال میں جمع کروا دو حالانکہ قسم بخدا مسلمانوں کے بیت المال سے ہم نے کچھ لیا ہے تو وہ پیٹ میں بھرنے کے لیے معمولی کھانا اور پہننے کے لیے کھردرے کپڑے ہیں۔ میں نے دیکھا تو ہمارے مال میں صرف دو چیزیں بڑھی تھیں۔ ایک نوخیز اونٹنی اور ایک پرانا کپڑا جو پانچ درہم سے زائد قیمت کا نہ ہوگا۔ جب یہ دونوں چیزیں لے کر ہمارا فرستادہ عمر فاروق کے پاس آیا تو عبد الرحمن بن عوف پاس بیٹھے تھے۔ وہ بولے! اے خلیفۃ المسلمین! کیا یہ چیزیں اولاد ابی بکر سے چھین لی جائیں گی؟ انہوں نے فرمایا ہرگز

نہیں۔ رب کعبہ کی قسم انہیں پاس رکھ کر ابو بکر ہرگز گناہ گار نہیں تھے۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے انہیں حاصل کرنے میں۔ اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے۔ آپ کی جگہ خلیفہ بننے والے نے بڑی مشقت اپنے ذمہ لی ہے۔

اسے ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا ہے۔

حدیث

یہی مضمون یوں بھی مروی ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا۔ اے بیٹی! میں قریش کا سب سے بڑا تاجر اور سب سے مالدار تھا مگر جب خلافت کا بوجھ مجھ پر آپڑا تو میں نے محسوس کیا کہ کاروبار جاری رکھنے سے ادائیگی فرائض میں خلل آئے گا۔ تو اس کے بعد مجھے صرف یہی چیزیں حاصل ہو سکیں اونی چوغہ، دودھ والا برتن اور ایک غلام، میرے فوت ہو جانے پر یہ چیزیں عمر فاروق کو فوراً بھیج دینا۔ اے بیٹی! میرے انہی کپڑوں میں مجھے کفن دیدینا۔ سیدہ فرماتی ہیں۔ میں رو پڑی عرض کیا ابا جان! ہم اتنے تنگدست تو نہیں (کہ نیا کفن نہ بنا سکیں) آپ نے فرمایا بیٹی اللہ تیری مغفرت کرے کفن کو آخر کچ لہو اور پیپ سے ہی بھرنا ہے۔ جب آپ انتقال فرما گئے تو مذکورہ چیزیں عمر فاروق کے پاس بھیج دی گئیں۔ انہوں نے کہا اللہ تمہارے والد پر رحم فرمائے وہ چاہتے تھے کہ کسی کو بات کرنے کی گنجائش نہ ملے۔

اسے بغوی نے ذکر کیا ہے۔

فضیلت ۲۵

آپ نے قبل از اسلام سے لیکر تمام عمر شراب پی نہ شعر کہا

حدیث

ابو عالیہ ریاحی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کے مجمع میں ایک بار ابو بکر صدیق سے پوچھا گیا۔ کیا آپ نے دور جاہلیت میں کبھی شراب پی تھی؟ انہوں نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ کہا گیا کیوں؟ فرمایا۔ میں اپنی عزت و مال کی حفاظت کرتا آیا ہوں۔ کیونکہ جس نے شراب پی اس نے اپنی عزت اور انسانیت ختم کر لی۔ نبی علیہ السلام کو ابو بکر کی یہ بات پہنچی تو دوبارہ فرمایا۔ ابو بکر سچ کہتا ہے۔ اسے رازی نے بیان کیا ہے۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے اسلام لانے کے بعد کبھی شعر نہ کہا اور شراب تو دور جاہلیت میں ہی خود پر حرام کر لی تھی۔

فضیلت ۲۶

آپ نے کبھی کسی سے کچھ مانگا نہیں تھا

حدیث۔

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ بسا اوقات ابو بکر صدیق کے ہاتھ سے اونٹنی کی مہار گر جاتی تو آپ اسے رکاب سے گھسیٹ کر قریب لے آتے اور پکڑ لیتے تھے۔ لوگوں نے کہا آپ ہمیں کیوں نہیں کہہ دیا کرتے؟ کہ ہم ہی پکڑا دیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی سے کوئی چیز مت مانگو! اسے احمد بن حنبل رضی اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۲۷

آپ کا انکسار اور تواضع

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص تکبر سے اپنا دامن زمین پر گھسیٹ کر چلا۔ اللہ روزِ قیامت اس کی طرف نظرِ التفات نہیں کریگا۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ میرے تہبند کی ایک طرف ذرا ڈھیلی ہو تو مجھے خبر ہو جاتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تمہارا دامن لٹک بھی جائے گا تو وہ بنیت تکبر نہیں ہو گا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

خلیفہ وقت کندھے پر کپڑا رکھے بازار میں روزی کمانے نکلا ہے

حدیث

عطاء بن سائب سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق خلیفہ مقرر ہوئے تو صبح کندھے پر کپڑے لادے ہوئے (حسبِ معمول) بازار کی طرف چل دیئے۔ آگے سے عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن جراح ملے۔ انہوں نے کہا۔ اے خلیفۂ رسول خدا! کدھر؟ فرمایا۔ بازار۔ کہنے

لگے کیا کام ہے وہاں جبکہ آپ اہلِ اسلام کے خلیفہ بن چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ گھر والوں کا کھانا کہاں سے مہیا کروں؟ وہ بولے آپ ہمارے ساتھ واپس چلیں ہم (بیت المال سے) آپ کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے لیے روزانہ بکری کا تھوڑا سا گوشت مقرر ہو گیا۔ جب کہ سر اور پیٹ کے لیے کچھ نہ مقرر ہوا۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

دخترانِ مدینہ! میں خلیفہ بننے کے بعد بھی تمہاری بکریاں دوہتا رہوں گا

حدیث

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق حصولِ خلافت کے بعد کندھے پر چوغہ اٹھائے گھر سے نکلے۔ آگے سے ایک شخص ملا اور بولا۔ لائیے مجھے دے دیں! آپ نے فرمایا الگ ہو جاؤ! تم اور عمر فاروق مجھے بچوں کے لیے روزی کمانے سے نہ روکو!

اسے صاحب صفوہ نے بروایت کیا ہے۔

حدیث

اصحاب سیرت بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق اپنے قبیلہ میں لوگوں کو بکریاں دوھ کر دیا کرتے تھے۔ جب آپ کی بیعت کی گئی تو قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا۔ اب ہماری اونٹنیاں کون دوہے گا؟ آپ نے یہ آواز سُنی تو فرمایا۔ میں ہی دوہا کروں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ جو میرا اخلاق پہلے تھا خلافت سے اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ تو آپ برابر انکی اونٹنیاں دوہتے رہے۔ اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

حدیث۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کے خلیفہ بننے کے بعد ایک بار میں ابو بکر صدیق کے پیچھے سوار تھا۔ جب ہم لوگوں کے پاس سے گزرتے تو ہم انہیں سلام کہتے اور وہ ہمیں جواب دیتے تھے۔ ابو بکر کہنے لگے آج لوگوں نے ہماری زیادہ عزت کی ہے (یعنی آپ کو اس چیز کا فوراً احساس ہو گیا۔ اور آپ کو یہ بات بڑی عجیب سی محسوس ہوئی)

اسے ابو عبد اللہ حسین قطان نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق منبر رسول پر بیٹھے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ (بچپنے سے) منبر پر چڑھ آئے اور فرمایا کہ میرے نانا کے منبر سے اتر جاؤ! ابو بکر بولے۔ آپ نے بجا فرمایا ہے۔ واقعتاً یہ میرے باپ کا نہیں آپکے باپ کا منبر ہے۔ انہوں نے دوبارہ یہی کہا۔ تو علی رضی اللہ عنہ بولے جو ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ بیٹے نے یہ بات میرے کہنے پر نہیں کہی۔

حدیث۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے یزید بن ابی سفیان کو (لوگوں کے مرتد ہونے پر) شام کی طرف بھیجا۔ اور رخصت کرنے دو میل تک پیدل ساتھ گئے۔ عرض کیا گیا۔ اے خلیفۂ رسول خدا! اب آپ پلٹ جائیں! آپنے فرمایا۔ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے جسکے قدم راہ خدا میں غبار آلود ہوئے اللہ اس پر جہنم حرام کر دے گا۔

اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۲۸)

آپ کا غصہ جلد ٹھنڈا ہو جاتا تھا

حدیث۔

عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ فقیر روگ تھے۔ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ اور وہ مسجد نبوی میں نبی علیہ السلام سے قرآن پاک پڑھتے تھے) نبی علیہ السلام نے ایک بار فرمایا۔ جس کے پاس دو انسانوں کا کھانا ہو وہ تیسرا آدمی ساتھ لے جائے۔ تو ابو بکر نے تین آدمی ساتھ لے لیے اور نبی علیہ السلام نے دس جبکہ ابو بکر کے گھر میں پہلے سے تین آدمیوں کا کھانا تھا۔ یعنی میرا اپنا اور میری والدہ کا۔ راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں شاید عبد الرحمٰن نے یہ بھی کہا تھا۔ ہمارے گھر میں میری بیوی اور ہمارے اور ابو بکر صدیق کے گھر کے خادم کا کھانا بھی تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے شام کا کھانا نبی علیہ السلام کے ہاں کھا لیا۔ اور رات گئے گھر کو لوٹے جب وہ گھر آئے تو ان کی زوجہ بولیں۔ گھر میں مہمان تھے۔ آپ کہاں تھے؟ انہوں نے فرمایا۔ کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا۔ وہ بولیں۔ مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ ہم نے اصرار کیا مگر وہ غالب رہے۔ عبد الرحمٰن کہتے ہیں میں (ابو بکر صدیق کے ڈر سے کہ مجھے ڈانٹ پڑے گی کہ مہمانوں کو اب تک بھوکا کیوں رکھا ہے؟) چھپ گیا۔ آپ نے آواز لگائی او جاہل! تو کہاں ہے؟ اس کے ساتھ ہی انہوں نے مجھے

سخت سُست کہا، اور مہمانوں سے کہا کھاؤ! مگر اس وقت کے کھانے کی کیا خوشی،
البتہ میں آپ کے ساتھ قسم بخدا نہیں کھا سکتا۔ مہمان بولے قسم بخدا پھر ہم بھی نہیں کھائیں
گے۔ ابوبکر بولے۔ یہ تو شیطان کی طرف سے ہوا ہے۔ (یعنی قسم اٹھانا) اس کے بعد آپ
نے کھانا منگوایا۔ خود بھی کھایا اور مہمانوں کو بھی کھلایا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔ کہ جہاں سے
ہم لقمہ اٹھاتے وہاں نیچے سے اور کھانا نکل آتا تھا۔ آپ کی زوجہ کہتی ہیں جب سب
کھانا کھا چکے تو وہ پہلے سے بڑھ چکا تھا۔ ابوبکر نے دیکھا تو اپنی بیوی کو بلا کر
فرمایا۔ دیکھو تو! یہ تو بڑھ گیا ہے۔ وہ بھی کہنے لگیں مجھے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم واقعتاً
یہ بڑھ گیا ہے، پھر ابوبکر نے کھایا۔ اور کہا کہ پہلے جو قسمیں اٹھائی ہیں وہ شیطانی عمل تھا۔
پھر ایک لقمہ لیا اور کھانا اٹھا کر نبی علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ تو اس کھانے نے صبح
نبی علیہ السلام کے پاس کی ہمارے اور اصحاب صفہ کے درمیان مدت مقرر کی تھی۔ جس
کے گزرنے پر ہم بارہ آدمی تھے جن کے ساتھ اصحاب صفہ کی ٹولیاں لگا دی گئیں۔ اللہ
ہی بہتر جانے کہ ایک ایک شخص کے ساتھ کتنے آدمی تھے اور سب نے اسی
کھانے سے کھایا۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

قتل کا لفظ سنتے ہی آپ کا غصّہ کافور ہو گیا

حدیث

ابوبرزہ اسلمی کہتے ہیں ہم ابوبکر صدیق کے ہاں کوئی کام کر رہے تھے کہ آپ ایک
مسلمان آدمی پر غضب ناک ہو گئے اور غصّہ انتہائی زیادہ ہو گیا، میں نے آپ کے
تیور دیکھے تو عرض کیا خلیفۂ رسول خدا! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ قتل کا نام

سنتا تھا کہ آپ ٹھنڈے ہو گئے اور بات کسی اور طرف ڈال دی۔ اس کے بعد ہم
سب لوگ کام مکمل کر کے وہاں سے چلے آئے۔ بعد میں آپ نے مجھے بلوایا اور
فرمایا، ابوبرزہ! تم نے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا کب؟ مجھے یاد نہیں، آپ نے فرمایا
بھول بھی گئے؟ میں نے کہا قسم بخدا مجھے یاد نہیں۔ فرمایا مجھے غضب ناک دیکھ کر تم
نے اس شخص کی گردن مار دینے کی اجازت چاہی تھی؟ میں نے کہا ہاں! اگر آپ
مجھے حکم دیتے تو قسم بخدا میں اسے اڑا دیتا۔ فرمایا ہلاکت ہو تمہارے لیے۔ نبی علیہ السلام کے
بعد کسی کے لیے یہ جائز نہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر ۲۹

آپ کی غیرت اور زبان نبیﷺ سے آپ کی بیوی کی طہارت

حدیث

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ بنو ہاشم کے چند لوگ اسماء بنت
عمیسؓ کے پاس آئے، اتنے میں ان کے شوہر ابوبکر بھی آ گئے اور وہاں لوگوں کو
دیکھ کر بُرا منایا۔ اور نبی علیہ السلام سے جا کر تذکرہ کیا، مگر ساتھ ہی کہا۔ میں نے کوئی
بُری بات نہیں دیکھی، نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے اللہ نے بری قرار دیا ہے۔
اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر تشریف لائے اور فرمایا آج کے بعد کسی

گھر والے کی غیر موجودگی میں کوئی دوسرا آدمی اس کے گھر میں اکیلا نہ جائے اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہونے چاہییں۔

فضیلت صدیق اکبرؓ ۳۰

ابوبکر صدیق جھگڑے میں خاموش رہے اور فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دیتا رہا

حدیث

سعید بن مسیبؓ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام بیٹھے تھے صحابہ بھی ساتھ تھے ایک شخص ابوبکر سے الجھ پڑا اور ان کو ایذا دی۔ ابوبکر خاموش رہے۔ اس نے دوبارہ انہیں اذیت اساں لفظ کہا مگر وہ پھر بھی خاموش رہے۔ تیسری بار جب اس نے ایذا پہنچائی تو حضرت ابوبکرؓ نے مدد چاہی۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام ان کی مدد کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو مجھ پر رحم کر گیا تھا؟ کیوں کہ اس سے قبل وہ مجھے دوبارہ ایذا دے چکا تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا آسمان سے ایک فرشتہ اترا جو تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تیسری بار ایذا ملنے پر تم بول پڑے تو بیچ میں شیطان آگیا۔ جسے دیکھ کر میں خاموش بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا۔

اسے ابوداؤدؒ نے اور ابوالقاسم نے موافقات میں روایت کیا ہے۔

تشریح:

بعض روایات میں ہے کہ مذکورہ واقعات پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم

(سورۃ نساء آیت نمبر ۱۴۸)

ترجمہ: اللہ پسند نہیں رکھتا کہ بری بات کو ظاہر کیا جائے سوائے مظلوم کی فریاد کے۔

حدیث

مقاتل کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق کو تکلیف پہنچائی جب کہ نبی علیہ السلام بھی موجود تھے۔ ابوبکر خاموش رہے۔ اس شخص نے دوبارہ ایسے ہی کیا تو ابوبکر نے اسے جواب دیا۔ جس پر نبی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص نے مجھے گالی دی اور آپ خاموش رہے۔ جب میں نے اسے جواب دیا تو آپ نے قیام فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تم بول پڑے تو وہ واپس ہو گیا اور شیطان آگیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لا یحب اللہ الجھر الخ

اسے ابوالفرجؒ نے "اسباب النزول" میں روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۱)

آپ سے محبت رکھنے کی ترغیب دھندہ احادیث

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر فرض ہے کہ ابوبکر سے محبت رکھیں!

اسے حافظ سلفی نے اپنی مشیخت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس ہی سے روایت ہے کہ ایک بار ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ابوبکر اور نبی علیہ السلام ہم تینوں بیٹھے تھے۔ اور میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔ میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ ابوبکر بولے۔ یارسول اللہ! ہم آپ کے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم میرے (بھائی نہیں) صحابی ہو۔ بھائی میرے وہ ہیں جو بغیر دیکھے میری تصدیق کریں گے۔ اور مجھے اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ محبوب رکھیں گے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! تو ہم بھی آپ کے بھائی ہیں (تاکہ ہمیں بھی یہ اعزاز حاصل ہو) آپ نے فرمایا تم میرے صحابی ہو۔ ابوبکر! کیا تمہیں ایسی قوم سے محبت نہ ہوگی جو میری محبت میں تم سے عقیدت رکھیں گے (کہ یہ نبی علیہ السلام کے صحابی ہیں) جب وہ تم سے میری وجہ سے

محبت رکھیں تو تم ان سے محبت رکھو۔

اسے الضاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی علیہ السلام گھر سے تشریف لاکر (مسجد میں) جلوہ آرا ہوئے اور فرمایا۔ اے عمر! میں اپنے بھائیوں کا مشتاق ہوں عمرؓ بولے۔ یارسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم میرے صحابی ہو۔ میرے بھائی وہ ہیں جو بن دیکھے مجھ پر ایمان لائے۔ کہتے ہیں۔ اتنے میں ابوبکر آگئے۔ تو عمرؓ نے انہیں ساری بات بتلائی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابوبکر! کیا تم اس قوم سے محبت نہیں رکھتے جو تم سے صرف اس وجہ سے عقیدت رکھیں گے کہ تم نے مجھے اپنا محبوب بنایا ہے۔ اس لیے وہ تمہیں محبوب بنالیں گے۔ لہٰذا تم انہیں محبوب رکھو۔

اسے ابن فیروز نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جس رات ابوبکر پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے جنت عدن پر نظر رحمت فرمائی۔ اور فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم آج رات پیدا ہونے والے اس بچے سے محبت رکھنے والا شخص ہی تجھ میں داخل ہوگا۔

اسے علی بن نعیم بصری نے روایت کیا اور غریب قرار دیا۔ اور ملاّں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

علیؓ پل صراط سے صدیق کے حبدار کو ہی گزرنے دیں گے

حدیث

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق حضرت علی سے ملے تو انہیں دیکھ مسکرا پڑے۔ علی مرتضیٰ نے پوچھا کیوں مسکرائے ہیں آپ ؟ فرمایا میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ !

لَا یَجُوْزُ اَحَدٌ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ کَتَبَ لَہٗ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبِ الْجَوَازَ ۔

(کوئی شخص پل صراط سے علیؓ کے اجازت نامہ کے بغیر نہیں گزر سکے گا۔)

حضرت علی ہنس پڑے اور فرمایا۔ ابو بکر ! آپ کو خوشخبری نہ سناؤں ! نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

لَا یُکْتَبُ الجوازُ اِلَّا لِمَنْ احبَّ ابا بَکْرٍ

(پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ اسے ہی ملے گا جسے ابو بکر سے پیار ہو گا۔)

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی ابو بکر صدیق کے پاس آ کر کہنے لگا۔ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا۔ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ ابو بکر نے یہ سن کر اس کی حوصلہ شکنی کے لیے سر نہ اٹھایا۔ اتنے میں جبریل نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور گویا ہوئے۔ یارسول اللہ ! خدائے بزرگ و برتر آپ کو سلام بھیجتا اور فرماتا ہے کہ ابو بکر سے محبت کا اظہار کرنے والے

یہودی سے کہہ دیا جائے اللہ نے دوزخ کے دو عذاب تجھ سے اٹھا لیے ہیں۔ نہ قدموں میں بیڑیاں پڑیں گی، نہ گلے میں طوق۔ نبی علیہ السلام نے اسے بلا کر اللہ کا فرمان سنایا۔ یہودی نے آسمانوں کی طرف نگاہ اٹھائی اور پکار اٹھا۔

اشهد ان لا الہ الا اللہ وانك محمد رسول اللہ حقا۔

یارسول اللہ ! اس بات سے میرے دل میں ابو بکر کی محبت اور بڑھ گئی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا تمہیں دوہری مبارک ہو۔

اسے ملاّ نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۲)

عمر فاروق آپ کو خود سے بہتر جانتے تھے !

حدیث۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ سے بوقت وصال کہا گیا۔ آپ اپنی جگہ خلیفہ کیوں نہیں بنائے دیتے ؟ آپ نے فرمایا۔ اگر میں خلیفہ نہ بناؤں۔ تو بھی کچھ حرج نہیں۔ مجھ سے بہتر نبی علیہ السلام ہیں۔ آپ نے خلیفہ نہیں بنایا۔ اگر بناؤں تو وہ بھی صحیح ہے آخر ابو بکر مجھ سے بہتر تھے انہوں نے خلیفہ بنایا تھا۔

یہ حدیث صحیح ہے اور عمر فاروق کے حالات میں آ رہی ہے۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے فرمایا جس قوم میں ابوبکر موجود ہوں، وہاں امام بننے سے جان کا چلے جانا اور گردن کا اڑ جانا مجھے آسان ہے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اے کاش ! میں صدیق کے سینے پر ایک بال ہوتا۔ عمر فاروق

حدیث

ابن عمران جونی سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا۔ اے کاش ! میں ابوبکر صدیق کے سینے کا ایک بال ہوتا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا۔ ابوبکر ہم سے بہتر اور ہمارے سردار ہیں۔ یہ حدیث پیچھے خصائص میں گزر چکی ہے۔ وہاں یہ حدیث بھی گزری تھی۔ کہ ایک شخص نے عمر فاروق سے کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی انسان نہیں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم نے ابوبکر کو دیکھا تھا ؟

فضیلت صدیق اکبر (۲۳)

عمر فاروق آپ کی از حد تعظیم کرتے تھے

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم نے گھر یلو بکری کا دودھ دوہا۔ اور گھر کے کنوئیں کا پانی ڈال کر حاضر خدمت کیا۔ آپ کے بائیں طرف ابوبکر اور دائیں طرف ایک دیہاتی تھا۔ جب نبی علیہ السلام پی چکے تو عمر فاروق جو ایک طرف بیٹھے تھے گویا ہوئے۔ یارسول اللہ ! بقیہ ابوبکر کو پلائیں۔ آپ نے اعرابی کو دے دیا۔ اور فرمایا۔

(پہلے دائیں والے کا حق ہوتا ہے۔ پھر اس سے اگلے کا۔)

اسے ان الفاظ سے علی بن حرب طائی نے روایت کیا ہے۔ جبکہ موطا کے حوالہ سے خصائص میں یہ حدیث مختصراً گزر چکی ہے۔

حدیث

حضرت انس رضؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے دودھ دوہا اس میں گھر کا پانی ملایا اور پیش خدمت کیا۔ آپ کی دائیں طرف ایک دیہاتی اس کے پیچھے عمر فاروق اور بائیں طرف ابوبکر بیٹھے تھے۔ جب آپ پی چکے اور منہ سے پیالہ ہٹا لیا یا ابھی ہٹانے والے تھے کہ عمر رضؓ بولے۔ یارسول اللہ ! بقیہ

ابوبکرؓ کو دے دیں۔ آپ نے اعرابی کو دے دیا اور فرمایا۔ پہلے دایاں، پھر اس سے اگلا۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۴)

ابوبکر صدیق کے علاوہ ہر شخص سے علی مرتضیٰ قسم لے کر حدیث سنتے تھے

حدیث

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب میں نے نبی علیہ السلام سے خود کوئی حدیث سُن لی تو اللہ نے مجھے جس قدر چاہا نفع دیا۔ مگر دوسرا شخص مجھے آپ کی حدیث سنائے تو میں پہلے اس سے قسم اٹھواؤنگا۔ اگر وہ قسم اٹھائے تو حدیث میرے نزدیک قابلِ قبول ہوگی۔ لیکن ابوبکرؓ نے مجھے ایک حدیث بیان کی اور سچ کہا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا ہے۔ جو شخص گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر وہ بہتر وضوء کرے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے گناہ کی معافی مانگے تو اللہ اسے معاف کر دیگا۔

اسے نسائی نے اور حافظ نے "اربعین بلدانیہ" میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے ہی روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کہاں سپرد خاک کیا جائے۔ ابوبکر بولے۔ نبی علیہ السلام نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ!

لَیْسَ مِنْ نَبِیٍّ یموت الا دفن حیث یقبض۔ وابوبکر موتمن علی ما جاء بہ

کوئی نبی جہاں وصال پائے وہیں سپرد خاک کیا جاتا ہے اور ابوبکر نے جو کہا ہے امانت و دیانت سے کہا ہے۔

حدیث

حضرت علی سے ہی مروی ہے کہ میں نے سنا ابوبکر فرما رہے تھے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی زبان پاک سے یہ ارشاد سُنا۔ جس شخص نے گناہ کر لیا۔ پھر صحیح وضوء کیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد اللہ سے استغفار کیا۔ تو اللہ کا حق ہے کہ اسے معاف کر دے۔ علی مرتضیٰؓ نے اس کے بعد منبر پر ندا دینا شروع کی کہ ابوبکر نے سچ کہا ہے۔ کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ یَعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (سورہ نساء آیت ۱۱۰)

ترجمہ: جو آدمی بُرا کام کرے یا خود پر ظلم کر بیٹھے پھر وہ اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا۔

ان دونوں احادیث کو صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۵)

آپ کی عظمت پر حضرت علی سے مروی احادیث

اس مضمون کی احادیث پیچھے گزر چکی ہیں، اس کے علاوہ بھی چونکہ حضرت علیؓ نے جو ایسی احادیث روایت کی ہیں یا آپ سے مروی ہیں۔ بڑی کثرت میں ہیں۔ اس لیے ہمیں یہ مستقل عنوان قائم کرنا پڑا۔ تاکہ ان سب کی نشاندہی ہو جائے۔ حضرت علیؓ سے مروی احادیث ایسی بھی ہیں۔ جن میں فضیلت ابی بکرؓ پر ضمناً روشنی پڑتی ہے۔ جو اسی باب میں یا باب شیخین کے آخر میں گزری ہیں۔ البتہ یہ حدیث کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکر و علی تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہے۔ اس کے بعد والی فصل میں ہے۔

اب ہم فضائل صدیق سے مختص حضرت علی سے مروی چند احادیث پیش کرتے ہیں!

حدیث

نزال بن سبرۃ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ ابوبکرؓ ایسا شخص ہے۔ جس کا نام اللہ نے آسمانوں میں جبریلؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر صدیق رکھا ہے۔
نبی علیہ السلام نے انہیں دین کے لیے چنا ہم نے انہیں اپنی دنیا (حکومت) کیلیے چن لیا۔
ابن یحییٰ نے اس حدیث کا معنیٰ روایت کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے یہ حدیث بھی باب مناقب صحابہ ثلاثہ میں گزر چکی ہے کہ ابوبکر کا نام صدیق آسمانوں سے اترا ہے، اس کے علاوہ حضرت علی سے مروی احادیث فصل ابی بکر میں جو پیچھے گزر چکی ہیں۔ مختصراً یہ ہیں۔

حسن نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت علی سے پوچھا۔ مہاجرین نے ابوبکر کی بیعت کیسے کر لی تھی؟ آپ نے فرمایا۔ وہ چار باتوں میں سب پر سبقت لے گئے تھے۔ آپکے اسلام کے ذکر میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔

نبی علیہ السلام نے جبریل سے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا۔ کہا ابوبکر۔
نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم میں سے ہر کسی نے مجھے جھٹلایا مگر ابوبکر نے میری تصدیق کی یہ حدیث خصائص ابی بکر میں گزر چکی ہے۔

حضرت علی نے بوقتِ وصال فرمایا میں اپنا جانشین نہیں بنا رہا۔ اللہ نے تمہاری بہتری چاہی تو کسی بہتر انسان کو خود میرا جانشین بنا دے گا، یہ حدیث آپکے سراپا خیر ہونے کے ذکر میں بیان ہو چکی ہے۔

ابی سریحہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ ابوبکر مضبوط دل والے تھے، دوسری روایت میں ہے کہ آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔

حضرت علی کا ہی قول ابوبکر صدیق کے بارہ میں یوں گزر چکا ہے کہ اے خلیفہ رسول! ہمیں اپنی جان کی وجہ سے خوف میں مبتلا نہ کریں، یہ حدیث شجاعتِ ابی بکر میں گزر چکی یونہی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ابوبکر کا خطا کرنا منظور ہی نہیں۔ یہ آپکے علم کے ذکر میں آ چکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ یہ آیت کریمہ
ابوبکر صدیق کی شان میں اتری ہے۔
ایک حدیث میں علی مرتضیٰؓ نے فرمایا نبی علیہ السلام نے ابوبکرؓ کو ہمارے دین

کے لیے چنا اور ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لیے چن لیا۔ یہ حدیث گزر بھی چکی ہے اور آپ کی خلافت کی فصل میں دوبارہ آ بھی رہی ہے۔ وہیں حضرت علیؓ سے مروی یہ حدیث بھی آئے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو امام بنایا ہے۔ جب کہ وہ جانتے تھے کہ علی بھی موجود ہے۔ اسی مضمون کی حدیث قیس بن عباد سے بھی مروی بیان ہو چکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تاحشر امتِ محمدی کے ایمان کا ثواب ابو بکر صدیق کو عطا فرمایا ہے۔ یہ فضائل ابی بکر میں گزر چکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ حشر ابو بکر صدیق پر خصوصی تجلی فرمائیگا۔

حدیث میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا۔ جمع قرآن جیسے کارنامہ کی وجہ سے ابو بکر کا اجر سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ یہ حدیث خصائص ابی بکر میں آ چکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ نیکی کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں جو سب کی سب ابو بکر میں ہیں۔

حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے علی! میں نے تیرے لیے اللہ سے تین بار عرض کیا۔ مگر اللہ نے صرف ابو بکر ہی کو پسند کیا۔ یہ حدیث ابو بکر کی خلافت کی فصل میں آ رہی ہے۔ اور آپکی وفات کے بیان میں وفات سے متعلقہ احادیث جو حضرت علی سے مروی ہیں بیان ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۶)

عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد کو پہلے سلام کہتے ہوئے ابو بکر سے معذرت کرتے تھے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے لوٹتے تو گھر والوں کے پاس جانے سے قبل مسجد میں آ کر دو رکعت ادا کرتے تھے۔ پھر نبی علیہ السلام کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام کرتے اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی خدمت میں سلام پیش کرتے۔ اور حضرت عمر کو سلام کرتے ہوئے ساتھ کہہ دیتے اگر آپ باپ نہ ہوں تو کبھی ابو بکر سے پہلے آپ کو سلام نہ کہوں۔

اسے ابو بکر بن داؤد نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۷)

آپ کی شان میں اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضؓ سے مروی احادیث

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے تو عرب مرتد ہو گئے۔ نفاق پھوٹ پڑا اور میرے والد پر وہ مصائب آپڑے کہ پہاڑوں پر گریں تو انہیں پیس کر رکھ دیں۔ صحابہ نے جس بات میں بھی اختلاف کیا میرے والد نے فوراً اس کی صحت و سقم کو بیان کر دیا۔ اور دوبارہ اختلاف نہ ہونے دیا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ملہ

قاسم بن محمد کہتے ہیں میں نے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضؓ کو یہ فرماتے سنا کہ جب نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے تو عرب مرتد ہو گئے۔ نفاق ابل پڑا۔ اس وقت نبی علیہ السلام کے صحابہ گویا اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے بارہ میں بکریوں کی مثال رکھتے تھے (یعنی میرے والد نے انہیں اللہ کی حفاظت سے سنبھال رکھا تھا) کسی بھی معاملہ میں صحابہ کا اختلاف ہوتا تو آپ اسے فوراً مٹا ڈالتے۔

اسے اسماعیلی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم ہوا کہ ایک قوم نے ان کے باپ ابوبکر صدیق رضؓ کے متعلق کچھ باتیں کہی ہیں۔ سیدہ نے چند جماعتوں کو بھیجا کہ انہیں بلا لائیں تو وہ بلا لیے گئے۔ آپ نے دروازے پر پردہ لٹکا لیا۔ اور ان سے خطاب کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا۔ اور نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کے بعد گویا ہوئیں۔

"میرے والد! میرے والد پر تم لوگ اپنے احسانات نہ جتلاؤ وہ ایک بلند پہاڑ اور لمبا سایہ تھے۔ اور جب تم کمزور پڑے تھے (مرتدین سے لڑنے میں تکاسل کر رہے تھے) تو وہ اس سخی شخص کی طرح سبقت لے گئے جو غصہ پی جاتا ہے۔ جب وہ جوان تھے تو قریش کی جوانی کا شاہکار تھے۔ بوڑھے ہوئے تو قریش کے لیے کہف ایمان بن گئے۔ انہیں خونریزی سے بچانا غلاموں کی مدد کرنا قریش میں پیدا ہونے والی رخنہ اندازیوں کا سدِ باب اور قوت قریش کو مجتمع کرنا آپ کا کام تھا تا آنکہ وہ ہر قریشی کے دل میں گھر کر گئے۔ پھر آپ دینِ اسلام پر ڈٹ گئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ نے فرمایا۔ ابوبکر اللہ کے دین پر ڈٹ گئے اور دین پر طبیعت کی پختگی اس حد تک بڑھی کہ گھر کے صحن میں مسجد بنا لی۔ باطل پرست جو شیئی مٹانا چاہتے تھے آپ نے وہ زندہ کر دکھائی۔ آپ کی نگاہیں ہمہ وقت پرنم دل مضطرب اور آواز پر درد رہتی تھی۔ اہلِ مکہ کی عورتیں اور بچے آپ کو دیکھتے تو صف بستہ کھڑے ہو جاتے اور مذاق اڑانے لگتے۔ مگر!

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

(سورہ بقرہ آیت ۱۵)

ترجمہ: اللہ انہیں مذاق کا جواب دیتا ہے۔ اور اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہنے کے لیے ڈھیل دیتا ہے۔

ادھر قریشی مردوں کے دل مزید ٹیڑھے ہو گئے، اور انہوں نے آپکو تیغ وسنان کی نوک پہ لے لیا اور آپ کو ختم کر دینے کی ٹھان لی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے ابوبکر صدیق کو نظر انداز کر دیا۔ (قوم میں پست ترین سمجھ لیا) مگر وہ آپ کے پہاڑ نہ توڑ سکے۔ (آپ کے ارادہ میں تزلزل پیدا نہ کر سکے) آپ دین کی پشت پر سوار رہے، تا آنکہ دین نے (اونٹ کی طرح) گردن زمین پر ڈال دی اور ٹانگیں جما دیں۔ (یعنی دین اس طرح روئے زمین پر جم گیا جیسے اونٹ اطمینان سے لیٹ جاتا ہے۔ اور جب لوگ دینِ اسلام میں فوج در فوج داخل ہونے لگے۔ تو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں بلا لیا۔ اس وقت دین کی رسی ڈھیلی پڑ گئی، دین والے متردد ہوئے، مصائب اٹھ کھڑے ہوئے اور کفار کو یقین ہو گیا کہ اس دین کا خاتمہ ہونے والا ہے۔

جب کہ سیّدہ سے مروی دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے وصال فرمایا۔ تو شیطان نے اپنا خیمہ گاڑ لیا۔ اور اس کی لمبی رسیاں مضبوطی سے باندھ لیں اس حال میں کفار کے دل میں امید جاگ اٹھی کہ اس دین کا خاتمہ ہو چلا ہے۔ حالانکہ میرے والد ابوبکر صدیق کی موجودگی میں ایسی امید فضول تھی، چنانچہ ابوبکر صدیق کمر بستہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے، دین میں پیدا ہونے والی لچک دور کر دی، ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اسلام کا حاشیہ جمع کیا حدود محفوظ کیں اور دین کی اشاعت اپنی نہج پر لوٹ آئی کیونکہ آپنے اس کی ہر طرح کی پراگندگی اڑا کر رکھ دی تھی، تا آنکہ نفاق پیروں تلے روند ڈالا گیا دین کی سربلندی کا دور واپس آ گیا۔ اہلِ اسلام میں حق جاگزیں ہو گیا۔ ڈھلکے ہوئے سر گردنوں پر اکڑ گئے (یعنی اسلامی احکام کی بجا آوری میں سُست پڑنے والے لوگ چوکنے ہو گئے ہر کسی کا خون اس کے وجود میں محفوظ ہو گیا، تب آپ کو موت نے آ لیا۔ (اور آپ اپنے رَب سے جا ملے،)

یہ ابن خطاب ہیں اللہ ہی جزا دے اس ماں کو جس نے ابن خطاب کو جنا۔ ایسا بیٹا کسی اور کے ہاں پیدا نہ ہو سکا جس نے کفر کو دبوچ کر مغلوب کر دیا ہو اور ہر طرف سے شرک کے راستے مسدود کر دیئے ہوں۔ اَب بتلاؤ تمہارا کیا خیال ہے ؟ تم میرے والد سے کس دن کا بدلہ لینا چاہتے ہو ؟ اس دن کا جب انہوں نے لڑکھڑاتے ہوئے دین کو سہارا دیا تھا۔ یا جس دن وہ دین کی نگہداشت کرتے ہوئے چل بسے تھے ؟ میں نے یہی کچھ کہنا تھا سو کہہ دیا۔ میں تمہارے لیے بھی خدائے عظیم سے استغفار کرتی ہوں اور اپنے لیے بھی اس کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہ رض نے لوگوں کی طرف التفات کرتے ہوئے سوال کیا اور فرمایا۔ میں پوچھتی ہوں جو کچھ میں نے کہا ہے تمہیں اس سے انکار ہے ؟ سب نے کہا خدا کی قسم آپ نے درست کہا ہے۔

اسے صاحب صفوہ نے فضائل سیدہ عائشہ میں آپکی فصاحت کے باب میں اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

فصل سیزدہم

خلافتِ صدیق اکبر رضؓ اور اس کے

متعلقات کا بیان

اس فصل میں آپ کی خلافت پر نبی علیہ السلام کے ارشادات اور صحابہ کرام کی گواہیاں مذکور ہونگی۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپکی خلافت برحق تھی اور یہ کہ آپ نبی علیہ السلام کے سچے جانشین تھے۔

اس مضمون کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ چنانچہ فضائل خلفاء اربعہ میں چاروں صحابہ کی خلافت پر اسی طرح باب فضائل صحابہ ثلاثہ اور باب شیخین میں سیدنا ابی بکر صدیق رضؓ کی خلافت پر نبی علیہ السلام کی احادیث مذکور ہوئی ہیں۔ جن میں سے بعض تو خلفاء اربعہ کی ترتیب پر صراحتاً دال ہیں۔ اور کچھ ایسی ہیں جن سے صحابہ کرام نے ابوبکر صدیق کی خلافت کا اشارہ پایا ہے۔ اور اس خلافت پر استدلال کیا ہے۔ جیسا کہ ابو بکر رضؓ و عمر رضؓ کی اقتداء کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اس لیے ہم ذیل میں احادیث گذشتہ کی طرف مختصر اشارے دیئے دیتے ہیں۔ تاکہ بوقت استدلال ان کی طرف رجوع کرنا آسان ہو جائے۔ چنانچہ !

ابن عباس سے مروی حدیث ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ مسجد کی طرف کھلنے والی ہر کھڑکی بند کر دو۔ ابو بکر کی کھڑکی کھلی رہنے دو۔ اس سے صحابہ نے آپ کی خلافت کا راز پالیا تھا۔ یاد رہے اس مضمون کی احادیث فصل خصائص ابی بکر کے ذکر رابع میں گزری ہیں۔
(دیکھیے حدیث ۲۷۶ تا ۲۸۲)

اسی طرح ابو بکر صدیق کی فضیلت کی احادیث بھی گزر چکی ہیں۔ جو ہمارے اس عقیدہ کے پیش نظر۔ کہ ادنی کی اعلی پر ولایت ثابت نہیں ہوتی۔ ابوبکر صدیق کے خلیفہ بلافصل ہونے کا تعین کرتی ہیں۔ اگر صرف اتنا ہی کہا جائے کہ اعلی کی ولایت ہی ادنی پر بہتر ہے۔ تو یہ بات یوں ہر طرح کے تنازعہ سے برتر ہے۔ اور آپ کی خلافت کا اعلان بھی کرتی ہے۔ ایسی احادیث فصل خصائص بیان ۴۳ میں گزر چکی ہیں۔ علاوہ ازیں باب مناقب اربعہ۔ باب مناقب ثلاثہ۔ اور باب شیخین میں بھی فضائل ابی بکر کی احادیث ضمناً آچکی ہیں۔

فصل خصائص کے بیان ۴۵ میں مرض وفات کے دوران نبی علیہ السلام کا آپ کو مصلائے امامت پر کھڑا کرنا بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ (دیکھیے حدیث نمبر ۳۹۲ تا ۴۰۲) یہ بھی آپ کی خلافت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اسی پر عمر فاروق رضؓ علی مرتضی رضؓ اور دیگر صحابہ نے اعتماد کرتے ہوئے آپ کی خلافت کا استدلال کیا جیسا کہ عنقریب بیان ہو گا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

نبی علیہ السلام دار آخرت کی طرف جانے والے تھے۔ آپ نے اس حالت میں ابوبکر صدیق کو امامت پر فائز کیا۔ دوسروں کا نام پیش کیا گیا تو آپ نے انکار فرمایا۔ دوبارہ یہی کوشش کی گئی۔ تو آپ نے بڑی صراحت سے اس کی تردید کر دی۔ پھر ایک بار ان کے علاوہ کوئی اور آدمی (عمر فاروق) مصلائے امامت پر کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا نہیں! نہیں! نہیں! اس کے بعد آپ نے وہ کلام فرمائی جو ابوبکر کی خلافت کی سند ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ اللہ اور مسلمان اس کام سے ...

ابوبکرؓ کے علاوہ کسی اور کو چاہتے ہی نہیں ۔ حالانکہ پہلے آپ خود امام تھے ۔ اب اپنی جگہ انہیں کھڑا کیا ہے اور ساتھ میں مذکورہ اشارات بھی فرمائے ہیں ۔ لہٰذا ہر کسی کو جان لینا چاہیے کہ نبی علیہ السلام نے آپ کو مسجد کی امامت دے کر اپنا جانشین بنایا ہے ۔

اگر یہ باتیں آپ کی خلافت پر دال نہ مانی جائیں تو لازم آئے گا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی جانشینی جیسے امرِ عظیم کو مہمل چھوڑ دیا ۔ حالانکہ یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں تھا ۔ اس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے ، کہ نبی علیہ السلام نے ابوبکر صدیق کے لیے عہد بھی لکھنا چاہا مگر پھر فرمایا ۔ اللہ اور مسلمان ابوبکر کے علاوہ کسی اور کو چاہتے ہی نہیں (دیکھیے حدیث نمبر ۴۰۵ تا ۴۰۹ ۔)

اگر یہ سوال ہو کہ آپ نے اشارات کرنے کی بجائے ان کی خلافت کا واضح اعلان کیوں نہ کر دیا تو جواب یہ ہے کہ ہر کام کی قو اللہ علیم اللہ ہی جانے ۔ تاہم یہ بات ضرور ہے کہ اللہ اسی طرح اندھوں اور انکھیاروں کا امتیاز کرنا چاہتا تھا ۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کون ہے حق کو حق جان کر اس کی پیروی کرنے والا ۔ اور کون ہے جو دلائل بھی دیکھتا ہے ۔ حالی اور مقالی قرائن و اشارات بھی پاتا ہے ۔ مگر اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتا ۔

اسی ضمن میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث نمبر ۳۸۹ ہے کہ جس قوم میں ابوبکر موجود ہو تو وہاں کسی اور کو امامت کا حق ہی نہیں پہنچتا ۔ یہ حدیث بھی آپ کی خلافت کا منہ بولتا ثبوت ہے جو فصل خلافت کے بیان نمبر ۴۴ میں گزر چکا ہے ۔ علاوہ ازیں نبی علیہ السلام کا (حدیث نمبر ۴۰۳ اور نمبر ۴۰۴ میں مذکور) فرمان کہ اے بڑھیا اگر تو دوبارہ آئے اور میں نہ ہوں (دنیا سے پردہ کر جاؤں) تو ابوبکر کے پاس چلی آنا ۔ جو بیان نمبر ۴۰۷ میں آ چکا ہے بھی اس امر کی واضح دلیل ہے ۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ۔ کہ میں ابوبکر کے لیے پروانہ لکھنا چاہتا ہوں تاکہ کوئی تمنا اور طمع کرنے والا باقی نہ رہے ۔ پھر ارشاد ہوا کہ اللہ اور اہلِ اسلام کسی اور کو اس کام کے لیے چاہتے ہی نہیں اور اللہ اور اہلِ اسلام کسی اور کو دور کر دیں گے یہ بھی آپ کی خلافت کے نکھرے ہوئے ثبوت ہیں ۔

فضیلت ۱

نبی علیہ السلام نے علی کی خلافت (بلا فصل) کی دعا مگر اللہ نے صرف ابوبکر ہی کا انتخاب فرمایا

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

سالت اللہ عز وجل ان یقدمك ثلاثا فابی علی الا تقدیم ۔

(میں نے اللہ تعالیٰ سے تین بار دعا کی کہ علی کو امام بنا دیا جائے مگر اللہ نے ابوبکر کے علاوہ ہر کسی کی امامت کا انکار کر دیا ۔) [1]

[1] یہ حدیث جہاں ابوبکر صدیق کی خلافت بلافصل کا اعلان کرتی ہے وہاں علی مرتضیٰؓ کی خلافتِ منصوصہ من اللہ کے زعم باطل کی تردید بھی کرتی ہے تیسعہ کتب میں بھی یہ حدیث موجود ہے مگر اس قدر صراحت کے ساتھ نہیں چنانچہ فراتِ کوفی ص ۱۹ میں امام باقرؒ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ۔

اسے حافظ سلفی نے مشیخت بغدادیہ میں اور صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے جس کے الفاظ ہیں "میں نے اللہ سے تین بار کلام کی۔"

تشریح :

صاحب فضائل کے نزدیک یہ حدیث غریب ہے۔ مگر چونکہ صحیح احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔ اس لیے باوجود غرابت کے قابلِ محبت ہے۔

فضیلت ۲

خلافت ابی بکر پر حضرت عمر کی رائے

حدیث

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار (ابو بکر کی بیعت کی طرف) اس لیے لوٹ آئے تھے کہ عمر فاروق نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں تمہیں یاد رہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا؛ انصار کہنے لگے۔ خدا کی قسم

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرص ان یکون الامر لامیر المومنین(ع) من بعدہ فابی اللہ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت خواہش رکھتے تھے کہ آپ کے بعد امیر المومنین حضرت علی کو خلافت ملے مگر اللہ نے انکار فرما دیا تھا۔

ہمیں یاد ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ تو پھر کون شخص چاہتا ہے کہ ابو بکر کو وہاں سے ہٹا دے جہاں اسے نبی علیہ السلام نے کھڑا کیا ہے۔ سب نے کہا ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا اور ہم اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔

اسے ابوعمرو نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

امام احمد بن حنبلؒ نے بھی یہ روایت کی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں تم میں سے کون ہے جو ابو بکر سے آگے بڑھ کر خوشی محسوس کرے انصار بولے۔ ہم ابو بکر سے آگے بڑھنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اس حدیث سے صاف ہو گیا کہ نماز کی امامت جملہ صحابہ کے نزدیک خلافت کی دلیل تھی جیسے کہ ہم پیچھے بیان کر چکے۔ واللہ اعلم۔

فضیلت ۳

خلافت ابی بکرؓ پر حضرت علی کی رائے اور نبی علیہ السلام کے عمل سے استدلال

حدیث:

امام حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ جب نبی علیہ السلام دنیا سے چلے گئے۔ تو ہم نے حکومت کے بارہ میں غور و فکر کیا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر کو امامت نماز کے لیے مقدم کیا ہے۔ جب اللہ کا نبی آپ کی دینی قیادت میں

خوش ہے تو ہم دنیاوی قیادت ابوبکر صدیقؓ کے سپرد کیوں نہ کردیں۔

حدیث...

قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ نبی علیہ السلام کئی دن اور کئی راتیں بیمار رہے۔ جب نماز کی ندا آتی تو آپ فرما دیتے تھے۔ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر جب نبی علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو میں نے غور کیا کہ نماز شعارِ اسلام ہے۔ دین کا ستون ہے۔ جب اللہ کا نبیؐ دین میں ابوبکرؓ پر راضی تھا تو ہم دنیا میں ان پر متفق کیوں نہ ہوں۔ اس لیے ہم نے ان کی بیعت کر لی۔

یہ احادیث ابوعمرو نے روایت کی ہیں۔ جبکہ تینوں کا معنیٰ ابنِ سمان نے موافقت میں اور ابنِ خیرون نے مناقبِ ثلاثہ میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت حسن بصری کی روایت سے بیان کیا ہے۔ ان احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ امامتِ نماز خلافتِ ظاہرہ پر دال ہے اور ابوبکر صدیق کو صحابہ نے صرف اس لیے خلیفہ مانا کہ نبی علیہ السلام نے انہیں امام مسجد نبوی بنایا تھا۔

خصائص ابی بکرؓ میں حضرت علیؓ کا یہ قول بھی گزر چکا ہے کہ میں اپنے بعد خلیفہ نہیں بنا رہا۔ اگر اللہ تمہارے لیے بھلائی چاہے گا تو تمہیں کسی بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا جیسا کہ ہم نبی علیہ السلام کے بعد ایک بہتر شخص پر اکٹھے ہو گئے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت علیؓ نے کئی مواقع پر ابوبکر صدیق کو اے خلیفۂ رسولِ خدا کہہ کر پکارا ہے۔ جیسا کہ متعدد بار گزر چکا۔

حدیث

سوید کہتے ہیں۔ ابوسفیان، حضرت علی اور عباس کے پاس آئے۔ (جب لوگ ابوبکر صدیق کی بیعت کر رہے تھے) اور دونوں سے کہا کہ قریش کے قلیل اور حقیر ترین قبیلہ کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور جا رہی ہے۔ اگر تم اجازت دو تو ابوبکر پہ قریش کے سوار

اور پیادے اکٹھے کر لاؤں ؟ اور یہ معاملہ جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دوں ؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ اگر ہم ابوبکر کو اہل حکومت نہ سمجھتے تو کبھی اسے خلافت نہ دیتے یاد رکھو ابوسفیان ! مسلمان ایک دوسرے سے خواہ کتنے دور ہوں آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اور منافق ایک دوسرے کے چاہے کتنے قریب ہوں نفرت کرتے ہیں۔

اسے ابنِ سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔ جب کہ دوسرے محدثین کے ہاں مختصراً مروی ہے۔

فضیلت ۴

خلافت ابی بکرؓ پر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا بیان

حدیث۔

ابوالنجنزی سے روایت ہے کہ (نبی علیہ السلام کی رحلت پر) عمر فاروقؓ نے ابوعبیدہؓ سے کہا ہاتھ پھیلائیں میں آپ کی بیعت کرتا ہوں میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ اس امت کے امین ہیں۔ ابوعبیدہؓ نے کہا میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ جسے اللہ کے رسول نے ہمارا امام بنایا۔ پھر نبی کے وصال تک وہ ہمیں نماز پڑھاتا رہا۔

اسے احمد اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابراہیم تیمی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے وصالِ پُر ملال کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ابو عبیدہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہاتھ رکھیں۔ مَیں بیعت کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ ارشادِ نبی کے مطابق اس امت کے امین ہیں۔ ابو عبیدہ بولے۔

مَا رَأَيْتُ لَكَ فَهَّةً قَبْلَهَا مُنْذُ أَسْلَمْتَ، تُبَايِعُنِي وَفِيكُمُ الصِّدِّيقُ ثَانِيَ اثْنَيْنِ۔

اسلام لانے کے بعد آپ سے میں نے اس طرح کی جاہلانہ بات کبھی نہیں سنی صدیق ثانی اثنین کے ہوتے ہوئے آپ میری بیعت کر رہے ہیں۔؟

فضیلت ۵

خلافت صدیق اکبر پر عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد

حدیث

ذر بن حبیش حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب پر نظر فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سب سے بہتر پایا اور اسے اپنے لیے چن لیا۔ اور آپ کو رسالت دیکر مبعوث فرما دیا۔ پھر اللہ نے بندوں کے دل دیکھے تو آپ کے صحابہ کے قلوب سب سے بہتر تھے۔ اس لیے انہیں اپنے نبی کا وزیر بنا دیا تاکہ وہ دینِ الٰہی کی حفاظت کریں۔ اس لیے مسلمان (یعنی صحابہ کرام) جو کام بہتر سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بہتر ہے۔ اور جسے وہ بُرا کہیں وہ اللہ کے ہاں بُرا ہے

اور نبی علیہ السلام کے صحابہ نے ابو بکر کی خلافت کو افضل و بہتر جانا (اس لیے یہ خلافت اللہ کے ہاں بہتر اور برحق ہے۔)

اسے ابن سری نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یاد رہے صحابہ کرام کا اجماع دلیل قطعی ہے اور اس سے ابو بکر صدیق کی خلافت کی حقیقت شمس نصف النہار سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے

فضیلت ۶

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ارشاد خلافتِ صدیقی کی بابت

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بنانا چاہتا تو صدیق اکبر کو بناتا مگر وہ میرے دینی بھائی اور یارِ غار ہیں (اس کے بعد ابو سعید از خود کہتے ہیں کہ) ابو بکر صدیق کے نزدیک آپ کا مقام والا تھا اور آپ کے بعد سب سے زیادہ لائق اتباع ابو بکر ہی تھے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یونہی مروی ہے۔

یہ دونوں روایتیں ابراہیم تیمی نے بیان کی ہیں۔

فضیلت

خلافت ابی بکرؓ کے متعلق عیسائی علماء کا بیان

حدیث

حضرت جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں اللہ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ میں مبعوث فرمایا۔ اور مکہ مکرمہ میں ہر طرف آپ کی شہرت ہو گئی۔ تو ایسے میں مجھے شام جانا پڑا۔ میں بصرہ میں وارد تھا کہ ایک عیسائی جماعت میرے پاس آئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ حرم (کعبۃ اللہ) سے آئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ کہنے لگے۔ تمہارے ہاں جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا ہے اسے تم جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے ساتھ لیا اور ایک گرجا میں لے گئے جس میں تصاویر اور فوٹو آویزاں تھے۔ وہ کہنے لگے۔ پہچانیے! ان میں اس نبی کی تصویر بھی ہے؟ میں نے نظر دوڑائی مگر نہ ملی۔ میں نے کہا نہیں۔ ان کی صورت یہاں نہیں۔ تو وہ مجھے اس سے بڑے گرجے میں لے گئے۔ جہاں پہلے سے زیادہ تعداد میں تصاویر تھیں۔ کہنے لگے اب دیکھیے۔ میں نے دیکھا تو وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو بہو تصویر آویزاں تھی۔ جس میں ابوبکر صدیق نے آپ کی ایڑیاں پکڑ رکھی تھیں۔ عیسائی علماء کہنے لگے۔ آپ یہ تصویر اسی نبی کی تصور کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! جب کہ میرے دل میں خیال آ رہا تھا کہ میں از خود کوئی تبصرہ نہ کروں۔ کہ ان تصاویر کی حقیقت کیا ہے، بلکہ یہ خود ہی کچھ کہیں۔ تب وہ کہنے لگے۔ جس شخص نے اس نبیؐ

کی ایڑیاں پکڑ رکھی ہیں اسے بھی تم پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اور یہ ان کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ اسے ابن نے روایت کیا ہے [1]

اب ہم ذیل میں تشیعہ مذہب کے دلائل پیش کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل پر اہل سنت کی کتب حدیث سے احادیث اخذ کر کے مجبت بنائے ہیں۔

حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل پر شیعہ فرقہ کے دلائل

دلیل اول: علی! تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ (ع) کے لیے ہارون (ع) حدیث

سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔

اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ
مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

ترجمہ:

اے علی! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تیرا مقام میرے ساتھ ایسا ہو۔ جیسا ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱؎ علاوہ ازیں یہ حدیث دلائل النبوۃ ابو نعیم جلد اول صـ ۵۶ پر بھی ہے۔

دوسری روایت میں یوں ہے۔

لَا يَنْبَغِيْ اَنْ اَذْهَبَ اِلَّا وَاَنْتَ خَلِيْفَتِيْ قَالَهٗ ذَالِكَ وَقَدِ اسْتَخْلَفَهٗ لَمَّا ذَهَبَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى غَزْوَةِ تَبُوْكَ

(مسند احمد بن حنبل موافقات ابو القاسم دمشقی)

ترجمہ: (نبی علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا) مجھے یہ مناسب نہیں کہ میں کہیں جاؤں۔ مگر اسی صورت میں کہ تم میرے خلیفہ ہو (یعنی تمہیں خلیفہ بنا کر ہی مجھے کہیں جانا بہتر ہے۔)

یہ احادیث حضرت علی کے مناقب میں بالتفصیل آئیں گی۔

طریقہ استدلال

موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے پاس جانے لگے تو آپ اپنی جگہ ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا گئے۔ اپنی جگہ قائم مقام بنا کر چھوڑ گئے۔ لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہوا کہ اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا اے علی اللہ کے پاس دنیا سے جاتے ہوئے تجھے اپنی جگہ خلیفہ بنا کر جانا ہی میرے لیے مناسب ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے رب کے پاس جاتے ہوئے حضرت ہارون کو خلیفہ بنایا تھا۔ ثابت ہوا نبی علیہ السلام کے بعد خلافت کے حق دار صرف حضرت علی تھے۔ اور یہ فیصلہ نبی علیہ السلام کا ہے۔

دلیل دوم۔ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے حدیث

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهٗ۔

بعض روایات میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَاِنَّ هٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

ترجمہ: جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ علی سے جو محبت رکھے۔ تو اس سے محبت رکھ۔ جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی رکھ اور جو اس کی مدد کرے تو اس کا مددگار بن جا ..... اے مسلمانو! کیا تم نہیں جانتے کہ میں مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہوں؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا "تو جس کا میں مولا (دوست) ہوں اس کا علی مولا (دوست) ہے"

ترمذی، بغوی، مسند احمد بن حنبل اور ابو حاتم

علاوہ ازیں یہ حدیث دیگر متعدد طرق سے مناقب علی میں بیان ہو گی۔

طریقہ استدلال

لغت میں لفظ مولیٰ کے آٹھ معانی ہیں۔

۱۔ غلام کو آزاد کرنے والا۔

۲۔ غلامی سے آزاد ہونے والا انسان۔

۳۔ چچے کا بیٹا۔

۴۔ قریبی رشتہ دار

اسی چوتھے معنیٰ میں ارشاد ربی ہے

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ

(مجھے اپنے پیچھے رشتہ داروں کا ڈر ہے)

غالباً رشتہ دار کو اس لیے مولیٰ کہتے ہیں کہ وہ ولی قریب سے نسب سے ملتے ہیں

۵۔ حلیف، یعنی جس شخص سے باہمی محبت و نصرت کا عہد و پیمان کیا گیا ہو۔

۶۔ مددگار۔

۷۔ پڑوسی۔

جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ

لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔

(اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ جب کہ کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔)

۸۔ ولی یعنی متولی (جسے دوسرے لفظوں میں حاکم کہتے ہیں۔)

بعض کے نزدیک مذکورہ آیت اسی معنیٰ میں ہے۔ یعنی اللہ مومنوں کا مُتوَلّی ہے۔ ان کے ہر معاملہ کی نگہداری کرتا ہے۔ جب کہ وہ کافروں کی نگہداری نہیں نذلیل و تحقیر کرتا ہے۔ اور نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی اسی معنیٰ میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جس عورت نے بھی اپنے مولیٰ کے اذن کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے اس میں مولیٰ بمعنیٰ متولّی ہے۔ تو یہ کل آٹھ معنیٰ ہوئے۔

اب حدیث زیر بحث "جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ ہے" میں پہلے چار معنیٰ تو بداہتاً باطل ہیں۔ پانچواں معنیٰ ایک دور دراز کی تاویل سے بن سکتا ہے مگر بعید از قیاس ہے [1]

---

[1] کیونکہ حلیف مددگار کو کہتے ہیں اور لفظ مولیٰ خود بمعنیٰ مددگار حقیقتاً بھی ہے۔ لہٰذا مولیٰ بمعنی حلیف لینا پھر اس سے مجازاً مددگار مراد لینا کار بے فائدہ ہے۔ آخر حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کی طرف بے سود بھاگنا چہ معنی دارد؟

اسی طرح چھٹا معنیٰ (پڑوسی) بھی حدیث میں درست نہیں۔ البتہ اگر ساتواں معنیٰ مجیر یعنی مددگار لیا جائے جیسے قرآن کریم میں ہے۔

وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ۔

(میں تمہارا مددگار ہوں) تو یہ بھی دور از فہم ہے۔

معلوم ہوا ساتواں معنیٰ (مددگار) اور آٹھواں معنیٰ (متولّی) ہی حدیث میں درست ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں طرح سے حضرت علی مرتضیٰ کی خلافتِ بلافصل ثابت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مولیٰ بمعنیٰ متولّی پر مفہوم حدیث یہ ہو گا۔ جس شخص کا میں متولّی ہوں اور اس کے معاملات کا نگہبان اور حاکم ہوں، علی بھی اس کا متولّی اور حاکم ہے۔ جیسا کہ خود نبی علیہ السلام کی زیر بحث حدیث میں ارشاد بھی ہے۔ کیا تم جانتے نہیں میں مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کا مالک ہوں۔ اور اگر مولیٰ بمعنیٰ مددگار ہو تو مفہوم حدیث یہ ہو گا۔ جس کا میں مددگار ہوں۔ یعنی ظالم سے حق لے کر اسے دیتا ہوں اور اسے انصاف مہیّا کرتا ہوں، علی بھی اس کا مددگار اور حق رساں ہے۔ چونکہ نبی علیہ السلام کی موجودگی میں علی مرتضیٰ کی یہ صفات ظاہر نہیں ہو سکتی تھیں۔ کیونکہ آپ خود حاکم اور منصف تھے۔ اس لیے متعین ہو گیا کہ آپ کے وصال کے بعد علی کی یہ صفات برحق ہیں۔ اس لیے حضرت علیؓ بلافصل خلیفۃ المسلمین بنتے ہیں۔

علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔ حدیث

یہ دلیل پہلی دونوں سے نسبتاً زیادہ قوی ہے۔ چنانچہ عمران حصین سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔

ترجمہ: بے شک علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر مومن کا والی ہے۔

اسے احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں درج کیا ہے۔ جب کہ ابو حاتم کی روایت میں والی کی جگہ ولی کا لفظ ہے۔ یہ حدیث بھی مناقب علیؓ میں جملہ طرق کے ساتھ بیان کی جائے گی۔

طریقۂ استدلال

لفظ ولی کے لغت میں دو نوں معنٰی ہیں۔ ۱۔ متولّی اور حاکم۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

(اے اللہ تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز اور حاکم ہے۔)

۲۔ دوست۔ جیسا کہ کتاب اللہ میں ہے۔

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ

یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہی تو ہے۔

اب زیر بحث حدیث کو دوست کے معنٰی پر محمول کرنا غلط ہے۔ ورنہ حدیث کا مفہوم یہ ہو گا۔ علی میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے۔ حالانکہ علی نبی علیہ السلام کے ہوتے ہوئے بھی تو ہر مسلمان کے دوست ہی ہیں۔ اس طرح "میرے بعد" کے الفاظ بے کار ہو جاتے ہیں۔ جب کہ ولی بمعنٰی المتولّی کرنے میں یہ الفاظ بے کار نہیں جاتے بلکہ معنٰی یہ بنتا ہے کہ علیؓ میرے بعد ہر مومن کا متولی اور حاکم ہے۔ اس لیے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ نبی علیہ کی زبان پاک کے بموجب علی مرتضٰی ہی آپ کے بعد مسلمانوںؓ

کے متولّی اور خلیفہ و حاکم تھے۔ مگر ابو بکر و عمر نے ان کا حق مار لیا اور غاصبانہ حاکم بن بیٹھے۔

مذکورہ شیعہ دلائل کی تردید شدید۔

تمام دلائل کا اجمالی جواب

نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد ابو بکر صدیق کی خلافت پر دال احادیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ سب احادیث صحیحہ ہیں۔ جب کہ خلافتِ علی پر دال زیر بحث احادیث زیادہ سے زیادہ حسن ہیں۔ اس لیے یہ احادیث خلافتِ صدیق اکبر والی احادیث کی معارض نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی ان سے حضرت علی کی خلافت بلافصل ثابت ہوتی ہے[1]

---

[1] اس کی وضاحت یوں ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک علی مرتضٰی کی خلافت اصولِ دین میں سے ہے۔ جیسے توحید و رسالت اصولِ دین سے ہیں۔ اور جیسے رسول منصوص من اللہ ہوتا ہے یونہی خلیفہ اور امام بھی ان کے نزدیک منصوص من اللہ ہوتا ہے۔ اور نبی کی طرح معصوم عن الخطا بھی ہوتا ہے۔ تو پھر شیعوں کو چاہیے تھا کہ حضرت علی کی منصوص من اللہ خلافت پر اللہ کی طرف سے دلیل قطعی پیش کرتے۔ جو قرآنی آیت ہو سکتی ہے۔ یا حدیث متواتر لیکن شیعہ بیچارے تو خلافت علی پر واضح دلالت کرنے والی ایک حدیث صحیح بھی نہیں لا سکتے اس لیے وہ جتنی بھی احادیث لائے ہیں وہ ان کے دعوے کو ہرگز ثابت نہیں کر پاتیں اور یہ معاملہ یوں خوب واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جب

تفصیلی جوابات

حضرت علی اور ہارون علیہ السلام میں کون سی مناسبت یہاں مراد ہے؟

دلیل اوّل کا جواب نمبرا

شیعوں کا یہ کہنا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پاس جاتے ہوئے ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام نے دنیا سے اپنے رب کے ہاں جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا اور فرمایا تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے۔ بالکل غلط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو مذکورہ ارشاد (تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون تھے) دنیا سے پردہ فرماتے ہوئے نہیں بلکہ غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس کلام کے آخر میں

سارے مسلمان جمع تھے ایک بلیغ ترین خطبہ دیا تھا جس میں اسلام کے تمام بنیادی اصول وضوابط بتلا دیے تھے مگر وہاں حضرت علی یا دیگر اماموں کی امامت کا کوئی ذکر نہیں یہ تو ان روایات کا اجمالی جواب ہے، اگر تفصیل میں جائیں تو ان روایات میں سے کوئی بھی اپنے اندر ایسا واضح مفہوم نہیں رکھتی جو حضرت علی کی بلافصل خلافت پر واضح دلالت کرتا ہو تو مصنف اب ہر روایت کو لیتے ہیں اور اس کے جوابات دیتے ہیں

اس کی وضاحت آئے گی۔ لہٰذا اس ارشاد میں صرف استخلاف فی الحیاۃ کا ثبوت ہے یعنی جب نبی علیہ السلام نے غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے حضرت علی کو اپنی جگہ مدینہ میں نائب اور خلیفہ بنا کر چھوڑا تو علیؓ غمزدہ ہوئے۔ اس لیے کہ وہ اس طرح جہاد میں شرکت سے محروم ہو گئے تھے یا یہ کہ انہیں منافقین سے ایذا پہنچی جیسا کہ آرہا ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے آپ کو مذکورہ ارشاد فرما کر بتلا دیا کہ تمہارا مقام بلند ہے تم میری جگہ نائب بنے ہو۔ تمہاری حالت اس وقت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ انہیں موسیٰ علیہ السلام طور پر جاتے ہوئے نائب بنا گئے تھے میں تمہیں تبوک پر جاتے ہوئے خلیفہ بنا رہا ہوں۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے تم میرے بھائی ہو، وہ ان کے مددگار تھے تم میرے مددگار ہو۔ البتہ ہارونؑ نبی تھے تم نبی نہیں ہو کیونکہ۔ لا نبی بعدی[1]

---

[1] شیعہ کتب بھی صراحت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے مذکورہ ارشاد تبوک پر جاتے ہوئے حضرت علی کو فرمایا چنانچہ بحار الانوار جلد ۲۱ ص ۲۳۳ میں ملا مجلسی شیعہ نے امالی ابن شیخ سے حضرت علی کی یہ روایت لی ہے جو ائمہ اہل بیت نے نقل کی ہے۔

خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فی غزوۃ تبوک فقال تخلفنی بعدک؟ قال الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو اپنے پیچھے چھوڑا تو انہوں نے اس کا شکوہ کیا، آپ نے فرمایا کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ (اس وقت) تمہاری کیفیت میرے ساتھ ایسی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون کی تھی، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

گویا مذکورہ ارشاد سے نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کا غم دور کیا اور جہاد پر نہ جاسکنے کے افسوس کو ختم کر دیا۔ اس لیے اس میں نبی علیہ السلام کی رحلت کے بعد علی کی خلافت کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ بلکہ زندگی ہی میں وقتی خلیفہ بننے کا بیان ہے۔

کیا حضرت ہارُونؑ حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ بنے تھے؟

دلیل اوّل کا جواب نمبر ۲ زیر بحث حدیث میں وصال کے بعد والی خلافت اس لیے بھی مراد نہیں ہو سکتی کہ حضرت علی کی خلافت کو ہارون علیہ السلام کی خلافت سے تشبیہ دی گئی ہے اور ہارون علیہ السلام جناب موسیٰؑ کی حیات ظاہرہ میں ہی وفات پا گئے تھے۔[1]

---

[1] حضرت ہارونؑ میدان تیہ میں واصل بحق ہوئے جہاں بنو اسرائیل کو چالیس سال رہنا پڑا تھا ان کی وفات پر بعض لوگوں نے الزام لگایا کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام نے مروایا ہے۔ تو آپ قبر سے باہر تشریف لائے اور اپنے بھائی حضرت موسیٰ کی پاک دامنی بیان کر کے پھر قبر میں چلے گئے اس کے ایک عرصہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وصال فرمایا سنی شیعہ دونوں فرقے اس امر پر اتفاق رکھتے ہیں دیکھیے تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۷۶ زیر آیت یتیہون فی الارض الخ البدایہ والنہایہ جلد اول ص ۳۱۹ و دیگر کتب جبکہ شیعوں کی معتبر تفسیر منہج الصادقین جلد ۳ ص ۲۱۵ میں صاف لکھا ہے وفوت ہارون قبل از موسیٰ بود یعنی حضرت ہارون کا وصال حضرت موسیٰ سے پہلے ہوا تھا۔ اس طرح ان کی تفسیر الصافی جلد اول ص ۴۲۵ میں ملا فیض کاشانی شیعہ لکھتے ہیں۔ والقمی عن الباقر علیہ السلام مات هارون قبل موسٰی وماتا جمیعًا فی التیه.

ترجمہ: قمی نے امام باقر سے روایت ہے کہ ہارون علیہ اسلام حضرت موسیٰ سے پہلے فوت ہوئے اور دونوں کا وصال میدان تیہ میں ہوا۔

رہا یہ امر کہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے وصال کے بعد ان کی خلافت حضرت یوشع کو ملی تھی یہ بھی سنی شیعہ دونوں کے ہاں متفق علیہ ہے۔ کتب اہل سنت میں تو یہ امر معروف ہے جبکہ کتب شیعہ سے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں تفسیر فرات کوفی ص ۶۵ مطبوعہ نجف اشرف، تفسیر منہج الصادقین

اس لیے ہارون علیہ السلام ان کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے۔ وفات کے بعد یوشع بن نون نے جانشینی سنبھالی تھی اس لیے صاف معلوم ہو گیا کہ زیر بحث حدیث میں وفات کے بعد والی خلافت ہر گز مراد نہیں ورنہ حضرت علی علیہ السلام کی حضرت ہارونؑ کے ساتھ کوئی وجہ تشبیہ باقی نہ رہے گی۔

ایک ضمنی شبہ بعض لوگ کہتے ہیں زیر بحث حدیث میں وفات کے بعد والی خلافت ہی مراد ہے۔ البتہ ہارون علیہ السلام کو موت کا عارضہ آگیا تھا۔ اگر وہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد زندہ رہتے تو وہی ان کے خلیفہ بلافصل ہوتے جیسا کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل ہیں۔ بات تو جب تھی کہ وفاتِ موسیٰ علیہ السلام کے وقت حضرت ہارون زندہ ہوتے اور کسی غیر کو خلیفہ بنا دیا جاتا مگر ایسا تو ہوا نہیں۔

جلد ۳ ص ۲۱۶، مجمع البیان جلد ۲ ص ۱۸۲ وغیرہ

ان تمام تصریحات سے روز روشن سے زیادہ واضح ہو گیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ حضرت علی کو تشبیہ دے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کے لیے جو خلافت بیان فرمائی وہ صرف چند دن کے لیے مدینہ طیبہ سے آپ کے غائب رہنے کی حالت میں تھی جیسے موسیٰ علیہ اسلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد حضرت ہارون علیہ سلام نے چند دن ان کی نیابت و خلافت سنبھالی تھی۔ اگر ارشاد میں بعد از وصال خلافت مراد ہوتی تو ضروری تھا کہ وہ پہلے مشبہ بہ حضرت ہارونؑ کے لیے ثابت ہوتی بعد میں مشبہ حضرت علی کے لیے مانی جاتی جب وہ مشبہ بہ میں نہیں پائی گئی تو مشبہ میں کیسے مانی جاسکتی ہے۔

یہاں ایک اور لطیف نکتہ بھی ہے۔ وہ یہ کہ جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کے سگے بھائی ہونے کے باوجود اللہ کے ہاں حضرت موسیٰ کے خلیفہ بلافصل نہ تھے اسی طرح حضرت علی بھی رشتے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہونے کے باوجود اللہ کے ہاں آپ کے خلیفہ بلافصل نہ تھے، جب سگا بھائی اس منصب کا حامل نہیں ہوا تو چچا زاد بھائی کیسے ہوگا۔

مذکورہ شبہ کا جواب اوّل دلیل اوّل کے جواب ۱ میں بتلایا جاچکا ہے کہ غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے نبی علیہ السلام نے مذکورہ ارشاد فرمایا تھا۔ اور اس میں ایک وقتی اور ایک عارضی استخلاف مراد تھا۔ جب بعد الوفات استخلاف ہی نہیں تو مذکورہ شبہ کی کوئی بنیاد ہی نہیں۔

مذکورہ شبہ کا جواب دوئم اسی طرح دوسری طرف دیکھیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام نے جناب ہارون کو بعد وصال خلیفہ بنایا ہوتا تو زیر بحث حدیث میں علیؓ کی خلافت بعد الوفات بلافصل کا مفہوم پیدا ہو سکتا تھا حیرانگی ہے کہ شیعہ فرقہ والے اس حدیث سے خلافت بعد الوفات کیسے ثابت کرتے ہیں ؟ کوئی بھی تو وجہ نہیں۔

مذکورہ شبہ کا جواب سوئم اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ علیؓ مثل ہارونؑ ہیں کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے رب کے پاس جاتے وقت علیؓ آپ کے خلیفہ ہیں۔ تو بھی تشیعوں کا موقف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نماز پڑھنے والا اور حج و عمرہ کو جانے والا بھی اللہ کی طرف جانیوالا ہے۔ ہجرت کرنے والا بھی اللہ کی طرف جانے والا ہے۔ جہاد کو جانے والا بھی اللہ کی ہی طرف جانے والا ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام بابل سے ارض مقدس کو جانے لگے تو فرمایا۔

اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ

(میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں، جو مجھے بہت جلد راہ دکھائیگا۔)

اس لیے موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے ہوئے۔ اللہ کی طرف جانے والے تھے۔ اور نبی علیہ السلام جنگ تبوک پر جاتے ہوئے اللہ ہی کی طرف جانے والے تھے۔ موسیٰ

شیعوں کا یہ عقیدہ کہ انبیاءؑ کی یہ وراثت و خلافت ہمیشہ ان کے گھر والوں کو ملتی ہے غلط ثابت ہوا، حضرت یوشع کی خلافت ان کے اس عقیدہ کی دھجیاں اڑانے کے کافی ہے۔

علیہ السلام نے جاتے ہوئے ہارونؑ کو اور نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کو خلیفہ بنا دیا۔ نہ ہارونی خلافت بعد الوفات تھی نہ علوی خلافت۔ گویا شیعہ فرقہ مذکورہ حدیث میں جو بھی معنیٰ کرے اس سے مسلکِ اہلِ سنت ہی کی تائید ہوگی۔

دلیل اوّل کا جواب نمبر ۳ نبی علیہ السلام کا ارشاد۔

اَنْتَ منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

خبر ہے، اور نبی کی خبر غلط نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ارشادِ خدا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

سورہ نجم آیت ۳

ترجمہ: نبی علیہ السلام اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ آپکی بات اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی ہوتی ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ نبی علیہ السلام کے جانے پر علی مرتضیٰ خلیفہ نہیں بنے۔ لہٰذا اگر زیر بحث حدیث سے علی مرتضیٰ کی خلافت بلافصل مراد ہو تو یہ حدیث جھوٹ اور کذب بیانی پر محمول ہوگی۔ اس لیے اس سے خلافت بعد الوفات نہیں عارضی اور وقتی خلافت مراد ہے یعنی جنگ تبوک کے باعث مدینہ سے نبی علیہ السلام کی غیر موجودگی کی مدت میں حضرت علی کی خلافتِ مدینہ۔

قَوْلُہٗ، لَا یَنْبَغِیْ اَنْ اَذْھَبَ اِلَّا وَ اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ۔

البتہ شیعہ فرقہ کا ایک سوال باقی رہ گیا کہ یہ بھی نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اے علیؓ! میں کہیں جاؤں تو تمہارے سوا کسی کو خلیفہ بنانا مجھے مناسب ہی نہیں۔ کیا یہ ارشاد علی مرتضیٰ کی خلافت بلافصل کے لیے کافی نہیں ؟

جواب اوّل

اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ اے علی! جب تم میرے گھر یو معاملات میں میرے خلیفہ ہو تو تب ہی مجھے کہیں جاتا بہتر ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے آپکو گھر کا ہی خلیفہ بنایا ہے[1] جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے اکثر وبیشتر

---

[1] چنانچہ شیعہ کتب میں یوں ہے کہ ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۲۱ ص ۲۳۲ میں امالی ابن شیخ سے حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی بن ابی طالب علیہ السلام یا رسول اللہ انی اکرہ ان تقول العرب خذل ابن عمہٗ وتخلف عنہ فقال اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ؟ قال بلیٰ قال فاخلفنی۔

: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضؓ سے فرمایا۔ میرے گھر والوں کے لیے میری جگہ تم خلیفہ ہو (نگہداشت رکھو) حضرت علی نے عرض کیا یارسول اللہ! عرب کہیں گے نبی کا چچا زاد بھائی اس کا ساتھ چھوڑ گیا ہے آپ نے فرمایا۔ کیا تم اس حالت پر راضی نہیں کہ تمہاری نسبت مجھ سے وہ ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا تو پھر تم خلیفہ ہو۔

اس حدیث سے دو فائدے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ یہاں حضرت علی کو صرف تبوک کے موقع پر وقتی نیابت کا دیا جانا مراد ہے نہ کہ بعد الوصال خلافت۔ دوسرا یہ کہ گھر یو معاملات میں خلافت مراد ہے۔

غزوات واسفار میں مدینہ طیبہ سے باہر جاتے ہوئے علی مرتضیٰ کے بجائے اور صحابہ کو نائب بنایا۔ جیسے محمد بن مسلم انصاری ہیں۔ سباع بن عرفطہ ہیں۔ ابن ام مکتوم ہیں۔ اور ایک بار آپ نے حضرت عثمان غنی کو بھی مدینہ میں اپنی جگہ نائب بنایا تھا۔[1]

ابن اسحاق کہتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے علی مرتضیٰ کو

---

[1] یہ امر کسی شبہ سے بالاتر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غزوات میں مختلف صحابہ کو اپنی جگہ مدینہ طیبہ میں خلیفہ اور نائب بنایا ہے۔ اس لیے محض ایک غزوہ یعنی تبوک کے موقع پر حضرت علی رضؓ کو خلیفہ بنائے جانے سے ان کے لیے بعد از وصال پیغمبر خلافت عامہ کا اثبات کرنا سراسر زیادتی اور سینہ زوری ہے۔ مسئلہ خلافت علیؓ چونکہ شیعہ سنی کے مابین ایک معرکۃ الآرا اختلافی موضوع ہے اس لیے ہم نے مناسب جانا کہ معتبر شیعہ کتب تاریخ سے تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدینہ طیبہ میں مقرر کیے گیے نائبین اور خلفا کی فہرست پیش کر دی جائے اس موضوع پر ہم نے ناسخ التواریخ کا بنظر غائر مطالعہ کیا جو حقیقت سامنے آئی درج ذیل ہے ہمنے کتب اہل سنت کے بعض حوالہ جات بھی شامل کر دیے ہیں۔

نمبر شمار	غزوہ یا سفر	نام خلیفہ	سنہ ہجری	کتب اہل تشیع	کتب اہل سنت
۱	غزوہ ابواء	سعد بن عبادہ رضؓ	آغازِ ۲ سنہ ھ	ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص ۱۲۷	مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۷۷
۲	غزوہ بواط	حضرت عثمان بن عفانؓ	ربیع الثانی ۲ سنہ ھ	// // // جلد اول ص ۱۲۵	
۳	ذوالعشیرہ	ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی	جمادی الاول ۲ سنہ ھ	// // //	
۴	معرکۂ بدر	عبد اللہ بن ام مکتوم	رمضان ۲ سنہ ھ	// جلد اول ص ۱۲۵	

اپنی اہل کا خلیفہ بنایا۔ منافقین نے ان پر جھوٹ گھڑا اور کہا نبی علیہ السلام نے انہیں اپنے لیے بوجھ سمجھا ہے اس لیے پیچھے چھوڑا ہے۔ یہ سن کر حضرت علی اسلحہ لے کر نکل کھڑے ہوئے اور مقام جرف میں نبی علیہ السلام کے ساتھ جا ملے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ منافقین نے گمان کیا ہے کہ آپ نے مجھے بوجھ سمجھتے ہوئے پیچھے چھوڑا ہے آپ نے فرمایا منافق جھوٹ بکتے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے پیچھے والوں کے لیے خلیفہ بنایا ہے۔ تم لوٹ جاؤ اور میرے اور اپنے اہل میں خلیفہ رہو کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون ؑ تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی

نمبر شمار	غزوہ یا سفر	نام خلیفہ	سنہ ہجری	کتب اہل تشیع	کتب اہل سنت
۵	غزوہ بنی قینقاع	ابو لبابہ عبد المنذر	ذی قعدہ سنہ ۲ھ	" جلد اول ص۲۷۷ نیز بحار الانوار جلد نمبر ۲۰ ص۷،	
۶	غزوہ سویق	"	" "	" جلد اول ص۲۸۱	
۷	غزوہ قرقرۃ الکدر	عبد اللہ بن ام مکتوم	ذی الحج سنہ ۲ھ	" جلد اول ص۲۸۲ بحار انوار جلد نمبر ۲۰ ص۸	
۸	غزوہ بنو نضیر	"	ربیع الاول سنہ ۳ھ	" جلد اول ص۳۹	
۹	غزوہ احد	عبد اللہ بن ام مکتوم	شوال سنہ ۳ھ	ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص۵	
۱۰	غزوہ حمراء الاسد	" " "	" "	" " " جلد دوم ص۶	
۱۱	بدر صغریٰ	عبد اللہ بن رواحہ		" " " " ص۴۸	
۱۲	بنو مصطلق	ابو ذر غفاری	شعبان سنہ ۵ھ	" " " " " ص۶۳	
۱۳	غزوہ دومۃ الجندل	سباع بن عرفطہ	ربیع الاول سنہ ۵ھ	" " " " ص۱۰۵	
۱۴	غزوہ خندق	عبد اللہ بن ام مکتوم	شوال سنہ ۵ھ	" " " " ص۹۱	

نہیں۔ (معلوم ہوا مذکورہ الفاظ کا معنیٰ یہ ہے کہ اے علی! تمہیں اپنے اہل کے اندر خلیفہ بنا کر نبی جی کہیں جانا بہتر ہے۔)

جواب دوم اگر یہ بھی مان لیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کو پورے مدینہ کی نگہداشت پر مامور کیا۔ اور خلیفہ بنایا تھا۔ تو معنیٰ یہ ہو گا کہ اے علی! اس موقعہ پر بوجوہ تمہیں ہی خلیفہ بنا کر جانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ دیگر غزوات کے موقعہ پر نبی علیہ السلام نے دیگر صحابہ کو خلیفہ بنانا بہتر سمجھا تو انہیں خلیفہ بنا دیا۔ اور اس غزوہ میں فرما دیا کہ علی کو ہی خلیفہ بنانا بہتر ہے

نمبر شمار	غزوہ یا سفر	نام خلیفہ	سنہ ہجری	کتب اہل تشیع
۱۵	غزوہ بنو قریظہ	"	" "	ناسخ التواریخ ص۱۲۹
۱۶	غزوہ بنو لحیان	"	ربیع الاول سنہ ۶ھ	" " " " ص۱۵۹
۱۷	ذات الرقاع	ابو ذر غفاری	جمادی الاول سنہ ۶ھ	" " " " ص۱۵۹
۱۸	غزوہ حدیبیہ	عبد اللہ بن ام مکتوم	ذی قعدہ سنہ ۶ھ	" " " ص۲۰۲
۱۹	غزوہ خیبر	سباع بن عرفطہ کلثوم بن حصین		" " ص۲۶۲
۲۰	عمرۃ القضا	ابو رہم انصاری	ذی قعدہ سنہ ۷ھ	ص۳۱۴
۲۱	فتح مکہ	" "	رمضان سنہ ۸ھ	" " " جلد سوم ص۱۲ بحار الانوار جلد نمبر ۲۱ ص۱۰۲
۲۲	غزوہ تبوک	حضرت علی ؓ	رجب سنہ ۹ھ	عامہ کتب شیعہ و سنی۔

تحقیق معنیٰ لفظ مولیٰ

دلیل دوئم کا جواب نمبر ۱ بقولِ شیعہ فرقہ ارشادِ نبی۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔

میں مولیٰ کے صرف دو معنیٰ درست ہیں۔

۱۔ مددگار۔

۲۔ متولی اور حاکم۔

اگر مددگار معنیٰ کیا جائے تو مفہوم حدیث ہوگا۔ جس کا میں مددگار ہوں اس کا علی بھی مددگار ہے۔ یعنی جس طرح میں مسلمانوں کا مددگار ہوں۔ ظالموں سے ان کے حقوق واپس کرواتا ہوں۔ ان کی نگہداری کرتا ہوں اسی طرح علیؓ بھی ہر مسلمان کا نگہدار اور انصاف رساں ہے۔ ثابت ہوا نبی علیہ السلام کے بعد خلیفہ حضرت علیؓ ہیں۔

مگر شیعوں کی یہ تاویل حدیث کے مفہوم سے کوسوں دور ہے۔ حدیث کا معنیٰ تو صرف یہی ہے کہ جس شخص کے مددگار نبی علیہ السلام ہیں۔ علی بھی اس کے مددگار ہیں۔ آگے نگہدار اور انصاف رساں وغیرہ کی تشریح شیعہ فرقہ خود اپنی طرف سے لگا رہا ہے لفظ مددگار کا مفہوم تو یوں بھی قائم ہو سکتا ہے کہ علی مرتضیٰ چونکہ جنگوں میں اسلام کی فتح کی علامت تھے اور اسلام کی مدد کرنے سے ہر مسلمان کی مدد خود بخود ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان الفاظ میں نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کی شجاعت و علو مرتبت بیان فرمائی کہ لوگو! جس طرح میں بارگاہِ خدا میں ہاتھ اٹھا کر اور التجا و دعا کر کے تمہاری ہر طرح امداد کرتا ہوں علی اپنی تلوار سے تمہاری امداد کرتا ہے۔ لہٰذا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ

گویا اگر شیعوں کی بات مانتے ہوئے مولیٰ بمعنیٰ مددگار کیا جائے تو بھی اس حدیث سے حضرت علی کی شجاعت ثابت ہوتی ہے۔ خلافت نہیں۔ آخر حضرت علی کی شجاعت کا کون منکر ہے۔ آپ کی بہادری مشہور زمانہ ہے چنانچہ یہی بہادری اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

دلیل دوئم کا جواب نمبر ۲ شیعہ فرقہ مولیٰ بمعنیٰ متولی بھی کرتا ہے اور یوں حضرت علی کی خلافت ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ معنیٰ ہرگز مراد نہیں ہو سکتا اور اس پہ اجماع ہے اور مزید تفصیل دلیل سوئم کی تردید میں آ رہی ہے۔

دلیل دوئم کا جواب نمبر ۳ لغت کی کتب میں مولیٰ بمعنیٰ انعام دینے والا آیا ہے۔ جیسا کہ آزاد کرنے والے کو بھی مولیٰ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی آزادی جیسا بہت بڑا انعام دیتا ہے۔ چونکہ نبی علیہ السلام نے ہر مسلمان کو ایمان دیا قرآن دیا اور اللہ کا عرفان دیا۔ جب کہ حضرت علی نے جنگوں میں مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔ فتح دلوائی اور تحفظ دلوایا لہٰذا مسلمانوں پر حضرت علی کے بھی انعامات ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

جس پر میرا احسان ہے اس پر علی کا احسان بھی ہے۔

اس معنیٰ پر بھی حضرت علی کی شجاعت ہی ثابت ہوتی ہے خلافت نہیں۔

اسی طرح لغت میں مولیٰ کا معنیٰ محبت کرنیوالا (دوست) بھی آتا ہے۔ اس طرح معنیٰ یہ ہوگا جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ یہ معنیٰ بھی درست ہے[1]

---

[1] بلکہ مولیٰ کے تمام معنوں میں سے (دوست) ہی اس حدیث میں بہتر اور صحیح ہے۔ ۱۲ منہ

تحقیق لفظ ولی اور "میرے بعد" سے کیا مراد ہے

دلیل سوئم کا جواب نمبر ۱ شیعہ کہتے ہیں نبی علیہ السلام کے اس ارشاد۔

وھو ولی کل مؤمن بعدی۔

(علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔)

لیے کسی تاویل کی ضرورت ہے نہ کسی اور پریشانی کی۔ پھر اس پر قرینہ لفظی بھی موجود ہے اور فن اصول فقہ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والے طلباء بھی خوب جانتے ہیں کہ جب کسی کلام میں مشترک لفظ آ جائے تو سیاق وسباق میں اس کے کسی ایک معنیٰ کے تعین کے لیے قرینہ تلاش کیا جاتا ہے۔ اور جب خود کلام میں ایسا لفظی قرینہ مل جائے یا حالی قرینہ دستیاب ہو جائے۔ جو اس کے کسی ایک معنیٰ کو متعین کر رہا ہو تو پھر وہی معنیٰ مختص ہو جاتا ہے۔ اسے چھوڑ کر دوسرا معنیٰ لینا درست نہیں ہوتا۔ اس اصول کو ذہن نشین کر لینے کے بعد ہم نے زیر بحث حدیث میں دیکھا تو لفظ مولیٰ مشترک نظر آیا جس کے کئی ایک معنیٰ ہیں۔ جن میں سے دوست بھی ہے اور اس پر لفظی قرینہ بھی موجود ہے اور حالی بھی ہے چنانچہ فریقین سنی شیعہ دونوں کی کتب میں حدیث کے مکمل الفاظ یہ ہیں۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔

ترجمہ: جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔ اے اللہ جو شخص اسے دوست رکھے تو اسے دوست رکھ اور جو اسے دشمن رکھے تو اسے اپنا دشمن رکھ۔

دیکھیے شیعوں کی معتبر کتاب جامع الاخبار فصل ۵ ص ۱۱ اور احتجاج طبرسی جلد اوّل ص ۲

ہیں ولی کے دو ہی معنیٰ ہو سکتے ہیں۔ مددگار اور متولی۔ اور دونوں طرح سے حضرت علی کی خلافت بلافصل ثابت ہوتی ہے۔

مگر یہ بات خوش فہمی سے زیادہ درجہ نہیں رکھتی کیونکہ ولی بمعنی مددگار کرنے پر خلافت بلافصل تو کیا بلکہ محض خلافت کا عدم آپ پیچھے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جب کہ بمعنیٰ متولی کرنے پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ لفظ بعد کا مفہوم نبی علیہ السلام کے فوری بعد والے زمانہ پر ہی صادق آئے ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد والے دور پر بھی صادق آ سکتا ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ وہ دور بھی نبی علیہ السلام کے بعد والا دور ہے۔ یعنی حدیث کا مفہوم یہ بن گیا کہ علی میرے بعد ایک دور میں مسلمانوں کا خلیفہ بنے گا[۱]

یہ تو رہا قرینہ لفظی کہ الفاظ حدیث میں لفظ دوست بار بار آ رہا ہے اور قرینہ حالی یہ ہے۔ کہ حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقام خم غدیر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اگر اس میں آپ اپنے بعد خلافت کا اعلان فرما رہے ہیں تو یہ اعلان حجۃ الوداع کے خطبہ میں کرنا چاہیے تھا جب تمام عالم اسلام کے لوگ جمع تھے۔ آپ نے خطبہ حجۃ الوداع میں دین و دنیا کی تمام ضروری اور بنیادی باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ مگر شیعوں کی مذعومہ امامت علی کا کوئی ذکر نہیں لہٰذا اس حدیث کا اعلان امامت علی سے کوئی تعلق نہیں۔

[۱] جیسا کہ نبی علیہ السلام نے کئی صحابہ کرام کے بارہ میں مختلف پیش گوئیاں فرمائیں کہ فلاں میرے بعد یہ کرے گا۔ اور یہ پیش گوئیاں آپ کے بعد مختلف ادوار میں پوری ہوئیں جہاں پوری ہوئی ہیں وہاں یہ نبی علیہ السلام کے ارشادات صادق آ گئے۔ اس طرح حضرت علی جس دور میں خلافت ملی اس دور پر مذکورہ ارشاد صادق آ گیا اگر نبی علیہ السلام کے دنیا سے رحلت فرمانے کے فوراً بعد پر حمل کریں گے تو یہ حدیث جھوٹی ٹھہرے گی کیونکہ واقع میں حضرت علی کو متصلاً آپ کے بعد حکومت حاصل نہیں ہوئی۔

چنانچہ عثمان غنی کے مناقب میں آرہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ایک حور دیکھی تو اس سے پوچھا تو کس کے لیے ہے؟ اس نے عرض کیا میں آپ کے بعد ہونے والے خلیفہ عثمان کے لیے ہوں۔ تو جس طرح اس حدیث میں بعد سے مراد ابوبکر و عمر کے دور کے بعد مراد ہے اس طرح زیر بحث حدیث میں بعد سے حضرت عثمان کے بعد مراد ہے، اور فرمایا جا رہا ہے کہ علیؓ سے محبت رکھو عنقریب یہ تمہارا خلیفہ بنے گا۔

دلیل سوئم کا جواب نمبر۲

مذکورہ حدیث میں بَعْدِیْ سے نبی علیہ السلام کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت علی کے متولی ہونے کا اثبات تین وجہ سے باطل ہے۔

اوّل۔ یہ حدیث ایک خبر ہے۔ کہ میرے بعد ایسا ہو گا۔ اور نبی علیہ السلام کی کوئی خبر غلط ہو سکتی ہی نہیں اگر شیعوں والا معنیٰ لیا جائے تو یقیناً غلط ثابت ہو گا۔ یہ کہنا کہ یہ خبر نہیں انشاء ہے۔ بالکل جھوٹ اور خلاف اہل وحقیقت ہے۔

ثانی۔ خلافت بلافصل دین میں ایک عظیم الشان اور نہایت اہم بات ہے اگر حدیث میں یہی خلافت مراد تھی تو کہنا چاہیے تھا کہ۔

علی یستحق الخلافۃ بعدی متصلاً او بلافصل

یعنی علی میرے بعد متصلاً یا بلافصل خلافت کا حق دار ہو گا۔

مگر ایسا نہیں فرمایا گیا۔ معلوم ہوا ایسی خلافت ہرگز مراد نہیں تھی۔ اس لیے ایسی حدیث سے جو کئی معانی کا احتمال رکھتی ہے۔ ایسی اہم بات ثابت کرنا جو شیعوں کے نزدیک توحید و رسالت سے بھی اہم ہے۔ نری دھوکہ دہی اور فریب کاری ہے۔

ثالث: نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

لا تجتمع امتی علی الضلالۃ

امیری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی۔[۱]

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اَقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔

میرے صحابہ ستارے ہیں جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پا لو گے[۲]

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی علیہ السلام کے فوراً بعد تمام صحابہ نے ابوبکر صدیق کو اپنا خلیفہ اور حاکم مقرر کیا۔ اس وقت کافر تو تھے ہی کافر، اگر صحابہ کرام

۱ے چنانچہ ملا باقر مجلسی حیات القلوب جلد ۲ ص ۲۵۹ باب نہم در بیان فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لکھتے ہیں

سیزدہم آنست کہ خدا ایشاں را از گرسنگی نمے کشد و ایشاں را بر گمراہی جمع نہ کند۔

یعنی آپ کی تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکی امت کو بھوک سے ہلاک نہیں کرے گا اور آپکی امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

تو گھر کی شہادت مل جانے کے بعد شیعوں کو مان لینا چاہیے کہ خلافت صدیقی اجماع امت مسلمہ کی وجہ سے مبنی برحق تھی۔

۲ے چنانچہ شیعوں کی انتہائی معتبر کتب (۱) بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۳۰۷ (۲) معانی الاخبار ص ۱۵۶ (۳) انوار نعمانیہ جلد ۱ ص ۱ اور (۴) عیون اخبار الرضا ص ۸۵ جلد دوم میں امام جعفر اپنے آباء سے یہ حدیث رسول روایت کرتے ہیں۔

فَاِنَّمَا مَثَلُ اصحابی منکم کمثل النجوم بایھا اخذ اھتدی۔

ترجمہ: میرے صحابہ کی مثال ستاروں جیسی ہے جس کا دامن پکڑ لو گے ہدایت پا جاؤ گے

جو مسلمان تھے غلط بات پر اکٹھے ہو گئے تھے تو ثابت ہوا اس وقت ساری کی ساری امت گمراہی پر اکٹھی ہو گئی تھی تو پھر ارشاد نبی

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ

کا کیا مفہوم باقی رہ گیا جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے بعد تین افراد کے سوا سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ۔

تقیہ کا رد

ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی کی خلافت کی صحت پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی خود ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے اور مشورے دیتے رہے۔

شیعہ کہتے ہیں یہ سب کچھ تقیہ کے طور پر تھا۔ آپ نے اپنی جان کے ڈر سے ایسا کیا اور کرتے رہے۔ مگر ہم حضرت علیؓ کے مناقب میں آپکی بہادری اور شجاعت بیان کریں گے جس سے واضح ہو جائیگا کہ ایسا بہادر شخص کبھی اس طرح کا تقیہ نہیں کر سکتا۔

دلیل سوئم کا جواب نمبر ۳

زیر بحث حدیث میں ولی از روئے لغت بمعنی محبت کرنیوالا (دوست) بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی نبی علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ سب سے زیادہ میں ہر مسلمان سے محبت کرتا ہوں اور میرے بعد علی مرتضیٰؓ ہر مسلمان سے محبت رکھتے ہیں۔

فضیلت ۸

نبی علیہ السلام کسی بھی شخص کو خلافت کا پروانہ لکھ نہیں دئیے گئے تھے

باب مناقب شیخین میں حضرت حذیفہ کی حدیث گزر چکی ہے اور حضرت علی سے بھی ایسی احادیث مروی ہیں۔ علاوہ ازیں۔

حدیث

طلحہ بن مصرف سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے پوچھا گیا۔ نبی علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی؟ (کہ میرے بعد فلاں شخص خلیفہ ہو گا۔) انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا پھر وصیت کے بارہ میں مسلمانوں کا عقیدہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا آپ نے اللہ کی کتاب پر عمل کی وصیت ضرور کی تھی۔

یہی طلحہ کہتے ہیں کہ ہزیل بن شرجبیل نے کہا ہے ابوبکرؓ نبی علیہ السلام کی وصیت پوری کرنے میں ہمہ تن مصروف تھے اور وہ چاہتے تھے کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہو تو کسی شخص کا مطیع ہو جاؤں (اور حاکم نہ بنوں)

حضرت عمر کا قول بھی پیچھے گزر چکا ہے کہ اگر میں اپنا جانشین مقرر نہ کروں تو بھی کوئی حرج نہیں آخر نبی علیہ السلام نے بھی اپنا جانشین نہیں بنایا تھا۔ حالانکہ آپ مجھ سے بہتر تھے۔ یہ قول بھی اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے کسی خلافت پر نص نہیں فرمائی ہے۔

حدیث

قطر، بنی ہاشم کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا اے علی ! باہر نکل کر لوگوں میں اعلان کردو کہ نبی علیہ السلام نے ہمیں خلافت دیدی ہے۔ اس طرح حکومت و خلافت کبھی کسی اور کو نہیں مل سکے گی۔ آپنے فرمایا میں نے آپ کی زندگی میں کوئی غلط بات آپکی طرف منسوب نہیں کی تھی اب آپکے تشریف لے جانے کے بعد ایسا کروں !

حدیث

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ آپ دیکھ نہیں رہے کہ تین دن کے بعد (خلافت کے بارہ میں) آپ کی بات ماننے والا کوئی نہ ہوگا۔ کیونکہ مجھے نظر آرہا ہے کہ نبی علیہ السلام اس مرض میں دنیا سے رحلت فرمانے والے ہیں، اور بنو عبد المطلب کی چہروں پر موت طاری ہے۔ اس لیے آپ نبی علیہ السلام کے پاس جائیں اور اگر کسی دوسرے کو خلافت دی جارہی ہو تو جا کر سوال کریں کہ حکومت کسے ملنے والی ہے۔ اگر ہمیں ملتی ہو تو بھی معلوم ہو جائے۔ (پھر بھی حقیقت حال سامنے آجائیگی اور) آپ ہمیں اس خلیفہ کی اطاعت کا حکم اور وصیت فرما دیں گے۔ حضرت علی نے جواب دیا، قسم بخدا اگر میں نے پوچھا۔ اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خلافت کا پروانہ نہیں دیا۔ ہم اسے خود اپنے طور پر طلب کر رہے تھے۔ اور اللہ کو معلوم ہے کہ ہمارا یہ مطالبہ درست تھا یا غلط۔ درست تھا تو اللہ کی طرف سے ہوگا۔ نہیں تو ہماری طرف سے ٹھہرے گا اس کے بعد ابوبکر نے خلافت سنبھالی اور دین قائم کر دیا۔ عمر نے بھی ایسے

ہی کیا۔ تا آنکہ دین زمین پر اس طرح ٹھہر گیا۔ جیسے اونٹ اطمینان سے گردن ڈال دیتا ہے۔

اس طرح کی احادیث شیخین کے باب میں گذر چکی ہیں۔ علاوہ ازیں مناقب علی میں آئے گا کہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ اپنا جانشین بنا دیں، آپ نے فرمایا جس طرح نبی علیہ السلام امت کو خدا کے حوالے کر گئے تھے میں بھی کر جاؤں گا۔ معلوم ہو گیا نبی علیہ السلام نے کسی کے خلیفہ ہونے پر نص نہیں دی۔ البتہ ابوبکر صدیق کو مصلائے امامت پر ٹھہرا کر آپ کی خلافت کا اشارہ اور تنبیہ کر دی تھی (کہ یہ ابوبکر تمہارے لیے خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور مجھے ان کی خلافت پر اطمینان اور مسرت ہے۔

فضیلت ۹

ابوبکر صدیق کی بیعت اور متعلقہ امور کی تفصیل

واقدی نے حکایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پیر وار کو ہوا اور اسی دن ابوبکر صدیق کی بیعت کی گئی اور تاریخ تھی ۱۶ ربیع اوّل ۱۱ھ

ابن قتیبہ اور ابو عمر (ابن عبد البر) کے مطابق ابوبکر صدیق کی بیعت خلافت تو نبی علیہ السلام کے وصال کے روز ہی سقیفہ بنو ساعدہ میں ہو گئی تھی۔ البتہ عام بیعت بروز منگل اگلے روز منبر پر ہوئی تھی۔ ابو عمر کے بقول بنو خزرج سے سعد بن عبادہ اور ایک قریشی گروہ شروع میں بیعت سے رکا رہا۔ بعد میں سعد کے علاوہ سب نے بیعت کر لی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس روز کوئی قریشی بیعت سے پیچھے نہ رہا تھا

اور یہ بھی کہنے والے کہتے ہیں کہ علی طلحہ، زبیر اور خالد بن العاص نے بیعت نہ کی تھی مگر آخر کار ان سب نے بیعت کر لی۔ اور اس کے بعد حضرت علی نے ابو بکر صدیق کی مکمل اطاعت کی اور ہمیشہ آپ کے فضائل کے معترف رہے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں اس وقت چند ایک قبائل عرب کے علاوہ اکثر زکوٰۃ کا انکار کر کے مرتد ہو گئے تھے۔ آپ نے جہاد کیا اور سب کو سیدھا کر دیا، ۱۱ھ میں آپ نے حضرت عمر کو امیر الحجاج بنا کر بھیجا۔ پھر اسی سال میں جنگ یمامہ ہوئی مسیلمہ کذب قتل ہوا۔ اسود عنسی صنعا یمن میں قتل ہوا اور تمام گروہِ مرتدین سے جہاد کیا گیا تا آنکہ لوگ دینِ خداوندی کی طرف لوٹ آئے اس موضوع پر ہم نے ایک مختصر اور مستقل تصنیف کی ہے۔ پھر ۱۲ھ میں خود ابو بکر حج کے امیر بنے اور حج سے لوٹ کر شام و عراق کی فتوح کے لیے لشکر روانہ کیے۔

حدیث

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رجب ۱۲ھ میں عمرہ کیا۔ چاشت کا وقت تھا کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے، آپ کے والد ابو قحافہ اپنے گھر کے دروازہ پر دو بچوں کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے (چونکہ وہ نابینا ہو گئے تھے) انہیں بتلایا گیا کہ یہ آپ کا بیٹا آ گیا ہے وہ (خوشی سے) اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو بکر رضؓ نے جلدی کی اور اونٹ کو بٹھلائے بغیر کھڑے اونٹ سے چھلانگ لگا دی اور پکارے ابا! آپ نہ کھڑے ہوں اور دوڑ کر والد سے لپٹ گئے اور ماتھا چوم لیا۔ ابو قحافہ فرطِ مسرت سے رو پڑے۔ عتاب بن اسید، سہیل بن عمرو، عقبہ بن عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام آپ کے پاس آئے اور یوں سلام کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کو سلام ہو اور انہوں نے آپ سے مصافحہ کیا۔ ابو بکر نے جب نبی علیہ السلام کا نام سنا تو رو پڑے۔ اس کے بعد انہوں نے

ابو قحافہ کو سلام کہا۔ ابو قحافہ نے کہا۔ ابو بکر! یہ بڑے لوگ ہیں ان کا خیال رکھیں ابو بکر نے عرض کیا۔ سب اللہ کی طاقت اور قوت ہے۔ اللہ کی توفیق کے بغیر نہ میرے ہاتھ کام کر سکتے ہیں نہ کوئی دوسرا عضو۔ ابو بکر صدیق نے اعلان کیا کہ کسی کو شکایت تو نہیں کسی ظالم سے ، مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ ہر کوئی اپنے عمّال کی تعریف کر رہا تھا۔

نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی سرکاری مہر ابو بکر صدیق کو ملی پھر حضرت عمر کو اور حضرت عثمان کو حاصل ہوئی

حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر (انگوٹھی) بنوائی (یعنی ایسی انگوٹھی بنوائی جس کے اوپر تحریر ثبت تھی اور وہ مہر کا کام بھی دیتی تھی) جو آپ کے ہاتھ میں رہی پھر ابو بکر صدیق کے پاس آئی پھر عمر فاروق رضؓ کے ہاتھ میں رہی اس کے بعد عثمان غنی رضؓ کو ملی، پھر حضرت عثمان کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر پڑی۔ اس پر لکھا تھا محمد رسول اللہ۔

اسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔ بعض روایات میں ایک انصاری صحابی سے یوں مروی ہے کہ محمد، رسول اور اللہ کے الفاظ تین سطروں میں تھے۔ یعنی اس طرح [1]

---

[1] مقوقس بادشاہ کو نبی علیہ السلام نے دعوت اسلام کا جو خط لکھا تھا۔ اس میں اس انگوٹھی کی مہر لگی تھی۔ وہ اس کے خزانہ میں محفوظ رہا بعد میں یہ خط دستیاب ہوا اور اس کی فوٹو

الله

رسول

محمد

حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ پھر وہ حضرت ابو بکر اور پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی۔ آخر میں حضرت عثمان کے ہاتھ میں آئی۔ ایک روز وہ بیر اریس کی منڈیر پر بیٹھے تھے۔ آپ نے انگوٹھی اتاری اور اس سے کھیلنا شروع کر دیا۔ وہ کنوئیں میں جا گری۔ تو ہم لوگ حضرت عثمان کے ساتھ تین دن تک کنوئیں میں سے اسے تلاش کرتے رہے مگر وہ نہ ملی۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

آج تمام عالم اسلام میں گھر گھر موجود ہے۔ ہم بھی حصول برکت کے لیے اس کی فوٹو درج کر رہے ہیں۔

تشریح :

اختلاف ہے کہ یہ مہر (انگوٹھی) آپ نے اپنے لیے خود بنوائی تھی یا کسی صحابی کے پاس دیکھی تو اسے اس پر کچھ لکھوانے سے منع کر دیا تھا بعد میں اس پر مذکورہ الفاظ لکھوا کر اسے مہر کی شکل دے دی۔ پہلی بات زیادہ واضح ہے۔ جب کہ دوسری بات بھی بعض آثار سے مترشح ہوتی ہے۔

فضیلت نمبر ۱

سقیفہ میں کس طرح سے بیعت ہوئی

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار عمر فاروق منبر پر کھڑے ہوئے، فرمایا۔ کسی شخص کو یہ دھوکہ نہ رہے کہ ابو بکر صدیق کی بیعت اچانک عملت میں کر لی گئی تھی۔ قسم بخدا ہوا تو ایسے ہی تھا۔ مگر اس میں کوئی شر نہ تھا اور آج تم میں ابو بکر جیسا کوئی شخص نہیں جس پر لوگ اپنی گردنیں کٹوانے کو تیار ہوں۔ نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد ساری امت میں سب سے بہتر آپ ہی تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق یوں گویا ہوئے۔

حضرت علی اور حضرت زبیر اور ان کے چند ساتھی۔ بیعت سے رک گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیٹھ رہے اور تمام انصار بھی ہمارے راٹے کے

خلاف سقیفہ بنو ساعدہ میں اکٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ مہاجرین ابو بکر کے گرد (خلافت کے لیے) جمع تھے۔ میں نے کہا ابو بکر! اپنے انصار بھائیوں کے پاس ہمیں جانا چاہیے! چنانچہ ہم سب انصار کی طرف چل کھڑے ہوئے آگے سے دو صالح مرد ملے اور انصار کے عمل سے آگاہ کیا۔ ان میں سے ایک بولا! اے مہاجرین! کہاں جا رہے ہیں۔ آپ لوگ؟ میں نے کہا ہم اپنے انہی بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ وہ دونوں کہنے لگے۔ آپ لوگ ادھر ہرگز نہ جائیں! بلکہ اپنے کام میں مگن رہیں۔ میں نے کہا نہیں ہم ضرور جائیں گے۔ چنانچہ ہم سقیفہ میں آ پہنچے۔ انصار وہاں اکٹھے تھے۔ ایک شخص ان میں چادر اوڑھے پڑا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہنے لگے سعد بن عبادہؓ ہے۔ (در اصل وہ خلافت کے طلب گار تھے) میں نے کہا خیریت تو ہے؟ بولے بیمار ہے۔ ہم بیٹھے تو انصار میں سے ایک شخص اٹھا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہنے لگا۔ اما بعد!

ہم اللہ کے انصار (مددگار) اور اسلام کا لشکر ہیں۔ اور اے مہاجرین تم بھی ہمارا ہی ایک گروہ ہو۔ جبکہ ہمیں اطلاعات پہنچ رہی ہیں کہ آپ لوگ ہمیں پست کرنا اور حکومت کے معاملہ سے ہٹانا چاہتے ہیں؟ جب وہ شخص خاموش ہوا تو میں نے بات کرنا چاہی اور چند باتیں میرے دل میں میرے خیال کے مطابق بڑی اچھی در آئیں میں نے انہیں ابو بکر کی موجودگی میں کہنا چاہا مگر میں چونکہ اپنے جسم کے ٹکڑے کی طرح آپ کا خیال رکھتا تھا۔ اور وہ تھے بھی بڑے بردبار اور پر وقار (اس لیے میں کچھ کہنے کا ابھی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ) ابو بکر بول پڑے اور فرمایا خاموش رہو! تو میں نے آپ کو ناراض کرنا چاہا۔ ویسے بھی آپ مجھ سے بہتر علم اور وقار کے مالک تھے۔ چنانچہ آپ نے بات شروع کی اور جو باتیں میرے خیال میں بڑی عمدہ تھیں (جو میں کہنا چاہتا تھا) آپ نے سب کہہ ڈالیں

کوئی نہ چھوڑی بلکہ اس سے بھی اچھی باتیں کہیں۔ آپ خاموش ہوئے اور پھر بول پڑے۔ اما بعد! اے انصار! تم نے جو اپنی فضیلت بیان کی ہے اس کا کسے انکار ہے؟ مگر عرب اس خاندان قریش کے علاوہ یہ حکومت کسی اور کے لیے بہتر نہیں سمجھتے کیونکہ ان کا نسب اور مقام سب عرب سے بہتر ہے۔ میں تمہارے سامنے دو قریشی آدمیوں کا نام پیش کرتا ہوں تم دونوں میں سے جس کی چاہو بیعت کر سکتے ہو۔ بلکہ کسی اور کا نام بھی پیش کر سکتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ نے میرا (عمر فاروق کا) اور ابو عبیدہ بن جراحؓ کا ہاتھ اوپر اٹھایا۔

جب کہ قسم بخدا! اس دن بغیر کسی گناہ کے میری گردن کا اڑا دیا جانا مجھے اس سے کہیں بہتر نظر آتا تھا کہ ابو بکر کے ہوتے ہوئے میں لوگوں پر حاکم بنوں۔

اس پر ایک انصاری شخص اٹھ کر بولا! میں وہ کھجور کا درخت ہوں جس سے اونٹ اپنا بدن رگڑتے ہیں اور اس کا پھل بے شمار ہوتا ہے۔ یعنی میں ذی وقار اور طاقتور آدمی ہوں۔ ایک خلیفہ ہم (انصار) میں سے ہو گا۔ دوسرا تم (مہاجرین) میں سے چنانچہ گفتگو سخت ہو گئی آوازیں اونچی ہو گئیں اور ہمیں اختلاف کا خوف ہو گیا۔ تو میں نے کہا ابو بکر! ہاتھ بڑھاؤ۔ انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی تو سب مہاجرین نے بیعت کر لی انصار بھی پیچھے نہ رہے اور سب کے سب بیعت کر کے چلے گئے[1] سعد بن عبادہ پر ہم لوگ غالب آ گئے۔ ایک آدمی

---

[1] شیعوں کو یہاں یہ بات تو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد تمام مہاجرین و انصار نے متفقہ طور پر حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت لی اور انہیں خلیفہ بنایا تھا۔ کیونکہ یہ امر واقع ہے جس کا انکار ناممکن ہے مگر تعصب کا برا ہو کہ شیعہ علماء نے ہر اس صحابی کو مرتد قرار دیا ہے جس نے ابو بکر صدیق کی بیعت کی اور حضرت علی کی امامت سے اعراض کیا تھا ان کے نزدیک حضرت علی

نے ہمیں کہا تم نے تو سعدؓ کو قتل کر ڈالا تو میں نے اسے کہا نہیں۔ بلکہ اللہ نے اسے مار ڈالا ہے۔

مقداد سلمان فارسی ابوذر غفاری ان چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیے (معاذاللہ) دیکھیے

حیات القلوب جلد دوم ص۱۰۸۳ باب نمبر۵۸ میں ہے۔

عیاشی بسند معتبر از حضرت امام باقر روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے از دنیا رحلت نمود مردم ہمہ مرتد شوند بغیر چہارم نفر علی بن ابی طالب و مقداد و سلمان و ابوذر۔

ترجمہ۔ عیاشی نے معتبر سند کے ساتھ حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو چار افراد کے سوا سب مرتد ہو گیے تھے، علی بن ابی طالب۔ مقداد۔ سلمان اور ابوذر

یونہی شیعوں کی دوسری معتبر ترین کتاب رجال کشی ص۱۲ میں ہے۔

عن ابی جعفرؑ قال کان الناس اھل الردۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ثلثۃ فقلت ومن الثلاثۃ؟ فقال المقداد بن الاسود وابو ذر الغفاری و سلمان الفارسی۔

ترجمہ: امام باقر سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ سب مرتد ہو گیے تھے مگر تین افراد، میں نے کہا وہ تین کون؟ فرمایا مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان (یعنی ان تینوں نے ابوبکر کی بیعت نہ کر کے اپنا ایمان بچا لیا باقی سب مرتد ہو گیے۔

یہاں یہ ثابت ہوا کہ خود شیعوں کے اعتراف کے مطابق صرف تین افراد کے سوا تمام اہل اسلام نے اجتماعی طور پر خلافت صدیقی کو تسلیم کیا تھا بلکہ قائم کیا تھا۔ رہا یہ کہنا کہ وہ سب مرتد ہو گیے

امام مالکؒ، ابن شہاب (زہریؒ) سے اور وہ عروہ بن زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ شیخینؓ کو راستے میں ملنے والے دو شخص عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے۔ ابن شہاب کا کہنا ہے کہ سعید بن مسیبؒ نے مجھے بتلایا کہ جس

تھے بجائے خود کفر و ضلالت ہے۔ دیکھیے حیات القلوب نمبر۶ ص۲۵۹ کے حوالہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گزر چکا ہے۔ خدا میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا تو تمام صحابہ کو مرتد قرار دینا کس قدر بے شرمی اور جسارت عظیمہ ہے۔

حالانکہ شیعہ کتب ہی بتلاتی ہیں کہ حضرت علی اپنے دور خلافت میں اپنی خلافت و حکومت کا جواز و استحقاق یوں بیان کیا کرتے کہ میری بیعت انہی لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر کی بیعت کی تھی چنانچہ نہج البلاغہ ص۳۶۷ (چھوٹا سائز) میں امیر معاویہؓ کے نام حضرت علی کا خط آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد، وانما الشوری للمھاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماماً کان ذالک عند اللہ رضا

ترجمہ: بے شک اسی قوم نے میری بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی اور شرائط بیعت بھی یکساں ہیں اس لیے کسی حاضر شخص کو اپنی مرضی استعمال کرنے کا حق نہیں اور نہ کسی غائب کو بیعت توڑنے کا حق ہے۔ باہمی مشاورت سے خلیفہ کی نامزدگی صرف مہاجرین و انصار کا کام ہے جب وہ اجتماعی طور پر کسی کو منتخب کریں اور اسے امام (حاکم) کا لقب دے دیں تو وہی اللہ کا پسندیدہ خلیفہ ہے۔

بتلائیے حضرت علی کے اس ارشاد کی روشنی میں جناب صدیق اکبر کی متفق علیہ خلافت کس قدر حقیقت بر حق ثابت ہوتی ہے۔ فللہ الحمد

شخص نے کہا تھا کہ میں کھجور کا درخت ہوں ۔ وہ حباب بن منذر رضی اللہ عنہ تھے ۔

حدیث

ابن عباسؓ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک بار جمعہ کا دن تھا میں نے جلدی تیاری کی اور سورج ڈھلتے ہی مسجد میں آ گیا۔ منبر کے پاس سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بیٹھے تھے ۔ میں ان کے برابر بیٹھ گیا۔ میرے گھٹنے ان کے گھٹنوں سے لگے ہوئے تھے ۔ پھر زیادہ دیر نہ گزری کہ عمر فاروق منبر پر جلوہ گر ہو گئے جب موذن خاموش ہوا تو آپ نے اٹھ کر اللہ کی حمد و ثنا کہی اور فرمایا۔

اما بعد !

میں آج ایک بات کہہ دینا چاہتا ہوں ۔ شاید میری اجل قریب آ چکی ہے ۔ جس نے یہ بات سمجھ لی اور یاد کر لی وہ جہاں تک جا سکتا ہے ۔ وہاں تک اسے پہنچا دے اور جو اسے یاد نہیں رکھ سکتا وہ سن لے ! کہ کسی شخص کو میرے متعلق جھوٹی بات کہنا جائز نہیں ۔ اس کے بعد پچھلی حدیث والا سارا مضمون آپ نے بیان فرمایا۔

اسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

حضرت ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ ثقیفہ میں انصار نے کہا تھا ہم میں سے بھی ایک خلیفہ ہو گا۔ اور تم میں سے بھی ۔ عمر فاروق نے کہا کوئی ہے ۔ جو ان تین افراد جیسا ہو۔

ثانی اثنین اذ ھما فی الغار

اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا

پھر (کہا اے ابو بکر ہاتھ پھیلائیں ۔ انہوں نے ہاتھ پھیلایا تو) آپ نے ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کے بعد سب لوگوں نے ان کی بیعت باحسن الوجوہ کر لی ۔

اسے ترمذی نے شمائل میں نبی علیہ السلام کی رحلت کے ضمن میں روایت کیا ہے۔

حدیث

آپ ہی سے مروی ہے کہ انصار کے کلام کے جواب میں ابو بکر نے فرمایا ہرگز نہیں ! امراء قریش سے ہونگے اور وزراء انصار سے ، کیونکہ قریش کا نسب و مقام تمام عرب سے بلند تر ہے ۔ اس لیے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہؓ میں سے کسی ایک کی بیعت کر لی جائے ! عمر فاروق نے کہا نہیں ، بلکہ آپ کی بیعت ہو گی ۔ آپ ہم سے بہتر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں ۔ یہ کہہ کر آپ نے ابو بکر صدیق کی بیعت کی جسے دیکھ کر تمام صحابہ نے ان کی بیعت کر لی ۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

ابن اسحاق نے کہا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو تمام انصار سعد بن عبادہ کے حامی بن گئے ۔ جب کہ علی مرتضیٰ ، طلحہؓ اور زبیرؓ سیدہ فاطمہؓ کے گھر میں بیٹھ رہے ۔ اور باقی تمام مہاجرین جن میں اسید بن حضیر جو بنی عبد الاشہل سے تعلق رکھتے تھے ۔ ابو بکر صدیق کے ہمنوا تھے ۔ ایک شخص ابو بکر صدیق و عمر فاروق

کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کا گروہ سعد بن عبادہ کے گرد
اکٹھا ہو چکا ہے۔ اگر آپ لوگوں کا معاملہ درست رکھنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں
سنبھالیے اس سے قبل کہ لوگ کہیں کہ ادھر نبی علیہ السلام کا وصال ہوا ادھر مسلمان
آپس میں لڑ پڑے۔

عمر فاروق کہتے ہیں یہ سن کر میں نے ابی بکرؓ سے کہا ہمیں اپنے انصار بھائیوں
کے پاس جانا چاہیے تاکہ معلوم ہو ان کا خیال کیا ہے؟ اس کے بعد ابن عباس
کے مطابق ہی بیان ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب رضؓ نے کہا صحابہ کرام (واللہ اعلم) نبی علیہ
السلام کی قبر الوبنا رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر کہا، عمر بن خطاب کہاں ہیں؟
عمر فاروق نے کہا ہم اس وقت نبی علیہ السلام کی (تجہیز وتکفین میں) مشغول ہیں کیا
بات ہے؟ اس نے کہا آپ تھوڑی دیر کے لیے تشریف لائیں پھر جلدی لوٹ آنا
عمر فاروق اٹھ کھڑے ہوئے تو اس نے بتلایا یہ انصار سقیفہ میں سعد بن عبادہؓ کے
گرد اکٹھے ہو گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم میں سے بھی ایک خلیفہ ہو گا۔ اور
مہاجرین میں سے بھی۔ اور مجھے تو ڈر ہے فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔ عمر! کچھ سوچیے تاکہ
اپنے ساتھیوں کو باخبر کرکے کوئی تدبیر نکالی جائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ
نے اسے بند نہ کیا تو یہ فتنہ کا دروازہ کھلنے والا ہے۔ عمر فاروق کو یہ سن کر سخت
دھچکہ لگا۔ آپ اور ابو بکر صدیق اس شخص کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتے چل پڑے
اور مہاجرین کے کچھ لوگ جن میں علی مرتضیٰؓ فضل بن عباسؓ اور نبی علیہ السلام کے
دیگر رشتہ دار بھی تھے تجہیز و تکفین میں مشغول چھوڑ گئے۔ عمر فاروق اور ابو بکر کو
راستے میں ابو عبیدہ بھی مل گئے۔ چنانچہ یہ لوگ سقیفہ میں داخل ہوئے۔ جہاں
انصار کے سرکردہ لوگ بیٹھے تھے۔ جن میں سعد بن عبادہ لیٹے ہوئے بخار سے

کراہ رہے تھے۔ اس کے بعد حدیث ابن عباس جیسا مضمون ذکر کیا گیا ہے۔

حدیث

موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے یوں روایت کیا ہے کہ ابو بکر صدیق نے سقیفہ
میں (خطاب کرتے ہوئے) **کلمہ** کا ورد کیا تو لوگ خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا،
اللہ نے اپنے نبیؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا آپ نے لوگوں کو اسلام
کی طرف بلایا تو ہمیں اللہ نے دل و دماغ سے پکڑ کر اسلام میں لا داخل کیا تو ہم
مہاجرین سب سے پہلے اسلام لائے ہم نبی علیہ السلام کا خاندان ہیں اور آپ کے
قریبی رشتہ دار۔ ہم ہی حق دار خلافت اور عرب میں سب سے اعلیٰ نسب ہیں
بلکہ سارے عرب کا نچوڑ ہیں۔ ہم مہاجرین میں سے ہر شخص کسی نہ کسی قریشی قبیلہ
میں پیدا ہوا ہے۔ اس لیے خلافت کسی قریشی ہی کو راس آئے گی۔ قریشیوں
کا مقام سب سے اونچا انکی زبان سب سے عمدہ اور بات سب سے وزنی ہے۔
لوگ قریش کے تابع ہیں۔ تم وزراء ہو اور ہم امراء۔ اے گروہ انصار تم لوگ
کتاب خداوندی میں ہمارے بھائی دین اسلام میں ہمارے ساتھ برابر اور
تمام جہان سے ہمیں زیادہ محبوب ہو۔ تم لوگوں نے ہمیں پناہ دی اور ہماری مدد
کی۔ تم اس بات کے زیادہ حق دار ہو۔ کہ اللہ کی قضا پر سر تسلیم خم کردو۔ اور اپنے
مہاجرین بھائیوں کی اس بارہ میں فضیلت تسلیم کر لو۔ تم لوگوں کا ہی یہ مقام ہے۔ کہ
جن افراد کو اللہ نے حق دیا ہے۔ ان پر حسد نہ کرو۔ تو میں تمہیں دو آدمیوں کے نام
پیش کرتا ہوں ان میں سے جسے چاہو پسند کر لو۔ آگے حدیث ابن مسعودؓ جیسا ہی مضمون
ہے۔ اس کے بعد یہ ہے کہ انصار نے کہا قسم بخدا۔ ہمیں کسی ایسی بات پر حسد نہیں
جو اللہ نے آپ لوگوں کو عطا فرمائی ہے۔ آپ سے بڑھ کر ہمیں اللہ کی ساری مخلوق
میں کوئی زیادہ عزیز محبوب اور پسندیدہ نہیں۔ ہمیں تو آئندہ آنے والے زمانہ کے

حوادث کا ڈر ہے۔ لہذا اگر آج آپ میں سے کوئی امیر بنتا ہے تو اس کے فوت ہونے پر ہم انصاری مرد امیر بنالیں گے۔ پھر اس کے فوت ہونے پر تم اپنے کسی آدمی کو امیر بنالینا اور یوں بدل بدل کر امیر آتے رہیں گے۔ اور قریشی کو ڈر رہے گا کہ کوئی انصاری مجھ پر بغاوت نہ کرے اور انصاری کو قریشی سے یہی ڈر رہے گا۔ (اور کاروبار حکومت بہتر چلے گا) عمر فاروق نے یہ سن کر کہا۔ وہ یہ نہیں ہو سکتا۔ خلافت صرف اور صرف کسی قریشی مرد ہی کو ملے گی۔ اور تمام عرب صرف انہیں ہی تسلیم کرے گا۔ اور اگر کسی نے اس بات کی مخالفت کرے ہم اس سے جنگ کریں گے۔

تو حباب بن منذر سلمیؓ اٹھے اور انہوں نے کہا ایک امیر ہم سے ہوگا ایک آپ سے اور میں کھجور کے اس درخت کی مثل ہوں۔ جس سے بندھے ہوئے اونٹ اپنا بدن ملتے ہیں اور پھل اس کا بے حد ہوتا ہے اور ہمیں برابر خبر آرہی ہے کہ آپ لوگ ہمیں پست ترین بنانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو ہم اس کی تکمیل نہیں ہونے دیں گے۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد تنازع بڑھ گیا اور ممکن تھا کہ سقیفہ میں جنگ چھڑ جائے اور لوگ ایک دوسرے کو دھمکیاں دینے لگے۔ مگر فوراً ہی وہ (اپنی محبت پر) لوٹ آئے اور اللہ نے ان کا دین محفوظ کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اچھی بات پر اتفاق کر لیا۔ معاملہ درست ہوگیا۔ اور شیطان دکھیا ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ حضرت عمرؓ اٹھے۔ اور انہوں نے ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور بیعت کر لی۔ اس کے ساتھ ہی اسید بن حضیر اور بشیر بن سعد نے لپک کر اٹھتے ہی آپ کی بیعت کی، پھر تو سقیفہ میں بیٹھے سب لوگ ایک دوسرے سے بڑھ کر بیعت کرنے میں کوشاں ہو گئے۔ درمیان میں سعد بن عبادہؓ بیمار پڑے بخار سے کراہ رہے

تھے اور لوگ تھے کہ بیعت ابی بکرؓ پر ٹوٹ پڑے تھے۔ کسی نے کہا دیکھنا سعد کو نہ روند ڈالنا کہیں! عمر فاروقؓ نے کہا روند ڈالو اسے! اسے اللہ نے روند ڈالا ہے۔ غالباً عمر فاروقؓ یہ بات غضب میں کہہ گئے۔

ابو بکر صدیقؓ بیعت سے فارغ ہو چکے تو مسجد کی طرف پلٹے اور منبر پر جا کر بیٹھے۔ چنانچہ شام تک لوگ ان کی بیعت کرتے رہے۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام کی تدفین کا مرحلہ آیا۔ جس سے منگل کی رات گئے صحابہ فارغ ہوئے۔ اس کے بعد ابن شہاب نے کیفیت جنازہ اور واقعہ دفن بیان کیا ہے۔

تشریح:

گذشتہ احادیث میں گزرا ہے کہ عمر فاروق نے کہا ابو بکر صدیق کی بیعت اچانک ہوئی تھی اور اکثر تو یہی ہوتا ہے کہ جو کام بلا سوچے سمجھے جلدی میں ہو جائے بعد میں کبھی وہ باعث پریشانی بھی بن جاتا ہے۔ مگر یہاں صورت حال یہ تھی کہ اناڑی نوجوان نہیں مدبر بوڑھے اور دانا۔ لوگوں نے ایک امر پر اتفاق کیا تھا۔ جو بعد میں نیک شگون ثابت ہوا۔ اور اس کے بہتر ثمرات ظاہر ہوئے۔ اسی لیے عمر فاروق نے سانھ ہی کہا۔ مگر اللہ نے لوگوں کو اچانک ہونے والے کام کی کوئی برائی نہ دکھائی۔

بعض لوگ شاید یہ گمان کریں کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق ابن اسحاق اور موسٰی بن عقبہ کی حدیث کے مطابق لوگوں سے بیعت لینے کے لیے (مسجد سے) دوڑ پڑے تھے۔ مگر حقیقتاً انہوں نے (ذاتی غرض کے لیے نہیں) اہل اسلام کی بہتری کے لیے اور امت مسلمہ کو اختلاف و انتشار سے بچانے کے لیے ایسا کیا تھا نہ کہ حکومت حاصل کرنے کے لیے۔ اور آئندہ آنے والا ابو بکر صدیق کا خطبہ بھی اس

امر کی خوب وضاحت کر دے گا۔ اسی لیے ابو بکر صدیق نے اپنے بجائے دوسرں کا نام پیش کیا۔ دراصل آپ کو ڈر تھا کہ اگر یہ حکومت کسی غیر قریشی نے سنبھال لی تو عرب لوگ اس کی اطاعت نہیں کریں گے اور یوں فساد بپا ہو گا مگر چونکہ اس وقت عمر فاروق اور ابو عبیدہ کے سوا کوئی قریشی اس وقت سقیفہ میں تھا نہیں اس لیے ان دونوں کا نام پیش کر دیا۔ اگر آپ کسی غیر حاضر قریشی کا نام پیش کرتے تو یہ مجلس کسی فیصلے کے بغیر اختتام پذیر ہوتی۔ اور یوں مقصد فوت ہو جاتا بلکہ اگر کسی غیر حاضر شخص کی بیعت کا وعدہ بھی حاضرین سے لے لیا جاتا تو بھی ممکن تھا کہ کچھ لوگ وعدہ ایفا کرنے میں تامل سے کام لیتے۔ اور معاملہ التوا میں پڑ جاتا اس لیے بڑی مدبرانہ سوجھ کے ساتھ آپ نے فوری طور پر بیعت لی اور معاملہ انجام کو پہنچا دیا۔

اور یہ بات اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف نہیں۔ کیونکہ یہ انتہائی اہم کام تھا۔ جو فوری طور پر ہی حل ہو سکتا تھا۔ اس لیے کسی بھی شخص کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ صحابہ نے نبی علیہ السلام کے غسل کا معاملہ پس پشت ڈالا اور حکومت کا جھگڑا لے بیٹھے کیونکہ نبی علیہ السلام امت پر رحیم و کرم ہیں۔ آپ نے ساری عمر اپنی جان پر امت کو ترجیح دی۔ اسی طرح جب صحابہ نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام کے گھر والے آپکو غسل دینے کے لیے کافی ہیں تو انہوں نے امت کے ایک بہت بڑے مسئلہ کی طرف توجہ دی۔ تاکہ دونوں کام اپنی اپنی جگہ۔ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوں۔

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو انصار کے خطباء نے کہنا شروع کر دیا۔ اے مہاجرین!

جب بھی نبی علیہ السلام نے کسی جگہ کسی مہاجر کو عامل مقرر کیا تو ساتھ ہمارا آدمی بھی لگایا۔ لہٰذا ہمارا خیال ہے کہ حکومت دو امیروں کو دے دی جائے ایک ہم سے اور ایک مہاجرین سے۔ ان کے خطباء یہ بات پے بہ پے کہہ رہے تھے اتنے میں زید بن ثابت کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا۔ نبی علیہ السلام بھی تو ایک مہاجر تھے اور اکیلے ہی امام تھے۔ اسی طرح کوئی مہاجر ہی اس وقت بھی امام ہو گا۔ اور ہم سب اس کے مددگار بنیں گے۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام کے مددگار تھے۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق نے اٹھ کر فرمایا۔ اے انصار! اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر جزا عطا فرمائے۔ اور تمہاری بات مضبوط ہو۔ قسم بخدا۔ اگر ہم اس کے علاوہ کوئی بات اچھی جانتے تو تم سے اس پر صلح نہ کرتے۔

اسے صاحب فضائل ابی بکر نے روایت کیا ہے۔ اور حدیث حسن قرار دیا ہے۔

فضیلت ۱۱

صدیقِ اکبر کی عمومی بیعت کا حال حقیقت

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیر کا روز تھا۔ نبی علیہ السلام نے دروازے کا پردہ اٹھایا۔ اور ابو بکر صدیق کو نماز پڑھاتے دیکھا۔ اس وقت

میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ قرآن کے ورق کی مانند ہے اور آپ تبسّم فرما رہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی جلوہ گری کی خوشی میں قریب تھا کہ ہماری نمازیں خراب ہو جاتیں یعنی ہم نماز چھوڑ کر آپ کی طرف لپک پڑتے۔ اس کے بعد آپ نے پردہ گرا دیا۔ اور اسی پیر کے روز آپ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اگلے دن عمر فاروق رضؓ منبر پر آئے اور شہادتین کا ورد کیا۔ جب کہ ابو بکر صدیق رضؓ خاموشی سے بیٹھے رہے۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا۔ نبی علیہ السلام دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔ مگر اللہ نے تمہارے درمیان ایک نور ہدایت رکھ دیا ہے۔ اگر اسے نہیں چھوڑو گے تو ہمیشہ نبی علیہ السلام کی ہدایت پر رہو گے۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق۔ نبی علیہ السلام کے یار غار، ثانی اثنین اور تمہارے امور کے بہتر والی و منتظم موجود ہیں۔ اٹھو اور انکی بیعت کرو۔ اور قبل ازیں کچھ لوگ سقیفہ میں بھی بیعت کر چکے تھے۔
چنانچہ اب منبر پر بیعت عامہ کی گئی۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! میں نے کل تمہیں ایک بات کہی تھی جو نہ میں نے کتاب اللہ سے لی ہے اور نبی علیہ السلام کے کسی عہد اور وصیت سے۔ البتہ میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے (یعنی خلافت ابی بکر کی طرف) جب کہ اللہ نے تمہارے درمیان نور ہدایت رکھ دیا ہے۔ اگر اسے پکڑے رکھو گے تو ہدایت یافتہ رہو گے۔ اور اللہ نے تمہاری حکومت کا معاملہ ایسے شخص کے ہاتھ میں دیا ہے، جو نبی علیہ السلام کا ساتھی، ثانی اثنین اور سب سے بڑھ کر حق دار خلافت ہے۔ اٹھو اور اس کی بیعت کرو۔ تو لوگوں نے سقیفہ کی بیعت

کے بعد یہ بیعت عامہ کی۔ پھر ابو بکر صدیق نے اٹھ کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اما بعد! اے لوگو! مجھے آپ لوگوں کا امیر و والی بنایا گیا ہے۔ جب کہ میں آپ سے بہتر نہیں۔ اگر میں بہتر کام کروں تو تم میری مدد کرو، اور اگر برا کام کروں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔ یاد رکھو! صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔ تم میں سے کمزور میرے سامنے قوی ہے تا آنکہ اس کا حق اللہ کی مدد سے اسے پہنچا نہ دو اور قوی میرے نزدیک ضعیف و ناتواں ہے۔ تا آنکہ میں اس سے حق نہ لوں۔ جہاد چھوڑ دینے والی قوم پر اللہ ذلت مسلط کر دیتا ہے۔ اور بے حیا قوم پر مصائب نازل فرماتا ہے۔ جب تک میں اللہ و رسول کی اطاعت کروں۔ تم میری اطاعت کرو۔ اور جب میں نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں اب اٹھو اور نماز پڑھو! اللہ آپ سب لوگوں پر رحم کرے۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

بخاری نے بھی یہ حدیث مکمل طور پر روایت کی ہے مگر انقطاع کے ساتھ۔ بظاہر یہاں اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ پیچھے موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے روز ہی دفن سے پہلے ابو بکر صدیق کی بیعت عامہ کی گئی جبکہ اس حدیث کے مطابق دفن سے اگلے روز یہ بیعت کی گئی مگر جواب یہ ہے کہ ممکن ہے بیعت عامہ دو بار کی گئی ایک بار رات کو دفن سے پہلے پھر دفن کر کے صبح باقی لوگوں سے بیعت لی گئی۔

حدیث

ابن شہابؒ (زہری) کہتے ہیں۔ کچھ مہاجرین ابو بکر صدیق کی بیعت سے

ناراض تھے جیسے علی مرتضیٰؓ اور زبیرؓ جو سیدہ فاطمہؓ کے گھر میں بیٹھے تھے۔ ان کے پاس اسلحہ بھی تھا۔ عمر فاروقؓ مسلمانوں کی ایک جماعت لے کر جن میں اسید بن حضیرؓ، مسلمہ بن سلامہ بن وقش اور بقول بعض ثابت بن قیس بن شماس جو بنی خزرج سے تعلق رکھتے بھی تھے۔ جنہوں نے زبیرؓ کی تلوار لے کر پتھر پر توڑ دی۔ بعض کہتے ہیں انہیں عبدالرحمن بن عوف اور محمد بن مسلمہ بھی تھے اور محمد بن مسلمہ نے زبیرؓ کی تلوار توڑی تھی۔

اسے موسیٰ بن عقبہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

تلوارِ زبیر کا توڑا جانا نارِ فتنہ ٹھنڈی کرنے کے لیے تھا نہ کہ ان کی اہانت کی غرض سے۔

ابو بکر صدیقؓ کی بیعت سے علی مرتضیٰؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ حسنؓ و حسینؓ۔ عباسؓ سلمان فارسیؓ۔ عمارؓ۔ ابو ذرؓ۔ مقدادؓ اور خالد بن سعیدؓ وغیرہم نے کچھ دیر کے لیے توقف کیا۔ بعد ازاں سب نے بیعت کر لی تھی کوئی جلدی آ گیا کوئی دیر سے۔ البتہ سعد بن عبادہ کے بارہ میں روایت ہے کہ وہ بیعت کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں انہیں جنوں نے مار ڈالا تھا۔ تاریخ دانوں کے ہاں ان کا واقعہ مشہور ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس روز ابو بکر فوت ہوئے اہل اسلام میں سے کوئی ان کا مخالف نہ تھا۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام نے وصال فرمایا۔ تو تبلیغ کی حجت پوری ہو چکی تھی۔ دور و نزدیک ہر جگہ اسلام پہنچ چکا تھا اور شہادتین کا ورد عام ہو گیا تھا اگرچہ ممکن ہے کہ کوئی مجبوری سے بھی کلمہ پڑھتا ہو گا۔

حدیث

سعد بن عبادہ کے سوا سب انصار نے ابو بکر صدیق کی بیعت کر لی۔ جب کہ انصار قبل ازیں سعد کو خلافت دلوانا چاہتے تھے کہ عمر فاروق نے کہا ہم سعد کی بیعت اس وقت نہیں کریں گے۔ جب تلک بشیر بن سعد ابو نعمان بن بشیر سعد کی بیعت نہیں کر لیتا۔ حالانکہ بشیر بن سعد نے ہی سب سے پہلے ابو بکر کی بیعت کی تھی۔ بشیر نے کہا سعد بن عبادہؓ کو رہنے دو یہ بیعت نہیں کرے گا۔ قتل ہو جائے گا اور اکیلا نہیں ہو گا۔ ساتھ اس کی اولاد۔ اہل بیعت اور کچھ افرادِ خاندان بھی ضرور قتل ہوں گے۔ اور اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو یہ کوئی نقصان بھی نہیں کر سکتا۔ ابو بکرؓ نے بشیرؓ کا مشورہ مان کر سعد کا خیال ترک کر دیا۔ اس کے بعد سعد نے لوگوں کے ساتھ کبھی مل کر نماز پڑھی نہ مل کر روزہ رکھا۔ نہ لوگوں کے ساتھ مل کر حج کیا۔ تا آنکہ ابو بکر صدیق فوت ہو گئے اور دور فاروقی آ گیا۔ اس دور کے ابتدا میں ہی وہ شام کی طرف بقصد جہاد گئے۔ اور حوران میں شہید ہو گئے۔ اور کسی کی بیعت نہ کی۔

اسے ابو عبید نے کتاب الاحادیث میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

اس حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے بشیر بن سعد نے سقیفہ میں ابو بکر صدیق کی بیعت کی جب کہ قبل ازیں احادیث میں سب سے پہلے عمر فاروق۔ پھر مہاجرین اور پھر انصار کی بیعت بیان کی گئی۔ اس لیے زیر بحث حدیث میں "سب سے پہلے" سے مراد یہ ہے کہ انصار سے میں سب سے پہلے بشیر نے بیعت کی تھی باقی سعد کا بیعت نہ کرنا اس دعویٰ کے منافی نہیں کہ ابو بکر صدیق کی بیعت و

خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع تھا، کیونکہ ایک شخص کا محض عناد اور جاہلانہ تعصب کی وجہ سے مخالفت کرنا چہ معنیٰ دارد ۔ واللہ اعلم ۔

حدیث

ابنِ شہاب زہری کہتے ہیں، جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لے لی تو انہوں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اے لوگو! خدا کی قسم مجھے زندگی بھر کسی دن یا کسی رات میں حکومت کی خواہش نہیں رہی ۔ نہ کبھی پوشیدہ یا علانیہ مَیں نے اس کی اللہ سے طلب کی ہے ۔ میں تو ایک فتنہ سے ڈر گیا تھا ورنہ مجھے حکومت لے کر آرام نہیں ملا ۔ مجھ پر ایک عظیم بوجھ آپڑا ہے جو میری برداشت سے زیادہ ہے الّا یہ کہ خدا مجھے اس کی توفیق دے دے ۔ میں تو آج بھی چاہتا ہوں کہ لوگ میری جگہ یہ کام سنبھال لیں ۔ مہاجرین نے آپ کی ان باتوں کی تصدیق کی جب کہ علی مرتضیٰ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا ۔ ہمیں تو صرف یہ افسوس تھا کہ اس بارہ میں ہم سے مشورہ نہیں کیا گیا ورنہ ہمارا اعلان ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد ابو بکر ہی سب سے زیادہ حق دار خلافت ہیں ۔ نبی ؐ کے یارِ غار اور ثانی اثنین ہیں ۔ ہمیں ان کا شرف معلوم ہے نبی علیہ السلام نے انہیں ہی مصلائے امامت پر کھڑا کیا ہے جب کہ آپ دنیا سے اوجھل نہ ہوئے تھے ۔

اسے موسیٰ بن عقبہ صاحب المغازی نے روایت کیا ہے ۔

فضیلت ۱۲

دستِ صدیق پر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت

حدیث

محمد بن سیرین ؒ سے روایت ہے کہ سب لوگوں کے بیعت کر لینے کے باوجود علی مرتضیٰ رض نے ابو بکر صدیق رض کی بیعت کرنے میں تاخیر کی اور اپنے گھر میں بیٹھے رہے ۔ ابو بکر نے پیغام بھجوایا کہ آپ نے کیوں دیر کی ہے کیا آپ کو میری حکومت ناپسند ہے ؟ انہوں نے جواب دیا ۔ مجھے آپ کی امارت ناپسند نہیں مگر میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں کندھے سے چادر نہیں اتاروں گا (آرام نہیں کرونگا) تاآنکہ سارا قرآن جمع نہ کر لوں ۔ الّا یہ کہ نماز کے لیے فرصت نکالونگا ۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں ۔ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے وہ قرآن آیات کے نزول کی ترتیب پر لکھا تھا ۔ اگر وہ لوگوں کو مل جاتا تو انہیں ایک بڑا علم حاصل ہو جاتا ہے [1]

---

[1] یہ مسئلہ بڑا معرکۃ الآراء ہے ۔ اور اس حدیث پر صحت وسقم اور صحیح مفہوم کے محاض سے بحث کی گئی ہے ۔ جو درج ذیل ہے ۔

اس حدیث نمبر ۵ کو علامہ سیوطی نے الاتقان جلد اوّل باب جمع القرآن و ترتیبہ میں ذکر کیا ہے مگر آخری حصہ وہ محمد بن سیرین کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے وہ قرآن“ الخ امام سیوطی نے ذکر نہیں کیا اور غالباً کسی نے بعد میں محمد بن سیرین کی طرف یہ الفاظ

دوسری روایت میں ہے، علی مرتضیٰ کو عمر فاروق رضؓ ملے اور ان سے کہا کہ آپ نے ابوبکر صدیق کی بیعت نہیں کی ؟ آپ نے جواب دیا، آگے گزشتہ حدیث کی مانند مضمون البتہ اس کے آخر میں یوں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا جب تک میں قرآن جمع نہ کرلوں۔ کوئی اور کام نہیں کروں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ قرآن کا کچھ حصہ رہ نہ جائے اس کے بعد آپ آئے۔ اور صدیق اکبر کی بیعت کرلی۔

اسے ابوعمرو نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰ رضؓ نے سیدہ فاطمہ رضؓ کی رحلت تک چھ ماہ ابوبکر صدیق کی بیعت نہیں کی اور آپ کی بیعت تک کسی ہاشمی نے بھی بیعت نہیں کی۔ سیدہ کی وفات کے بعد آپ نے ابوبکر کو پیغام بھجوایا کہ ہمارے پاس اکیلے آئیں کسی کو ساتھ نہ لائیں مقصد یہ تھا کہ

منسوب کرتے ہوئے شامل حدیث کیے ہیں۔ بہرحال اس حدیث میں حضرت علی کے قرآن جمع کرنے سے ان کا تمام قرآن کو زبانی یاد کرنا مراد ہے۔ ایک جگہ سارا قرآن لکھنا مراد نہیں امام سیوطی نے اتقان میں حدیث کا یہی مفہوم بیان کیا ہے، وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق نے قرآنی تحریرات کو جمع کروایا تو حضرت علی نے ان کے اس اقدام کی بے حد تعریف کی اور اسے امت پر ابوبکر کا احسان عظیم قرار دیا۔ دیکھیے الاتقان جلد اول نوع ۱۸، پھر دور عثمانی میں قرآن کو کتابی تشکل دیئے جانے پر بھی حضرت علی نے دلی مسرت کا اظہار کیا احادیث اس سے بھری پڑی ہیں دیکھیے فتح الباری جلد ۹ ص۱۵ کتاب فضائل القرآنی وغیرہ۔ اگر حضرت علی نے علیحدہ قرآن لکھا ہوتا تو آپ اسے لوگوں پر پیش کرتے مگر آپ نے اس کے بجائے صدیقی اور عثمانی اقدامات کی تائید و توثیق فرمائی۔

عمر رضؓ کو ساتھ نہ لائیں کیونکہ ان کی طبیعت سخت ہے۔ عمر رضؓ نے کہا آپ اکیلے نہ جائیں۔ ابوبکر بولے، میں اکیلا ہی جاؤنگا۔ مجھے یہ امید ہرگز نہیں کہ وہ مجھ سے دھوکہ کریں گے ابوبکر وہاں پہنچے تو علی مرتضیٰ رضؓ کے پاس بنو ہاشم کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ علی مرتضیٰ نے اٹھ کر اللہ کی حمد وثنا کہی پھر کہا، اما بعد! اے ابوبکر! ہم نے آپ کی فضیلت سے انکار کرتے ہوئے، آپ کی بیعت سے توقف نہیں کیا۔ البتہ ہم حکومت میں اپنا حق خیال کرتے تھے جس کی طرف آپ لوگ اکیلے ہی جا پہنچے۔ اس کے بعد انہوں نے نبی علیہ السلام سے اپنی قرابت جتلائی اور اپنا حق بیان کیا اور مسلسل بیان کرتے رہے، تاآنکہ ابوبکر رو پڑے۔ علی مرتضیٰ خاموش ہوئے تو ابوبکر نے اٹھ کر شہادتین کا ورد کیا اور اللہ کی حمد وثنا کہی پھر فرمایا اما بعد! قسم بخدا مجھے اپنے رشتہ داروں کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے محبت اور اچھا سلوک کرنا کہیں زیادہ پسندیدہ ہے اور قسم بخدا میرے اور آپ کے مابین ان اموال کے متعلق آپ کے حق میں کوئی کوتاہی مجھ سے سرزد نہ ہوگی۔ مگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم (انبیاء) کی میراث نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑیں وہ (مسلمانوں پر) صدقہ کر دیا جاتا ہے۔ تو اس مال میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کھاتی رہے گی۔ (اخراجات لیتی رہے گی) قسم بخدا اس مال (فئی یا مال فدک) میں جو عمل نبی علیہ السلام کا تھا وہی میرا ہوگا، اس کے بعد علی مرتضیٰ رضؓ نے کہا، بیعت کے لیے پچھلے پہر کا وعدہ رہا، چنانچہ ابوبکر صدیق نے نماز ظہر کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے علی مرتضیٰ کی طرف سے انہی کے الفاظ میں وضاحت کی، اس کے بعد علی مرتضیٰ نے اٹھ کر ابوبکر صدیق کی صداقت عظمت اور سابقیت بیان کی۔ پھر آگے بڑھ کر ان کی بیعت کرلی۔ لوگ اٹھ کر علی مرتضیٰ کو مبارک دینے لگے اور کہنے لگے۔ آپ نے بڑا درست کام

کیا اور اچھا کیا۔[1]

یہ صحیح حدیث ہے جو بخاری مسلم نے روایت کی ہے۔

ابوالحسن علی بن محمد قریشی نے کتاب الردۃ والفتوح میں کہا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رحلت سے پچھتر ۷۵ دن بعد علی مرتضیٰ نے بیعت کی۔

---

[1] یہ حقیقت ہے کہ حضرت علی نے چند ماہ بیعت سے توقف کیا مگر بعد ازاں جب آپ پر حق واضح ہو گیا تو آپ نے بیعت کرنے میں دیر نہیں۔ دوسری یہ بات ہے۔ کہ آپ عم زاد نبی ہونے کی نسبت سے خود کو خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے مگر جب آپ نے دیکھا کہ خلافت کا مقصد تو اقامۃ حدود قیام عدل اور دفع ظلم ہے اور یہ امور حضرت ابوبکر کی زیر سرپرستی خوب خوب حاصل ہو رہے ہیں تو آپ نے دل سے تمام گلے شکوے مٹا کر دل و جان سے خلیفۃ المسلمین کی اطاعت تسلیم کر لی۔ مناسب ہے کہ اس موقع پر کتب شیعہ کے چند اختباسات بھی پیش کر دیے جائیں چنانچہ ابن مزاحم شیعہ وقعۃ صفین ص۱۴۹ میں حضرت علی رضؓ کا ایک خطبہ نقل کرتا ہے۔

امابعد فان اللہ بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانقذ بہ من الضلالۃ ثم قبضہ اللہ وقد ادی ماعلیہ ثم استخلف الناس ابابکر ثم استخلف ابوبکر عمر واحسنا السیرۃ وعدلا فی الامۃ وقد وجدنا علیہما ان تولیا الامر دوننا ونحن آل الرسول واحق بالامر فغفرنا ذالک لھما

ترجمہ: امابعد! اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر لوگوں کو گمراہی سے نکالا جب آپ دنیا سے گیے تو سرخ رو تھے، پھر لوگوں نے ابوبکر کو پھر ابوبکر نے عمر کو خلیفہ بنایا ان دونوں نے خوب اچھا کردار ادا کیا اور امت میں عدل قائم کیا ہمیں یہ گلہ ضرور تھا کہ ہم آل رسول جو سب سے زیادہ حقدار خلافت ہیں کی موجودگی میں وہ حاکم بن گیے مگر ان کے حسن سیرت کے پیش نظر ہم نے انہیں معاف کر دیا۔

اس سے بھی زیادہ واضح یہ عبارت ہے۔

تشریح :

اس حدیث میں علی مرتضیٰ کے اس قول۔ "ہم خلافت میں اپنا حق خیال کرتے تھے"، میں تین معنیٰ ہو سکتے ہیں۔

۱۔ ہم (بنو ہاشم) زیادہ حق دار خلافت ہیں کیونکہ حکومت کی اہلیت کے ساتھ ہم میں نبی علیہ السلام سے قرابت کی صفت بھی موجود ہے۔

فمشیت عند ذالک الی ابی بکر فبایعتہ ونھضت فی تلک الاحداث حتی زاغ الباطل وکانت کلمۃ اللہ ھی العلیا ولو کرہ الکافرون فتولی ابوبکر تلک الامور فسدد ویسر وقارب واقتصد فصحبتہ مناصحا واطعتہ فیما اطاع اللہ فیہ جاھدا۔

فلما احتضر بعث الی عمر فولاہ فسمعنا واطعنا وناصحنا وتولی عمر فکان مرضی السیرۃ میمون النقیبۃ۔

ناسخ التواریخ حالات حضرت علیؓ جلد ۳ ص ۳۲۲

ترجمہ: جب میں خود چل کر ابوبکر کے پاس گیا اور ان کی بیعت کر لی پھر میں تمام مشکل اوقات میں اسلام کی خدمت میں سینہ سپر رہا تا آنکہ باطل ناکام ہو گیا اور اللہ کا نام بلند ہو گیا۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار ہے پھر ابوبکر نے کلمۃ الحق اور ابطال باطل کی ذمہ داری اٹھائی اور اسے خوب نبھایا راہ حق کو آسان اور سیدھا کر دکھایا اور ساحل مراد قریب تر کر دیا تو میں نے خلوص نیت سے ان کی صحبت اختیار کی اور جیسے وہ خدا کی اطاعت کرتے ہیں ان کی اطاعت کرتا پھر اپنی وفات کے قریب انہوں نے حضرت عمر کو بلایا اور انہیں خلافت دیدی ہم نے ان کی بھی خلوص نیت کے ساتھ ہر طرح سے اطاعت

۲۔ ہم بھی تمہارے جیسا برابر حق رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہماری طرح تم بھی (اے ابوبکر و عمر!) نبی علیہ السلام سے قرابت اور رشتہ داری رکھتے ہو۔

۳۔ خلافت میں کچھ نہ کچھ تو ہمارا بھی حق ہے چاہے تھوڑا ہی سہی۔

لیکن پچھلے دونوں معنیٰ باطل ہیں۔ کیونکہ اگر حضرت علی کا خیال یہ تھا کہ میں ابوبکر و عمرؓ سے زیادہ حق دار نہیں جیسا کہ دوم اور سوم معنیٰ ہے۔ تو پھر آپ کے لیے بیعت سے رکنا کسی صورت میں جائز نہ تھا۔ ورنہ لازم آئے گا۔ آپ نے مسلمانوں کی قوت کمزور کرنا چاہی اور جان بوجھ کر حق سے روگردانی کی حالانکہ ہم آپ کی ذات کے بارہ میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتے آپ کا مقام اس سے کہیں اونچا ہے۔

سوال

ممکن ہے کوئی شخص سوال کرے کہ بالغرض اگر علی مرتضیٰ نے خود کو ابوبکر

وفرمانبرداری کی۔ انہوں نے بھی خلافت سنبھال کر بہترین سیرت اور روشن ضمیری کا ثبوت دیا،،

اس عبارت سے یہ امر بے غبار ہو گیا کہ حضرت علی نے شیخین کے حسن کردار کو دیکھ کر ان کی ہر طرح سے اطاعت کی اور ان کے مطیع و فرمانبردار رہے۔

شیعہ جو اکثر یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے ڈر کر اور اپنی جان بچانے کی غرض سے بیعت کر لی تھی مذکورہ عبارات اس دعوے کی پر زور تردید کر رہی تھیں۔

جتنا یا ان سے بھی کم حق دار خلافت سمجھا تھا اس کے باوجود بیعت نہ کی تھی تو بھی اس سے آپ پر حق سے روگردانی کا الزام نہیں آتا۔ کیونکہ حق سے مراد یہاں ابوبکر صدیق کی بیعت ہے اور یہ تب حق قرار پاتی ہے جب تمام امت کا اس پر اجماع ہو جائے حالانکہ علی مرتضیٰ کے ساتھ مذکورہ کئی اصحاب رائے اور ارباب حل و عقد نے بیعت نہیں کی تھی، جب امت کا اجماع ابھی تک نہیں ہوا تھا تو یہ خلافت حق کیسے ہو گئی، اور اسے نہ ماننے والا حق سے روگردانی مرتکب کیسے ہو گیا؟

جواب

ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اہل اسلام کے اکثر و بیشتر اور جمہور اہل حل و عقد صحابہ نے بیعت کر لی تھی اور جب جمہور کا اجماع ایسے شخص پر ہو جائے جو ہر لحاظ سے حکومت کا اہل ہو تو دوسروں پر بھی یہ بات لازم آجاتی ہے کہ وہ اس کی اتباع کریں جب کہ وہ اس کی اہلیت کو تسلیم کرتے ہوں۔ اگر یہ بات نہ ہو تو ساری دنیا آج تک کسی ایک شخص پر متفق نہیں ہوئی اور یوں ہر حکومت غلط قرار پائے گی اور فسادات کے دروازے کھل جائیں گے، سوال جواب ختم ہوا اور ہم اصل بات کی طرف لوٹتے ہیں۔

جب پچھلے دونوں معنیٰ باطل ٹھہرے تو پہلا معنیٰ متعین ہو گیا۔ وہ یہ کہ حضرت علی خود کو دوسروں سے زیادہ مستحق خلافت سمجھے تھے، اس لیے انہوں نے بیعت سے توقف کیا۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ آپ اس عرصہ میں باطل پرست رہے اس لیے کہ آپ کا یہ خیال آغاز امر میں تھا۔ جو بعد میں جاتا رہا۔ یعنی جب لوگوں کے جم غفیر بلکہ اکثریت نے بیعت ابی بکر کر لی تو آپ کے مذکورہ خیال میں تردد کی لہریں پیدا ہو گئیں۔ جنہیں آپ نے لوگوں کے سامنے بیان کرنا

مناسب نہ سمجھا بلکہ آپ نے اس بارہ میں مسلسل غور و فکر کیا کیونکہ یہ ایک بہت بڑا دینی مسئلہ تھا۔ جس میں صرف طلب حکومت کا طبعی تقاضا ہی نہیں شرعی اجتہاد بھی آپ کے پیش نظر تھا۔ اس طرح آپ کا یہ دور انتہائی اختیاط کی راہ پر چلتے ہوئے اور اس بارہ میں اجتہاد کرتے ہوئے گزرا اور آپ کو اس کا مسلسل ثواب ملتا رہا۔ تا آنکہ آپ پر ابو بکر صدیق کی افضلیت واضح ہو گئی اور نبی علیہ السلام کا انہیں امام بنانا ذہن میں مرتسم ہو گیا۔ ادھر خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رض کا وصال ہوا (اور ابو بکر و عمر نے آپ سے اعلیٰ ہمدردی کا اظہار کیا۔) تو آپ نے ابو بکر صدیق کو بلا بھیجا اور بیعت میں تاخیر کی معذرت کر لی۔

رہا اس مجلس میں علی مرتضیٰ رض کا نبی علیہ السلام سے اپنی قرابت بیان کرنا تو وہ ابو بکر پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے نہیں تھا۔ کیونکہ آپ تو معذرت کر رہے ہیں۔ ایسے میں اپنی برتری تو نہیں جتلائی جاتی۔ بلکہ آپ تو تاخیر کی وجہ بیان فرما رہے ہیں کہ کن خیالات کے سبب مجھے توقف ہوا یعنی میں مشغول اجتہاد تھا اور مجتہد معذور ہوتا ہے چاہے خطا پر ہو اسی لیے اسے اجر ملتا ہے۔

اس تاویل کا ماننا اس لیے ضروری ہے کہ اگر اسے نہ مانا جائے تو پھر علی مرتضیٰ کے لیے دو ہی تصور قائم کیے جا سکتے ہیں یا تو آپ بیعت سے پہلے خلافت ابی بکر رض کو درست ماننے کے ساتھ خود کو زیادہ اس کا مستحق سمجھتے تھے۔ اس طرح تو آپ کا عمل حق سے عدول اور جماعت میں تفرقہ اندازی قرار پاتا ہے۔ جو آپ کے لیے نہیں مانا جا سکتا۔ یا آپ اس خلافت کو سرے سے درست ہی نہیں مانتے تھے اس کے باوجود آپ نے اس دوران ابو بکر کے کسی قول و فعل پر کبھی نفرت کا اظہار نہ کیا اور مکمل اطمینان و سکون میں رہے گویا مددگاروں کی ایک جماعت اعلیٰ شجاعت اور قوت ایمان رکھنے کے باوجود باطل کی نشاندہی نہ کی یہ بھی آپ کے لائق نہیں۔

آپ کے مددگاروں میں بنتِ رسول سیدہ فاطمہ۔ عمّ نبی حضرت عباس اور تمام بنو ہاشم تھے۔ علاوہ ازیں نبی علیہ السلام نے صحابہ کو علی مرتضیٰ سے محبت و موالات کے قواعد بھی سمجھائے تھے۔ اگر آپ کسی بات پر لب کشائی کرتے تو دنیا آپ کی ہم نوا ہوتی مگر آپ نے کسی غلط بات کی نشاندہی نہیں کی ثابت ہوا آپ اس خلافت کو باطل تسلیم نہیں کرتے تھے۔

البتہ شیعہ لوگوں کے ہاں جو زعم ہے کہ آپ نے تقیہ کیا تھا سراسر غلط ہے[1] کیونکہ یہ تقیہ فاعل کے ضعفِ ایمان اور ضعفِ حال پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ دونوں باتیں

---

[1] کیونکہ آپ کا اپنا ارشاد ہے کہ میں نے کبھی تقیہ نہیں کیا۔ چنانچہ آپ کا فرمان ہے۔

ولو تظاهرت العرب على قتالي لما وليت عنها، ولو امكنت الفرص من رقابها لسارعت اليها وساجهد في ان اطهر الارض من هذا الشخص المعكوس۔

نهج البلاغة ص۴۱۸ خط ۴۵

ترجمہ: اگر تمام عرب میرے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہو جائے، تو میں جنگ سے منہ نہ موڑونگا اور حتی الوسع شاہسواروں کی گردنیں اڑانے میں تیزی دکھاتا رہوں گا۔ اور مجرم شخص کے وجود سے زمین کو پاک کرنے کی کوشش میں لگا رہوں گا۔

سوچیے جس شیر نر کی یہ للکار ہے اسے تقیہ باز کہنا اس کی بہادری سے سراسر انکار ہے یا نہیں! ہم اہل سنت تو یہ کہتے ہیں ؎

شاہ مرداں شیر یزداں قوتِ پروردگار۔
لا فتى الا على لا سيف الا ذو الفقار۔

علی مرتضیٰ کے لیے نہیں مانی جا سکتیں۔

اس کی تائید قولِ حسن بصریؒ سے بھی ہوتی ہے۔ جس کے بعد الفاظ یہ ہیں کہ علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ اگر نبی علیہ السلام نے خلافت کا پروانہ مجھے دیا ہوتا تو میں بنو تیم کے اس بھائی (ابو بکرؓ) اور عمر بن خطاب کو منبر رسول پر کھڑا نہ ہونے دیتا اور ان سے دست بدست جنگ کرتا۔ اگرچہ میرے پاس ایک چادر کے سوا کچھ نہ ہوتا۔

یہ حدیث اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے تقیہ کی وجہ سے سکوت نہیں اختیار فرمایا تھا۔ اگر یہ بات ہوتی تو اپنے اس قول کی بنا پر وہ ضرور جنگ کرتے اور حق حاصل کر کے رہتے تقیہ ہرگز نہ کرتے۔

حدیث لہ

حضرت حسن مثنیٰ ؓ ابن امام حسن بن علی نے بعض رافضی شیعوں کے جواب میں فرمایا۔ اگر بات اسی طرح ہوتی جیسے تم کہتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ کو خلافت دے دی تھی اور اس کا عہد لے لیا تھا تو پھر تمام انسانوں سے بڑھ کر حضرت علیؓ مجرم ٹھہرے ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ کے رسول کا حکم پس پشت ڈال دیا اور لوگوں سے معذرتیں کرتے رہے۔

رافضی کہنے لگا۔ اے حسن مثنیٰ! کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولا ہے؟ انہوں نے فرمایا اگر اس سے مراد حکومت وسلطنت ہوتی تو نبی علیہ السلام کو واضح فرمانا چاہیے تھا کہ علی میرے بعد حاکم ہے۔ جیسا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فرضیت واضح الفاظ میں آئی ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

پہلا شبہ بخاری مسلم والی حدیث میں علی مرتضیٰ کے یہ الفاظ "مگر آپ لوگ اکیلے ہی جا پہنچے" کا تو یہ معنیٰ بنتا ہے کہ آپ لوگوں (ابو بکر و عمر) نے ہم سے مشورہ نہ کیا اور ہماری رائے لیے بغیر اکیلے ہی فیصلہ کر لیا۔ اس لیے آپ نے حدیث کی جو تاویل کی ہے۔ اس کے مطابق یہ الفاظ مہمل رہ جاتے ہیں۔

جواب ہم نے جو تاویل کی ہے وہ اس لیے ضروری ہے کہ اگر حق سے مراد بقول معترض وہ مشورہ ہے جو علی مرتضیٰ سے نہ کیا گیا۔ تو بھی علی مرتضیٰؓ پر اعتراض آئے گا۔

اس طرح کہ آپ کے نزدیک اگر عدم مشورہ کے باوجود خلافت درست ہوتی ہے۔ تو پھر آپ کا اس خلافت سے انکار چہ معنیٰ دارد اور اگر عدم مشورہ کے سبب آپ خلافت کو باطل سمجھتے ہیں تو آپ نے پھر اس کا بطلان ظاہر کیوں نہ کیا۔

یاد رہے جم غفیر کے بیعت کر لینے کے بعد بیعت سے انکار دو وجہ ہی سے ہو سکتا ہے۔

۱۔ خلیفہ میں صلاحیت حکومت نہ ہو۔ جب کہ یہ بات ابو بکر صدیق کے بارہ میں مانی نہیں جا سکتی۔ جس طرح سے آپ نے دین قائم کیا سب کو معلوم ہے۔

۲۔ بیعت نہ کرنے والے کے خیال میں خلیفہ سے بہتر لائق خلافت کوئی اور موجود ہو۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصد ہے کہ جب تک حضرت علیؓ نے آپ کی بیعت نہیں کی خود کو حضرت ابو بکر صدیق سے زیادہ لائق خلافت سمجھتے رہے

اور اس پر پیچھے کلام ہو چکی ہے۔

دوسرا شبہ
کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت علی کے اس قول "ہم اس امر میں اپنا حق سمجھتے تھے"، سے مراد مشورہ دینا ہے۔ یعنی ہم اس بارہ میں مشورہ دینا چاہتے تھے مگر ہمیں مشورہ کا موقعہ نہ دیا گیا۔ چنانچہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت مذکورہ کے مطابق حضرت علی نے صحابہ سے بالوضاحت یہ گلہ کیا تھا کہ ہمیں صرف یہی افسوس ہے کہ ہم سے مشورہ نہیں کیا گیا۔

جواب
یہ محض سوءفہم ہے آخر کب ممکن ہے کہ حضرت علی جیسا صاحب رائے ایک عظیم کام میں چپ سادھے اور مدت دراز تک اس بارہ میں لب کشائی نہ کرے جب کہ کام اس کی مرضی کے خلاف ہوا ہو۔ اس لیے حق یہی ہے کہ آپ کا بیعت نہ کرنا ہمارے بیان کردہ اسباب کی بناء پر تھا۔ اور الفاظ حدیث۔

کا مفہوم یہ ہے کہ آپ لوگ ہم پر غالب آ گئے۔ یعنی ہمیں خلافت نہ دی اور خود سنبھال لی۔

تیسرا شبہ
ممکن ہے حضرت علی کے زیر بحث قول میں امر سے مراد میراث اور حق سے مراد میراث کا حق ہو۔ اس طرح معنیٰ یہ بنے گا۔ نبی علیہ السلام جو کچھ چھوڑ گئے ہیں اس میں ہمارا حق ہے جو آپ نے ہمیں نہ دیا۔ اس لیے ہم بیعت سے رک گئے اس معنیٰ کی دلیل یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے علی مرتضیٰ کے اس قول کا جواب میراث کی نفی کے ساتھ دیا ہے۔ اور کلام فصیح وہی ہوتی ہے۔ جو موقع کے مطابق ہو

اگر پوچھا جائے زید کا حال کیا ہے۔ تو جواب میں کہنا عمرو کا حال اچھا ہے کوئی دانش مندی نہیں۔ اور ابوبکر عرب کے بہت بڑے فصحاء میں سے تھے۔ آپ کی کلام تو ایسی نہیں ہو سکتی ماننا پڑیگا کہ حضرت علی نے بھی حق میراث کا ذکر کیا۔ اور ابوبکر نے اس کے بارہ میں جواب دیا۔

جواب
صورت حال اور انداز گفتگو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میراث کو مورد کلام مانا جائے کیونکہ علی مرتضیٰ نے ابوبکر کو بیعت سے تاخیر پر معذرت کیلیے بلایا ہے۔ اور خلافت ہی ہر لحاظ سے مورد کلام بنتی ہے۔

رہی یہ بات کہ جواب میں ابوبکر صدیق نے میراث کا تذکرہ کیوں کیا؟ تو جواب یہ ہے کہ چونکہ خلافت تو علی مرتضیٰ نے اپنے مذکورہ ارشاد میں تسلیم کر لی۔ اور بیعت پر آمادگی ظاہر کر دی تھی۔ اس لیے ابوبکر نے اس پر اب بات کرنا بے کار سمجھا اور میراث کی بابت کچھ کہنا چاہا۔ کیونکہ سیدہ فاطمہؓ قبل ازیں طلب میراث کے لیے ابوبکر صدیق کے پاس آئی تھیں اور آپ نے انہیں کافی شافی جواب دیا تھا مگر شاید بعض ہاشمیوں کے دل میں کیفیت اطمینان پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس لیے اس مجلس میں جو غلط فہمیوں کے مٹانے کے لیے ہی منعقد ہوئی تھی۔ ابوبکر صدیق نے مزید وضاحت کے لیے میراث کا ذکر دوبارہ چھیڑ دیا۔

خلاصہ کلام
حاصل بحث یہ ہوا کہ آغاز خلافت صدیقی میں علی مرتضیٰ خیال کرتے تھے کہ خلافت پر ہمارا زیادہ یا دوسروں کے برابر یا کچھ نہ کچھ حق ہے مگر ہمیں اس میں شرکت کا موقعہ نہیں ملا۔ تاہم ابوبکر صدیق پر تمام عالم اسلام کے اجماع اور ان کے کارہائے نمایاں اور اسلامی خدمات کو دیکھتے ہوئے آپ کا مذکورہ خیال

قسم توڑنا مناسب نہ سمجھا۔ جب قرآن مکمل کر لیا تو ابو بکر صدیق کو بلوا لیا۔ معذرت کی مگر قرآن جمع کرنے میں مشاغل رہنے کی بات کرنا دورانِ معذرت ضروری نہ سمجھا۔ کیونکہ اس بات کا پیغام آپ پہلے بھی بھجوا چکے تھے۔ اور اس کے بعد آپ نے ابو بکر صدیق کی بیعت کر لی۔

فضیلت ۱۳

دستِ صدیق اکبر رضی پر بیعتِ حضرت زبیر رضی

حدیث: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ یقیناً جانتے ہیں کہ اس کام میں مجھے آپ پر سبقت حاصل ہے (یعنی لوگ میری بیعت کر چکے ہیں) انہوں نے کہا اے خلیفۂ رسول خدا! آپ سچ کہتے ہیں اور ساتھ ہی انہوں ہاتھ بڑھا کر ابو بکر صدیق کی بیعت کر لی۔ اتنے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آ گئے ابو بکر رضی نے ان سے بھی فرمایا آپ جانتے نہیں کہ اس بات میں مجھے آپ پر سبقت ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اور ساتھ ہی انہوں نے بھی ہاتھ بڑھایا اور بیعت کر لی۔

اسے صاحب فضائل ابی بکر نے روایت کیا اور حدیث حسن قرار دیا ہے۔

فضیلت

ابو بکر صدیق نے حکومت سے گلو خلاصی کرانے کی کوشش کی

حدیث: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی ابو بکر صدیق رضی کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ نے اپنی زبان پکڑ رکھی ہے اور کہہ رہے ہیں۔ اسی نے مجھے مصائب میں مبتلا کیا ہے پھر وہ کہنے لگے مجھے تمہاری امارت (حکومت) میں کوئی چاہت نہیں

حضرت عمر رضؓ نے کہا۔ قسم بخدا ہم نہ آپ کی بیعت توڑیں گے نہ ایسا مطالبہ کریں گے۔

اسے احمد بن حارث نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابوالحجاف سے روایت ہے کہ بیعت کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین دن متواتر کھڑے ہو کر کہتے رہے۔ اے لوگو! میں تمہاری بیعت سے گلو خلاصی کراتا ہوں۔ کیا تم مجھے مجبور کر کے خلیفہ بناؤ گے؟ اور ہر بار علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اٹھ کر کہتے۔ قسم بخدا ہم نہ آپ کی گلو خلاصی کریں گے اور نہ ایسا مطالبہ کریں گے۔ آپ کو اللہ کے رسول نے آگے بڑھایا ہے اب پیچھے کرنے والا کون ہے؟ (یہ واقعہ حضرت علی کی بیعت کر لینے کے بعد کا ہی متصور ہو سکتا ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: ابوالحجاف ہی سے روایت ہے کہ بیعت کے بعد ابوبکر صدیق تین دن تک لوگوں سے پوشیدہ رہے اور روزانہ کہتے تھے کہ میں نے آپ لوگوں کی بیعت اپنی گردن سے اتار دی ہے تم جس شخص کی چاہتے ہو بیعت کر لو! اور علی مرتضیٰ بڑھ کر جواب دیتے تھے۔ قسم بخدا ہم نہ آپ کی گلو خلاصی کریں گے اور نہ ایسا مطالبہ کریں گے آپ کو رسول خدا نے آگے بڑھایا ہے اب پیچھے کرنے والا کون؟

اسے حافظ سلفی نے مشیخت بغدادیہ میں اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

تشریح) ابن حجاف سے مراد ابن داؤد بن عرف برجمی تمیمی ہیں۔ انہیں آزاد کرنے والا کوفی تھا۔ اور یہ ثقہ ہے۔ کئی ایک تابعین کا راوی ہے تاہم یہ حدیث دونوں سندوں سے مرسل ہے۔ (ابن حجاف نے اپنے شیخ کا نام نہیں لیا)

حدیث: امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق بیعت کے بعد سات دن تک لوگوں کو بیعت توڑ لینے کا کہتے رہے۔ ساتویں

دن علی مرتضیٰ آئے اور فرمایا ہم نہ آپ سے گلو خلاصی کرائیں گے اور نہ ایسا مطالبہ کریں گے۔ اگر ہم آپ کو اہل نہ سمجھتے تو کبھی بیعت نہ کرتے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: سوید بن غفلہ رضؓ سے روایت ہے کہ بیعت کے بعد ابوبکر صدیق نے خطبہ دیا اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! میں تمہیں اللہ کی قسم کی دلاتا ہوں بتلاؤ کون ہے تم میں سے جو میری بیعت کر کے نادم ہے؟ علی مرتضیٰ اٹھے ہاتھ میں تلوار تھی ابوبکر کے قریب آئے اور ایک پاؤں منبر کی سیڑھی پر اور دوسرا زمین پر رکھ کر بولے، قسم بخدا، نہ ہم آپ کی گلو خلاصی کریں گے اور نہ ایسا مطالبہ کریں گے آپ کو نبی نے بڑھایا اب پیچھے کرنے والا کون ہے؟

اسے صاحب "فضائل ابی بکرؓ" نے روایت کیا ہے۔

تشریح) صاحب فضائل نے کہا یہ حدیث اس باب میں سب سے مضبوط سند والی ہے اور سوید بن غفلہ رضؓ نے دور جاہلیت بھی پایا اور دور رسالت بھی۔ اور وہ اسلام میں داخل بھی ہوئے۔

حدیث: حسن کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضؓ بیعت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا میں بڑا بوڑھا آدمی ہوں تم کسی مضبوط اور توانا آدمی کو میری جگہ اپنا امیر بنا لو! لوگ یہ سن کر تعجب سے مسکرا دیے اور کہنے لگے ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ آپ ہر جگہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھی رہے اور حکومت کے حقدار سب سے زیادہ آپ ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میری بات ماننے سے انکار ہی کرتے ہو تو بہتر طریقہ سے میری اطاعت اور مدد کرو۔ اور یاد رکھو میں بھی ایک انسان ہوں میرے ساتھ بھی شیطان ہے جو مجھے بہکاتا ہے[1]۔ جب تم مجھے غضبناک دیکھو میرے پاس سے

[1] شیعہ فرقہ حضرت ابوبکر کے اس قول کہ میرے ساتھ ایک شیطان ہے جو مجھے بہکاتا ہے

اٹھ جاؤ تاکہ تمہیں مجھ سے کوئی دکھ نہ پہنچے۔ میں صحیح بات کہوں تو اسے مانو بہک جاؤں

شیعہ کرام اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ جو شخص شیطان کے کنٹرول میں چل رہا ہو وہ لوگوں کو کیا رہنمائی کرے گا اسے اہل اسلام پر حکومت کرنے کا کیا حق ہے؟ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد اول ص ۱۱۴ وغیرہ

اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت ابوبکر نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی قرآن کریم نے بھی یہی فرمایا ہے سورہ قٓ رکوع نمبر ۲ میں ہے قال قرینہ ربنا ما اطغیتہ الخ اور حدیث میں بھی یہی آیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی مگر میں نے اسے مسلمان کر لیا ہے دیکھیے مسلم شریف جلد دوم وغیرہ۔

مگر اے شیعہ حضرات! جن بارہ اماموں کو تم معصوم عن الخطا مانتے ہو انہیں میں سے چوتھے امام حضرت زین العابدین المعروف امام سجاد کی بھی سنیے ان کی کتاب صحیفہ کاملہ سجادیہ جسے شیعہ علماء قرآن کی بہن کہتے ہیں ص ۲۲۴ پر امام زین العابدین کی یہ دعا موجود ہے۔

قد ملك الشيطان عنانى فى سوء الظن وضعف اليقين فانا اشكو سوء مجاورته الى وطاعة نفسى له یعنی شیطان بدگمانی اور ضعف یقین کے متعلق میری باگ ڈور کا مالک ہو گیا ہے۔ تو اے اللہ تیری بارگاہ میں اس بات کا شکوہ کرتا ہوں کہ شیطان میرا برا ساتھی ہے اور میرا نفس اس کی طاعت کرتا ہے۔

فرمایئے جس کا نفس شیطان کی اطاعت کرے اور شیطان اس کی باگ ڈور کو سنبھال چکا ہو اسے تم امام مان رہے ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر تم کہو کہ یہ امام کا عجز و انکسار ہے تو ہم کہیں گے وہ ابوبکر صدیق کا انکسار ہے اور یقیناً یہ دونوں بزرگ شیطان پر غالب تھے مگر پھر بھی بارگاہ خدا میں طلب گار ہدایت تھے اور رہنا بھی چاہیے اس لیے کسی بزرگ پر اعتراض نہیں ہے

تو مجھے سیدھا کر دو۔

اسے حمزہ بن حارث اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حسن ہی سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق خطبہ کے لیے منبر پر آئے مگر رونے کی وجہ سے ان کی آواز گلے میں بند ہو گئی پھر انہوں نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! مجھے اس لیے خلیفہ نہیں بنایا گیا کہ میں تم لوگوں سے بہتر ہوں۔ حسن کہتے ہیں حالانکہ آپ سب سے بہتر تھے جس میں کسی کو اختلاف نہیں تھا تاہم کسر نفسی مسلمان کی شان ہے۔ پھر ابوبکر بولے کہ میں چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی دوسرا شخص سنبھال لے اگر تم مجھ سے وہ کیفیت دیکھنا چاہتے ہو جس میں اللہ اپنے نبی کی امداد وحی سے کرتا تھا تو یہ اب نہیں ہو سکتا میں تو تم جیسا ایک فرد ہوں اگر تم میری بات درست دیکھو تو اسے مانو نہیں تو مجھے درست کرو۔

اسے ابوالقاسم بن شبران نے روایت کیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا میں ایک انسان ہوں تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں۔ میری رعایت کرو اگر میری بات صحیح دیکھو تو اطاعت کرو۔

اسے صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۵

آپ حکومت سے نفرت کرتے تھے اور مجبوراً اسے اہل اسلام کی بہتری کے لیے اختیار کیا

حدیث رافع طائی کہتے ہیں میں مقام عزات میں ابوبکر صدیق کے پاس بیٹھا تھا میں نے کہا آپ مجھے مختصر سی نصیحت فرمائیں تاکہ میں اسے یاد کر لوں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا اللہ تم پر رحم کرے اور برکت دے فرضی نمازیں بروقت ادا کیا کرو۔ زکوٰۃ

خوشی سے دیا کرو رمضان کا روزہ رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اور حاکم نہ بنو میں نے کہا آج تو اہل اسلام کے امراء اچھے لوگ ہیں آپ نے فرمایا آج تو امارت آسان ہے مگر مجھے ڈر ہے کہ آئندہ زمانے میں امارتیں زیادہ ہوں گی (یعنی جس قدر فتوحات ہوں گی عمال اور امراء بڑھتے جائیں گے) اور اس طرح ممکن ہے کہ نااہل امیر بھی آئیں گے۔ جبکہ امیر کا حساب لمبا ہوگا اور عذاب زیادہ۔ غیر امیر کا حساب کم اور عذاب ہلکا۔ اس لیے کہ امراء ہی سے زیادہ ظلم سرزد ہوتا ہے اور ظالم حاکم اللہ کے عہد کو توڑ دیتا ہے۔ یہ امراء اللہ کے مقرب بھی ہوتے ہیں (اگر عدل کریں) اور مردود بارگاہ خدا بھی (اگر ظلم کریں) قسم بخدا تم میں سے کوئی شخص ہمسائے کی بکری یا اونٹ پکڑے تو بڑا خوش ہوتا ہے کہ میں نے ہمسائے کی بکری یا اونٹ ہتھیا لیا ہے حالانکہ ایسے ہمسایوں پر عذاب نازل کرنا اللہ کا بڑا حق ہے۔

راوی کہتا ہے پھر میں نے ابوبکر صدیق سے پوچھا کہ آپ کو کیوں اور کن حالات میں امیر بنایا گیا۔ آپ نے انصار کی کلام اور عمر فاروق کے خطاب کی تفصیلات بیان کیں پھر کہا۔ ان حالات میں ہم نے بیعت قبول کی کیونکہ ہمیں خطرہ تھا کہ فتنہ پیدا ہو رہا ہے جو بار بار سر اٹھائے گا۔

اسے ابوذر ہروی نے مستدرک علی الصحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حسن کہتے ہیں ابوبکر نے خطبہ میں کہا مجھے حاکم بنا دیا گیا ہے حالانکہ میں اس سے نفرت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی اور شخص سنبھال لے۔

اسے صاحب فضائل ابی بکر نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۶

خلافت حاصل ہونے کے بعد ابوبکر صدیق کا خطاب

حدیث: عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت زبیرؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے خطبہ دیا اللہ کی حمد وثنا کے بعد کہا اما بعد! مجھے تمہارا حاکم بنایا گیا ہے جبکہ میں لوگوں سے بہتر نہیں ہوں قرآن اترا ہے نبی علیہ السلام نے اپنے طریقے رائج کیے ہیں جو ہم نے سیکھے ہیں تو اے لوگو! یاد رکھو سب سے بڑی دانائی پرہیزگاری ہے اور سب سے بڑی ذلت گناہ ہے۔ تم میں سے کسی کمزور ترین انسان کا حق جب تک میں دلوا نہ دوں وہ میرے لیے تم سب سے زیادہ قوی ہوگا۔ اور تم میں سے قوی تر شخص جب تک کسی سے چھینا ہوا حق واپس نہ کر دے میرے نزدیک سب سے ناتواں ہوگا۔ اے لوگو! میں سنت کا پیرو ہوں بدعت ایجاد کرنے والا نہیں۔ اگر میری بات اچھی ہو تو اطاعت کرو اگر بہک جاؤں تو مجھے سیدھا کرو۔ میں نے یہی کہنا تھا اب اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث: قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ میں خلیفہ رسول خدا ابوبکر صدیق کے پاس بیٹھا تھا اور نبی علیہ السلام کے وصال کو ایک ماہ گزر چکا تھا۔ ابوبکر نے اپنا واقعہ سنایا۔ پھر ندا کی گئی۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ جامِعَۃٌ (نماز تیار ہے) یہ کلمہ آج ہی پہلے دن اس نماز میں کہا گیا تھا۔ لوگ آ گئے آپ ایک منبر پر کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثنا کہی۔ پھر فرمایا اے لوگو! میں چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی اور شخص سنبھال لے۔ اگر تم کہو کہ نبی علیہ السلام کے طریقہ کار پر (ہر بات پر وحی کے ساتھ) چلوں تو یہ میری طاقت

سے باہر ہے۔ آپ تو معصوم تھے۔ شیطان آپ پر اثر نہیں کر سکتا تھا اور آپ پر آسمان سے وحی آتی تھی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

حمزہ بن حارث نے بھی اسی مفہوم کی ایک روایت ذکر کی ہے۔ جو پیچھے آپ کی استقامت کے ذکر میں گزر چکی ہے۔

فضیلت ۱۷

آپ کے لیے بیت المال سے کتنا وظیفہ مقرر ہوا۔

حدیث :- حمید بن ھلال کہتے ہیں جب ابوبکر صدیقؓ حاکم بنے تو صحابہ کرام نے آپ کے لیے بحیثیتِ خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وظیفہ مقرر کرنے پر مشورہ کیا۔ چنانچہ کیا گیا کہ آپ کو پہننے کے لیے دو چادریں ملیں گی۔ جب وہ پرانی ہو جائیں تو نئی لے لیں۔ سواری کے لیے جانور ملے گا جس پر وہ سفر کریں۔ اور خلیفہ بننے سے قبل جیسا خرچہ وہ اپنے گھر والوں کے لیے کرتے تھے۔ وہ خرچہ بھی ملے گا۔
اسے صاحبِ صفوہ نے ذکر کیا ہے۔

حدیث :- ابراہیم بن محمد بن معبد بن عباس سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق کا وظیفہ خلیفہ بننے کے بعد یہ مقرر ہوا تھا۔ سالانہ ڈیڑھ سو دینار۔ روزانہ بکری کے گوشت میں سے اس کا سر پہلو اور پاؤں۔ مگر یہ وظیفہ آپکے عیال کے لیے ناکافی تھا جبکہ آپنے اپنا مال اللہ کے مال میں (بیت المال میں) ڈال دیا تھا۔ چنانچہ آپ جنت بقیع کی طرف خرید و فروخت کی غرض سے نکل گئے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے تو دیکھا مسجد میں کچھ عورتیں بیٹھی ہیں۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا کام ہے؟ کہنے لگیں ہم امیر المؤمنین کے پاس ایک جھگڑے کا فیصلہ کروانے آئیں ہیں۔ تو حضرت عمر سیدنا ابوبکرؓ کو تلاش کرنے

نکل پڑے اور منڈی میں جا پایا۔ حضرت عمر نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا مسجد میں چلو (کچھ عورتیں انتظار میں ہیں) آپ نے فرمایا جاؤ (کام کرو) مجھے تمہاری امامت کی کوئی حاجت نہیں۔ میرا وظیفہ ہی اتنا کم ہے کہ گھر والوں کا پیٹ نہیں بھرتا۔ عمرؓ نے کہا۔ ہم اضافہ کر دیں گے۔ ابوبکر بولے تین سو دینار سالانہ اور ایک سالم بکری میرا وظیفہ مقرر کر دو کیا یہ نہیں ہوگا؟ اتنے میں علی مرتضیٰؓ آ گئے انہوں نے دونوں کی بات سن کر فرمایا ابوبکرؓ نے جو مانگا ہے میں پورا کر کے دوں گا عمرؓ نے کہا واقعی؟ فرمایا ہاں عمرؓ نے کہا تو پھر ہمیں کیا اعتراض، ابوبکر صدیقؓ نے کہا آپ دونوں مہاجرین میں سے ہیں۔ کیا معلوم دوسرے مہاجرین اس پر رضا دیتے ہیں یا نہیں تو ابوبکر مسجد میں آئے منبر پر چڑھے اور فرمایا لوگو! میرا وظیفہ اڑھائی سو اور بکری کے کچھ اعضا تھے۔ اب عمرؓ اور علیؓ تین سو دینار اور سالم بکری میرے لیے مقرر کر رہے ہیں۔ کیا خیال ہے۔ سب نے کہا ہاں ٹھیک ہے ہم راضی ہیں۔ مسجد کے کونے میں ایک دیہاتی بیٹھا تھا وہ بولا میں نہیں راضی، دیہاتیوں کا حق کدھر گیا اس طرح؟ ابوبکر صدیق نے کہا۔ جب مہاجرین راضی ہیں۔ تو آپ لوگ ان کے تابع ہیں۔

اسے ابوحذیفہ اسحاق بن بشر نے فتوح الشام میں روایت کیا ہے۔

تشریح) اس مضمون کا کچھ حصہ ابوبکر صدیقؓ کی تواضع و عاجزی کے بیان میں گزر چکا ہے۔ اور ابن نجار نے "اخبار المدینہ" میں لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق کے لیے چھ ہزار درہم سالانہ مقرر تھے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے خلافت حاصل کرنے کے بعد فرمایا میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار اتنا کم نہیں تھا کہ گھر والوں کا پیٹ نہ پال سکوں لیکن اب میں اہل اسلام کے کاموں میں مشغول ہو گیا ہوں اب میرے مال سے میری آل بھی کھاتی ہے اور مسلمانوں کے کام بھی آجاتا ہے

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۸

فضیلت

جب ابو قحافہؓ کو ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا علم ہوا تو انہوں نے کیا کہا

حدیث: سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی رحلت پر مکہ مکرمہ دہل گیا۔ جب ابو قحافہ نے شور سنا تو پوچھا یہ کیا ہے۔ بتلایا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا ہے۔ کہنے لگے یہ تو بہت ہی بڑا حادثہ ہے پھر انہوں نے پوچھا اب امیر کون بنا ہے ان کی جگہ؟ لوگوں نے بتلایا آپ کا بیٹا۔ انہوں نے کہا کیا بنو عبد مناف اور بنو مغیرہ اُس کی خلافت پر راضی ہیں؟ کہا گیا ہاں! تو وہ بولے اللہ جسے کچھ عطا کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے نہ دے اسے کوئی دلوا نہیں سکتا۔

اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

فصل چہاردھم

ابوبکر صدیق کی وفات اور متعلقہ امور

اہل سیر کا کہنا ہے ۱۳ھ ۲۲ جمادی الاخیر منگل کی رات مغرب و عشا کے درمیان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ ابن اسحاق کے بقول آپ کی وفات روز جمعہ کو ۲۱ جمادی اخیر میں ہوئی۔ ابو عمرو نے بھی یہی کہا ہے جبکہ پہلا قول بہتر ہے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو انہوں نے فرمایا آج کونسا روز ہے؟ ہم نے کہا سوموار پوچھا نبی علیہ السلام کا وصال کس روز ہوا تھا؟ ہم نے بتلایا پیر وار کو تو انہوں نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ رات تک دنیا سے رخصت ہو جاؤں (تاکہ میرا یوم وفات نبی علیہ السلام کے مطابق ہو جائے) راوی کہتا ہے۔ بوقتِ وصال آپ پر ایک کپڑا تھا جس میں سُرخ مٹی کے دھبے تھے آپ نے فرمایا جب میں رحلت کر جاؤں تو یہ کپڑا دھو دینا اور دو کپڑے مزید ساتھ ملا کر کفن تیار کر لینا۔ ہم نے کہا کیا تینوں نئے کپڑے بنوالیں ہم؟ فرمایا نہیں۔ آخر ان میں خون اور پیپ ہی بھرے گی۔ چنانچہ آپ پیر کی رات کو فوت ہو گئے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور احمد بن حنبل نے بھی۔

حدیث: ایک روایت میں ہے سیدہ فرماتی ہیں۔ میرے والد نے بوقتِ وصال فرمایا: تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ میں نے کہا تین کپڑوں میں۔ جن کے اندر قمیص نہیں تھی۔ یہ سن کر آپ نے اپنے نیچے بچھے ہوئے کپڑے کو دیکھا جس میں زعفران یا سرخ مٹی کے دھبے تھے۔ آپ نے فرمایا اسے کفن میں رکھ لینا اور دو کپڑے مزید شامل کر لینا۔

حدیث: ایک اور روایت میں ہے آپ نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ ہم نے بتلایا تین کپڑوں میں آپ نے فرمایا تو مجھے بھی تین ہی کپڑوں میں کفن دینا جن میں میرا یہ کپڑا بھی ملا لیا جائے ہم نے کہا تینوں کپڑے نئے بھی مہیا کیے جا سکتے ہیں آپ نے فرمایا زندوں کو مجھ سے زیادہ نئے کپڑوں کی ضرورت ہے۔ کفن میں تو پیپ ہی بھرے گی۔

حدیث: قاسم بن محمد (ابوبکر صدیق کے پوتے) کہتے ہیں آپ کا کفن سفید کپڑوں میں تھا۔

اسے ابن ضحاک نے روایت کیا ہے۔

جب آپ وفات پا گئے تو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضؓ نے وصیت کے مطابق آپ کو نہلایا اور آپ کے بیٹے عبدالرحمان رضؓ نے پانی ڈالا۔ کفن پہنانے کے بعد آپ کو اس چارپائی پر ڈال دیا گیا جس پہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے تھے۔ یہ چارپائی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تھی یہ صاج کی لکڑی سے بنی ہوئی تھی جس پر روغن کیا ہوا تھا۔ بعد میں جب سیدہ رضؓ کی میراث فروخت ہوئی تو امیر معاویہ رضؓ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے کسی نے اسے چار ہزار درہم پر خرید کر لوگوں کی زیارت کے لیے وقف کر دیا۔

حدیث: ابو محمد کہتے ہیں جو اس وقت مدینہ میں تھے کہ عمر فاروق رضؓ نے مسجد نبوی میں منبر کے سامنے کھڑے ہو کر ابوبکر صدیق کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔ سعید بن مسیب رضؓ سے سوال ہوا کہ ابوبکر صدیق رضؓ پر کس جگہ نماز پڑھی گئی تھی؟ انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور منبر کے درمیان۔ پوچھا گیا کس نے پڑھائی کہا "عمر فاروق نے"، سوال ہوا لحد میں کس نے اتارا؟ کہا "عمر فاروق، عثمان غنی، طلحہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے" آپ کو رات ہی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں نبی علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

اسے ابو عمر صاحب صفوہ اور ابن نجار نے روایت کیا ہے۔

تشریح) ابن نجار نے روایت کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے زندگی کا آخری لفظ منہ سے یہ ادا کیا۔ رَبِّ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ۔

"اے پروردگار! مجھے اسلام پہ مارا اور نیک لوگوں کے ساتھ ملا۔"

فضیلت ۱۱

آپ کی وفات کس سبب سے ہوئی

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ابوبکر صدیق کو کوئی اندرونی غم واندوہ تھا جو باعث وفات بنا۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ آپ کو پھیپھڑوں کی بیماری تھی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔

اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

تشریح) ممکن ہے اندرونی غم واندوہ اسی مرض کے باعث ہو۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کی مرض کی ابتداء سرد دن میں غسل کرنے کے باعث بخار کی شکل میں ہوئی جو پندرہ دن متواتر رہا اس دوران آپ نماز بھی نہ پڑھا سکے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ مصلائے امامت پر کھڑا کیا۔ لوگ آپ کی عیادت کے لیے آنے لگے جب کہ آپ دن بدن بیمار ہوتے گئے آپ بیماری میں یہ پڑھتے رہتے تھے

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ۔ ق آیت ۱۹

ترجمہ: اور آگئی موت کی سختی حق کے ساتھ۔ اسی سے تو بھاگتا تھا؟

اسے فضائلی صاحب فضائل نے اور صاحب الدرۃ الثمینہ فی اخبار المدینہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق اور حارث بن

کلدہ نے حریرہ (دودھ گھی اور آٹے کی بنی روٹی) کھائی جو ابوبکر صدیق کو تحفہ آئی تھی۔ حارث نے کہا اے خلیفۂ رسول خدا! ہاتھ اٹھائیں! اس میں وہ زہر ہے جو ایک سال تک مہلت دیتا اور پھر مار دیتا ہے۔ اس لیے میری پیش گوئی ہے کہ آپ اور میں ایک ہی روز فوت ہوں گے۔ آپ نے ہاتھ اٹھالیا۔ اس کے بعد وہ دونوں مریض رہنے لگے اور سال گذرنے پر دونوں ایک ساتھ فوت ہو گئے۔

اسے صاحب صفوہ نے اور صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث: صاحب الدرۃ الثمینہ کے مطابق آپ پندرہ روز بیمار رہے اور فرمایا میرے پاس حکیم آیا تھا۔ لوگوں نے کہا وہ کیا کہتا تھا؟ فرمایا کہتا تھا "میں جو چاہوں کرتا ہوں" (یعنی اللہ تعالیٰ) اور کہتے ہیں یہود نے آپ کو چاولوں میں زہر کھلایا تھا۔

فضیلت ۲

راضی برضا رہتے ہوئے آپ نے علاج ترک کر دیا

حدیث: ابو السفر سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق بیمار ہوئے تو لوگ عیادت کو آئے لوگوں نے کہا کیا ہم آپ کے لیے طبیب نہ لائیں جو آپ کا معائنہ کرے؟ آپ نے فرمایا ایک حکیم نے میرا معائنہ کیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اس نے کیا کہا تھا پھر؟ آپ نے فرمایا وہ کہتا تھا "میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں"

اسے واقدی ابو عمر صاحب صفوہ اور رازی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۳

آپ نے عمر فاروق کو اپنا جانشین بنایا

حدیث: عبدالرحمان بن عبداللہ بن سا باط سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق کا وقت وصال آیا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ اللہ سے ڈرتے رہا کرو! اور یاد رکھو! اللہ کے کام جو دن میں ہونے والے ہیں رات تک پیچھے نہیں کیے جاتے اور رات والے کام دن پر نہیں چھوڑے جاتے۔ نوافل تب قبول ہوتے ہیں جب فرائض ادا کر دیے جائیں۔ روز قیامت اسی شخص کی نیکیاں بھاری ہوں گی جو دین میں حق کی اتباع کرتا تھا۔ ایسے شخص کے لیے ترازو عدل کا حق ہے کہ بھاری ثابت ہو۔ اور جو حق سے عدول کرتا رہا اس کی نیکیاں ہلکی ہوں گی اور ایسے شخص کے لیے میزان کا حق ہے کہ ہلکا ثابت ہو۔

اللہ نے اہل جنت کا ذکر کیا تو نہایت اعلیٰ صفات کے ساتھ کیا اور ان کے گناہ معاف کر دیے۔ جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو ڈر لگتا ہے کہیں میں ان سے نکال نہ دیا جاؤں۔ اور اللہ نے جہنمیوں کا ذکر کیا تو نہایت برے اعمال کے ساتھ کیا، اور اللہ نے ان کے بہتر کاموں کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیا۔ جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو خوف آتا ہے کہیں ان کے ساتھ شامل نہ کر دیا جاؤں اس لیے بندے کو خوف اور امید کے درمیان رہنا چاہیے۔ نہ رحمت پر کُلّی توکّل کر لے (کہ نیکی چھوڑ دے) اور نہ ہی رحمت سے مایوس ہو جانا چاہیے۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! اگر آپ نے میری وصیت یاد رکھی تو موت سے زیادہ کوئی چیز آپ کو محبوب نہ ہو گی۔ مگر اسے کوئی اپنے کنٹرول میں نہیں لا سکتا۔

اسے صاحب صفوہ اور صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے عمر فاروق رضؓ سے کہا اگر آپ نے میری وصیت یاد نہ رکھی تو کوئی چیز آپ کو موت سے زیادہ بُری نہ نظر آئے گی۔ اللہ نے نرمی کے ساتھ سختی بھی رکھ دی ہے تاکہ مؤمن امید اور خوف کے مابین رہے۔ میں جب اہل جنت کا ذکر کرتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں اور اہل جہنم کا تذکرہ کرکے بھی یہی تصور کرتا ہوں کہ میں ان سے نہیں ہوں اس لیے کہ اللہ نے اہل جنت کا نہایت بہتر صفات کے ساتھ اور اہل جہنم کا بے حد بُرے اعمال کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔ جنتیوں کے کچھ گناہ بھی تھے جو اللہ نے مٹا دیے اور جہنمیوں کے پاس نیکیاں بھی تھیں جو ضائع ہوگئیں (تو پتہ نہیں میرے گناہ معاف ہوئے یا نہیں۔ اور نیکیاں کہیں ضائع تو نہیں ہوگئیں؟ اس لیے امید اور خوف دونوں چاہئیں۔

حدیث: محمد بن سعد کہتے ہیں صحابہ کی ایک جماعت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس اس وقت آئی جب آپ نے حضرت عمر رضؓ کو اپنا جانشین بنانے کا تہیا کر لیا تھا۔ چنانچہ کچھ نے لب کشائی کرتے ہوئے آپ سے کہا "اگر اللہ نے عمر کو جانشین بنانے کے بارہ میں سوال کیا تو آپ کیا جواب دیں گے؟ جبکہ آپ کو عمر رضؓ کی سخت طبیعت کا علم بھی ہے تو ابوبکر رضؓ کہنے لگے مجھے بٹھلاؤ! آپ کو بٹھلایا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضری سے ڈراتے ہو؟ وہ شخص ہلاک ہوا جس نے تم لوگوں کی حکومت حاصل کرکے ظلم کی پونجی کمائی۔ میں اللہ کی بارگاہ میں عرض کروں گا اے اللہ! میں تیری زمین پر آباد ساری مخلوق سے بہتر شخص کو اپنا خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔ میری یہ بات دوسرے لوگوں تک پہنچا دو یہ کہہ کر آپ پھر لیٹ گئے۔ پھر عثمان غنی رضؓ آئے تو آپ نے ان سے عمر فاروق رضؓ کی جانشینی کا پروانہ یوں املا کروایا۔

"بسم الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ بات ہے جو ابوبکر نے دنیا سے جاتے ہوئے اور عالم آخرت میں قدم رکھتے ہوئے کہی تھی ایسے پر خطر وقت میں کافر بھی کلمہ پڑھ لیا کرتا ہے بدکردار آدمی توبہ کر لیتا ہے اور جھوٹا انسان بھی سچی بات کہہ دیتا ہے۔ میں نے اپنے بعد عمر فاروق رضؓ کو تم پر امیر بنایا ہے اس کی بات سنو اور مانو! میں نے اللہ اُس کے رسول۔ اسلام اُس کے دین اور اپنی اور تمہاری ذات کے بارہ میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اگر عمر رضؓ نے عدل کیا اور یہی مجھے امید ہے تو ہر آدمی کو اپنے نیک اعمال کی جزا ملتی ہے اور اگر ناانصافی کی تو ہر کسی کو گناہ کی سزا ملتی ہے۔ تاہم میں نے اپنی طرف سے بہتر کام کر دیا ہے۔ مجھے علم غیب حاصل نہیں۔ اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام کو پہنچتے ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!"

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کچھ لوگ ابوبکر صدیق کے پاس آئے انہوں نے کہا" آپ اپنے رب کے پاس جاتے ہوئے عمر کو ہم پر چھوڑے جا رہے ہیں۔ آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ آپ نے فرمایا مجھے بٹھلاؤ مجھے بٹھلا دو میں اللہ سے عرض کروں گا کہ میں سب سے بہتر شخص کو امیر بنا کر آیا ہوں۔

اسے ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۴

ابوبکر رضؓ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل کون دیگا اور یہ کہ مجھے جلدی دفن کیا جائے

حدیث: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی

کہ مجھے میری بیوی اسماء بنت عمیس رضؓ غسل دے گی۔ چنانچہ انہوں نے ہی غسل دیا۔

اسے ابو عمر اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح) صاحب "فضائل ابی بکرؓ" نے بھی اسے روایت کیا ہے مگر ان الفاظ کی زیادتی کے ساتھ۔ کہ اسماء اس دن روزہ سے تھیں۔ مگر یہ زیادتی صحیح نہیں کیونکہ روزہ دن میں ہوتا ہے جبکہ ابوبکر صدیق رات ہی میں فوت ہوئے اور رات ہی رات میں دفن بھی کر دیئے گئے۔ یہ بھی مروی ہے کہ آپ دن میں فوت ہوئے اور دن میں عصر کے وقت دفن کر دیئے گئے مگر پہلی بات زیادہ مشہور ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کا وصال قریب ہوا تو آپ نے پوچھا آج کیا دن ہے؟ لوگوں نے کہا پیر وار۔ آپ نے فرمایا اگر میں آج رات فوت ہو جاؤں تو صبح تک دفن میں تاخیر نہ کرنا (منگل کو دفن نہ کرنا بلکہ رات ہی میں سپرد خاک کر دینا) کیونکہ تمام دن راتوں میں مجھے وہ دن رات محبوب ہے جس کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے (یعنی پیر اور اس کی رات)

اسے احمد نے روایت کیا ہے جبکہ صاحب صفوہ نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے وصیت فرمائی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں قبر اور منبر کے درمیان دفن کیا جائے۔

حدیث: اسماء بنت عمیس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے مجھے وصیت کی کہ فلاں شخص منافق ہے اس لیے وہ میری قبر میں نہ اُترے۔

اسے ابن ضحاک نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۵

وفات کے وقت آپ کی عمر

اس بارہ میں اختلاف ہے۔ اور مشہور قول یہ ہے کہ آپ وفات کے وقت ترسیٹھ[۶۳] سال کے تھے گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت سنبھالے ہوئے جب آپ کی عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کو پہنچی تو آپ فوت ہو گئے۔ جبکہ ہجرت کے بیان میں اس کے خلاف ذکر ہو چکا ہے۔ مگر صحیح یہی ہے[۱۳۱]

جبکہ آپ کی ولادت عام الفیل سے تقریباً دو سال دو ماہ بعد ہوئی۔

اسے طائی نے اربعین میں بیان کیا ہے۔ اور آپکی مدت خلافت دو سال اور پانچ دن کم تین ماہ تھی اور بقول بعض دو سال تین ماہ اور سات دن تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے ٹھیک دو سال تین ماہ اور بارہ دن اور بقول بعض دس یا بیس دن بعد آپ کی وفات ہوئی

اسے ابو عمر نے بیان کیا ہے۔

---

[۱۳۱] چنانچہ وہاں بحوالہ بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث نمبر ۲۱۶ میں مذکور ہوا ہے کہ ہجرت کے وقت ابوبکر صدیق رضؓ ایک جانے پہچانے شیخ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انجان جوان تھے لیکن وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کو آپ کی سرداری اور شہرت کی وجہ سے شیخ کہا گیا ہے۔ لہٰذا دونوں میں تعارض نہیں ہے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ جتنی مدت آپ نے خلافت کی ہے اتنی مدت ہی آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں چھوٹے بھی ہیں کیونکہ دونوں کی عمر ۶۳ سال ہے

فضیلت ۶

ابو قحافہ رضؓ کو آپ کی رحلت کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے کیا کہا

حدیث: روایت ہے کہ ابو قحافہ رضی اللہ عنہ وفاتِ ابی بکر صدیق رضؓ کے وقت مکہ مکرمہ میں بقید حیات تھے جب انہیں اس کی اطلاع ملی تو کہنے لگے بخدا یہ بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ اس کے بعد ابو قحافہ رضؓ چھ ماہ اور کچھ دن زندہ رہ کر ماہ محرم کی چودہ تاریخ کو مکہ مکرمہ میں ۹۷ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔

فضیلت ۷

آپ کی رحلت پر علی مرتضیٰ کا اظہار افسوس اور طویل تعریفی خطبہ

حدیث: اسید بن صفوان رضؓ جنہوں نے نبی علیہ السلام کی صحبت پائی ہے کہتے ہیں جب ابوبکر صدیق کو کفن دیا گیا تو مدینہ آہ و بکا سے اُسی طرح دہل گیا جیسے نبی علیہ السلام کی وفات پر لرزا تھا۔ علی مرتضیٰ رضؓ اظہارِ افسوس کے لیے آئے تو کہہ رہے تھے۔ آج نبوت کی خلافت ختم ہوئی۔ پھر آپ چلتے ہوئے اس کمرے کے دروازے پر آ کر ٹھہر گئے جہاں ابوبکر کفن پہنے ہوئے لیٹے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ابو بکر! اللہ آپ پر رحم کرے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کا انس و راحت و مضبوطی، اور آپ کے مشیر و محرم راز تھے۔ آپ کا اسلام لانا سب سے پہلے، ایمان سب سے زیادہ خالص۔ یقین سب سے زیادہ مضبوط۔ خوف خدا سب سے بڑھ کر۔ دین کی امداد سب سے فزوں تر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہر کسی سے زیادہ اور اسلام کی

حمایت سب سے بڑھ چڑھ کر تھی اور آپ صحابہ کے لیے قیام امن میں بے مثال تھے۔ آپ کی صحبت سب سے بہتر۔ مناقب سب سے زیادہ۔ آپ کی سبقتیں سب سے زیادہ اور آپ کا درجہ سب سے بلند تر تھا آپ وسیلہ کے لیے لوگوں کے بے حد قریب تھے

آپ کی ہدایت، کردار، رحمت اور فضل سب سے زیادہ نبی علیہ السلام سے مشابہ تھا۔ آپکی قدر و منزلت صحابہ رضؓ سے زیادہ تھی اور آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ میں سب صحابہ سے زیادہ معزز اور لائق اعتبار تھے۔

اے ابوبکر رضؓ! آپکو اللہ اسلام اور رسول کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے تھے جیسے بدن کے لیے آنکھ اور کان آپ نے نبی علیہ السلام کی اس وقت تصدیق کی جب لوگ انہیں جھٹلا رہے تھے تو اللہ نے آپ کا نام صدیق رکھ دیا اور فرمایا:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ سورہ زمر آیت ۳۳

ترجمہ: جو سچائی لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ اہل تقویٰ ہیں۔

تو سچائی لے کر آنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق رضؓ اے ابوبکر! آپ نے نبی علیہ السلام سے اس وقت ہمدردی کی جب لوگ بخل کر رہے تھے اور اس وقت مصائب میں نبی کی پشت پناہی کی جب لوگ بیٹھ رہے تھے۔ آپکی نبی سے صحبت سب سے اچھی تھی۔ آپ ثانی اثنین۔ یار غار۔ جائے نزول سکینہ۔ اور ہجرت کے ساتھی تھے۔ آپ نے نبی علیہ السلام کی امت اور دین کے لیے آپ کی بہتر جانشینی کا ثبوت دیا جبکہ لوگ مرتد ہوتے جا رہے تھے۔ اور یوں کار حکومت کو درست رکھا کہ کسی خلیفہ نے نہ رکھا ہو گا۔ آپ نے اس وقت نبی علیہ السلام کی سنت کو راہِ عمل بنایا جب لوگ ادہر ادہر کو مائل ہو رہے تھے۔ آپ اس وقت عزم لے کر اٹھے جب آپ کے ساتھی کمزور پڑے تھے آپ ایسے جانشین پیمبر تھے جس نے منافقین کو نامراد کفار کو ذلیل و خوار حاسدین کو مجبور اور باغیوں کو مقہور کر دیا مگر وہ آپ کا کچھ

بھی بگاڑ نہ سکے۔ آپ نے اس وقت معاملہ اسلام درست کر دیا جب لوگ بزدل ہو گئے تھے آپ ڈٹے رہے جب کہ لوگ لرز گئے تھے اور آپ نور خدا کی روشنی میں چلتے رہے جب لوگ (ایک ہی جگہ) صامت کھڑے ہو گئے تھے۔ اب وہ آپ کو چلتا دیکھ کر آپ کے پیچھے چلے تو ہدایت پا گئے۔ آپ کی آواز سب سے پست تھی مگر اس کی قدر و قیمت سب سے زیادہ۔ آپ کی کلام سب سے مثالی۔ گفتگو سب سے معیاری آپکی خاموشی سب سے زیادہ۔ بات سب سے پختہ۔ دل سب سے مضبوط۔ دانائی سب سے بڑھ کر اور کردار سب سے اونچا تھا۔ آپ اس وقت دین کے سردار تھے جب لوگ دین سے بھاگ رہے تھے اور بھاگ کر واپس آرہے تھے۔ آپ اس وقت مومنوں کے شفیق باپ ثابت ہوئے جب وہ آپ کی عیال رعایا بن گئے تھے۔ اس وقت آپ نے ان کے بھاری بوجھ (ذمہ داریاں) اٹھا لیے جو وہ اٹھا نہ سکے تھے اور وہ چیزیں محفوظ کر لیں جو انہوں نے ضائع کر دی تھیں اور وہ کچھ انہیں تبلا دیا جو وہ بھلا چکے تھے۔ آپ نے اسوقت کمر باندھ لی جب لوگوں کا حوصلہ پست ہو چکا تھا۔ اور آپ نے اس وقت صبر کیا جب لوگوں نے واویلا شروع کر دیا تھا۔ تو آپ نے ان کے بڑے مقاصد پورے کر دکھائے انہیں آپکی رائے میں ایسی ہدایت مل گئی۔ اور آپ کی برکت سے وہ کچھ پا لیا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ آپ کافروں کے لیے شعلہ بار عذاب اور مومنوں کے لیے رحمت وانس اور محفوظ قلعہ تھے۔

تو قسم بخدا آپ ملت اسلامیہ کی خوشحالی کے نقیب۔ اس کے تمام فضائل کا مجموعہ۔ اس پر کی گئی خدائی نوازشات کا منبع۔ اور اس کی تمام محامد کا مخزن تھے۔ آپ کی محبت کبھی کمزور نہ ہوئی۔ بصیرت کبھی نہ بہکی اور دل کبھی حوصلہ نہ ہارا۔ آپ (عزم کا) ایک پہاڑ تھے جسے بجلیوں کی کڑک اور ہواؤں کا دباؤ کبھی کچھ نقصان نہیں دے سکتا۔ نبی علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق آپ کی صحبت (نبی) صحابہ کے لیے باعثِ امن اور

آپ کا مال باعثِ رحمت تھا۔ آپ بدن کی رو سے کمزور احکام خداوندی میں قوی تر اللہ کے ہاں عظیم تر لوگوں کی نظر میں جلیل تر اور ہر دل عزیز آدمی تھے۔ کسی کو آپ پر اعتراض کی گنجائش اور کسی بدگو کو بات کرنے کا موقع نہیں۔ کسی طمع خور کو آپ سے ناجائز مقصد حاصل کرنے کی ہمت ہے نہ کسی کو طعن کرنے کی مجال۔ ناتوان و ذلیل آپ کے ہاں اس وقت تک قوی تر و محترم تھا جب تک آپ اُسے اُس کا حق نہ دلوا دیتے تھے اور جب تک کسی قوی تر سے مظلوم کا حق نہ وصول کر لیں وہ آپ کے ہاں ذلیل تر تھا۔ ہر قریب اور بعید آپ کے سامنے یکساں تھا کیونکہ آپ سب انسانوں سے بڑھ کر متبع شریعت و حاملِ خشیت الٰہی تھے۔ حق و صداقت اور نرم روی آپ کی شانِ حکمت اور پختگی آپ کا قول، بردباری اور احتیاط آپ کا کردار۔ اور علم و عزم آپ کی رائے تھی۔

آپ نے قلعہ اسلام کو مضبوط تر بنا دیا۔ تو آپ کی برکت سے راہ واضح ہو گئی مشکل آسان ہو گئی۔ نارِ فتنہ سرد ہو گئی ایمان مضبوط ہو گیا اسلام اور مسلمین کی حجت پختہ ہو گئی اور امر خدا ظاہر ہو گیا اگرچہ کافروں کو یہ بات بہت ہی بری لگی۔ آپ سب اہل اسلام سے یوں بڑی دور کی سبقت لے گئے کہ وہ پیچھے تھک ہار کر بیٹھ گئے نیکی میں آپ نے واضح کامیابی حاصل کر لی بارگاہِ خدا میں اپنا مقام اونچا کر لیا آپ کی عطا آسمانوں میں مشہور اور آپ کی مصیبت (وفات) لوگوں کے لیے مشعل راہ ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون، ہم اللہ کی رضا پر راضی اور اسی پر اپنا سب کچھ چھوڑتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد آپ کی وفات مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا صدمہ ہے آپ دین کے لیے عزت، پناہ، حفاظت، قلعے اور مثل بادل۔ اور منافقین کے لیے قہر اور عذاب تھے۔ اللہ نے آپ کو اپنے نبی کے ساتھ ملا دیا اور آپ کے اجر سے محروم نہ رکھا اور نہ آپ کے بعد ہمیں گمراہ کیا فانا للہ وانا الیہ راجعون [۱۳۲]

(حاشیہ صفحہ آئندہ)

راوی کہتا ہے (ابوبکر صدیق کی شان میں حضرت علی کا مذکورہ طویل خطبہ) لوگ خاموشی سے سنتے رہے جب آپ خاموش ہوئے تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اور ہچکیاں بندھ گئیں لوگ کہہ رہے تھے اے دامادِ رسول! آپ نے سچ کہا ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے جبکہ امام ابوبکر محمد بن عبدالجوزقی نے ابتداء سے آیت والذی جاء بالصدق تک یہ خطبہ روایت کیا ہے۔

فضیلت ۸

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کی قبر پر آئیں تو یوں تعریف کی

حدیث: قاسم بن محمد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اپنے

---

۵ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی رحلت کو علی مرتضیٰ ایک عظیم حادثہ نہیں قرار دیتے بلکہ عمر فاروق رض کی ذات کے بارہ میں بھی ان کا یہی خیال ہے چنانچہ:

ابن میثم شرح نہج البلاغہ جلد ص ۳۶۱ پر حضر[illegible] کا ایک خط بنام امیر معاویہ یوں منقول ہے۔

کان افضلھم فی الاسلام کما زعمت وانصحھم للہ ورسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الخلیفۃ الفاروق ولعمری ان مکانھما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بھما لجرح فی الاسلام شدید، رحمھما اللہ وجزاھما باحسن ما عملا۔

ترجمہ:۔ جیسا کہ تم نے کہا واقعی اسلام میں سب سے افضل اور خدا و نبی کے سب سے بڑے خیر خواہ پہلے خلیفہ صدیق اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق تھے، مجھے اپنی حیات کی قسم اسلام میں ان دونوں کا مقام بہت عظیم ہے اور ان کی رحلت اسلام کے لیے عظیم صدمہ تھی اللہ ان پر رحمت کرے اور انہیں بہتر اعمال کی بہتر جزا عطا فرمائے۔

والد کی قبر پہ آئیں تو کہا۔ اللہ آپ کو ہمیشہ سُرخ رو رکھے اور آپ کی نیک کوششیں قبول فرمائے۔ آپ نے دنیا سے اعراض کر کے اسے ذلیل اور آخرت کی طرف رجوع کر کے اسے عزیز بنا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی کمی ایک بڑا صدمہ اور آپ کا دنیا سے جانا ایک عظیم حادثہ ہے۔ آپ کی جگہ ہدایت کے لیے قرآن موجود ہے، یہی ہمارے لیے صبر کی بڑی وجہ ہے۔ اس لیے میں اللہ سے آپ کی وفات کے صدمہ کا اجر، صبر سے حاصل کروں گی اور آپ کے لیے دعاء مغفرت کروں گی فانا للہ وانا الیہ راجعون وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی جدائی ہمارے لیے باعث مسرت نہیں مگر اس پر ہمیں تقدیر سے گلہ بھی نہیں اسے ابن مثنی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

فصل پانزدھم

ابوبکر صدیق کی اولاد کا تذکرہ

اولاد کا تذکرہ اگرچہ مناقب کے لوازمات سے نہیں ہوتا۔ تاہم جب کسی کا نسب بیان کیا جائے تو اولاد کی طرف ذہن مائل ہو ہی جاتا ہے جبکہ فصل اول میں اس امر پر تنبیہ گزر چکی ہے کہ اولاد کا تذکرہ بھی فضیلت سے خالی نہیں۔ کیونکہ اولاد کا شرف والدین کی سرفرازی کا باعث اور والدین کی عظمت باعث افتخارِ اولاد ہوتی ہے۔ اور عرب تو ہمیشہ سے اپنے آباء پر فخر کرتے آئے ہیں۔

ابوبکر صدیق کی چھ عدد اولاد تھی۔ تین بیٹے تین بیٹیاں بیٹے یہ ہیں۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ | یہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ ان کی والدہ ام قتیلہ ہے بعض نے ام قتلہ کہا ہے۔ یہ بنی عامر بن لوی سے تھیں۔ عبداللہ رض مکہ حنین اور طائف

کی فتوحات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں پھر آپ طائف حجاز میں رہائش پذیر ہوئے پھر اپنے والد کے دور خلافت میں وہاں فوت ہوئے۔ ترکہ میں صرف سات دینار چھوڑے ابوبکر صدیق نے انہیں بہت زیادہ مال محسوس کیا (بیٹے کی محبت کی وجہ سے) عبداللہ رضؓ سے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

عبدالرحمان رضؓ [۲] ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایمان لائے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ کاتب وحی مقرر ہوئے یہ بڑے بہادر تھے۔ دور جاہلیت اور اسلام میں ان کے بڑے مشہور کارنامے اور خصوصاً فتوحات شام میں ان کی بڑی آزمائشیں مذکور ہیں[۵]۔ بدر میں کفار کے ساتھ مل کر لڑے۔ پھر اللہ نے ان پر (اسلام کا) وہ احسان کیا جو انکی والدہ ام رومان بنت حارث از قبیلہ فراش بن غنم بن کنانہ پر کیا تھا۔ وہ اسلام بھی لائی تھیں اور ہجرت بھی کی تھی۔ عبدالرحمان کی وفات ناگہانی ۵۳ھ میں مکہ کے ایک پہاڑ کے قریب واقع ہوئی ان کی ہمشیرہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ انہیں حرم کعبہ میں لائیں وہیں دفن کیا اور آگے بڑھ گئیں۔ عبدالرحمان رضؓ جنگ جمل میں سیدہ کے ساتھ تھے۔ ان کی اولاد بھی ہے۔

خصائص ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فصل میں گذر چکا ہے کہ ابوبکر صدیق کے گھرانہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی چار پشتیں متواتر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یافتہ ہیں اس طرح کہ عبدالرحمان رضؓ کے بیٹے محمد بن عبدالرحمان رضؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے تو چار پشتیں یہ ہیں ابوقحافہ رضؓ ابوبکر رضؓ صدیق عبدالرحمان رضؓ اور محمد بن عبدالرحمن۔ اسی طرح اسماء بنت صدیق رضؓ کی طرف سے بھی ابوبکر صدیق کی چار پشتیں صحابی قرار پاتی ہیں۔ جس کا بیان ابھی آرہا ہے۔

[۵] چنانچہ عراق کا مشہور شہر بصرہ آپ ہی کے ہاتھوں زیر سایہ اسلام آیا حتیٰ کہ شیعہ کتب تاریخ نے بھی صدیق اکبر کے اس قابل فخر بیٹے کی فتوحات کو اپنے اوراق میں نمایاں جگہ دی ہے چنانچہ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد اول صہ ۲۴۰ تا صہ ۲۴۴۔

محمد بن ابی بکر رضؓ [۳] ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ قریش کے بڑے پارسا لوگوں میں شمار ہے ان کی والدہ اسماء رضؓ بنت عمیس خثعمیہ ہیں۔ جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کا شرف پایا۔ اس وقت وہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضؓ کی بیوی تھیں جنگ موتہ میں علاقہ شام کے اندر جعفر رضؓ کی شہادت ہوگئی تو اسماء رضؓ سے ابوبکر صدیق رضؓ نے نکاح کر لیا۔ تب یہ محمد پیدا ہوئے۔ جبکہ ان کی والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا سفر کرتے ہوئے ۲۵ ذوالقعدہ کو ذوالحلیفہ میں پہنچی تھیں (تو محمد کی ولادت ہوگئی) ابوبکر صدیق بھی ساتھ تھے۔ نبی علیہ السلام نے اسماء رضؓ سے فرمایا۔ غسل کر لو پیدل چلو) اور حج والے ارکان ادا کرتی رہو۔ البتہ کعبہ کا طواف نہ کرنا (کیونکہ خون ولادت والی عورت مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی) اس طرح یہ (خوش نصیب عورت) روز حشر تک جاری رہنے والے ایک شرعی مسئلہ کے پیدا ہونے کا سبب بن گئیں۔ یہی وہ اسماء رضؓ ہیں جن کی پاکدامنی کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی جیسا کہ اس کا ذکر قبل ازیں فضائل ابی بکر صدیق رضؓ میں گذر چکا ہے۔ جب ابوبکر صدیق فوت ہوئے تو ان سے حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے نکاح کر لیا۔ اس طرح محمد رضؓ کی پرورش حضرت علی رضؓ کی گود میں ہوئی ہے۔ جنگ جمل اور صفین میں یہ حضرت علی رضؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں گورنر مصر بنایا تھا مگر وہاں کا چارج سنبھالنے سے قبل عثمان غنی کا وصال ہوگیا جیسا کہ اس کا تذکرہ حضرت عثمان غنی رضؓ کے باب میں آئے گا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی صفین سے لوٹ کر انہیں عامل مصر بنایا تھا۔ جس پر عمرو بن العاص رضؓ اور محمد رضؓ کے مابین جنگ ہوئی۔ محمد نے راہ فرار اختیار کی اور قتل ہوگئے۔ اکثر مؤرخین کا کہنا ہے کہ انہیں گدھے کی کھال میں ڈال کر زندہ جلوا دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں قتل کر کے جلوا دیا گیا تھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا [۴] یہ عبدالرحمان کی ماں اور باپ شریکی بہن ہیں۔ ان سے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور یہ بات ابوبکر صدیق کے لیے عظیم شرف کا سبب بن گئی آپ امہات المومنین میں سے ہیں۔ آپ کی قدر و منزلت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تمام ازواج سے فائق مشہور ہے یہاں تک کہ نبی علیہ السلام سے جب پوچھا گیا کہ سب لوگوں سے زیادہ آپ کا محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ رضہ۔ عرض کیا گیا مردوں میں سے؟ فرمایا اس کا باپ گویا آپ تمام انسانوں میں سے محبوب رسول کی بیٹی بھی ہیں اور محبوبہ رسول بھی۔ آپ کی شادی کا تذکرہ آپ کے بیان مناقب میں آئے گا انشاء اللہ

اسماء رضہ بنت ابی بکر

آپ عبداللہ کی سگی بہن ہیں اور ابوبکر صدیق کی سب سے بڑی بیٹی۔ ان کا لقب ذات النطاقین ہے اور فصل ہجرت ابی بکر میں اس نام کی وجہ تسمیہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے مکہ مکرمہ میں نکاح کیا جس سے متعدد اولاد ہوئی۔ پھر آپ نے انہیں طلاق دے دی اور اسماء اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ رہیں۔ تا آنکہ وہ قتل کر دیے گئے آپ اس کے بعد بھی زندہ رہیں (آج قبرستان مکہ میں ماں بیٹا دونوں کی اکٹھی قبور ہیں) آپ دراز عمر لوگوں میں سے تھیں یعنی سو سال عمر پائی بینائی جاتی رہی اور مکہ مکرمہ میں وصال ہوا۔ فصل خصائص میں گذر چکا ہے کہ آپ کے بیٹے (عبداللہ بن زبیر) نے نبی علیہ السلام کی زیارت اور صحبت حاصل کی ہے۔ اس طرح ابوبکر صدیق کی چار پشتیں صحابیت کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔ اور یہ شرف کسی اور گھرانے کو حاصل نہیں ہو سکا۔

ام کلثوم رضہ

یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ یہی وہ ام کلثوم ہیں جو اپنی ماں کے پیٹ میں تھیں کہ ابوبکر صدیق کا وصال ہو گیا اور بوقت وصال آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ اس پیٹ والی بچی کو وراثت دی جائے۔ ان کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید ہیں۔ ابوبکر صدیق، خارجہ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے وہیں اس کی بیٹی سے نکاح ہو گیا اور یوں صدیق اکبر کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ جب نوجوان ہوئیں تو عمر بن الخطاب نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ میں ان سے نکاح کرنا چاہتا ہوں ام کلثوم نے یہ نکاح پسند نہ کیا اور سیدہ نے عمر رضہ سے معذرت کر لی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ خیال ترک کر دیا۔ اس کے بعد طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ نے ام کلثوم سے[له]

له اس جگہ شیعہ فرقہ جہالت یا ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جس ام کلثوم سے حضرت عمر بن خطاب کا نکاح ہوا وہ یہی ام کلثوم دختر صدیق اکبر ہیں اور یہ کہ حضرت علی کی صاحبزادی ام کلثوم سے آپکا نکاح ہرگز نہیں ہوا۔

یاد رہے یہ امر اپنی جگہ مسلم ہے کہ حضرت علی نے حسنین کریمین کی سگی بہن ام کلثوم کو حضرت عمر فاروق رضہ کے ساتھ بیاہا تھا، والد گرامی مدظلہ کی کتاب تحفہ جعفریہ جلد دوم مناقب عمر فاروق میں کتب شیعہ سے اس امر کا پر زور اثبات کیا جا چکا ہے یہاں ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کے متعلق حضرت عمر نے رشتہ کی خواستگاری ضرور کی تھی مگر یہ نکاح نہیں ہو سکا تھا اس امر کی تفصیل طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۴۶۲ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

نکاح کیا۔

درج بالا مضمون ہم نے معارف ابن قتیبہ۔ ابوالفرج ابن جوزی کی کتاب الصلوۃ ابن البر کی استیعاب اور "فضائل ابی بکرؓ" سے لیا ہے

باب دوم

فضائل سیدنا حضرت عمر فاروق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فصل اوّل

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب مبارک۔
اصل اور فرع میں

آغاز جلد اول میں عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کا شجرہ نسب بیان ہو چکا ہے اس میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آباء کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ آپ کا نسب کعب بن لوئی میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتواں دادا ہے مہبط رسالت سے جا ملتا ہے آپ کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر مخزوم ہے۔ کچھ کہتے ہیں حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ مگر یہ غلط ہے اس طرح تو عمر فاروق کی والدہ ابوجہل بن ہشام کی سگی بہن بن گئیں۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ آپ ابوجہل کی چچا زاد بہن ہیں۔ ہاشم اور ہشام سگے بھائی ہیں۔ ابوجہل اور حرث ہشام کی اولاد ہیں۔ جبکہ ہاشم حنتمہ کا باپ

۱؎ یاد رہے کہ ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی فضیلت کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا نسب چند پشتوں کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک میں مدغم ہو جائے اور حضرت عمر فاروق کی اس فضیلت کا انکار کسی بھی انسان کے بس میں نہیں چنانچہ شیعوں کے بہت بڑے علامہ سید علی نقی المعروف فیض الاسلام نے شرح نہج البلاغہ صہ ۵۲۱ میں لکھتے ہیں۔ امام پسر خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رواح بن عدی بن کعب بودہ وکعب جد ہفتم رسول خدا ست۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب بن نفیل ......بن کعب کے بیٹے ہیں اور کعب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتواں دادا ہے۔

اور عمر فاروق کا نانا ہے[1]

حضرت عمر فاروق کی تیرہ عدد اولاد تھی جو سب کے سب اہلِ اسلام تھے ان کا مفصل تذکرہ اس جلد کے اختتام پہ آئے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

---

[1] جسے درج ذیل نقشہ باآسانی بیان کر سکتا ہے۔

مغیرہ

ہشام — ہاشم

ہشام: ابوجہل، حدث

ہاشم: غنتمہ

غنتمہ: عمر فاروق رضؓ

فصل دوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم اور کنیت

دورِ جاہلیت اور اسلام دونوں میں آپ کا نام عمر ہی رہا ہے۔ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابو حفص رکھی۔ جبکہ ابنِ اسحاق کے بقول نبی علیہ السلام نے آپ کا لقب فاروق رکھا۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت امیر حمزہ مجھ سے تین روز قبل اسلام لائے۔ جب میری ہمشیرہ نے مجھے قرآن سنایا اور دکھلایا تو اللہ نے میرا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا اور میں پکار اٹھا۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔

حدیث: اس وقت ساری روئے زمین پر نبی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی شخصیت میرے لیے محبوب تر نہ تھی۔ میں نے پوچھا نبی علیہ السلام کہاں ہیں! میری ہمشیرہ نے کہا۔ دار ارقم بن ابی ارقم میں ہیں۔ صفا پہاڑی کے نزدیک میں دار ارقم پہنچا۔ امیر حمزہؓ اور دیگر صحابہ دار کے اندر (حویلی میں) اور نبی علیہ السلام (آگے کمرے میں بیٹھے تھے۔ میں نے دروازہ پر دستک دی تو سب صحابہؓ اکٹھے ہو گئے۔ حمزہؓ بولے کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگے عمر آ گیا ہے۔ عمر کہتے ہیں یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے۔ میرا گریبان پکڑا اور زور سے جھنجوڑ کر فرمایا۔ عمر!

تم باز نہیں آؤ گے تو میں پکار اٹھا۔

اشهد ان لا الٰه الا اللہ وحدہ لا شریک له و اشهد ان محمداً عبده ورسوله

کہتے ہیں یہ سن کر دار ارقم سے صحابہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ جو کعبۃ اللہ میں سنا گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا حیات اور موت دونوں صورتوں میں ہم حق پر نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ واقعی تم لوگ حق پر ہو زندگی میں بھی اور بعد الموت بھی، میں نے کہا پھر یہ چھپ چھپ کر رہنا کیوں؟ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہم ضرور باہر نکلیں گے۔ چنانچہ ہم نبی علیہ السلام کو باہر لے آئے۔ ہماری دو صفیں تھیں۔ اگلی میں حمزہ رضؓ اور پچھلی میں میں تھا۔ میرے اوپر آٹے جیسا غبار تھا۔ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے قریش نے ایک نظر مجھے اور دوسری نظر امیر حمزہؓ کو دیکھا تو انہیں وہ خوف طاری ہوا جو قبل ازیں انہیں کبھی نہ آیا تھا اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھدیا۔ اللہ نے میرے سبب حق و باطل کا امتیاز کر دکھایا۔[1]

اسے صاحب صفوہ اور رازی نے بیان کیا ہے۔

حدیث

شعبی سے روایت ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے مابین جھگڑا ہو گیا

[1] حضرت عمر خطاب کو لفظ فاروق سے کتب شیعہ میں ایک جگہ حضرت علیؓ نے بھی یاد کیا ہے جیسا کہ پیچھے حدیث نمبر ۱۶۳ کے حاشیہ میں ہم ابن میثم شرح نہج البلاغہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۶۱ کے حوالہ سے حضرت علی کا حضرت امیر معاویہ کے نام خط کا یہ اقتباس پیش کر چکے ہیں کہ

کان افضلهم فی الاسلام کما زعمت وانصحهم للّٰہ ورسوله الخلیفة الصدیق وخلیفة الخلیفة الفاروق.

یہودی نے کہا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں۔ منافق بولا، کعب بن اشرف (سردار یہود) کے پاس جانا چاہیے۔ یہودی نے یہ بات نہ مانی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا آیا۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جب دونوں باہر آئے تو منافق کہنے لگا۔ عمر بن الخطاب کے پاس چلتے ہیں تو دونوں وہاں گئے۔ آپ نے قصہ سنا کر یوں ہمارا جھگڑا ہوا اور نبی علیہ السلام کے فیصلہ کے بعد اس شخص نے آپ کے پاس پہنچنے کا تقاضا کیا، آپ نے فرمایا ذرا یہیں ٹھہرو! میں ابھی آتا ہوں۔ آپ اندر گئے تلوار نیام سے باہر نکالے ہوئے واپس آئے اور چشم زدن میں منافق کا سر اڑا کے رکھدیا اور فرمایا۔

وَقَالَ هٰكَذَا اَقْضِي بَيْنَ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم۔

ترجمہ: اے معاویہؓ جیسا آپ نے گمان کیا ہے واقعتاً اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسول کے دین کے سب سے خیر خواہ خلیفہ رسول حضرت صدیق اور خلیفہ کے خلیفہ حضرت فاروق تھے۔

جب خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زبان فیض ترجمان حضرت عمر کو فاروق کہہ رہی ہے تو کسی اور کو آپ کے فاروق ہونے پر کیا اعتراض ہے۔

اسی طرح رجال کشی صفحہ ۳۲ پر ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تین آدمیوں کی مشتاق رہی ہے اتنے میں ابوبکر آ گئے لوگوں نے کہا آپ حضور سے ان تین آدمیوں کے بارے میں پوچھیں کیونکہ آپ صدیق اور ثانی اثنین ہیں انہوں نے معذرت کر دی پھر عمر فاروق آئے لوگوں نے کہا آپ حضور سے سوال کریں کہ وہ تین افراد کون ہیں کیونکہ آپ فاروق ہیں اور آپ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے معلوم ہوا آپ کو دور نبوی میں فاروق کہا جاتا تھا

(جسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور نہ ہو اس کا فیصلہ میں یوں کیا کرتا ہوں)

جبریل نازل ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! عمرؓ نے حق و باطل میں فرق کر دکھایا ہے۔ لہٰذا یہ فاروق ہے۔

اسے واحدی اور ابوالفرج نے بیان کیا ہے۔

حدیث

نزال بن سبرہ کہتے ہیں ایک روز ہم نے علی مرتضیٰؓ رضی اللہ عنہ کو بڑے خوشگوار موڈ میں دیکھا تو عرض کیا امیر المومنین! عمر بن خطاب کی کچھ باتیں سنائیے! آپ نے فرمایا یہ وہ شخص ہیں جنہیں اللہ نے فاروق لقب دیا۔ کیونکہ انہوں نے حق کو باطل سے جدا کر دکھایا۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں مسجد میں بیٹھا جبریل امین سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک عمرؓ آ گئے۔ جبریل نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کے (قومی) بھائی عمر نہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ اور کیا زمین کی طرح آسمانوں میں بھی انکا کوئی نام ہے؟ جبریل بولے۔

ان اسمہ فی السماء اشھر من اسمہ فی الارض اسمہ فی السماء فاروقٌ وفی الارض عمر۔

ہاں زمین میں ان کا نام عمر اور آسمان میں فاروق ہے۔ جو زمین والے نام سے کہیں زیادہ مشہور ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روز قیامت میں اپنا اور ابوبکر صدیق کا مقام بیان کیا پھر فرمایا۔ قیامت کو ندا آئے گی۔ "عمر فاروق" کہاں ہے؟ چنانچہ انہیں حاضر کیا جائے گا تو اللہ فرمائیگا۔ مبارک ہو تمہیں اے ابوحفص! یہ ہے تمہارا اعمال نامہ چاہتے ہو تو اسے پڑھو نہیں تو رہنے دو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

اسے صاحب "فضائل عمر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

روایت ہے کہ آسمانوں میں آپ کا نام "فاروق"، انجیل میں "کافی"، تورات میں "منطق الحق" اور جنت میں سراج ہے۔

یہ حدیث آئندہ آ رہی ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فاروقؓ لوہے سے بنے تھے۔ (دین کے بارہ میں فولاد سے زیادہ مضبوط تھے۔) تم لوگوں نے تو صرف آپ کا نام ہی پایا ہے (کردار نہیں)

اسے ضحاک نے روایت کیا ہے۔

فصل سوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسمانی خدو خال

ابن قتیبہ کہتے ہیں کوفی لوگوں کی روایت کے مطابق آپ کا رنگ گہرا گندم گوں تھا۔ اہل حجاز کی روایت کے مطابق آپ کی رنگت بہت سفید تھی جیسے چونا ہوتا ہے۔ آپ کا قد لمبا کنپٹیوں اور ماتھے کے اوپر سے بال اڑے ہوئے۔ آنکھیں لال سرخ اور رخسار پتلے تھے۔

یہ صاحب صفوہ (ابن جوزی) کی روایت ہے۔

جب کہ ابو عمر (ابن عبد البر) کے مطابق آپ کی داڑھی گھنی تھی۔ اور آپ دونوں ہاتھوں سے کام کرنے والے تھے۔[۱] اور رنگت روایت اہل کوفہ کے مطابق تھی۔ ابو عمر نے کہا کہ زرؓ بن جیش وغیرہ نے بھی آپ کے یہی خدو خال بیان

۱۔ اور یہ چیز زبردست جسمانی قوت پر دلالت کرتی ہے عموماً لوگ صرف دائیں یا بائیں ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔

کیے ہیں۔ آپ کا قد اونچا جسم بھاری کنپٹیاں اور سر کا اگلا حصہ بالوں سے عاری آنکھوں میں بے پناہ سرخی اور گالوں میں پتلا پن تھا جب کہ ابرو گھرے اور گھنے اور مونچھیں دراز تھیں۔ جن کی اطراف میں کچھ بورا پن تھا۔ پہلی روایت زیادہ مضبوط ہے۔

حدیث مہ

سماک بن حرب سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جسم چوڑا چکلا تھا اور آپ قدم ساتھ ساتھ رکھ کر چلا کرتے گویا سوار ہیں لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چلتے اور آپ مہندی اور کتم لگایا کرتے تھے۔

اسے حافظ سلفی نے روایت کیا ہے۔

حدیث لہ

قاضی ابوبکر بن ضحاک ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عمر فاروق اپنے سفید بالوں کی رنگت تبدیل نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ سے کہا گیا اے امیر المومنین! ابوبکر صدیقؓ تو اپنے بال رنگ لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو گیا، اس کے لیے یہ بات روز قیامت نور کا باعث ہوگی۔ اس لیے میں نے بال سفید ہی رہنے دیے ہیں۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ کی خادمہ آپ کے پاس بال رنگنے کو (مہندی وغیرہ) لائی آپ نے فرمایا۔ میں اپنا نور بجھانا نہیں چاہتا۔ پہلے والی روایت زیادہ پختہ ہے۔

تشریح:

پیچھے گزر چکا ہے کہ آپ "اَعْسَرُ يُسْرًا" تھے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ

اپنے دست و بازو پر بڑا اعتماد رکھتے تھے ۔ کیونکہ آپ رُؤوساءِ قریش میں سے تھے ، دورِ جاہلیت میں قریش کی طرف سے شہنشاہی درباروں میں جاکر آپ ہی سفارت کا فریضہ سرانجام دیتے تھے اور جب قریش کا کسی دوسری قوم سے تنازع کھڑا ہوتا تو آپ ہی اپنی قوم کی نمائندگی کرتے ۔ یوں ہی دوسری اقوام پر مخافرہ کے لیے بھی آپ ہی پیش پیش ہوتے تھے ۔ خلفاءِ اربعہ کے مناقب میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی آپ کے حق میں تعریف و توصیف گزر چکی ہے ۔ اور آئندہ فضائل کی فصل میں آپ کے مزید فضائل آرہے ہیں ۔

فصل چہارم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

حدیث :

ابنِ اسحاق روایت کرتے ہیں کہ آپ اس وقت اسلام لائے جب نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے ۔

عمر فاروق رضؓ سے روایت ہے کہ مَیں اسلام لانے سے قبل ایک بار نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایذا پہنچانے کے لیے نکلا ۔ آپ مجھ سے پہلے مسجد حرام میں پہنچ کر محو نماز ہو چکے تھے ۔ میں پیچھے کھڑا ہو گیا ۔ آپ نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت شروع کی میں قرآن کریم کا کلام سن کر دنگ رہ گیا ، اور مَیں نے سوچا قریش سچ کہتے ہیں ، یہ واقعی شاعر ہے ۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا ۔ کہ آپ نے سورۃ الحاقہ کی یہ آیت پڑھ دی ۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۔

(سورہ الحاقہ آیت نمبر ۴۱)

ترجمہ: بے شک یہ عزت والے رسول کا قول ہے جو شاعر نہیں ہے تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔)

مَیں نے سوچا یہ شاعر نہیں نجومی لگتا ہے (کیونکہ ادھر میرے دل میں آیا یہ شاعر ہے ادھر اس نے یہ آیت پڑھ دی ہے ''کہ شاعر نہیں رسول ہے۔'' اس نے میرے دل کی بات جان لی ہے میرے دل میں ابھی یہ باتیں آرہی تھیں کہ آپ نے اگلی آیت پڑھدی۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ

(سورہ الحاقہ آیت ۴۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ: اور نہ ہی یہ نجومی کا قول ہے۔ تم بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔ یہ اتاری ہوئی (کتاب) ہے۔ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے۔

یہ سن کر میرے دل میں اسلام گھر کر گیا۔

اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ تلوار لٹکا باہر نکلے بنی زہرہ کا ایک شخص آگے سے ملا! اس نے پوچھا عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ عمر نے کہا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جارہا ہوں۔ اس نے کہا بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے تمہیں کیسے امن حاصل ہوگا پھر جب تم اسے قتل کر چکے ہوگے؟ عمر نے کہا لگتا ہے تم بھی بد دین (مسلمان) ہو گئے ہو اور جس دین پر تم تھے اسے چھوڑ گئے ہو۔ اس نے کہا اے عمر! کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب بات نہ بتلاؤں؟ تمہاری بہن اور تمہارا بہنوئی بھی تمہارا

دین چھوڑ گئے ہیں۔ تو عمر ادھر کو چل پڑے۔ جب کہ اس وقت انکی بہن کے گھر میں حضرت خبابؓ بیٹھے تھے۔ جب خبابؓ کو عمر کی اطلاع ہوئی تو وہ چھپ گئے عمر اندر آئے کہا یہ کیا بھنبھناہٹ تھی اس سے قبل؟ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ جب کہ وہ سورہ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔ بہن بہنوئی دونوں نے کہا ہماری ایک بات تھی جو ہم کر رہے تھے۔ عمر نے کہا کیا تم نے دین چھوڑ دیا ہے اپنا؟ بہنوئی بولا کیا حق تمہارے عقیدہ کے برخلاف نہیں ہے؟ یہ سنتے ہی عمر اپنے بہنوئی پر پل پڑے اور انہیں خوب زدوکوب کیا۔ بہن غضبناک ہو کر بولی۔ اے عمر! حق وہ نہیں جو تمہارا عقیدہ ہے۔ اور میرا اعلان یہ ہے۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان سيدنا محمداً عبده ورسوله

جب عمر پر حق واضح ہونے لگا تو انہوں نے کہا۔ جو کتاب تم پڑھ رہے تھے، میرے پاس لاؤ۔ میں بھی پڑھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ عمر تعلیم یافتہ انسان تھے۔ بہن نے کہا تم پلید ہو اس کتاب کو پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ اٹھو غسل کرو۔ یا وضو کرو۔ عمر نے اٹھ کر وضو کیا پھر کتاب پکڑی اور پڑھا۔ طٰہٰ ما انزلنا...... اقم الصلوٰة لذکری الخ۔

عمر نے کہا۔ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے چلو خبابؓ نے (جو چھپے بیٹھے تھے) جب یہ سنا تو باہر نکل آئے اور بولے عمر! تمہیں بشارت ہو مجھے امید ہے کہ تم ہی دعائے رسول خدا کا ثمر ہو۔ کیونکہ آپ جمعرات کی رات یہی دعا کرتے رہے ہیں۔ اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمرو بن الھشام۔

اے اللہ! اسلام کو عزت دیدے ۔ عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ساتھ ۔

راوی کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں صفا پہاڑی کے دامن میں دار ارقم کے اندر جلوہ فرما ہوتے تھے ۔ عمر وہاں آئے ، دروازہ پر امیر حمزہ رضؓ حضرت طلحہ رضؓ اور دیگر صحابہ تھے ۔ امیر حمزہ نے دیکھا کہ لوگ کچھ گھبرائے ہیں ۔ انہوں نے کہا یہ عمر آرہا ہے ۔ اگر اللہ نے اس کی سلامتی چاہی تو بچ جائے گا ۔ ورنہ اس کا قتل کوئی بڑی بات نہیں ۔ نبی علیہ السلام آگے کمرے میں بیٹھے تھے اور وحی کی حالت طاری تھی ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے ۔ عمر کا گریبان اور تلوار کی حمائل پکڑ کر کہا ۔ اے عمر! کیا تم اس وقت باز آؤ گے ۔ جب ولید بن مغیرہ کی طرح اللہ نے تمہاری ذلت میں آیت نازل کردی ؟ اللہُمّ عمر کو راہِ اسلام نصیب فرما ۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما ۔ تو عمر بول اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ۔ عمر اسلام لے آئے اور ساتھ ہی کہا یا رسول اللہ! اب باہر نکلنا چاہیئے [1] اسے ابن جوزی نے صفوہ میں روایت کیا ہے ۔

---

[1] شیعوں کی معتبر منظوم فارسی تاریخ اسلام حملہ حیدری ص ۱۳ میں حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے کا واقعہ پوری تفصیل سے مذکور ہے ہم اس کے چند اشعار پیش خدمت رکھتے ہیں ۔

چنیں گفت یکروز با شقیاء — کہ آرد کسے گر سر مصطفےٰ
ہزار را اشتر از بخشم با د — دو کوہاں شکیفہ دیدہ و سرخ مو
عمر چوں شنید ایں سخن گفتنش — بجنبید عرق طمع بر تنش
باو گفت سوگند گر میخوری — کہ از گفتۂ خویشتن نگذری
من امروز خدمت رسانم بجا — بیارم بپیشت سر مصطفےٰ
گرفت از ابوجہل چوں آں قسم — بس آنگاہ در بر در دیں قدم

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

حدیث

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے اور وہ حضرت حارثہ رضؓ (اسامہ کے دادا ۔) سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) عمر رضؓ نے کہا کیا تم لوگ پسند کرو گے ۔ کہ میں تمہیں اپنے اسلام لانے کا واقعہ بتلاؤں ؟ ہم نے کہا ہاں ۔ تو آپ نے بتلایا ۔ کہ میں نبی علیہ السلام کے سخت ترین مخالفین میں سے تھا ۔ چنانچہ ایک دن شدت کی گرمی تھی دوپہر کا وقت تھا ۔ مکہ کے بازار میں مجھے ایک شخص ملا اور پوچھنے لگا تم اس وقت کدھر جا رہے ہو ؟ میں نے کہا اس شخص کی طرف جا

بآں کار چوں رفت بیروں عمر — یکے گفت باو نداری خبر
کہ ہمشیرہ ات نیز با جفت خویش — گرفتند دین محمد بہ پیش
بآشفت ابا حفص ازیں گفتگو ، — بگفتا بہ بزم کنوں خون او
سوئے خانۂ خواہر خویش رفت — بہ اعلہ بنز دیک در پیش رفت

ترجمہ : ایک روز ابوجہل نے اپنے بدبخت ساتھیوں سے کہا کیا تم میں سے کوئی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اتار کر لا سکتا ہے میں اسے دو کوہان سیاہ آنکھوں اور سرخ بالوں والے ہزار اونٹ اپنی طرف سے انعام دوں گا عمر نے جب یہ بات سنی تو اس کے وجود پر طمع کا پسینہ نمودار ہو گیا اس نے ابوجہل سے کہا اگر تو قسم اٹھائے کہ اپنی بات پر قائم رہے گا تو میں آج ہی مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا سر تیرے سامنے لا رکھوں گا جب اس نے ابوجہل سے یہ قسم لے لی تو اسی وقت قدرت نے ان کا قدم راہ دین پر ڈال دیا تھا یعنی ان کے اسی ارادہ قتل کو قدرت نے ذریعہ ہدایت بنا دیا تھا

جب عمر اس کام کی تکمیل کے لیے نکلے تو راہ میں کسی نے انہیں بتلایا کہ تمہاری

رہا ہوں جو خود کو نبی سمجھتا ہے۔ وہ بڑے تعجب سے بولا - اے عمر! تو انہیں قتل کرے گا۔ جب کہ ان کا دین تمہارے گھر میں آچکا ہے؟ مَیں نے کہا کہاں؟ اس نے کہا تمہاری بہن کے گھر، تو مَیں غضب میں آکر بہن کی طرف چلا آیا۔ اِن دنوں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میرے بہنوئی کے ساتھ دو مسلمان مرد اور ملا دیئے تھے۔ جو اس کی مدد کرتے تھے اور اس کا بچا ہوا کھانا کھا لیتے تھے۔ مَیں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ کہا گیا کون؟ مَیں نے کہا عمر بن خطاب۔ دراں حالیکہ وہ اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھے اور چھپ

ہمشیرہ اپنے شوہر سمیت دین محمدی کو اپنا چکی ہے عمر یہ سن کر حیرت میں آگیا اور کہا میں ابھی جا کر اسکا خون بہائے دیتا ہوں تو وہ اپنی ہمشیرہ کے گھر کو چلا اور وہاں دروازہ بند پایا۔

اس کے بعد والے اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ عمر اور ان کے بہنوئی کی باہم لڑائی شروع ہو گئی۔ قریب تھا کہ عمر اپنے بہنوئی کا گلہ دبا دیتے ان کی بہن بے قرار ہو کر بولی اے عمر تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تمہارا مقصد یہ ہے کہ ہمیں دین اسلام سے برگشتہ کر دو گے تو اس خیال کو دل سے نکال دو۔ آگے لکھا ہے۔

عمر گفت ازاں حول معجز اساس — اگر یاد داری بخواں بے ہراس

بروخواہرش آیہ چند بخواند — عمر گوش چوں کرد حیراں بماند

دلش زاں شنیدن بسے نرم شد — ز سودائے اسلام سر گرم شد

عمر گفت دیگر بخواں ایں کلام — بگفتا دگر نیست ازیں مے بجام

ترجمہ: عمر نے جب یہ حیرت ناک صورت حال دیکھی تو ہمشیرہ سے کہا اگر تمہیں وہ کلام یاد ہے جو تم پڑھ رہی تھیں تو کچھ پڑھ کر سناؤ ان کی ہمشیرہ نے چند آیات پڑھ کر سنائیں عمر سنتے رہے اور حیران ہو ہو کر رہ جاتے رہے قرآن

گئے۔ صحیفہ وہیں چھوڑ دیا۔ بہن نے دروازہ کھولا۔ تو مَیں نے کہا۔ اے اپنے نفس کی دشمن! تم نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟ یہ کہہ کر مَیں نے کوئی چیز اٹھائی اور اس کے سر پر دے ماری۔ خون بہہ پڑا جسے دیکھ کر بہن رو پڑی، اور اس نے کہا جو کچھ میں کر چکی ہوں اب اس سے باز نہیں آؤنگی، میں نے اپنا پہلا دین ترک کر دیا ہے۔ عمر کہتے ہیں میں غضب میں اندر (کمرے میں) داخل ہوا اور چار پائی پر بیٹھ گیا۔ مَیں نے دیکھا ایک صحیفہ وہاں پڑا ہے۔ مَیں نے کہا یہ کیا ہے، یہ مجھے پکڑاؤ! بہن بولی تم اس کے اہل نہیں ہو۔ کیونکہ تم جنابت سے غسل نہیں

پاک سن کر ان کا دل بے حد نرم ہو گیا اور دین اسلام کی محبت دل میں سرایت کر گئی عمر کہنے لگے بہن! وہ کلام کچھ اور سناؤ! اس نے کہا اس جام میں مزید مے نہیں ہے (مجھے اتنا ہی یاد تھا بس، مزید نہیں)

آگے سارا واقعہ لکھا ہے کہ حضرت خباب جو پردے میں چھپے بیٹھے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ عمر دین سے دلچسپی لینے لگے ہیں تو وہ باہر آگیے اور انہوں نے عمر کو مزید آیات سنائیں جس پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا حملہ حیدری کا اس بارہ میں یہ شعر ہے۔

براو خواند آیات پروردگار — ابا حفص اسلام کرد اختیار

پھر عمر اپنی ہمشیرہ اور دوسرے افراد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیے اور اسلام قبول کر لیا تو

بگفتند اصحاب ہم تہنئت — وزاں بیش تریافت دیں تقویت

پس از صاحب دین شد ایں ادعا — کہ در خدمت سرور انبیاءؑ

بسوئے حرم آشکارا روند — نماز جماعت بجا آورند

رسید ایں سخن چوں بگوش رسول — زخیر البشر یافت عزد قبول

کرتے اور اسے پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں ۔ کہتے ہیں ۔ آخر کار بہن نے مجھے صحیفہ دے دیا ۔ مَیں نے کھول کر پڑا تو اس میں لکھا تھا ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جب میں نے الرحمن الرحیم پڑھا تو کانپ گیا ۔ اور صحیفہ چھوڑ نیچے جا گرا ۔ پھر مَیں نے ہوش سنبھالا اور اسے اٹھا کر پڑھا تو لکھا تھا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔

(سورہ حشر آیت ۲۴ پارہ ۲۹)

بپہلو رواں حمزہ نامدار
بپشیش علی صاحب ذوالفقار
ہمے رفت در پیش حیدر عمر
حمائل کناں تیغ کیں بر کمر
بگرد آمدہ جمع یاراں تمام
بر فتند الیاں بیت الحرام
چو کفار دیدند زینگونہ حال
نمودند باہم بسے قیل و قال ،
عمر کرد اسلام خود آشکار
پس آنگہ باد گفت اے نابکار
ہر آنکس شما جنبد از جائے خویش
ببیند سر خویش بر پائے خویش

ترجمہ : دو تمام صحابہ نے حضرت عمر کو مبارک باد دی اور ان کے اسلام لانے سے دین کو بے حد تقویت حاصل ہوئی ۔ بعد ازاں اس دنیٔے) صاحب دین (حضرت عمر) نے سرور انبیاء کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں حرم کعبہ میں بے حجابانہ جانا چاہیے اور وہاں نماز باجماعت ادا کرنا چاہیے جب یہ بات گوش رسول میں پہنچی تو خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ شرف اجابت پا کے رہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے حرم روانہ ہوئے آپ کے پہلو میں نامدار حضرت امیر حمزہ آپ کے آگے صاحب ذوالفقار حضرت علی اور ان کے آگے دیعنی سب سے آگے) کمر میں "تیغ کینہ" ڈالے حضرت عمر جا رہے تھے ۔ تمام صحابہ بھی ہجوم کر کے ساتھ ہو لیے اور یہ نورانی قافلہ سوئے حرم چل پڑا ۔

ترجمہ : اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ اللہ ہی کی تسبیح کہتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے ۔

جوں جوں اللہ کے اسماء میرے سامنے سے گزرتے گئے ۔ مجھ پر لرزہ طاری ہوتا گیا ۔ تا آنکہ مَیں یہاں تک پہنچا ۔

آمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ ۔ (پارہ ۲۷ سورہ حدید آیت ۷)

جب کفار کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو وہ باہم چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ یہ کیا ہوا؟ بہر حال حضرت عمر نے اپنا اسلام یوں آشکارا کر دکھایا اور انہوں نے کفار سے کہا اے نامرادو! خبردار! اگر کسی نے تم میں سے جنبش کرنے کی کوشش کی (ہمارا مقابلہ کرنا چاہا) تو یاد رکھے وہ اپنا سر اپنے قدموں میں گرا پائے گا"

اس طویل کلام اور اشعار سے پتہ چلا !

۱ حضرت عمر فاروق قرآن سن کر موم ہو گیے اور قار ہائے دل پر مضراب قرآن یوں پڑا کہ ساز ایمان چھڑ گیا اور دوسرے صحابہ کی طرح آپ بھی بے ساختہ کلمہ پڑھنے لگے آپ سچے دل سے اسلام لائے تھے ۔

۲ آپ کے اسلام لانے سے دین کو بہت تقویت ملی اور مسلمانوں نے اس پر دلی مسرت کا اظہار کیا ۔

۳ آپ نے اسلام لا کر انتہائی بے جگری اور بے نفسی کا ثبوت دیتے ہوئے عرض کیا یا رسول یا رسول اللہ ہمیں حرم کعبہ میں جا کر ڈنکے کی چوٹ پر اپنا دین اشعار کرنا چاہیے اور علی رؤس الاشہاد سر بزم نماز بجا لانا چاہیے ۔

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس پر تمہیں نیابت دی گئی ہے۔

تو میں یہ پڑھ کر پکار اٹھا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد انّ محمداً رسول اللہ۔

یہ سن کر گھر میں چھپے ہوئے صحابہ تکبیر کہتے ہوئے باہر نکل آئے اور بشارت دینے لگے۔ اے ابن خطاب! مبارک ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے پیر کے روز یہ دعا مانگی تھی۔ اے اللہ! دو مردوں ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے

---

۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی اس جرأتِ ایمانی کو بڑی پذیرائی بخشی اور فوراً سوئے حرم روانہ ہو پڑے۔

۵ چونکہ اس موقع پر حضرت عمر کی جرأت و استقلال اپنے جوہر دکھا رہی تھی اور کفار کے دلوں اور کفار کے دلوں پر قیامت توڑ رہی تھی اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عمر کو سب سے آگے رکھا۔ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم زبان حال سے فرما رہے تھے اے اللہ! آج میں تیرے دربار میں اپنی سعی کا بہترین ثمر لا رہا ہوں میرے اس نذرانے کو قبول فرما۔

۶ کجا وہ حال کہ مسلمان چھپ کر نماز پڑھتے تھے اور کجا یہ کہ حضرت عمر مکہ کے سارے سرداروں کو للکار کر کہہ رہے ہیں اے نامرادو! یاد رکھو جس نے ذرا جنبش کرنے کی کوشش کی وہ اپنا سر اپنے قدموں پہ گرا پائیگا۔ مگر کس میں مجال تھی کہ اللہ کے اس بپھرے ہوئے شیر کی آنکھ سے آنکھ ملا سکتا۔

ضروری نوٹ: حملہ حیدری کے مصنف شیعہ شاعر مرزا محمد رفیع مشہدی نے جہاں حضرت عمر کا یہ سارا واقعہ قبول اسلام بیان کیا وہاں ایک جگہ نیش زنی بھی کر گیا ہے کہ

۷ ہے حمائل ہماں تیغ کیں برکمر: یعنی حضرت عمر کمر پہ تیغ کینہ باندھے حضرت علی سے آگے آگے چلے۔

کسی ایک کے ساتھ جو تجھے زیادہ پسند ہے، اسلام کو عزت عطا فرما۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہی دعاءِ نبویؐ کا ثمر ہے۔ میں نے کہا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے مکان تک پہنچاؤ۔ انہوں نے بتلایا کہ آپ صفا کے نیچے ایک گھر میں رہتے ہیں۔ میں وہاں جا پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی کون ہے؟ میں نے کہا ابن خطاب مگر کسی نے دروازہ کھولنے کی ہمت نہ کی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ میری سخت مخالفت سب پر آشکارا تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو اللہ اس کے لیے بہتری چاہے گا تو ہدایت دیدے گا۔ چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ دو مردوں نے مجھے پکڑ لیا اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا بٹھلایا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے میرا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور کہا۔ اے ابنِ خطاب اسلام لے آؤ۔ اے اللہ اسے ہدایت دے دے۔ میں پکار اٹھا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔

مسلمانوں نے یہ سن کر اس زور سے نعرۂ تکبیر کہا کہ حرم کعبہ تک اس کی گونج جا پہنچی، حالانکہ قبل ازیں وہ چھپ کر رہا کرتے تھے۔

اسے حافظ ابو القاسم دمشقی نے اربعین طوال میں روایت کیا ہے۔

ارے اللہ کے بندے! تجھے حضرت عمر کے آگے چلنے میں کینہ نظر آ رہا ہے مگر ہمیں یہاں سے حضرت عمر پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتہاج و افتخار نظر آ رہا ہے۔ ارے! جس کی للکار نے کفار کے چھکے چھڑا دیے جس نے ایک ہزار اونٹ کی محبت دل سے نکال دین کی محبت سے اپنا سینہ آباد کر لیا تجھے اس کے دل میں کینہ نظر آتا ہے؟ کینہ تو تیرے دل کا نور بجھا رہا ہے۔

حدیث:

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ ہمیں عمر فاروق کے اسلام لانے کا واقعہ یوں پہنچا ہے کہ آپ کی بہن فاطمہؓ اور ان کا شوہر سعید زیدؓ اسلام لے آئے تھے مگر انہوں نے اپنا عقیدہ چھپا رکھا تھا۔ یونہی نعیم بن فحام بھی عمر فاروق کی قوم میں سے اسلام لا کر اپنے اسلام کو چھپائے پھرتے تھے۔ جب کہ حضرت خبابؓ بن ارت گاہے بگاہے حضرت فاطمہؓ کے پاس آ کر انہیں قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک بار عمر فاروق ہاتھ میں تلوار لیے نبی علیہ السلام اور آپ کے چند ساتھیوں کو قتل کرنے نکلے، راوی کہتا ہے ان دنوں کوہ صفا کے قریب ایک گھر میں چالیس کے قریب مسلمان مرد عورتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھپے بیٹھے تھے۔ جن میں آپ کے چچا امیر حمزہؓ، ابو بکر صدیقؓ، علی مرتضیٰؓ اور دیگر وہ مسلمان تھے جو حبشہ کو ہجرت نہ کر پائے تھے۔ عمر کو راستے میں نعیم بن عبداللہ مل گئے، انہوں نے پوچھا اے عمر! کدھر! کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا ارادہ ہے۔ آگے حضرت انس کی حدیث والا مضمون ہے۔ مختصراً یہ کہ عمر نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ نے ان کے گریبان یا چادر کی اکٹھی جگہ کو پکڑ کر سخت جھنجھوڑا۔ پھر فرمایا، "عمر کیوں آئے ہو"، عمر نے کہا۔ اللہ اس کے رسول اور اس کی نازل کردہ کتاب پر ایمان لانے آیا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے تکبیر کہی۔ جسے سب صحابہ نے سنا اور جان لیا کہ عمر اسلام لے آئے ہیں۔ اس کے بعد صحابہ وہاں سے بکھر گئے۔ (ایک جگہ مقید نہ رہے) کیونکہ اب وہ اپنے اندر ایک عزّت اور قوّت پاتے تھے کہ امیر حمزہ اور حضرت عمر فاروق نبی علیہ السلام کے لیے ڈھال بنیں گے اور مسلمانوں کو اب اپنے دشمنوں سے حفاظت حاصل ہو گی اور انصاف ملے گا۔

حدیث

ابن اسحاق کہتے ہیں عمر فاروق کے اسلام لانے کا واقعہ اہلِ مدینہ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن نجیح مکی نے اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہوئے مجھے حدیث سنائی کہ عمر اسلام سے بہت دور تھے۔ اور بہتر سے بہتر شراب پیا کرتے۔ خود عمر بیان کرتے ہیں کہ ہماری ایک مجلس ہوتی تھی اور آل عمر بن عمران مخزومی کے مکانات کے قریب ایک جگہ لوگ اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ میں ایک رات جائے مجلس میں پہنچا مگر وہاں کوئی ساتھی نہ تھا۔ میں نے سوچا فلاں شراب فروش کے پاس جاتا ہوں، وہاں سے کچھ پینے کو مل جائیگی۔ میں وہاں گیا مگر اسے وہاں نہ پایا۔ پھر میں نے سوچا چلو کعبہ میں چل کر طواف کرتے ہیں۔ میں وہاں آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ان دنوں شام کی طرف منہ کر کے کعبہ کو اپنے اور شام کے درمیان رکھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور کعبہ کی جنوبی دیوار کے سامنے رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان کھڑے ہوتے تھے۔ میں نے سوچا چلو آج رات (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہی سنتے ہیں تاکہ کچھ معلوم ہو کہ آپ کیا کہتے ہیں! پھر مجھے خیال آیا کہ اگر میں سیدھا آپ کے پاس جا کھڑا ہوا تو آپ گھبرا جائیں گے۔ چنانچہ میں حجر اسود کی طرف سے کعبہ کے پردہ کے نیچے چھپ گیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا پردے کے اندر ہی اندر، آپ کے سامنے جا بیٹھا۔ میرے اور آپ کے درمیان کعبہ کا پردہ حائل تھا۔ میں نے آپ کی زبان سے قرآن سنا تو دل موم ہو گیا میں رو پڑا اور اسلام میرے دل میں در آیا۔ میں وہیں چھپا رہا۔ تا آنکہ آپ نے نماز ختم کی اور چل دیئے، آپ دار ابن ابی حسین کی طرف سے باہر نکلا کرتے تھے یہی آپ کا راستہ تھا اس کے بعد آپ صفا مروہ کی سعی کرتے پھر دار بنی

عباس کی طرف چل دیے ۔ وہاں سے دار بنی ازہر بن عبد عوف زہری اور دار اخنس بن شریق کی طرف سے ہوتے ہوئے اپنے گھر جا داخل ہوتے ۔ آپ کا گھر دار رقطاء میں تھا جو ان دنوں معاویہ بن ابی سفیان کے قبضہ میں تھی عمر کہتے ہیں ، میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا ۔ آپ دار عباس اور دار ابن ازہر تک پہنچے تھے ، کہ میں نے آپ کو جا پایا ۔ نبی علیہ السلام کو میری آمد معلوم ہوئی تو آپ سمجھے کہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہتا ہوں ۔ اس لیے آپ نے مجھے جھڑکا ۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابن خطاب اس وقت پیچھے کیوں آ رہے ہو ؟ میں نے کہا ۔ اللہ اس کے رسول اور اللہ کی طرف سے ان پر نازل شدہ کتاب پر ایمان لانے آیا ہوں ۔ آپ نے اللہ کی حمد کہی پھر فرمایا ، اے عمر ! اللہ نے تجھے ہدایت دی ہے ۔ اس کے بعد میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور ثابت قدمی کے لیے دعا کی ۔ اس کے بعد میں واپس پلٹ آیا ۔ اور آپ اپنے گھر داخل ہو گئے ۔

اسلام لانے کی پاداش میں کچھ تکالیف مجھے بھی آنی چاہییں ، تمنائے عمرؓ

حدیث

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے کہا اسلام لانے کے بعد میری یہ حالت تھی کہ جہاں کہیں کسی مسلمان کو مارا جا رہا ہوتا تھا ۔ میں اس کی مدد کو ضرور پہنچ جاتا ۔ چنانچہ (اسلام لانے کے بعد) میں اپنے خالو (عاص بن وائل) کے پاس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا ۔ آواز آئی کون ؟ میں نے

کہا ابن خطاب ۔ چنانچہ خالو باہر نکل آئے ۔ میں نے کہا جانتے ہو میں مسلمان ہو چکا ہوں ؟ اس نے کہا ۔ واقعی ؟ میں نے کہا ہاں واقعی ۔ کہنے لگا ۔ ایسا نہ کرو ۔ میں نے کہا کیوں ؟ کہنے لگا ۔ بس نہ کرو ایسا ۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر لیا ۔ میں نے کہا عجیب بات ہے ۔ اس کے بعد میں قریش کے ایک اور بڑے سردار کے پاس پہنچا ۔ دروازہ کھٹکھٹایا ۔ تو وہ بولا کون ؟ میں نے کہا ۔ ابن خطاب ۔ وہ باہر آیا ۔ میں نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں ؟ اس نے کہا ۔ کیا واقعی ؟ میں نے کہا ہاں یقیناً ۔ کہنے لگا ایسا نہ کرو ۔ اور ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر لیا ۔ میں نے سوچا کوئی بات ہے ۔ چنانچہ مجھے ایک شخص نے مشورہ دیا کہ اگر تم اپنا اسلام تمام لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہو تو فلاں شخص جب حرم میں موجود ہو اس کے پاس جانا اور اسے بتلانا ۔ تو میں نے ایسے ہی کیا ۔ اور جب میں نے اسے بتلایا ۔ تو اس نے کہا واقعی مسلمان ہو گئے ہو تم ؟ میں نے کہا ہاں ۔ تو اس نے بلند آواز سے پکارا لوگو ! سنو ! ابن خطاب اپنے دین سے پھر گیا ہے ۔ بس پھر لوگوں نے مجھے مارنا شروع کر دیا ۔ میں نے بھی لوگوں کو مارا ۔ اتنے میں ایک شخص (عاص بن وائل) وہاں آ گیا ۔ اس نے کہا یہ لوگ کیوں جمع ہیں ؟ اسے بتلایا گیا کہ ابن خطاب دین سے پھر گیا ہے ۔ اور لوگ اس کے پیچھے پڑے ہیں ۔ وہ شخص حجر اسود کے قریب کھڑے ہو کر زور سے بولا لوگو میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی ہے ۔ تو لوگ ہٹ گئے [1] تب میں انتظار میں کھڑا رہا کہ اب کوئی مجھے مارے ۔ مگر

[1] اس دور میں جب کوئی بڑا آدمی یا کوئی سردار کسی مجبور آدمی کو پناہ دے دیتا تھا تو پھر اسے کچھ نہیں کہا جاتا تھا ۔ ورنہ وہ اس سردار سے بغاوت ہوتی تھی اور یوں جنگ کھڑی ہو جاتی ۔ اس لیے لوگ عمر فاروق سے پرے

کوئی میرے قریب نہ آیا۔ مَیں نے دل میں سوچا۔ جو تکالیف مسلمانوں کو راہ خدا میں آئی ہیں کیا مجھے وہ نہیں آئیں گی؟ تو مَیں نے کچھ مزید انتظار کیا۔ جب لوگ اطمینان سے حرم میں بیٹھ گئے تو مَیں نے اپنے خالو سے آکر کہا سنو! بولا کیا سنوں؟ مَیں نے کہا۔ تم نے مجھے جو پناہ دی ہے وہ مَیں واپس لوٹاتا ہوں۔ وہ کہنے لگا۔ بھانجے! ایسا نہ کر! مَیں نے کہا نہیں۔ مجھے تمہاری امان کی ضرورت نہیں۔ کہنے لگا۔ اچھا تمہاری مرضی جو چاہتے ہو کرو۔ اس کے بعد کفار سے میری جھڑپیں ہوتی رہیں۔ تاآنکہ اللہ نے اسلام کو عزت دیدی۔

اسے حافظ دمشقی نے اربعین طوال میں روایت کیا ہے۔

عمر فاروق رضؓ نے کفّار کے گھر گھر جاکر اپنے ایمان کا اعلان کیا

حدیث۔

عبدالرحمٰن بن حارث حضرت عمرؓ کے بعض گھر والوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے کہا۔ جس رات میں ایمان لایا مَیں نے سوچا مکّہ میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ مجھے چل کر اسے اپنے اسلام کی خبر دینا چاہیے۔ خیال آیا کہ وہ ابوجہل ہے (اور ابوجہل رشتے میں عمر فاروق کا ماموں ہے) آپ کہتے ہیں جونہی صبح ہوئی۔ مَیں نے اس کا دروازہ جا توڑا

ہٹ گئے۔ جب انہیں عاص بن وائل نے پناہ دے دی۔ اسی طرح ابوطالب نے نبی علیہ السلام کو پناہ دی تھی۔

ابوجہل باہر نکلا۔ بولا خوش آمدید بھانجے! کیوں آئے ہو؟ مَیں نے کہا تمہیں آگاہ کرنے آیا ہوں کہ مَیں نے اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا کلمہ پڑھ لیا ہے اور ان کا لایا ہوا پیغام تسلیم کرلیا ہے۔ اس نے یہ کہتے ہوئے دروازہ بند کرلیا کہ اللہ بُرا کرے تیرا اور تیرے عقیدے کا۔

حدیث۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ جب اسلام لائے تو تمام قریش کو فوری طور پر اس کا علم نہ ہو سکا۔ آپ نے کہا اہل مکّہ میں کون زیادہ پراپیگنڈہ کرنے والا ہے؟ کہا گیا۔ جمیل بن معمر جمحی۔ آپ اس کے پاس گئے۔ میں (عبداللہ بن عمر) ان کے پیچھے ہو لیا۔ اور مجھے اس وقت مکمل ہوش و حواس اور فہم و شعور حاصل تھا۔ آپ نے جاکر اسے کہا میں اسلام لا چکا ہوں۔ اتنا سننا تھا کہ وہ مسجد حرام میں جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور قریش کی تمام مجالس میں بلند آواز سے پکارنے لگا۔ سنو ابن خطاب دین سے پھر گیا ہے۔ آپ نے اسے کہا۔ او جھوٹ نہ بول! مَیں اللہ پر ایمان لایا ہوں۔ اور مَیں نے اس کے رسول کی تصدیق کی ہے۔ تو کفار آپ پر پل پڑے۔ آپ نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ تاآنکہ سورج ڈھل گیا۔ اور عمر فاروق مقابلہ کرتے کرتے نڈھال ہو کر بیٹھ گئے۔ کفّار پھر بھی سر پہ سوار تھے۔ آپ کہہ رہے تھے۔ تم جو کر سکتے ہو کر لو! اگر ہم (مسلمان) تین سو کے قریب ہو جاتے تو فیصلہ ہو جاتا۔ یا (مکّہ کی سرداری) ہمیں مل جاتی۔ یا تمہارے پاس ہی رہتی۔

یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص آگیا۔ جس پر ریشمی حلہ اور قومسی قمیص تھی وہ کہنے لگا کیا بات ہے؟ کہا گیا عمر دین سے پھر گیا ہے۔ وہ

کہنے لگا۔ چھوڑ دو۔ ایک شخص نے نیا دین اپنے لیے پسند کر لیا ہے (تو کیا ہوا) کیا تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی اپنے سرداروں کو تمہارے حوالے کر دیں گے تو آناً فاناً سب کفار یوں عمر فاروق سے چھٹ گئے جیسے کسی چیز سے کپڑا کھینچ لیا جائے (عبداللہ بن عمر کہتے ہیں) میں نے مدینہ طیبہ آکر ایک بار والد سے پوچھا۔ ابا جان! وہ شخص کون تھا جس نے اس دن لوگوں کو آپ سے دور کیا تھا؟ آپ نے فرمایا بیٹے وہ عاص بن وائل تھا۔

اسے ابوحاتم اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

حدیث

قلعی نے اس قصہ کا ایک حصہ یوں روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رض نے کہا۔ اس کے بعد ہم (مسلمانوں) نے کبھی چھپ کر عبادت نہ کی چنانچہ اللہ نے یہ آیت اتاری[لہ]۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

(سورہ انفال آیت ۶۴ پارہ ۱۰)

لہ اس آیت کا اسلام عمر فاروق پر نازل ہونا اہل تشیع نے بھی مانا ہے روضۃ الصفا جلد ۲ صہ ۲۸۴ میں حضرت عمر کے اسلام لانے کا سارا واقعہ ذکر کیے جانے کے بعد آخر میں لکھا ہے۔ کفار متوجہ عمر شدند و عمر بدفع ایشاں مشغول شدہ جملہ را از حوالی کعبہ دور ساخت و حضرت رسول بہ بیت اللہ در آمدہ با اصحاب کرام باداۓ صلواۃ قیام نمودند و آیہ کریمہ یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین فرود آمدہ۔

ترجمہ: کفار حضرت عمر پر بل پڑے آپ نے دفاع شروع کیا تا آنکہ آپ نے تمام کفار کو حوالی کعبہ سے مار بھگایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں تشریف لائے اور نماز با جماعت ادا کی گئی تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یاایھا النبی الخ۔

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو اللہ اور آپ کے پیرو مومنین کافی ہیں۔

تو یہ آسمان سے اترنے والی ایسی پہلی آیت تھی۔ جس میں صحابہ کرام مومنین کا نام دیا گیا۔ ان دنوں عمر مکہ میں لڑائی کا جھنڈا گاڑے ہوئے تھا۔ کفار اس سے حق بات پر لڑتے تھے۔ جب کہ عمر ان سے یہی کہتا تھا۔ کہ، اگر ہم تین سو ہو جائیں تو (فیصلہ ہو جائے اور یہ مکہ کی سرداری) یا ہم تمہیں دیدیں گے یا تم ہمیں دے دو گے۔

آپ کے اسلام کی وجہ سے دین کا غلبہ اور عزت اور اہل اسلام کی حفاظت

حدیث

آپ کے نام کی فصل میں حدیث ابن عباس کے تحت اس سے متعلقہ کچھ مضمون گزر چکا ہے۔ اسی طرح حدیث ابن اسحاق قلعی میں بھی یہ مضمون آ چکا ہے۔

حدیث ۲

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب اور ابوجہل بن ہشام کے لیے دعا کی۔ آپ نے بدھ کی صبح کو یہ دعا کی اور جمعرات کو عمر فاروق اسلام لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

دار ارقم والوں نے اس زور سے نعرہ مارا کہ مکہ کے بالائی حصوں میں اس کی دھمک جا پہنچی ۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہم کیوں چھپتے ہیں جب کہ ہم حق پر ہیں اور کفار باطل پر ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ہم ابھی تھوڑے ہیں ۔ انہوں نے عرض کیا ۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبیؐ بنایا ہے ۔ جس بھی مجلس میں میں کفر کے ساتھ بیٹھا تھا ۔ اب اس میں اسلام کے ساتھ ضرور بیٹھوں گا ۔ یہ کہہ کر آپ اٹھے اور جا کر کعبہ کا طواف کیا ۔ پھر قریش کے پاس گئے ۔ ابو جہل بولا ۔ مجھے فلاں نے بتلایا ہے کہ تم دین سے پھر گئے ہو ؟ آپ نے فرمایا ۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبده ورسوله

یہ سنتے ہی مشرکین نے آپ پر حملہ کر دیا ۔ آپ کود کر عتبہ بن ربیعہ کے اوپر جا چھپٹے ۔ اسے پچھاڑ کر اس کے اوپر بیٹھ گئے ۔ اور دونوں انگلیاں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں ۔ عتبہ کی چیخیں نکل گئیں ۔ دوسرے کافر دوڑ گئے ۔ عمرؓ وہاں سے اٹھے تو کوئی آپ کے نزدیک نہیں آتا تھا ۔ جو قریب آیا آپ نے کان سے پکڑ لیا ۔ کفار دوڑ گئے ۔ آپ نے اپنی سابقہ تمام مجالس میں پہنچ کر اپنا اسلام ظاہر کیا اور واپس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ کو کس چیز نے روک رکھا ہے ؟ آپ پر میرے والدین قربان ہوں ۔ میں نے ہر اس مجلس میں اپنا اسلام ظاہر کر دیا ہے جس میں کفر ظاہر کرتا تھا ۔ نہ ڈرا ہوں نہ دہشت آئی ہے مجھے ۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل آئے ۔ عمر فاروق اور امیر حمزہ آگے آگے تھے ۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز ظہر علانیہ پڑھی ۔ پھر آپ صحابہ سمیت واپس دار ارقم میں آگئے ۔

اسے حافظ دمشقی نے اربعین طوال میں روایت کیا اور حدیث غریب قرار دیا ہے ۔

حدیث

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص (جنہیں کفار قریش نے شاہ حبشہ کو ورغلا کر وہاں گئے ہوئے مسلمانوں کو واپس لانے کی ذمہ داری دی تھی) حبشہ سے ناکام لوٹ آئے اور نجاشی بادشاہ نے انہیں بے مراد لوٹا دیا ۔ ادھر عمر فاروق مسلمان ہو گئے ۔ آپ بڑے دبدبہ والے تھے ۔ پشت پیچھے بھی کوئی آپ پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا ۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ عمرؓ اور امیر حمزہؓ کی وجہ سے حفاظت میں آگئے ۔

تشریح :

پیچھے ایک حدیث میں گزرا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کے اسلام کی دعا بدھ کے روز کی دوسری میں ہے ۔ جمعرات کو کی تھی ۔ دونوں میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ تکرار سے دعا کی گئی ۔ بدھ کو بھی اور جمعرات کو بھی ۔

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ۔ جب سے عمر اسلام لائے ہم (مسلمان) معزز ہو گئے ۔ اسے بخاری اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

عبد اللہ بن مسعودؓ ہی سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ کا اسلام مجسم فتح تھا

آپ کی ہجرت سراپا نصرت ۔ اور حکومت عین رحمت تھی ۔ جب تک آپ مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے کی ہمت نہ ہوئی ۔ عمر نے اسلام لا کر کفار سے جنگ کی اور کعبہ میں نماز پڑھی اور ہمیں بھی پڑھائی ۔

اسے حافظ سلفی نے روایت کیا ہے ۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی سیرت میں ابن مسعود سے یہی روایت کیا ہے ۔

حدیث

عبد اللہ بن مسعودؓ ہی سے روایت ہے کہ ہم نے کبھی کھل کر علانیہ نماز نہیں پڑھی تھی ۔ تا آنکہ عمر اسلام لائے ۔ اور جب آپ اسلام لے آئے تو دین ظاہر ہو گیا ۔ اور اللہ کی طرف دعوت علانیہ ہونے لگی ۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں مومنین کا نام نہ دیا گیا ۔

یہ تمام احادیث صاحب "فضائل عمر" نے روایت کی ہیں ۔

حدیث

صہیبؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ کے اسلام لانے پر ہی ہم کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے اور ہم نے طواف کیا اور زیادتی کرنے والوں سے اپنا بدلہ لیا ۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق کے مسلمان ہو جانے کے بعد کفار اہل اسلام پر زیادتی نہیں کرتے تھے ۔

تشریح :

مذکور ہے کہ یہ نبی علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے تھا، جو ہم آپ کے اسلام لانے کے واقعہ میں بیان کر آئے ہیں ۔

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اے اللہ! ان دو مردوں میں سے اپنے ہاں محبوب تر مرد کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما ۔ عمر بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام ۔ تو اللہ کے ہاں عمر فاروق محبوب تر نکلے ۔

اسے احمد بن حنبل، ترمذی نے اور ابو حاتم نے روایت کیا اور حدیث صحیح قرار دیا ہے ۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ۔

ترجمہ : اے اللہ عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما۔[1]

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے ۔

---

[1] معلوم ہوا عمر فاروق کی وہ ذات ہے جو نبی علیہ السلام نے اللہ سے مانگ کر لی ہے ۔ گویا آپ مراد نبوت تھے۔ اس سے بڑھ کر آپ کی عظمت کیا کہی جا سکتی ہے ۔ اگر شیعہ حضرات کو ابھی یقین نہیں آ رہا تو یہ حدیث ہم ان کی کتب سے دکھلائے دیتے ہیں چنانچہ ابن ابی الحدید اپنی شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص۱۲۳ میں حضرت عمر کے قبول اسلام

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! صرف عمر کی وجہ سے اسلام کو غلبہ دیدے۔ اسے ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

ممکن ہے کہ ایک بار نبی علیہ السلام نے عمر فاروق اور ابوجہل دونوں کے لیے دعا کی، جب کہ دوسری بار صرف عمرؓ کا ہی نام مختص کر لیا۔ اس لیے احادیث میں کوئی تضاد نہیں۔

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

اے اللہ عمر کے ساتھ اسلام کی تائید فرما۔

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔

کا سارا واقعہ لکھا آخر میں لکھتا ہے، جب حضرت عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے انہیں گریبان سے پکڑ کر کہا اے عمر تم کب باز آؤ گے۔ پھر آپ نے کہا۔

اللھم عز الاسلام بعمر فقال اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ

ترجمہ: اے اللہ! اسلام کو عمر کے ساتھ عزت دے۔ تو انہوں نے فوراً کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

عمر فاروقؓ کے اسلام پر عرش والوں کی خوشی

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ کے اسلام لانے پر جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ عرض کیا۔ یارسول اللہ!

لقد استبشر اھل السمآء باسلام عمر بن الخطاب

عمر کے اسلام لانے پر آسمان والے ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔

اسے ابوحاتم دارقطنی، خلعی اور بغوی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

انہی کتب کے اندر ایک غریب روایت یوں بھی ہے کہ اس کے بعد جبریل نے کہا، اور آسمان والے خوشی کیوں نہ کرتے۔ جب کہ آپکے اسلام سے قبل مسلمانوں کی کوئی علانیہ نماز قربانی اور کوئی نیک عمل جو علانیہ طور پہ کیا گیا ہو آسمان کی طرف نہیں اٹھاتا تھا۔ اور کہا آج کے بعد اللہ کی عبادت خفیہ نہیں ہوگی۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

افراد اسلام لائے تھے عمر کے مسلمان ہونے پر چالیس مکمل ہو گئے[۱۵۱]۔ تو اللہ نے جبریل کو بھیج کر یہ آیت اتاری۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اسے ثعلبی اور واحدی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

ابو عمر کہتے ہیں آپ سے قبل چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام لاچکی تھیں

---

۱۵۱ روضۃ الصفا جلد نمبر ۲ صہ ۲۸۴ میں بھی لکھا ہے۔

پوشیدہ نماند کہ در کیفیت اسلام عمر اقوال دیگر آمدہ وچوں اشارت بعدم اکثار صادر شدہ بہمیں روایت اکتفا نمودہ آمد وبعضے از مورخاں گویند کہ فاروق بعد از سی و نہ[۳۹] مرد شرف اسلام دریافت وہر طے بعد از چہل کس گویند وبعد از چہل وپنج نیز گفتہ اند بالجملہ بازوئے ملت بمعاونت تقویت یافت واہل توحید بموافقت او قوی خاطر ومستظہر گشتند،

ترجمہ: پوشیدہ نہ رہے کہ اسلام عمر بن الخطاب میں دیگر اقوال ہیں اختصاراً اسی ایک پر اکتفا کیا گیا ہے بعض مورخین کہتے ہیں۔ فاروق انتالیس[۳۹] افراد کے بعد اسلام لائے بعض نے چالیس[۴۰] افراد کے بعد لکھا ہے اور کچھ پنتالیس[۴۵] کے بعد لکھا ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بازوئے ملت کو آپ کی معاونت سے تقویت ملی اور اہل توحید آپ کی موافقت سے مطبوط دل ہونے اور آشکارا کام کرنے لگے

فصل پنجم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال ہجرت

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے کہا حضرت عمر کے سوا کسی نے علانیہ ہجرت نہیں کی۔ آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار زیب تن کی، کمان کندھے پر لٹکائی، ترکش ہاتھ میں لیا اور پہلو میں نیزہ ہوئے حرم روانہ ہوئے۔ کعبہ کے صحن میں قریش کا ایک جتھہ موجود تھا۔ آپ نے پورے اطمینان سے سات شوط میں طواف کیا۔ مکمل سکون سے نماز پڑھی اور کفار کے ایک ایک حلقہ کے سر پر جا کھڑے ہوئے اور بانگ دہل کہنے لگے۔ تمہارے چہرے ذلیل ہو گئے ہیں۔ اللہ ان چہروں کو خاک میں ملا کر چھوڑیگا۔ جس نے اپنی ماں کو نوحہ کناں بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ حرم سے باہر آکر مجھ سے دو دو ہاتھ کر سکتا ہے[۱۵۲]

---

۱۵۲ یہاں ایک پنجابی شاعر نے عقیدت کے چند پھول خدمت فاروق اعظم رض میں نچھاور کیے ہیں جنہیں سن کر ہر محب صحابہ کا ایمان دوچند ہو جاتا ہے۔

۱۔ تاج پاکے خلافت دا آیا عمر | تاجاں والے کھڑے ویکھدے رہ گئے
منبر مصطفےٰ ملیا فاروق نوں | سب شہنشاہ کھڑے ویکھدے رہ گئے

حضرت علی کہتے ہیں، یہ کہہ کر آپ باہر آ گئے، اور کوئی آپ کے پیچھے نہ آسکا۔ البتہ وہ کمزور لوگ آپ کے پیچھے آئے جنہیں آپ نے کامیابی کا راستہ بتلایا تھا۔ اس کے بعد آپ اپنے سفر (سوئے مدینہ) پر روانہ ہو گئے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں اور فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن خطاب اور عیاشؓ بن ابی ربیعہ نے اکٹھے ہجرت کی جس کا واقعہ عمر فاروق یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ ہجرت کا ارادہ کر کے میں اور عیاش اور ہشام بن عاص بن وائل ہم مکہ سے باہر نکلے اور قبیلہ بنی غفار کے قریب مقام مقاحب پر اکٹھے ہوئے (ہم نے مشورہ کیا) کہ کل صبح ہم تینوں یہاں پہنچ جائیں گے۔ اگر کوئی نہ آیا تو سمجھا جائے گا کہ اسے روک لیا گیا ہے لہٰذا باقی دونوں ساتھی ہجرت کر جائیں گے۔ کہتے ہیں اگلے دن میں اور عیاش پہنچ گئے۔ ہشام کو روک لیا گیا۔ ہم مدینہ طیبہ میں آئے۔ بنی عمرو بن عوف کے ہاں ہم نے قبا میں قیام کیا۔

۲- جھولی کسکے خدا کولوں منگ کے لیا — کیڈی سوہنی سی سوہنے نبیؐ دی دعا
خوش نصیبی سی آقا نے گل لا لیا — کئی نصیباں سڑے وِچھڑے رہ گئے

۳- قسم رب دی غلامی داعل تاریا — سارے مکے دی چوہدرلوں للکاریا
آکے بازار وِچ شیر گجدا رہیا — وکی اندریں وڑے وِچھڑے رہ گئے

۴- کہیا فاروق سنگیاں نوں ہن نہ ڈرو — میرے ہندیاں نہ لک لک نمازاں پڑھو
جا کے کعبے وِچ کیتی سی قائم نماز — کافراں دے دھڑے وِچھڑے رہ گئے

فصل ششم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیات

شیخین اور خلفاء اربعہ کے مناقب میں اس فصل کا کافی حصہ گزر چکا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کے غلبہ کے لیے آپ کے ایمان لانے کی دعا نبی بھی آپ نے پڑھ لی اور فصل اسم میں آپ کے لقب فاروق کا تذکرہ بھی ذہن نشین کر لیا۔ اور کھلے بندوں ہجرت کی فضیلت بھی سامنے آگئی اب مزید خصوصیات پیش خدمت ہیں۔

خصوصیت ۱

اگر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوت ممکن ہوتی تو آپ ہی نبی ہوتے

حدیث

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ لوکان بعدی نبیا لکان عمر۔ اگر میرے بعد نبی

ممکن ہوتا تو عمر نبی ہوتا۔

اسے احمد بن حنبل نے اور ترمذی نے روایت کیا اور حسن غریب قرار دیا ہے۔

اگر میں نبی بن کر نہ آتا تو عمر نبی بن کر آتا۔ قول رسول

حدیث

بعض طرق میں یوں ہے۔ لَوْ لَمْ اُبْعَثْ فِیْکُمْ لَبُعِثْتَ یَا عُمَرُ۔

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی بنا کر نہ بھیجا جاتا تو اے عمر! تم نبی ہو کر آتے

بعض طرق میں یوں بھی ہے۔

لَوْ لَمْ اُبْعَثْ فِیْکُمْ لَبُعِثَ عُمَرُ

ترجمہ: اے مسلمانو! اگر میں تمہارے اندر نبی بن کر نہ آتا تو عمر نبی بن کر آتے۔ اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ۲

زبان رسالت کے مطابق آپ اس امت کے محدث ہیں

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے میری امت میں اگر

کوئی محدث ہے تو عمر ہے۔

اسے احمد، مسلم، ابو حاتم اور ترمذی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔ جبکہ بخاری نے اسے روایت کیا ہے۔

حدیث:-

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں بھی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو نبی نہ ہونے کے باوجود کلام کرتے تھے۔ میری امت میں ایسا کوئی ہے تو عمر ہے۔

تشریح:

محدث کا معنیٰ یہاں غالباً یہ ہے کہ جس پر ربانی الہام ہو۔ یعنی وہ لوگ جن پر وحی نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ ان کے آئینہ قلب پر اسرار نازل کرتا ہے۔ جیسا کہ مروی ہے۔ کہ

اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ

اور ممکن ہے کہ اسے ظاہری معنیٰ پر محمول کر لیا جائے۔ اس طرح کہ فرشتے آپ کے پاس آتے ہیں۔ اور وحی کے علاوہ باتیں بتلاتے ہیں اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔

خصوصیت ۳

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات سراپا خیر ہے

حدیث

حضرت جابر سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے ابو بکر صدیق کو ایک بار یوں

پکارا۔ اے بہترین امت بعد از رسولِ خدا! حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ آپ جو آپ نے یوں کہدیا ہے تو سنیئے۔ مَیں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ (انبیاء کے بعد) عمرؓ سے بہتر کسی انسان پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث غریب قرار دیا ہے۔

تشریح :

اس سے مراد ابوبکر صدیقؓ کو نکال کر ہے تاکہ جن احادیث میں ابوبکر صدیق کا سب سے بہتر ہونا مروی ہے، ان سے تعارض نہ رہے۔

حدیث

ثابت بن حجاج سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان عمرؓ سے بہتر کوئی شخص نہیں۔

اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کے علاوہ لوگوں پر عمر فاروق کی افضلیت مراد ہے۔ نبی علیہ السلام تو بلا شک اور بالاجماع سب سے افضل تر ہیں اور ابوبکر صدیق کے بہترین امت ہونے پر احادیث گزر چکی ہیں۔

خصوصیّت ۴

عمر فاروق تمام صحابہ سے بڑھ کر تارک دنیا تھے

حدیث :-

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عمرؓ نہ تو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ پہلے ہجرت کی۔ مگر آپ ہم سب سے بڑھ کر دنیا سے متنفر اور آخرت میں شاغل تھے۔ اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔

خصوصیّت ۵

کئی مواقع پر آپکی رائے کے موافق قرآن نازل ہوا

مقامِ ابراہیم کو مصلّیٰ بنایا جانا

حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ مَیں نے تین بار اپنے رَب کی مرضی کے موافق رائے دی[1] (۱)۔ مقامِ ابراہیم (۲)۔ پردہ اور (۳)۔ اسیرانِ بدر کے بارہ میں۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] یہ آپ کا مقامِ ادب ہے کہ موافقت کی نسبت اللہ کی طرف نہیں اپنی طرف کر رہے ہیں حالانکہ آپکی رائے پہلے تھی اور نزولِ قرآن بعد میں ہوا تھا۔

حدیث :-

طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عمر فاروق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کیا ہمارے جداعلیٰ ابراہیم علیہ السلام کا مقام نہیں ؟ آپ نے فرمایا۔ کیوں نہیں ۔ انہوں نے عرض کیا۔ تو کیا ہم اسے جائے نماز نہ بنائیں (اسے سامنے رکھ کر نماز نہ پڑھیں۔) تو فوراً اللہ نے یہ آیت اتار دی۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی

(سورہ بقرہ ع ۱۲۵ پارہ ع ۱)

ترجمہ : مقام ابراہیم (علیہ السلام) کو جائے نماز بناؤ۔
اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

اسیران بدر کے بارہ میں رائے عمرؓ

حدیث :

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق ؓ نے کہا ۔ بدر کے غزوہ کے بعد نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان گرفتار شدگان کے بارہ میں آپ لوگوں کی رائے کیا ہے ؟ ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ ہمارے چچازاد ہیں۔ ہم قوم ہیں اور بھائی۔ ہم ان سے معاوضہ وصول کر لیتے ہیں۔ اس طرح مشرکین پر ہمارا احسان ہو جائے گا۔ اور بہت ممکن ہے کہ اللہ انہیں اسلام کی راہ نصیب فرمادے اور یہ ہمارے مددگار بن جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابن خطاب! تمہاری رائے کیا ہے ؟ عرض کیا یارسول اللہ! میری رائے ابوبکر سے مختلف ہے ۔ یہ لوگ کفر کے امام اور سرداران کفار ہیں۔

ہمیں انکی گردنیں اڑا دینی چاہییں ۔ نبی علیہ السلام نے ابوبکر کی رائے پسند فرمائی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کی طرف میلان نہ فرمایا اور اسیران بدر کو معاوضہ لے کر چھوڑ دیا۔ اگلے روز بوقت صبح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ اور ابوبکر دونوں بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! مجھے بتلائیے ! کس وجہ سے گریہ ہے۔ تاکہ میں بھی روؤں ؟ یا کم از کم رونے کی شکل ہی بنا لوں ۔ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں کا عذاب اس درخت سے بھی قریب تر اُتر آیا تھا۔ اور سامنے قریب ہی ایک درخت تھا۔ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا۔ تو اللہ نے یہ آیہ اتاری [۱]۔

ما کان لنبیّ ان یکون لهٗ اسریٰ حتی یثخن فی الارض
تریدون عرض الدّنیا واللہ یرید الاخرۃ۔

(سورہ انفال ایت ع ۶۷)

ترجمہ : کسی نبی کو یہ حق نہیں کہ اپنے پاس قیدی رکھے ۔ تاآنکہ وہ زمین پر تسلط بنالے ۔ تم مالِ دنیا چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے ۔

---

[۱] اکثر کتب شیعہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اسیران بدر کے متعلق حضرت عمرؓ کے مشورہ پر ابوبکر صدیق کے مشورہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجیح دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان جلد ۲ ص ۵۵۹ میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے قال عمر بن الخطاب یارسول اللہ کذبوک واخرجوک فقدمهم واضرب اعناقهم ومکن علیاً من عقیل فیضرب عنقه ومکنی من فلان اضرب عنقه فان ھٰؤلاء ائمۃ الکفر وقال ابوبکر اھلک وقومک استأن

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ جب کہ بخاری نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

مذکورہ ہے کہ بدر میں ستر مشرکین مارے گئے۔ ستر گرفتار ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق۔ ابوبکر۔ عمر اور علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔

بهم واستبقهم وخذ منهم فدية فيكون لنا قوة على الكفار، قال ابن زيد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لونزل العذاب من السماء ما نجا منكم غير عمر وسعد بن معاذ۔

ترجمہ۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کفار نے آپ کو جھٹلایا آپ کو وطن سے نکالا اس لیے ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ علی بن ابی طالب کو حکم فرمائیں کہ وہ اپنے بھائی عقیل کو قتل کرے مجھے حکم دیں میں اپنے فلاں رشتہ دار کو قتل کرتا ہوں یہ سردار ان کفر ہیں حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کی قوم اور افرادِ خاندان ہیں انہیں زندہ رہنے دیں اور ان سے فدیہ لے لیں تاکہ وہ ہمارے لیے کفار پر غلبہ کا باعث بنے

ابن زید کہتے ہیں (جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی رائے پسند فرمائی اور اللہ نے اس کے بعد آیت اتار کر رائے عمر فاروق کو افضل قرار دیا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آج عذاب اتر آتا تو عمر اور سعد بن معاذ کے سوا کوئی نہ بچتا۔

یاد رہے ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ا صفحہ ۲۲۶ میں بھی بعینہٖ یہی الفاظ مذکور ہیں ملکہ وہاں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر نے مشورہ دیتے ہوئے یہ بھی کہا تھا تا کافراں بدانند کہ دیگر مہر و مفادت کفر در کافراں در دِل ما راہ ندارد۔ یعنی ان اسیروں میں سے ہر کسی کو اسکا عزیز ترین مسلمان رشتہ دار قتل کرے یہ مشورہ میں اس لیے دے رہا ہوں تاکہ کفار جان لیں کہ ہمارے دلوں میں کفر اور کفار سے محبت کی کوئی سبیل پیدا نہیں ہو سکتی

ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ہمارے چچا زاد ہیں۔ ہم قوم اور بھائی ہیں۔ میں تو یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ ان سے معاوضہ لیا جائے تاکہ کفار پر ہمیں غلبہ رہے اور ممکن ہے کہ اللہ انہیں راہِ ہدایت دیدے اور یہ ہمارے مددگار بن جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! تمہارا مشورہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا قسم بخدا۔ میری رائے ابوبکر والی نہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ میرا فلاں قریبی رشتہ دار اسیر ہے۔ اس کی گردن میں اڑاتا ہوں۔ علی مرتضیٰؓ کو (اپنے بھائی) عقیل کے قتل کا حکم دیا جائے۔ اور امیر حمزہؓ اپنے بھائی عباس کا سر قلم کرنے کا آرڈر دیا جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظاہر کر دے کہ ہمارے دلوں میں کفار سے قطعی محبت نہیں ہے۔ یہ کفار کے سردار اور امام ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی رائے پسند فرمائی اور میری بات کی طرف توجہ نہ دی۔ اس کے بعد اگلے سال جنگ احد ہوئی۔ مسلمانوں نے اسیران بدر کے بارہ میں جو لچکدار رویہ اپنایا تھا۔ انہیں اس کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہونا پڑا۔ چنانچہ ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ کئی فرار ہوئے جس کے نتیجہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلا ایک دانت زخمی ہو گیا۔ تلوار کا کڑا آپ کے سر پہ ٹوٹ گیا۔ خون آپ کے چہرے پر بہہ پڑا۔ تب اللہ نے یہ آیت اتاری۔

اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ (باخذكم الفداء)

(سورہ آل عمران آیت ۱۶۵ پارہ ۴)

ترجمہ: کیا یہ بات نہیں کہ جب تمہیں ایسی مصیبت پہنچے جیسی تم (کفار کو)

پہنچا چکے ہو تو تم کہنے ہو کہ یہ کہاں سے آگئی ہے ؟ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیں کہ یہ مصیبت تمہیں اپنے ہاتھوں پہنچی ہے (کیونکہ تمنے فدیہ قبول کر لیا تھا) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حدیث۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسیرانِ بدر کے بارہ میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ نے انہیں تمہارے قبضہ میں دے دیا ہے۔ عمر بن خطابؓ اٹھے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! انکی گردنیں اڑادی جائیں۔ مگر آپ نے اس طرف توجہ نہ دی۔ اور دوبارہ فرمایا۔ اللہ نے انہیں تمہارے اختیار میں کر دیا ہے۔ جب کہ کل یہ تمہارے قومی بھائی تھے۔

عمر فاروق نے پھر کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! ان کے سر قلم کر دئیے جائیں! آپ نے ادھر توجہ نہ فرمائی اور پھر مذکورہ اعلان فرمایا تو ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا خیال ہے کہ آپ انہیں معاف کر دیں۔ یا ان سے معاوضہ لے لیں۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر طاری پریشانی جاتی رہی۔ اور آپ نے انہیں معاف فرماتے ہوئے معاوضہ لینے کا حکم دے دیا۔ تب اللہ نے یہ آیت (لو لا کتاب من اللہ) سورہ انفال آیت نمبر ۶۸ نازل فرمائی۔ اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس ہی سے ایک اور روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرؓ سے

ملے اور فرمایا۔ تمہاری رائے کی مخالفت کرتے ہوئے قریب تھا کہ ہم کسی بڑی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے۔

اسے واحدی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

بعض طرق میں یوں ہے کہ فرمایا اے عمر! تیری مخالفت میں ممکن تھا۔ ہمیں شر پہنچتی۔ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ فرمایا۔ اگر آج آسمان سے آگ برس پڑتی تو عمر کے سوا کسی کو نجات نہ ملتی [1] اسی طرح ایک طریق میں یہ الفاظ ہیں کہ اگر آج عذاب آجاتا تو صرف عمر نجات پاتا۔

یہ روایات قلعی نے بیان کی ہیں۔

تشریحِ ثانی :

ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ عمر فاروق کا اجتہاد نہایت پختہ ہے۔

---

[1] یہ بات شیعہ فرقہ نے بھی روایت کی ہے۔ چنانچہ ابھی پیچھے حدیث ملا ۲۶۸ کے حاشیہ میں مجمع البیان کی عبارت آپ پڑھ چکے ہیں اور ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۱ ص ۲۴۸ پر یوں ہے۔

از عمر بن خطاب حدیث کنند کہ روز دیگر بخدمت پیغمبر شتافتم در رسول خدا را با تفاق ابوبکر گریاں یافتم، سبب پرسیدم، فرمود ایں گریہ بداں است کہ ما بفدیہ رضا دادیم و عذاب ایشاں را با من عرضہ دادند کہ نزدیک تر از ایں درخت بود و اشارت کردہ بدرختے کہ قریب پاآں حضرت واقع بود۔

آپ کی رائے پر آیت حجاب کا نزول

حدیث

ابنِ مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تین مواقع پر اللہ کی مرضی کے مطابق بات کی ہے "! میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اے کاش کہ ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں ؟ اللہ نے یہ آیت اتار دی۔

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

۲۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں ہر کس و ناکس آتا ہے، کیا امہات المومنین کو پردے کا حکم نہیں دیا جا سکتا؟ تو اللہ نے پردے کی آیت نازل فرمادی۔

۳۔ یوں ہی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ازواج مطہرات کے کچھ جھگڑے کی بات پہنچی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ نبی علیہ السلام سے کچھ نہ کہا کریں ورنہ اللہ آپ لوگوں کی جگہ اپنے نبی کو نئی ازواج دیدے گا تا آنکہ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک زوجہ محترمہ حضرت

ترجمہ: حضرت عمر سے روایت ہے کہ دوسرے روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جلدی سے حاضر ہوا میں نے آپ کو اور ابوبکر صدیق کو روتے پایا میں نے سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا یہ رونا فدیہ قبول کرنے سے متعلق ہے۔ مجھے اس کا عذاب اس درخت سے نزدیک تر دکھایا گیا ہے۔ آپ نے اپنے قریب ایک درخت کی طرف اشارہ فرمایا۔

زینب رضی اللہ عنہا میرے پاس (آیت پردہ نازل ہونے سے قبل) آئیں اور کہا کہ آپ ہمیں وعظ کرتے ہیں۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ نہیں آتا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن۔ سورہ تحریم آیت ۵ پارہ ۲۸

ترجمہ: اگر ہمارا نبی تمہیں طلاق دیدے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو تم سے بہتر بیویاں دیدے۔

اسے بخاری، مسلم اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

ایک روایت میں مقام ابراہیم اور پردے کے ذکر کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے کسی بات پر غیرت کھائی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گھریلو تنازع کیا) میں نے ان سے کہا بہت ممکن ہے کہ اللہ آپ لوگوں کی جگہ دیگر بیویاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدے تو (مذکورہ) آیت نازل ہوگئی۔

حدیث

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چار چیزوں کی وجہ سے عمر فاروق تمام لوگوں پر فضیلت لے گئے۔

۱۔ آپ نے ہی روز بدر قیدیوں کے قتل کا مشورہ دیا تو اللہ نے فرمایا۔

لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ

عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھی ہوئی مہلت موجود نہ ہوتی تو تمہیں مال پکڑنے (قیدیوں سے معاوضہ وصول کرنے) کی وجہ سے بڑا عذاب آلیتا۔

۲۔ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو پردہ کا مشورہ دیا۔ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ وحی ہمارے گھر میں نازل ہوتی ہے آپ ہمیں کیوں تبلیغ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (سورہ احزاب آیت ۵۳ پارہ ۲۲)

ترجمہ: اور مومنو جب تم ان (ازواج نبیؐ) سے سوال کرنا چاہو تو پردہ کے پیچھے سے کیا کرو۔

۳۔ آپ ہی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ۔

ترجمہ: اے اللہ! عمر کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرما۔

۴۔ اور آپ ہی نے سب سے پہلے ابوبکر صدیق کی بیعت کی (تو آپ کی رائے مسلمانوں کے لیے دلیلِ راہ بن گئی اور سب نے بیعت کر لی۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۳۱

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر آپ کے ہی پیالہ سے کھجور، ستو اور گھی سے بنا ہوا پنیر

کھا رہی تھی کہ ادھر سے عمر فاروق گزرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (پردہ فرض ہونے سے قبل) ان کو بھی بلا لیا۔ تو عمرؓ بھی ساتھ کھانا شروع ہوئے۔ میری بات مان لی جاتی تو آپ (ازواج نبی) کو کوئی غیر آنکھ دیکھ بھی نہ سکتی۔ اس کے فوراً بعد پردہ کی آیت نازل ہو گئی[1]

عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! اللہ جبریل، میں، ابوبکر اور تمام مسلمان آپ کے مددگار ہیں اللہ نے اسکی تائید فرما دی

حدیث

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے انہیں بتلایا کہ جب

[1] معلوم ہوا عمر فاروق کی رائے اللہ کو پسند تھی اس لیے اللہ اسی کی تصدیق فرما دیتا تھا۔ چنانچہ یہی واقعہ تفسیر مجمع البیان جلد ۲ ص ۳۶۸ پر یوں ہے۔

روی مجاهد عن عائشة قالت كنت آكل مع النبی صلی الله علیه وسلم حيسًا فی قعب فمر بنا عمر فدعاه فاكل فاصابت اصبعی اصبعه فقال حس لو اطاع فيكن ما رأتكن عين فنزل الحجاب

ترجمہ: مجاہد نے سیدہ عائشہ سے روایت کیا ہے کہ میں نبیؐ کے ساتھ ایک برتن میں حیس کھا رہی تھی وہاں سے عمرؓ گزرے، آپ نے انہیں بھی بلایا وہ بھی کھانے لگے۔ اچانک میری انگلی انکی انگلی سے جا لگی، انکے مونہہ سے نکلا اوہ! پھر کہا، اگر میری بات مانی جاتی تو اے ازواج نبیؐ تمہیں کوئی آنکھ نہ دیکھ پاتی، تو اسی وقت پردہ نازل ہو گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے علیحدگی فرمائی کیونکہ آپ کو ان پر کچھ افسوس تھا جس پر آپ نے ایک بالاخانہ میں علیحدہ رہائش اختیار کر لی۔ تو میں (عمرؓ) مسجد میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ صحابہ پریشان بیٹھے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا آج تو میں عمل کروں گا۔ یہ ماجرہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے قبل کا ہے، تو میں سیدہ عائشہؓ بنتِ ابی بکرؓ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا اے بنتِ ابی بکرؓ! آپ کا معاملہ یہاں تک جا پہنچا کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا شروع کیا ہے؟ انہوں نے کہا اے عمر مجھ سے آپ کا کیا واسطہ؟ آپ اپنا گھر سنبھالیں۔ پھر میں سیدہ حفصہؓ کے پاس آیا میں نے کہا۔ اے حفصہ! قسم بخدا مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں نہیں چاہتے۔ اگر میں درمیان میں نہ ہوتا تو تمہیں طلاق مل چکی ہوتی۔ یہ سن کر حفصہ سخت روئیں۔ میں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ حفصہؓ نے بتلایا کہ آپ اپنے بالاخانہ میں ہیں میں وہاں پہنچا۔ وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح دروازے کی دہلیز پر قدم لٹکائے چوکھٹ پر بیٹھے تھے۔ وہ دہلیز کھجور کا تنا کھوکھلا کر کے بنائی گئی تھی۔ میں نے کہا رباح! کیا آپ نبی علیہ السلام سے میرے لیے اجازت طلب کر سکتے ہیں رباح نے ایک نظر بالاخانہ کی طرف دیکھا پھر میری طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ میری آواز بلند ہو گئی، میں نے کہا، او رباح! نبی علیہ السلام سے میرے لیے اجازت طلب کرو! میرا خیال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان ہو گا کہ میں حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں۔ مگر قسم بخدا اگر نبی علیہ السلام مجھے حکم دیں تو میں اس کا سر قلم کر دوں[1]۔ رباح نے پھر

[1] معلوم ہوا حضرت عمر فاروقؓ کی نگاہ میں سب سے بڑی چیز احترام رسولؐ اور خدا و مصطفےٰ کی رضا

بالاخانہ کی طرف دیکھا اور میری طرف نگاہ لوٹا کر ہاتھ کے اشارہ سے کہنے لگا۔ آپ اندر چلے جائیں! میں اندر گیا۔ آپ کو ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے پایا۔ آپ نے اپنا تہبند اپنے اوپر اوڑھ رکھا تھا۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو میں نمایاں نظر آ رہے تھے۔ میں نے کمرے میں نظریں گھمائیں وہاں جوؤں کی ایک تھیلی کے سوا دنیا کی کوئی چیز مجھے نظر نہ آئی اور کھال کے ایک دو تھیلے لٹکے ہوئے تھے۔ میری آنکھیں بھر آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ عمرؓ کیوں رو پڑے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ کے محبوب اس کے رسول اور اس کی ساری خدائی سے بہتر ہیں اور یہ حال ہے، جب کہ یہ عجمی قیصر اور کسریٰ پھلوں اور نہروں سے کھیلتے ہیں۔ تو میں کیوں نہ روؤں[1]۔

آپ نے فرمایا۔ اے ابن خطابؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ہمارے

تھی جس پر آپ اپنی اولاد بھی قربان کر سکتے تھے۔ دیکھیے آپ کے یہی الفاظ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۳ ص ۱۶۷ پر یوں ہیں اے شاہد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان شریف یہ ہوگا کہ میں حفصہ کی سفارش کرنے آیا ہوں (لا واللہ اگر فرمان کند سر حفصہ را از تنش دور کنیم) قسم بخدا ہرگز نہیں۔ اگر آپ فرمان کریں تو میں حفصہ کا سر تن سے جدا کر دوں

[1] حضرت عمر فاروقؓ کا چونکہ یہ پہلی مرتبہ موقع تھا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہو کر اندرونی حالات کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہے تھے۔ اور آپ کا قلبی اخلاص تھا کہ آپ کے گھر کی اس بظاہر خستہ حالی کو دیکھ کر رو پڑے ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۳ ص ۱۶۹ میں بھی آپکا رونا مذکور ہے تاہم وہاں آپکے رونے کو اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ گویا آپ کا دل دنیاداری کا متوالا تھا حالانکہ یہاں سے اس پہلو کا ثابت کرنا صراحتاً غلط ہے۔

لیے آخرت ہو اور ان کے لیے دنیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟ عمرؓ فرماتے ہیں اللہ کی حمد ہے اس پر کہ میں نے جس بات پر بھی مشورہ دیا اللہ نے میری تصدیق آسمانوں سے اتار دی۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ اپنی ازواج کو طلاق بھی دے دیں۔ تو اللہ، جبریل امین، میں، ابو بکر اور نیکو کار مسلمان آپ کے ساتھ ہیں۔ تو اللہ نے یہ آیت اتار دی۔

وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ سورہ تحریم آیت ۴ پارہ ۲۸

ترجمہ: اگر وہ (بیویاں) آپ سے جھگڑتی ہیں تو اللہ آپ کا مددگار ہے اور جبریل اور نیکو کار مومنین بھی آپ کے مددگار ہیں۔

عمرؓ کہتے ہیں اس سے ذرا پہلے آپ کے چہرے پر غضب تھا۔ مگر آپ آپ کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ اور آپ مسکرا رہے تھے[1] اور آپ کے دانت

[1] التواریخ حالات پیغمبر جلد ۳ ص ۶۷ میں ہے عمر فاروق جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کو نہایت رنجیدہ پایا کیونکہ ازواج مطہرات نے کچھ مال کا تقاضا کیا تھا جس سے آپ کے دل پر بوجھ ہو گیا اور آپ نے ان سے علیحدگی اختیار فرمائی ادھر مشہور ہو گیا کہ اپنے ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ اندریں حالات جب عمر فاروق آپ کے پاس آئے اور آپ کو مغموم دیکھا تو ایسی گفتگو شروع کی جس سے آپکا غم دور ہونے لگا۔ اپنے عرض کیا ہماری عورتیں مکہ میں تھیں تو انہیں ہمارا بہت ڈر تھا کیونکہ مکہ والے لوگ عورتوں کو زیادہ بگڑنے نہیں دیتے مگر یہ اہل مدینہ عورتوں دبتے ہیں ان کی عورتیں اپنے شوہروں پر جری ہیں انہیں دیکھ کر ہماری عورتیں بھی بگڑنے لگی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر مسکرا پڑے حضرت عمر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے عرض

مبارک نہایت ہی حسین تھے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں نے انہیں طلاق نہیں دی۔ میں نے عرض کیا! لوگوں میں تو یہی مشہور ہے کہ آپ نے طلاق دیدی ہے؟ میں انہیں اصل صورت سے آگاہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جیسے تمہاری مرضی۔ تو میں مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر پکارا سن لو! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی ہے اسی موقع پر اللہ نے یہ آیت اتاری۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ۔

(سورہ نساء آیت ۸۳)

ترجمہ: اور جب ان کے پاس کوئی خوف زدہ کر دینے والی بات آتی

کیا۔ ابھی چند دن کی بات ہے میں نے اپنی بیوی کو کسی امر پر تنبیہ کی تو وہ مجھ سے الجھنے لگی۔ میں نے کہا یہ تو نے الجھنا اور آگے سے جواب دینا کہاں سے سیکھ لیا ہے کہنے لگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی تو آپ سے بات کر لیتی ہیں بلکہ آپ کی بیٹی حفصہ اور دیگر ازواج مطہرات بسا اوقات آپ روٹھ بھی جاتی ہیں۔ میں نے کہا حفصہ کا برا ہو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے لگی ہے تو میں نے حفصہ کو بلا کر اسے ڈانٹا اور سرزنش کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ عمر فاروق کی یہ باتیں سن کر مزید کھل گئے اور کھلا کر ہنس پڑے آپ کی داڑھیں عمر فاروق کو نظر آ گئیں۔ اور آپ کا غم واندوہ کافی حد تک ختم ہو گیا۔

ناسخ التواریخ کی اس عبارت سے معلوم ہوا حضرت عمر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک خاص

ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یا اصحاب رائے کے سامنے پیش کرتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ جان جاتے تو استنباط (اجتہاد) کرتے ہیں۔

عمرؓ کہتے ہیں تو میں بھی انہی لوگوں میں ہوں جو استنباط کرتے ہیں۔

اسے بخاری مسلم اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کوئی دوسرا اور بہتر بچھونا بنوالیں تو بہتر ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ میرا دنیا سے کیا تعلق؛ دنیا کی مثال میرے نزدیک ایسے ہے جیسے ایک مسافر گرم دن میں سفر کرتا ہے۔ راستے میں ستانے کے لیے ایک درخت کے سائے میں آرام کرتا ہے اور پھر سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔

اسے ثقفی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

منافقین کی نماز جنازہ کے بارہ میں عمر فاروق رضؓ کی رائے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی سلول

مقام حاصل تھا اور سسر ہونے کے ناطے گھریلو حالات میں کھل کر بات کرنے کا موقع میسر تھا اور یہ کہ آپ مزاج شناس رسالت بھی تھے کہ آپ کی گفتگو ہی کچھ ایسی تھی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غم دور کر دیا کیونکہ آپ کی گفتگو احترام۔ وفاداری اور فدا کاری ایسے جذبات سے بھرپور تھی ایسے آدمی کے بارے میں اہل تشیع میں سے بعض کا زبان طعن دراز کرنا اور ان کی سیرت کو داغدار ثابت کرنا کس قدر افسوسناک ہے

مر گیا۔ اس کا بیٹا عبداللہ (یا عبید اللہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اسے کفن دینے کے لیے نبی علیہ السلام سے آپ کی قمیص مانگی اور یہ کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کیلیے آگے بڑھے تو عمر فاروق نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کیا آپ کو تو ان (منافقین) پر دعا کرنے سے روکا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے اختیار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔ (سورۃ توبہ آیت ۸۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ: آپ کی مرضی ہے کہ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لیے ستر بار استغفار کریں تو بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا۔

آپ نے فرمایا۔ تو میں ستر سے زائد بار استغفار کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا یہ منافقین ہیں۔ مگر آپ نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ تب یہ آیت اتری۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

(آیت)

ترجمہ: آپ ان میں سے کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھیں جو ہمیشہ کے لیے مر چکے ہیں۔ اور نہ ہی ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔

اسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔[۱]

۱ شیعوں کی معتبر تاریخ ناسخ التواریخ جلد صہ میں بھی یہ حدیث بالتفصیل موجود ہے۔

حدیث۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے کہا۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول مر گیا۔ اس کی نماز جنازہ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لیا گیا۔ آپ جب نماز پڑھانے لگے۔ تو مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس منافق کی نماز پڑھائیں گے۔ جس نے فلاں دن یہ کہا تھا فلاں دن یہ کہا تھا؛ مَیں نے کئی مواقع گنوائے تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ عمر! تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ مَیں نے پھر اصرار کیا تو آپ فرمانے لگے مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ کفار کے لیے استغفار کروں یا نہ کروں۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ ستر سے زیادہ بار استغفار کرنے سے اس کی بخشش ہو جائے گی۔ تو مَیں ستر سے زائد بار استغفار کرونگا۔ یہ کہہ کر آپ نے نماز پڑھوا دی۔ اس کے بعد تھوڑی دیر نہ گزری کہ سورۃ توبہ کی یہ آیت نازل ہو گئی۔[۱]

---

[۱] مرزا محمد تقی شیعہ نے اس جگہ عجیب مضحکہ خیزی کی ہے اس نے ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۳ ص ۳۵۱ میں یہ تو لکھا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی منافق کی نماز پڑھانا چاہی تو عمر بن خطاب نے آپکا دامن پکڑ لیا۔ وگفت یا رسول اللہ بر کافرے ومشرکے چوں عبد اللہ نماز مگیزاری وصفات زشت اورا آنچہ میدانست گفتن شمرد (یعنی عمر نے کہا اے رسول خدا عبد اللہ جیسے کافر و مشرک پر نماز پڑھیں گے اور اس کی ناستودہ صفات گنوانا شروع کیں)
مگر اس کے بعد مزید کوئی لفظ اپنی طرف سے لکھے بغیر مرزا تقی نے عبد اللہ بن ابی کی موت پر نازل ہونی والی چند آیات جن میں سے لا تصل علی احد منھم بھی ہے لکھ دی ہیں مگر مرزا صاحب کی قلم کو اتنا یارا نہ تھا کہ یہ لفظ لکھتے عمر بن خطاب کی اس درخواست پر یہ آیت نازل ہو گئی۔
چونکہ مشہور شیعہ مفسر علامہ فیض کاشانی نے تو تفسیر صافی میں اس جگہ حد کر دی ہے اس کا کہنا ہے جب

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ ۔وَھُمْ فَاسِقُوْنَ۔ (سورۃ توبہ آیت ۸۰)

بعد میں مجھے اس دن کی اپنی جرأت (اور نبی علیہ السلام کے ساتھ اصرار کرنے) پر بڑی حیرانی ہوئی۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اتری۔

ان تستغفر لھم سبعین مرّۃ۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَیں ستر سے زائد بار استغفار کرونگا۔ کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کی نماز پڑھا چکے تو عمر بن خطاب نے اعتراض کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا اللہ نے آپ سے فرمایا نہیں کہ لا تصل علی احد منھم ان کفار کی نماز نہ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا میں نے جنازہ میں اس کے لیے دُعا کب کی ہے؟ میں نے بھی تو نماز جنازہ میں اس کے لیے بددُعا کی ہے کہ اللّٰھم املأ قبرہٗ نارًا واملأ جوفہٗ نارًا اے اللہ اس کی قبر اور پیٹ کو آگ سے بھر دے!
علامہ کاشانی کی اس عجیب و غریب روایت پر جتنا تعجب کیا جائے کم ہے اولاً سب مفسرین بشمول سنی و شیعہ کا اتفاق ہے کہ مذکورہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پڑھنے کے بعد نازل ہوئی۔ ثانیاً یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ میں میت کے لیے بددعا کرنا کس قدر حماقت اور سرور دو عالم کی گستاخی پر محمول ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ان تستغفر لھم سبعین مرۃ ..... کے نزول کے باوجود فرما رہے ہیں کہ میں ستر سے زائد مرتبہ استغفار کروں گا تا آنکہ مجھے روک نہ دیا جائے اور شیعہ مولوی یہ کہے کہ آپ نے بددعا کی تھی کس قدر حماقت ہے۔

شاید ان کی مغفرت ہو جائے) اور ساتھ ہی آپ نے استغفار شروع کر دی عمر فاروق نے کہا قسم بخدا ، آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ انہیں نہیں بخشے گا تو ساتھ ہی فوراً یہ آیت اتر آئی ۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ ۔

(سورۃ منافقون آیت ۶)

ترجمہ : برابر ہے کہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا ۔

اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے ۔

تشریح :

اس روایت پر عمر فاروق کی رائے سے قرآن کی موافقت کی ایک اور بات نکل آئی ۔

عمر فاروق کی زبان پر فتبارك الله احسن الخالقين آترا

حدیث :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق ؓ نے فرمایا ۔ میں نے چار مواقع پر اپنے رب کی مرضی کے موافق بات کی ہے ۔

۱ ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لیں (تو بہتر ہو) ۔

۲ ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ! اگر آپ اپنی ازواج کو پردہ کا حکم دیں (تو بہتر ہو) کیونکہ آپ کے گھر ہر کس و ناکس کا داخلہ رہتا ہے ۔

۳ ۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے کہا آپ لوگ نبی علیہ السلام کو کچھ نہ کہیں ۔ ورنہ اللہ اپنے نبی کو آپ لوگوں سے بہتر ازواج دیدیگا تو یہ آیات اتر آئیں ۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ ۔

۴ ۔ یونہی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مضغتاً فخلقنا المضغة عظاماً فكسونا العظام لحما ثم انشانه خَلْقًا اٰخَرَ ۔

(سورہ مومنون آیت ۱۲)

ترجمہ : ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا ۔ پھر اسے پانی کی ایک بوند بنایا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں ۔ پھر ہم نے نطفے کو خون کا لوتھڑا بنایا ۔ پھر لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی ۔ پھر ہم نے اس بوٹی میں ہڈی پیدا کی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا ۔ پھر ہم نے اس میں روح ڈال کر) ایک نئی مخلوق پیدا کر دی ۔

تو میں (عمر فاروق) یہ سن کر بول اٹھا ۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

(یعنی پھر تو اللہ کتنا ہی بہترین خالق ہے برکتوں والا)

میں نے یہ الفاظ بولے تو اللہ نے یہ الفاظ بھی آیت مذکورہ کے آخر میں اتار دیے۔

اسے واحدی نے اسباب النزول میں اور ابوالفرج نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ایک روایت میں ہے (عمر فاروق کے مذکورہ الفاظ کہنے پر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! تم قرآن کے ساتھ نئے الفاظ کی زیادتی کر رہے ہو تو فوراً ہی جبرئیل امین یہی الفاظ لے کر اتر آئے اور کہا یہ آیت انہی الفاظ کے ملانے سے ہی تمام ہو گئی۔

اسے بغوی نے فضائل میں اور سجاوندی نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔

تشریح:

عبداللہ بن ابی سرح کے بارہ میں بھی یہی الفاظ مروی ہیں کہ اس نے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ الخ نبی علیہ السلام کے لکھوانے سے قبل لکھدیا۔ کیونکہ یہ نبی علیہ السلام کا کاتب تھا۔ اور کہنے لگا مجھ پر بھی آپ کی طرح وحی آتی ہے۔ اور وہ مرتد ہو گیا۔ تاہم روایات میں ہے کہ وہ بعد میں اسلام لے آیا عمر فاروق نے اسے (مصر کا) گورنر بنایا یہ بات عبداللہ مذکور کے مناقب میں بیان کی جائے گی۔

عمر فاروق کی زبان پر سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ اترا

حدیث

جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروقؓ سے مشورہ کیا، عمر فاروق نے کہا یارسول اللہ! اس سیدہ کا نکاح آپ سے کس نے کیا تھا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ عمر فاروق نے کہا تو کیا اللہ نے اس بارہ میں آپ سے دھوکہ کیا تھا؟ اور ساتھ ہی انہوں نے کہا!

سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

(اے اللہ تو پاک ہے اس سے کہ اپنے نبی سے دھوکہ کرے یہ تہمت بہت بڑا بہتان ہے۔)

تو اللہ تعالیٰ نے عمر فاروق کی زبان پر یہی الفاظ من وعن اتار دیے اور یوں ہمیں عمر فاروق کی زبان پر قرآن کی سات آیات ملیں جو تمام کی تمام مشہور ہیں سوائے ان تین کے۔

۱- سواء علیہم استغفرت لهم

۲- فتبارك الله احسن الخالقين۔

۳- سبحانك هذا بهتان عظيم۔

یہ حدیث ایک انصاری صحابی نے روایت کی ہے۔

قل من کان عدوًا لجبریل کا نزول آپ کی رائے پر

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق یہود کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری ہے۔ کیا تم اپنی کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں دیکھتے ہو، وہ کہنے لگے ہاں! دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم ان کی اتباع کیوں نہیں کرتے، وہ کہنے لگے دراصل اللہ نے ہر نبی کے ساتھ نگہدار فرشتہ رکھا ہوتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نگہدار فرشتہ جبریل ہے۔ جو ہمارا دشمن ہے۔ جب کہ میکائیل ہمارا دوست ہے۔ اگر میکائیل آپ کے ساتھ ہوتا تو ہم ضرور اتباع کر لیتے۔ عمر فاروقؓ نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میکائیل کے دوستوں سے جبریل دشمنی نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی ان کے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں۔ اتنے میں وہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزرے۔ یہود نے کہا عمرؓ! دیکھو وہ تمہارے ساتھی (نبی علیہ السلام) جا رہے ہیں۔ تو عمرؓ اٹھ کر آپ کے پاس آئے۔ جبکہ یہ آیت آپ پر نازل ہو چکی تھی۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ الخ

(سورۃ بقرہ آیت ۹۸ پارہ ۱)

ترجمہ: فرما دیں اے نبی! جبریل کا دشمن کون ہے، وہ تو آپ کے دل پر اللہ کے اذن سے وحی اتارتا ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ایک روایت میں ہے یہ سن کر عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ میں بھی یہی کچھ کہنے کے لیے آپ کے پاس آ رہا تھا، مگر اللہ لطیف وخبیر نے مجھ سے پہلے خبر اتار دی۔

اسے ابو الفرج ابن جوزی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ایک روایت میں ہے۔ عمر فاروق نبی علیہ السلام کے پاس آئے تو پہلے سے حضرت جبریل وحی لا چکے تھے۔ جو نبی علیہ السلام نے انہیں پڑھ کر سنائی۔ اور فرمایا اے عمر! اللہ نے تیری زبان کے مطابق قرآن اتارا ہے۔ حضرت عمر کہتے ہیں اس وقت میں نے اپنا ایمان پتھروں سے بھی زیادہ مضبوط سمجھا۔

شراب کی حرمت عمر فاروق کی رائے پر

حدیث

عمر فاروق کو بڑی چاہت تھی کہ شراب حرام قرار دی جائے۔ اس لیے آپ دعا کرتے تھے اے اللہ! ہمارے لیے شراب کا مسئلہ واضح فرما۔ یہ عقل اور مال کو تباہ کر دیتی ہے۔ جس پر یہ آیت اتری۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ

كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا

(سورۃ بقرۃ آیت ۲۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ: شراب اور جوئے کے بارہ میں لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں مگر گناہ فائدوں سے بہت بڑا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو بلایا، اور یہ آیت پڑھ کر سنائی مگر انہوں نے مزید وضاحت کی ضرورت محسوس کی تو یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ

(سورۃ نساء آیت ۴۳ پارہ ۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ۔ جب کہ تم نشے میں ہو۔

نبی علیہ السلام نے عمر فاروق کو بلا کر یہ آیت سنائی انہوں نے پھر عرض کیا اے اللہ! ہمیں شراب کے بارہ میں شافی بیان عطا فرما۔ تو پھر یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

(سورۃ مائدہ آیت ۹۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا، بت اور پان سے شیطان کا ناپاک عمل ہیں ان سے بچ جاؤ تاکہ تمہیں کامیابی ہو۔

یہ آیہ اترنے پر آپ نے عمر فاروق کو بلایا اور آیت سنائی۔ تو عمر فاروق نے کہا اب بات مکمل ہوئی ہے[1]

اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] بعینہ اسی طرح ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲ صہ ۵۶ میں ہے کہ پہلے پہل یسئلونک عن الخمر والمیسر ... نازل ہوئی تو عمر بن الخطاب بعد از اصغائے این کلمات گفت اللّٰھم بین لنا بیانًا شافیًا فی الخمر عمر فاروق نے یہ آیت سن کر کہا اے اللہ شراب کے بارے میں واضح حکم عطا فرما۔

چنانچہ اس کے بعد حضرت عبد الرحمان بن عوف کے گھر ایک بار صحابہ کی دعوت تھی، کھانا کھانے کے بعد ایک صحابی نے سورہ کافرون کو یوں پڑھنا شروع کیا قل یا ایھا الکافرون اعبد ما تعبدون الخ تو فوراً یہ ایت نازل ہوئی۔ یا ایھا الذین آمنوا لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ اے مومنوں نشے میں نماز نہ پڑھو۔

چند دن شراب نوشی کے سبب مسلمانوں میں ایک جھگڑا پیدا ہوا تو عمر خطاب ہم دست برداشت وگفت اللھم بین لنا فی الخمر بیانًا شافیًا عمر فاروق نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ شراب کے متعلق واضح بیان عطا فرما دکہ اب تو شراب نے جھگڑے پیدا کرنے شروع کر دیے ہیں تو فوراً یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر الخ۔

آخر میں ناسخ التواریخ کے یہ الفاظ ہیں، مع القصہ عمر بن الخطاب چوں این کلمات بشنید گفت انتہینا یا رب۔ یعنی جب عمر بن خطاب نے یہ آیت سنی تو کہا اے پروردگار اب ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔

اسی طرح بحار الانوار جلد نمبر ۲۰ صہ ۱۴۸ میں بھی اس کا خلاصہ موجود ہے۔

اے شیعہ حضرات! اپنے ایمان کو جھنجھوڑیے، دیکھیے عمر فاروق کی رائے کا اللہ اور اس کے محبوب کے ہاں کس قدر مقام ہے ایسے انسان کے متعلق تمہاری بد کلامی عذاب خداوندی کی دعوت دینے کے مترادف ہے یا نہیں؟

تشریح :

واحدی کے بقول یہ آیت عمر فاروق رضؓ معاذ بن جبل رضؓ اور بعض دیگر انصار صحابہ کے بارہ میں اتری۔ جنہوں نے عرض کیا تھا یارسول اللہ ! یہ شراب عقل ضائع کرتی اور مال تباہ کر دیتی ہے۔

عمر فاروق کی رائے پر غلاموں کو گھروں میں اجازت لیکر داخل ہونے کا حکم ہوا

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام کو دوپہر کے وقت عمر فاروق کی طرف بلانے کے لیے بھیجا۔ عمر آئے مگر آپ کے گھر کوئی نامناسب حال دیکھا، تو عرض کیا یارسول اللہ! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اجازت لیکر گھروں میں آنے کے بارے میں امرو نہی سے نواز دے تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

یاایھا الذین امنوا لیستأذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغ الحلم منکم ثلاث مرات۔ من قبل صلوٰۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ ومن بعد صلوٰۃ العشاء

(سورہ نور آیت ۵۸ پارہ ۱۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور سمجھ دار عزیزوں کو چاہیے کہ

وہ تمہارے پاس تین اوقات میں اجازت لے کر آیا کریں۔ نماز فجر سے پہلے، اور جب تم ظہر کے وقت کپڑے اتار دیتے ہو اور نمازِ عشاء کے بعد۔

اسے ابوالفرج نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یہ حدیث صاحب الفضائل (البغوی) نے بھی روایت کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ عمر فاروق نبی علیہ السلام کے گھر آئے آپ سو رہے تھے اور بدن کے کچھ حصہ پر کپڑا نہیں تھا۔ تو عمرؓ بولے۔ اے اللہ! نیند کے وقت ہمیں گھروں میں آنے جانے سے روک دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ
آیت آپ کی رائے پر نازل ہوئی

حدیث

مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ

(سورہ واقعہ آیت ۱۳)

ترجمہ: پہلے لوگوں (صحابہ) کا ایک بڑا گروہ (جنت میں جائیگا) اور پچھلوں میں سے تھوڑے سے آدمی (جنت میں جائیں گے)

یہ سن کر عمر فاروق رو پڑے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم

(یعنی ہمارے پچھلے مسلمان بھائی) اللہ کے رسول پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی۔ پھر بھی بہت تھوڑے ہی نجات پا سکے؟ تو اللہ نے یہ آیت اتار دی۔

ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔

(سورۃ واقعہ آیت ۴۰)

ترجمہ: پہلوں کا ایک بڑا گروہ اور پچھلوں کا بھی ایک بڑا گروہ جنت میں جائے گا۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروقؓ کو بلا کر فرمایا۔ عمر! اللہ نے تیری دعا قبول فرماتے ہوئے پچھلوں کا بھی ایک بڑا گروہ کہدیا ہے۔

عمر فاروقؓ کے بعض ارشادات تورات کی آیات سے مماثل واقع ہوئے

حدیث

طارق بن شہابؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عمر فاروقؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ تمہارے قرآن میں لکھا ہے کہ۔

وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموٰت والارض اعدت للمتقین ۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۳۳)

ترجمہ: اور جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین جتنی ہے۔ اسے پرہیزگاروں کیلیے تیار کیا گیا ہے۔

اب بتلاؤ (زمین و آسمان میں تو جنت سما گئی) جہنم کہاں جائے گی؟ صحابہ کرام کو اس کا جواب نہ آیا تو عمر فاروقؓ بولے۔ جب دن طلوع ہوتا ہے۔ تو زمین و آسمان کو گھیر لیتا ہے یا نہیں؟ یہودی نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو پھر رات کہاں گئی؟ وہ کہنے لگا۔ جہاں اللہ نے چاہا چلی گئی۔ آپ نے فرمایا تو دوزخ بھی جہاں اللہ چاہے گا چلی جائے گی۔ یہودی کہنے لگا۔ مجھے خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تورات میں بھی ایسے ہی لکھا ہے۔

اسے خلعی نے اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت کعب الاحبار نے ایک روز کہا آسمان والا بادشاہ زمین والے بادشاہوں پر عذاب ڈالتا ہے۔ عمر فاروقؓ نے فرمایا۔ مگر اس بادشاہ پر عذاب نہ آئے گا۔ جس نے اپنا محاسبہ کر لیا ہو۔ کعبؓ نے کہا۔ مجھے قسم ہے خدا کی۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تورات میں بھی بالکل ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔ یہ سن کر عمر فاروقؓ بارگاہ خدا میں سجدہ ریز ہو گئے۔

تشریح:

یہاں تک اکیس مواقع بیان ہو چکے ہیں جن میں اللہ کا کلام عمر فاروق کی رائے کے مطابق ٹھہرا۔ جن میں پندرہ مقامات پر عمر فاروق کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ۔ من وعن آیت بن کر اتر آئے اور چار جگہ لغوی طور پر آپ کی بات کی تصدیق کی گئی۔ اور دو مقامات پر آپ کا کلام تورات کے موافق نکلا۔

حدیث ۱۳

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے جب بھی کسی بات پر گفتگو کی اور دوسروں نے کچھ اور عمر فاروق نے کچھ اور کہا۔ تو ایسی ہر جگہ اللہ نے حضرت عمرؓ کی رائے پر ہی قرآن اتارا۔

اسے ابن ورکان اور سعدان بن نصر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ کی باتوں کی تصدیق اللہ کا قرآن کیا کرتا تھا۔ آپ ہی فرماتے ہیں کہ صحابہ یہ تسلیم کیا کرتے تھے کہ قرآن میں عمر فاروق کا کافی سارا کلام ہے۔ اور آپ کی رائے قرآن میں ثبت ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۶

فرمان نبیؐ۔ اللہ نے عمر فاروقؓ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا اور میرے بعد حق آپ کے ساتھ ہو گا

حدیث

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ

اللہ نے عمر فاروق کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔

اسے ابو حاتم احمد بن حنبل اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے حدیث صحیح قرار دیا ہے۔ جب کہ ابو حاتم نے یہ حدیث ابن عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔

تشریح:

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عمرؓ حق کہتا ہے خواہ وہ بات کڑوی ہو اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے حق عمر کی زبان پر ہے اور وہ حق ہی کہتا ہے۔ یہ روایت مخلص نے روایت کی ہے۔ جب کہ ایک روایت میں ہے اللہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق نازل فرما دیا ہے۔

اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح مناقب اربعہ کے باب میں ترمذی کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عمر پر رحم کرے۔ وہ حق کہتا ہے خواہ وہ کڑوا ہو۔ خواہ کوئی ساتھی اس کے ساتھ نہ ہو۔

حدیث

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں۔ میرے بعد عمر جہاں بھی ہو حق اس کے ساتھ ہو گا۔

اسے بغوی نے معجم اور فضائل میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے عمر! میرے قریب آجاؤ، تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ حق میرے بعد تمہارے ساتھ ہوگا۔ اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں سمرقندی نے بھی اسے روایت کرتے ہوئے چند الفاظ کی زیادتی کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے کوئی بات کہی جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور مذکورہ بات ارشاد فرمائی۔

خصوصیت نمبر ۷

عمرؓ کی زبان پر فرشتہ (سکینہ) بولتا ہے

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑی تعداد میں تھے مگر ہم سب کا یہی خیال تھا کہ عمرؓ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں اور ابو الفرج نے محبت الصحابہ میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۸

آپ کی ہیبت اور آپ سے شیطان کا فرار

حدیث :-

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن اس وقت آئے جب کچھ قریشی عورتیں آپ سے سوالات کر رہی اور زور زور سے بول رہی تھیں۔ وہ عورتیں عمر فاروقؓ کی آواز کو سنتے ہی دبک گئیں اور انہوں نے خاموشی سادھ لی۔ نبی علیہ السلام مسکرا دیئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا، اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے تمہیں خوف آتا ہے۔ نبی علیہ السلام سے نہیں آتا! نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عمرؓ!

یَا عُمَرُ مَا لَقِیَكَ الشَّیْطَانُ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ۔

جس راستے پر چلتے ہوئے تمہیں شیطان دیکھ لیگا۔ وہ اس راستہ کو چھوڑ دیگا۔

اسے نسائی اور ابوحاتم نے اور ابو القاسم نے موافقات میں روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۲

ایک روایت میں ہے کہ جب عمر فاروق رضؓ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو ہم (عورتیں) فوراً اٹھ کر پردہ کے پیچھے ہو گئیں۔ عمرؓ اندر آئے تو نبی علیہ السلام مسکرا رہے تھے۔ عمرؓ نے استفسار کیا۔ یا رسول اللہ! اللہ آپ کو خوش رکھے۔ آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا۔ مجھے ان عورتوں (ازواج) پر تعجب ہے۔ جو میرے پاس تھیں۔ تمہاری آواز سن کر پردہ کے پیچھے ہو گئیں۔ عمرؓ بولے۔ اے اپنے نفس کی دشمنو! مجھ سے تمہیں خوف ہے۔ نبی علیہ السلام سے نہیں ہے؟ کہنے لگیں ہاں۔ آپ نبی علیہ السلام سے زیادہ سخت مزاج ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ابن خطاب! مجھے اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے شیطان کبھی تمہیں گمراہ نہیں کر سکتا۔

اسے احمد اور بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی فرماتے ہیں۔ ہم صحابہ سمجھتے تھے کہ عمرؓ کو بہکانے سے شیطان ڈرتا ہے۔

ہر انسانی یا جناتی شیطان عمر سے بھاگتا ہے
حدیث

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ اچانک ہم نے بازار سے شور و غوغا کی اور بچوں کی

آوازیں سنیں۔ نبی علیہ السلام نے اٹھ کر دیکھا تو ایک حبشی لڑکی رقص کر رہی تھی اور بچے اس کے گرد شور مچا رہے تھے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہ! آؤ دیکھو! تو میں آئی اور اپنی ٹھوڑی نبی علیہ السلام کے کندھے پر رکھ کر آپ کے کندھے اور سر کے درمیان سے دیکھنے لگی۔ آپ نے کئی بار فرمایا۔ تم ابھی سیر نہیں ہوئیں؟ اور میں ہر بار "نہیں"، میں جواب دے دیتی تاکہ معلوم کر سکوں کہ آپ میری بات کہاں تک برداشت کرتے ہیں اور) آپ کے ہاں میرا مقام کیا ہے۔ ناگاہ بازار میں عمرؓ آ گئے۔ اتنے میں ہی سب لوگ بھاگ گئے۔ اور وہ لڑکی اکیلی رہ گئی۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ انسانی اور جناتی شیطان عمرؓ سے بھاگ جاتے ہیں[1]

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث صحیح غریب قرار دیا۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک جنگ سے

---

[1] اس حدیث میں لفظ حبشیۃ کے تحت شارحین نے جاریۃ حبشیۃ۔ (حبشی لڑکی) لکھا ہے چونکہ لغت عرب میں نابالغ بچی کو بھی جاریہ کہتے ہیں اس لیے بہت ممکن ہے کہ بازار میں کودنے پھلانگنے والی ایک حسینہ بچی تھی اور دیگر بچے بھی اس کے گرد جمع ہو کر کھیل دیکھ رہے تھے گویا بچوں کی کھیل تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ کو دکھلائی، چونکہ عمر فاروق کی سخت گیری اور ہیبت سے سب لوگ ڈرتے تھے اس سے آپ کو دیکھتے ہی سب بچے اور بڑے وہاں سے ہٹ گیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مناسبت سے مطلق حقیقت بیان فرمائی کہ عمر سے سب شیاطین بھاگتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس بچی کا کودنا پھلانگنا سراسر گناہ اور شیطانی عمل تھا۔

واپس آئے تو ایک کالے رنگ کی لڑکی آکر کہنے لگی ۔ یارسول اللہ ! میں
نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو سلامتی سے واپس لائے گا ۔ تو میں آپ
کے سامنے دف بجاؤنگی اور گاؤنگی ۔ آپ نے فرمایا ، اگر تم نے نذر مانی
ہے تو بجالو نہیں تو رہنے دو ۔ تو وہ دف بجانے لگی ۔ اتنے میں ابوبکرؓ آگئے
وہ دف بجاتی رہی ۔ پھر علیؓ اور پھر عثمانؓ آئے مگر وہ برابر محوِ ضرب رہی ۔
اچانک عمرؓ آپہنچے ، اس نے فوراً دف نیچے رکھی اور خود اس کے اوپر بیٹھ
گئی ، نبی علیہ السلام نے فرمایا ، اے عمرؓ ! شیطان آپ سے خوف کھاتا
ہے ۔ میں بیٹھا تھا یہ بجاتی رہی ۔ ابوبکر آئے پھر علی آئے اور عثمان آئے
اور یہ بجاتی رہی ، تمہارا آنا ہی تھا کہ اس نے دف روک لی ۔
اسے ترمذی نے روایت کیا ہے ۔ اور حدیث حسن صحیح غریب قرار
دیا ہے ۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری
عورت نبی علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگی ۔ یارسول اللہ ! میں نے اللہ سے

---

[1] اس حدیث میں ابنۃ امرأۃ من الانصار ۔ (ایک انصاری عورت) کا تذکرہ ہے
مگر اس حدیث میں بھی کوئی اشکال نہیں کیونکہ چند امور اس کے تحت قابل ذکر ہیں ۱ وہ عورت نذر
پوری کر رہی تھی ۲ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا مرد وہاں نہ تھا اور آپ امت
کے لیے باپ ہیں ۔ ۳ وہ عورت جو اشعار پڑھ رہی تھی وہ محض حمد و نعت پر مشتمل تھے ۔
اسی لیے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ اس کے تحت اشعۃ اللمعات میں فرماتے
ہیں ، اس حدیث سے معلوم ہوا عورت کا غنا اگر موجب فتنہ نہ ہو تو جائز ہے

عہد کیا ہے ، اگر میں نے نبی علیہ السلام کو امن میں دیکھا تو ان کے سر پر
دف بجاؤنگی ۔ سیدہ فرماتی ہیں ، اس کی یہ بات ہے ۔ نبی علیہ السلام تک میں
نے پہنچائی ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ اسے کہو اپنی بات پوری کرے ۔ تو وہ
آپ کے سر کے قریب دف کوٹنے لگی ۔ ابھی اس نے دو یا تین ضربیں ہی
لگائی ہونگی ، کہ عمر فاروقؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا ۔ تو دف اس کے ہاتھ سے
نیچے جا پڑی ۔ اور وہ بھاگ کر پردہ کے پیچھے ہوگئی ۔ (سیدہ) عائشہؓ نے
اسے کہا تمہیں کیا ہوا ! اس نے کہا میں نے عمرؓ کی آواز سنی ہے ۔ اور
خوفزدہ ہوگئی ہوں ؛ نبی علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا ۔ اِنَّ الشَّيْطَانَ
يَفِرُّ مِنْ حِسِّ عُمَرَ ۔ شیطان عمرؓ کی آہٹ سے بھی خوف کھاتا ہے ۔
اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے ۔

حدیث

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ۔ اے عمر !
میں سمجھتا ہوں کہ شیطان تم سے فرار کرتا ہے ۔ اور حضرت علی سے مروی ہے
کہ ہم صحابہ سمجھا کرتے تھے کہ شیطان عمرؓ کو گناہ کی طرف بلانے سے ڈرتا ہے
اسے بھی ابن سمان نے روایت کیا ہے ۔

حدیث [1] ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی علیہ السلام
کے پاس خزیرہ (ایک قسم کا لعاب) پکا کر لائی (ام المومنین سیدہ) سودہؓ

---

[1] اس حدیث میں بھی جاریۃ سوداء آیا ہے ۔ لہٰذا وہی معنیٰ کیا جائے گا جو ماقبل
والی حدیث کے تحت ہم نے بیان کیا ہے ۔ اور عمر فاروق کو دیکھ کر لڑکی کا دف کو چھپا لینا اور نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کا فرمان "شیطان تم سے خوف کھاتا ہے" ، کہ مفہوم بھی حسب سابق ہے ۔

میرے اور نبی علیہ السلام کے درمیان بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے ان سے کہا
کھائیں! انہوں نے انکار کیا۔ میں نے کہا کھا لو ورنہ میں اسے تمہارے
چہرے پر مار دوں گی۔ انہوں نے پھر انکار کیا۔ تو میں نے حزیرہ سے ہاتھ
بھرا اور ان کے چہرے پر مل دیا۔ انہوں نے اسی طرح میرے چہرے پر مل
دیا۔ نبی علیہ السلام مسکرا پڑے۔ اور اپنا ران اٹھاتے ہوئے سودہؓ سے کہا
اس کے (میرے) چہرے پر (اور) مل۔ انہوں نے اور مل دیا۔ نبی علیہ
السلام مسکرا پڑے۔ اتنے میں عمرؓ نے (اپنے بیٹے یا کسی اور کو بازار میں)
آواز دی۔ او عبداللہ۔ او عبداللہ! نبی علیہ السلام نے سمجھا کہ عمرؓ اندر آنے
والے ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا۔ اٹھو اپنا منہ دھو لو۔ سیدہ عائشہؓ
فرماتی ہیں۔ تب سے میرے دل میں عمرؓ کی ہیبت بیٹھ گئی۔ جب سے میں نے
نبی علیہ السلام کو آپ کا لحاظ رکھتے ہوئے دیکھا۔

اسے ابن عیلان نے اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو ملیکہؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ بنتلا ایک عورت کے قریب
سے گزرے جب کہ وہ طوافِ کعبہ میں مشغول تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اے
اللہ کی بندی! اگر تم گھر میں ٹھہرتیں تو اللہ کے بندوں کو تکلیف نہ ہوتی۔ کہتے
ہیں وہ عورت گھر میں بیٹھ گئی۔ اس کے بعد ایک شخص اس کے ہاں آیا۔ اور
کہا جس نے (عمرؓ نے) تمہیں روکا تھا وہ فوت ہو گیا ہے۔ اب تم جا کر طواف
کر سکتی ہو۔ وہ کہنے لگی۔ قسم بخدا میں یہ نہیں کر سکتی کہ عمر کی زندگی میں اس کی
اطاعت اور موت کے بعد مخالفت کروں۔

اسے بصری نے انس بن مالکؓ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۹

عمر فاروقؓ نے ایک جن سے کشتی لڑی اور اسے پچھاڑ دیا

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا ایک صحابی کسی
جن سے ملا۔ اس سے کشتی کی اور اسے گرا دیا۔ جن بولا پھر لڑ۔ وہ پھر
لڑا اور غالب آگیا۔ اور جن سے کہنے لگا۔ تم بڑے لاغر اور کمزور ہو تمہاری
کلائیاں کتے جیسی ہیں۔ کیا تم سارے جن ایسے ہوتے ہو یا اکیلا تو ہی ایسا
ہے؟ وہ کہنے لگا۔ قسم بخدا میں ان میں سے موٹا تازہ ہوں۔ ایک بار پھر
کشتی کر دیکھتے ہیں۔ اگر اب بھی تم غالب آگئے تو میں تمہیں ایک بات بتلا
جاؤں گا۔ جو تمہیں فائدہ دیتی رہے گی۔ چنانچہ اس صحابی نے جن کو تیسری
بار بھی پچھاڑ دیا۔ اور کہا بتلاؤ کیا بتانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا تمہیں آیت الکرسی
آتی ہے؟ صحابی نے کہا ہاں! جن کہنے لگا۔ اگر تم رات کو کسی گھر میں آیت الکرسی
پڑھ دو تو صبح تک کوئی شیطان جن وہاں داخل نہیں ہو سکے گا۔

یہ بات سن کر کسی نے عبداللہ بن مسعود سے پوچھا۔ "وہ صحابی
کون تھا۔ کہیں عمرؓ تو نہیں تھا؟" انہوں نے کہا عمرؓ کے سوا اور
کون ہو سکتا ہے؟[1]

---

[1] یہ حدیث دلائل النبوۃ ابی نعیم جلد ۲ ص میں موجود ہے۔

یہاں باطل بمعنی خلاف حق نہیں۔ کیونکہ اسود بن ربیع اللہ کی حمد و ثنا ہی کہہ
رہے تھے جو عین حق ہے۔ تاہم وہ اشعار تھے اور اشعار از روئے جنس کے ایک ہی
ہوتے ہیں۔ اس لیے آپ نے انہیں روک دیا۔

خصوصیت نمبر ۱۰

فرمانِ رسول ۔ عمرؓ کو ہر نامناسب بات سے نفرت ہے

حدیث

اسود بن ربیعؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے (اشعار میں) اللہ کی عظمتوں اور تقدیسات سے اس کی حمد کہی ہے! نبی علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ تمہارا رب مدح کو پسند کرتا ہے۔ جو تم نے لکھا ہے پیش کرو! تو میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک شخص نے اندر آنا چاہا۔ جو گندم گوں رنگت والا لمبا اور مضبوط و توانا تھا۔ نبی علیہ السلام نے مجھے خاموش کرا دیا۔ ابو سلمہ کہتے ہیں آپ نے اسے یوں خاموش کرایا جیسے بلی کو بھگایا جاتا ہے، تو وہ شخص اندر آیا چند باتیں کی اور واپس ہو گیا، میں پھر پڑھنے لگا۔ تو وہ شخص دوبارہ آگیا۔ آپ نے مجھے پھر چپ کرا دیا۔ میں نے عرض کیا یہ کون ہے۔ جس کے آنے پر آپ مجھے خاموش کرا دیتے ہیں! آپ نے فرمایا۔ عمرؓ ہے۔ جو باطل (جنس کی کوئی) شیئی پسند نہیں رکھتا[1]

اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۱۱

امر خداوندی کی بجا آوری میں عمر جیسا پختہ انسان اس امت میں نہیں

حدیث

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بارہ میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت گیر عمرؓ ہے۔

اسے مصابیح حسان میں روایت کیا گیا ہے۔

۶۱۰

خصوصیت نمبر ۱۲

جنگ احد میں ابو سفیان کو جواب دینے کیلئے نبی علیہ السلام نے آپ ہی کو حکم دیا

حدیث:

ابن اسحاق کا کہنا ہے۔ جب ابو سفیان نے احد سے پلٹنے کا ارادہ کیا تو وہ ایک پہاڑ پر چڑھ کر بولا۔ جنگ ایک کھیل ہے۔ (جس میں ہار بھی ہے اور جیت بھی) دن کا بدلہ دن ہے۔ یعنی تم نے بدر میں ہمارے ستر آدمی مارے آج ہم نے تمہارے ستر آدمی مار دیئے۔ ہبل (بت) کا نام بلند رہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا عمر! اٹھ کر اسے جواب دو۔ تو انہوں نے اٹھ کر کہا۔ صرف اللہ سب سے بلند اور بزرگ ہے اور کوئی نہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے دوزخ میں۔ جب عمرؓ جواب دے چکے تو ابو سفیان نے کہا۔ عمرؓ! ادھر آؤ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا جاؤ سنو کیا کہتا ہے۔ عمرؓ اس کے پاس گئے تو وہ بولا۔ تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں عمر! بتلاؤ۔ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم نے ختم کر دیا ہے! آپ نے فرمایا۔ قسم بخدا نہیں، بلکہ وہ اس وقت تیری گفتگو سن رہے ہیں۔ ابو سفیان نے کہا یقیناً تم میرے نزدیک ابن قمئہ سے زیادہ سچے ہو۔ جس نے مجھے کہا ہے کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔

او دشمنِ خدا اور رسول ۔ ہم سب زندہ ہیں

حدیث:

ایک روایت میں ہے کہ ابوسفیان ایک جگہ اونچا کھڑا ہو کر پکارا اے مسلمانو! کیا اس وقت تمہارے اندر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے جواب نہ دو۔ اس نے دوبارہ پھر یہی سوال دہرایا۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ کیا ابن ابی قحافہ (ابو بکر) تم میں ہے۔ تین بار اس نے یہی سوال کیا مگر کوئی نہ بولا۔ ابوسفیان نے پھر کہا۔ کیا ابن خطاب ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ ان تینوں سے تو ہمارا پیچھا چھوٹا۔ عمر یہ سن کر ضبط نہ کر سکے اور بول اٹھے۔ او خدا کے دشمن! یہ دیکھ نبی علیہ السلام اور ابو بکر اور میں۔ ہم سب زندہ ہیں۔ وہ کہنے لگا دن کے بدلے دن ہے۔ پھر وہی کچھ کہا جو ابھی پیچھے گذرا ہے[1]۔

---

[1] حضرت عمرؓ کے اس فاروقی جلال اور غیرت ایمانی کے منہ بولتے ثبوت پر مشتمل واقعہ کو شیعوں کی معتبر تاریخ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول ص ۳۱۷ نے بھی اپنے اندر جگہ دی ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

ابوسفیان خواست بداند کہ حال پیغمبر چیست؟ پس بپائے جبل شد و فریاد برداشت کہ افی القوم محمد؟ یعنی آیا محمد درمیان قوم است؟ پیغمبر فرمود جواب اورا نگوئید، دیگر بارہ گفت افی القوم ابن ابی قحافہ؟ پیغمبر باز فرمود پاسخ اورا مگوئید دیگر بارہ گفت افی القوم ابن خطاب؟ ہم آنحضرت فرمود سخن نکنید، چوں ابوسفیان پاسخ نشنید مردم خویش را گفت این چند تن را کہ نام بردم کشتہ شدہ اند۔ ازیں سخن طاقت و تاب از سر خطاب برفت آواز داد کہ اے دشمن خدا و رسول! سخن بر کذب کردی خدائے ہمہ را برغم تو زندہ گذاشتہ است۔

ابن اسحاق کہتے ہیں روز احد نبی علیہ السلام اپنے صحابہ کی جماعت سمیت ایک گھاٹی میں تھے۔ جب کہ قریش کا ایک ٹولہ اس پہاڑ کے اوپر چڑھا ہوا

ترجمہ: ابوسفیان نے احد سے واپس جاتے ہوئے یہ چاہتے ہوئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم کرے پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہو کر آواز دی افی القوم محمد؟ کیا لوگوں میں محمد موجود ہے؟ حضور نے فرمایا اس کا جواب نہ دو، اس نے پھر کہا کیا لوگوں میں ابن ابی قحافہ (ابو بکر صدیق) موجود ہے؟ آپ نے پھر فرمایا خاموش رہو ابوسفیان نے کہا کیا قوم میں ابن خطاب موجود ہے؟ آپ نے پھر فرمایا تم کوئی بات نہ کرو جب ابوسفیان نے کوئی جواب نہ پایا تو اپنے لوگوں سے کہنے لگا جن افراد کا میں نے نام لیا ہے یہ تو قتل ہو چکے ہیں اس کی یہ بات سن کر ابن خطاب کی قوت برداشت جواب دے گئی پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور انہوں نے پکار کر کہا او دشمن خدا اور رسول! تو نے جھوٹ کہا ہے خدا نے ہم سب کو تیرا نقصان کرنے کے لیے زندہ رکھا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں مرزا محمد تقی شیعہ نے یہ واقعہ صرف اس لیے پیش کیا ہے تاکہ بتلا سکے کہ عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر کہ ابوسفیان کا جواب نہ دو، پھر بھی جواب دیا لہٰذا وہ نافرمان تھے مگر اللہ کے بندے کو یہ خبر نہیں کہ اس واقعہ میں حضرت عمر کی صرف خوبی ہی ظاہر ہوتی ہے برائی ہرگز نہیں نافرمانی اور حکم عدولی دو وجوہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ اولاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ ابوسفیان کے سوال کا جواب نہ دو چنانچہ حضرت عمر سمیت کسی نے بھی اس کے کسی سوال کا جواب نہیں دیا مگر جب اس نے کہا کہ لو یہ تینوں تو قتل ہو گئے ہیں تب حضرت عمر نے بے تابانہ اسے جواب دیا، ثانیاً خود مرزا صاحب کے الفاظ ہیں۔ طاقت و تاب از سر خطاب برفت حضرت عمر کی قوت برداشت جواب دے گئی، گویا وہ اس وقت شدت جذبات سے مغلوب ہو گئے تھے، ایسے میں انسان یقیناً معذور ہوتا ہے۔

تھا نبی علیہ السلام نے فرمایا ، انہیں ہم سے بلند نہیں ہونا چاہیے ۔ چنانچہ عمرؓ اور کچھ مہاجر اٹھے اور انہیں پہاڑ سے نیچے اتار دیا ۔

خصوصیت نمبر ۱۳

روز عرفات میں اللہ نے فرشتوں پر عمرؓ کی فضیلت سے فخر کیا

حدیث

بلال بن رباح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز عرفات فرمایا ، اے بلال ! لوگوں کو چپ کراؤ ! یا فرمایا خاموش کراؤ ! (جب وہ خاموش ہوگئے تو) آپ نے فرمایا آج اللہ نے تم پر کرم فرمایا ہے ۔ تمہاری نیکیوں کے سبب تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں ۔ اور جتنا اللہ نے چاہا ثواب عطا فرمایا ہے ۔ تو تم اللہ کی برکت پر یہاں سے نکل کھڑے ہو ۔ آج اللہ نے فرشتوں کے سامنے تمام اہل عرفہ (حجاج کرام) پر عموماً اور عمرؓ پر خصوصاً اظہار فخر کیا ۔

اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا اور تفصیلاً فوائد میں لکھا ہے جبکہ آپ نے ارشاد "اللہ کی برکت پر نکل کھڑے ہو ۔" تک ابنِ ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ۔ مگر "اللہ کی برکت کی جگہ" "اللہ کا نام" لکھا ہے ۔

تشریح :

اس سے فرشتوں پر حضرت عمرؓ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے ۔ کیونکہ جس کے سامنے کسی پر فخر کیا جائے ۔ اس کی عظمت مخاطب سے زائد ہوتی ہے ۔

خصوصیت نمبر ۱۴

نبی علیہ السلام نے خواب میں آپ کا لباس ساری امت سے لمبا دیکھا

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، میں سویا ہوا تھا ۔ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں ۔ جنہوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں ۔ کسی کی قمیص صرف اس کے سینے تک ہے (باقی سارا جسم برہنہ ہے) کسی کی اس سے لمبی ہے ۔ جب عمرؓ پیش ہوئے تو ان کی قمیص زمین پر لٹک رہی تھی ۔ تو کسی نے پوچھ لیا یا رسول اللہ !

وَمَا اَوَّلْتَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ذَالِكَ ؟ قَالَ الدِّیْنُ ۔

اس خواب کی تعبیر کیا ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ عمر کا دین سب سے زیادہ ہے

اسے بخاری، مسلم، احمد اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

دین انسان کے جملہ اعمال پر یوں حاوی ہو جاتا ہے۔ جیسے لباس بدن کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اس لیے کپڑے سے دین کی تعبیر کی گئی یونہی لباس کی طرح دین بھی انسان کی حفاظت کرتا ہے۔

خصوصیت نمبر ۱۵

نبی علیہ السلام نے خواب میں اپنا پس خوردہ دودھ عمرؓ کو پلایا اور اسے علم سے تعبیر کیا

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سویا ہوا تھا۔ تو میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ دودھ سے لبالب ایک پیالہ مجھے پیش کیا گیا۔ میں نے اس سے پیا تا آنکہ مجھے یوں لگا جیسے میرے ناخنوں کے نیچے بھی تری پہنچ گئی ہے۔ تو بچا ہوا دودھ میں نے عمر فاروقؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کا مفہوم کیا لیا ہے؟ فرمایا "علم"

اسے بخاری مسلم احمد۔ ابو حاتم نے اور ترمذی نے روایت کیا اور حدیث

صحیح قرار دیا ہے۔

تشریح:

پیچھے ابو بکر صدیق کے بارہ میں ایسی ہی روایات گزر چکی ہیں۔ اس لیے کہنا پڑیگا کہ خواب آپ کو متعدد بار آئی۔ ایک بار خواب میں حضرت ابو بکرؓ نے آپ کا پس خوردہ حاصل کیا اور دوسری میں حضرت عمرؓ نے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دونوں احادیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ بلکہ عمر فاروقؓ کے علم کا تو یہ حال ہے۔ جو عبد اللہ بن مسعود بیان کر رہے ہیں۔

حدیث

عبد اللہ بن مسعود نے کہا۔ اگر عرب کے تمام قبائل کا علم میزان کے پلے میں اور عمر فاروقؓ کا علم دوسرے پلے میں رکھا جائے تو عمرؓ والا پلہ بھاری رہے گا۔ بلکہ صحابہ تو سمجھتے تھے کہ عمر نے علم کے دس میں سے نو حصے سمیٹ لیے ہیں۔ عمر کی مجلس میں ایک گھڑی بیٹھنا میرے نزدیک سال بھر سے زیادہ معلومات افزا ہے۔

اسے ابو عمر اور قلعی نے روایت کیا ہے

خصوصیت نمبر ۱۶

ابو بردہؓ نے خواب میں آپ کو تمام لوگوں سے اونچا دیکھا

حدیث

ابو بردہؓ کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں ایک جگہ بہت سے لوگوں کو اکٹھے دیکھا۔ جن میں عمر سب سے بلند تھے تین ہاتھ تک آپ کا سر سب سے اونچا تھا۔ مَیں نے کہا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ عمرؓ ہیں۔ مَیں نے کہا یہ اتنے اونچے کیوں ہیں؟ لوگ کہنے لگے۔ ان میں تین خصلتیں ہیں۔

۱۔ یہ اللہ کے معاملہ میں کسی شخص کی ملامت کی پروا نہیں رکھتے۔

۲۔ انہیں خلیفہ بنایا گیا۔

۳۔ اور شہید کیا گیا ہے۔

ابو بردہؓ کہتے ہیں۔ میں ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا اور خواب سنائی۔ انہوں نے عمرؓ کو بلا بھیجا۔ ان کے آنے پر ابو بکر صدیق نے مجھ سے خواب پھر سنی۔ جب میں نے کہا "انہیں خلیفہ بنایا گیا۔" تو عمر نے میری طرف دیکھا اور مجھے جھڑکا۔ کہ یہ ابو بکر زندہ ہیں اور خلیفہ ہیں۔ اور تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔

اس کے بعد جب عمرؓ خلیفہ بنے اور منبر پر بیٹھے تو مجھے بلایا اور خواب

سنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے خواب سنانا شروع کی۔ جب میں نے کہا۔ یہ اللہ کے معاملہ میں کسی کی پروا نہیں کرتے۔ تو عمرؓ نے کہا میری دعا ہے اللہ مجھے ایسا ہی بنا دے۔ میں نے کہا "انہیں خلیفہ بنایا گیا" تو عمرؓ بولے۔ مجھے اللہ نے یہ منصب دیا ہے۔ اور دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کے صحیح طور پر سنبھالنے کی توفیق دے، میں نے کہا "انہیں" شہید کیا گیا،" تو فرمانے لگے میرے لیے شہادت کہاں میں تمہارے پیچھے بیٹھا ہوں۔ جنگوں میں تم لوگ جاتے ہو میں نہیں۔ پھر فرمایا۔ ہاں کیوں نہیں! اگر اللہ چاہے تو ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اور جب وہ چاہے گا ایسا ہو جائے گا۔

خصوصیت نمبر ۱۷

جب تلک آپ دنیا میں رہے اہل اسلام میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا

حدیث:

حسن فردوسی سے روایت ہے کہ ایک بار عمر فاروقؓ ابو ذرؓ سے ملے اور دوران مصافحہ زور سے انکا ہاتھ بھینچا۔ ابو ذرؓ بولے۔ اے فتنے کے تالے! میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔ آپ نے کہا اے ابو ذر! فتنے کے تالے کا کیا مطلب؟ انہوں نے کہا۔ آپ ایک دن نبی علیہ السلام کے پاس

آئے اور ہم ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آنے کے بجائے پیچھے بیٹھنا پسند کیا۔ چنانچہ آپ تمام کے پیچھے بیٹھ گئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک یہ عمرؓ تمہارے درمیان موجود ہے۔ تمہیں کوئی فتنہ نہیں پہنچے گا۔ (فتنوں کے دروازے پر تالہ لگا رہے گا۔)

اسے مخلص ذہبی اور رازی نے اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

فتنے کا تالہ کون تھا؟

حدیث

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ فتنے کے بارہ میں کسی کو نبی علیہ السلام کی حدیث یاد ہے؟ میں نے کہا۔ میں یاد رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو سنائیں آپ کا ہی منصب ہے۔ میں نے کہا۔ نبی علیہ السلام سے میں نے یہ سنا ہے کہ انسان کا فتنہ اس کے اہل خانہ مال۔ جان۔ اولاد اور پڑوسیوں کے بارہ میں ہوتا ہے۔ جو روزہ۔ نماز۔ صدقہ اور نیکی کے حکم اور برائی سے روکنے کی وجہ سے مٹ جاتا ہے۔ عمر فاروقؓ نے کہا۔ یہ نہیں میں اس فتنہ کی بات کرتا ہوں جو سمندر کی طرح موج مارے گا۔ میں نے کہا امیر المومنین! آپ کا اس سے کیا واسطہ۔ ابھی تو اس کا دروازہ بند ہے۔ آپ نے کہا وہ دروازہ توڑا جائے گا۔ یا کھولا جائے گا؟ میں

نے کہا توڑا جائے گا۔ اور پھر کبھی بند نہیں ہو سکے گا۔

راوی کہتا ہے ہم نے حضرت حذیفہ سے بعد میں پوچھا۔ عمر فاروق کو اس دروازے کا علم تھا؟ انہوں نے کہا ہاں ایسے علم تھا۔ جیسے کل سے پہلے رات کا آنا یقینی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے انہیں جو کچھ بتلایا وہ کوئی غلط باتوں کا مجموعہ نہیں تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ سے ان کی ہیبت کے پیش نظر سوال نہ کر سکے اور مسروق (ان کے غلام) سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ کی ذات ہے۔

اسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت عمر کی شان بتلائی

حدیث

حضرت عبد اللہ بن سلامؓ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ سو رہے تھے۔ آپ نے ان کا پاؤں ہلا کر کہا کون ہو؟ انہوں نے کہا امیر المومنین کا بیٹا عبد اللہ ہوں۔ ابن سلامؓ نے کہا۔ اے جہنم کے تالے کے بیٹے! اٹھیں! عبد اللہ اٹھے تو ان کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ وہ اٹھتے ہی اپنے والد عمرؓ کے پاس گئے اور کہا کچھ سنا ہے۔ عبد اللہ بن سلامؓ نے کیا کہا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ یہ کہا ہے۔ عمر فاروقؓ بولے۔ جب تو عمر کے لیے ہلاکت ہے۔ اس نے چالیس سال عبادت کی اور نبی علیہ السلام کا سسر بنا پھر مسلمانوں میں حق وصداقت

کے فیصلے کیے اور جہنم میں چلا گیا ! چنانچہ آپ نے سبز چادر زیب تن کی فاروقی درہ کندھے پر رکھا ۔ اور عبداللہ بن سلام سے جا ملے اور فرمایا اے عبداللہ ! آپ نے میرے بیٹے کو یہ کہا ہے ۔ او جہنم کے تالے کچھ بیٹے ! انہوں نے کہا ہاں ۔ آپ نے فرمایا تمہیں میرے جہنمی بلکہ جہنم کا تالہ ہونے کی خبر کیسے ہوئی ؟ انہوں نے کہا ۔ امیر المومنین میں نے آپ کو مُعاذ اللہ جہنمی نہیں کہا ۔ جہنم کا تالہ کہا ہے ۔ فرمایا کیا مطلب ! کہا مجھے میرے باپ نے اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہوئے یہ بات بتلائی کہ موسیٰ علیہ السلام نے جبریل سے سن کر فرمایا ۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں ایک شخص آئے گا جسے لوگ عمر بن خطابؓ کہتے ہونگے ۔ وہ سب سے بہتر دین و یقین والا ہو گا ۔ جب تک اہل دنیا میں رہے گا ان کا دین غالب اور یقین محکم رہے گا ۔ لوگ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے اور جہنم کو تالہ لگا رہے گا ۔ جب وہ چلا جائے گا دین کمزور ہو جائے گا ۔ اور لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے ۔ جہنم کے تالے ٹوٹ جائیں گے اور لوگ اس میں داخل ہونا شروع ہو جائیں گے ۔

بغوی نے اسے فضائل میں روایت کیا ہے ۔

حدیث

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کعب احبارؓ کہہ رہے ہیں کہ عمرؓ جہنم کے دروازوں میں ایک دروازہ پر ہے ۔ حضرت عمرؓ کو یہ سن کر خوف طاری ہوا اور بار بار کہنے لگے جو اللہ چاہے گا ۔ جو اللہ چاہے گا ۔ پھر آپ نے کعبؓ کو بلایا اور کہا کیا کوئی شخص کبھی جنت اور کبھی جہنم میں جا سکتا ہے ۔ (یعنی مجھے نبی علیہ السلام نے جنت کی

بشارت دی ہے اور آپ مجھے جہنم کے دروازے پر کھڑا کر رہے ہیں ۔) انہوں نے کہا امیر المومنین کیا بات ہے اور میرے بارہ میں آپ کو کیا خبر پہنچی ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ مجھے فلاں شخص نے بتلایا ہے کہ تم نے میرے متعلق یہ کچھ کہا ہے ۔ انہوں نے کہا ہاں ! اور آپ کا منصب بھی یہی ہے ۔ خدا کی قسم آپ نے جہنم کا دروازہ بند کر رکھا ہے ۔ اور کسی کو اندر نہیں جانے دیا یعنی لوگوں کو اسلام کی راہ پر ڈال دیا ہے اور وہ جہنم میں جانے سے بچ گئے ہیں ۔ یہ سن کر عمر فاروق کی پریشانی جاتی رہی ۔

اسے عبدالرزاق نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے ۔

خصوصیت نمبر ۱۸

نبی علیہ السلام اور ابو بکر کے بعد سب سے پہلے آپ روز حشر زمین سے باہر آئیں گے

اس بارہ میں احادیث خصائص ابی بکر میں گزر چکی ہیں ۔ وہاں دیکھی جا سکتی ہیں ۔

خصوصیت نمبر ۱۹

روز قیامت اسلام آپ کا شکریہ ادا کرے گا اور سب سے پہلے آپ کو داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا

اس بارہ میں باب شیخین میں زید بن ثابت کی روایت سے ایک حدیث بھی گزر چکی ہے جو انہوں نے دیباج میں روایت کی ہے ۔

حدیث

عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ۔ روز قیامت سب لوگ جمع ہونگے ۔ عمر بن خطاب ایک جگہ کھڑے ہوں گے ۔ ان کے پاس کوئی چیز آئے گی جو ان کی ہم شکل ہوگی ۔ اور کہے گی ۔ اے عمر ! اللہ آپ کو میری طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے ۔ وہ پوچھیں گے تم کون ہو ؟ وہ کہے گی میں اسلام ہوں ۔ اے عمر اللہ آپ کو بہتر جزا دے اس کے بعد ندا آئے گی ۔ خبردار ! عمر بن خطاب سے پہلے کسی کو نامۂ اعمال نہ دیا جائے ۔ چنانچہ آپ کو نامۂ اعمال دے کر جنت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا ۔ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان سن کر عمر فاروق رضؓ سخت روئے ۔ اور اپنے سارے غلام جو نو تھے آزاد کر دیئے ۔

اسے بغوی نے فضائل عمر بن خطاب میں روایت کیا ہے ۔

خصوصیت نمبر ۲۰

اللہ نے آپ کو مفتاح الاسلام بنایا ہے

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عمر کو دیکھ کر مسکرا دیئے ۔ اور فرمایا ۔ اے ابن خطاب ! کچھ معلوم ہے میں کیوں مسکرایا ہوں ؟ انہوں نے عرض کیا ۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ نے عرفات کی رات تمہاری طرف شفقت و رحمت کے ساتھ دیکھا اور تمہیں مفتاح الاسلام (اسلام کی چابی) قرار دیا ۔ اسے ملا نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے ۔

خصوصیت نمبر ۲۱

روز قیامت اللہ سب سے پہلے آپ کو سلام کہے گا

حدیث: روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ عمرؓ وہ پہلا شخص ہوگا ۔ جسے روز قیامت اللہ اسلام کہے گا ۔ جب کہ ساری دنیا اپنا اپنا نامۂ اعمال پڑھنے میں مشغول ہوگی ۔ اسے صاحب فضائل عمرؓ نے روایت کیا ہے ۔

تشریح :

اس حدیث کا ماقبل والی حدیث سے تعارض نہیں ہے ۔ کیونکہ سب سے پہلے آپ کو نامۂ اعمال دیا جائے گا ۔ (جس کے بہتر نکلنے پر) آپ کو اللہ سلام کہے گا اس وقت سب لوگوں کو نامے دیئے جا چکے ہونگے ۔

خصوصیت نمبر ۲۲

سب سے پہلے آپ ہی نے امیر المومنین کا لقب پایا

حدیث

حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا۔ ابو بکر صدیقؓ کو تو خلیفۂ رسول خدا کہا جاتا تھا۔ جب کہ مجھے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ (کیونکہ میں تو ابو بکرؓ کا خلیفہ ہوں) اور یوں بات طویل ہو جائے گی۔ (یعنی خلیفۂ خلیفۂ رسول خدا) تو مغیرہؓ بولے۔ آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم مومنین۔ تو آپ ٹھہرے۔ امیر المومنین آپ نے فرمایا یہ صحیح ہے۔

حدیث

شفاءؓ جو پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے ہیں۔ روایت کرتی ہیں کہ عمر فاروقؓ نے امیر عراق کو لکھا۔ کہ میرے پاس دو تندرست و دانا عراقی آدمی بھیجو۔ جو مجھے یہاں کے حالات سے آگاہ کریں۔ تو عراق کے گورنر نے لبید بن ربیعہ عامری اور عدیؓ بن حاتم طائی کو بھیجا۔ وہ مدینہ منورہ میں آئے۔ انہوں نے اپنی سواریاں بٹھلائیں اور مسجد میں داخل ہوئے۔ یہاں عمرو بن العاصؓ موجود تھے۔ انہوں نے عمروؓ سے کہا۔ آپ امیر المومنین کے ہاں ہمارے حاضر ہونے کی اجازت طلب کریں۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔

قسم بخدا تم نے ان کا صحیح نام تجویز کیا ہے۔ ہم مومنین ہیں۔ اور وہ ہمارے امیر ہیں۔ عمرؓ خوشی اچھلتے ہوئے اندر گئے۔ اور کہا اسلام علیک یا امیر المومنین! عمر فاروقؓ بولے۔ یہ نام تم کہاں سے لے آئے ہو؟ انہوں نے کہا۔ لبید بن ربیعہ اور عدیؓ بن حاتم طائی آئے ہیں۔ انہوں نے اپنی سواریاں باہر بٹھلائی ہیں۔ اور مسجد میں آ کر کہا ہے۔ امیر المومنین کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی جائے۔ واقعتاً انہوں نے آپ کا صحیح نام تجویز کیا ہے۔ آپ امیر ہیں۔ اور ہم مومنین۔ اس دن سے آپ کا یہ لقب جاری ہو گیا۔

یہ دونوں حدیثیں ابو عمر نے روایت کی ہیں۔

خصوصیت نمبر ۲۳

باجماعت تراویح رمضان کا اہتمام سب سے پہلے آپ ہی نے کیا

حدیث

عبد الرحمن بن عبد القاری کہتے ہیں۔ میں رمضان میں جناب عمر کے ساتھ مسجد کی طرف آیا۔ لوگ وہاں مختلف ٹولیوں میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کوئی اپنی نماز (تراویح) پڑھ رہا تھا۔ اور کوئی ایک ٹولی کو پڑھا رہا تھا عمرؓ بولے میرا خیال ہے۔ اگر میں ان سب کو ایک امام کے پیچھے جمع کر

دوں تو اچھا ہو۔ چنانچہ آپ نے سب کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑا کر دیا۔ پھر ایک رات میں عمر فاروق رضؓ کے ساتھ مسجد کو نکلا۔ تو اب لوگ ایک قاری کے ساتھ نماز میں شاغل تھے۔ یہ منظر دیکھ کر عمرؓ بولے۔

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ۔

یہ بدعت (نیا طریقہ) کتنا اچھا ہے [1]

---

[1] یاد رہے نماز تراویح ان نوافل کا نام ہے جو شارع علیہ اسلام نے خصوصاً ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں پڑھنے کو تجویز فرمائے ہیں چونکہ صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضؓ کے دور میں تراویح علیحدہ علیحدہ پڑھتے رہے حضرت عمر نے چاہا کہ ان سب کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ ناسخ التواریخ حالات خلفا جلد ۲ صہ ۶۷ میں لکھا ہے کہ ۱۴ھ میں عمر بن الخطاب نے تمام اسلامی ممالک میں حکم جاری کیا تھا کہ مساجد میں نماز تراویح کو اجتماعی شکل میں قائم کیا جائے۔ آگے لکھا ہے۔

وآں چناں بود کہ نماز ہائے نافلہ را کہ در لیالی ماہ مبارک وا ر داشت عہد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تا ابنوقت مردم فرادیٰ میگذاشت، یکشب عمر مسجد آمد و مردم را انجمن یافت، گفت نیکو تر آنست کہ ایں نماز ہا را بجماعت بگذاریم، و مقرر داشت کہ ہر چہار رکعت نماز را مردم بایک پیشماز بگذارند، آنگاہ پیشماز دیگر بایستد و چہار رکعت بگذارد بدینگونہ نماز ہائے نافلہ را بپائے برند، واز برائے راحت پیشماز بدل شود ازیں ادایں نماز را نماز تراویح گفتند، بالجملہ عمر ایں بدعت بگذاشت وگفت ہذہ بدعۃ ونعم البدعۃ

ترجمہ: اس کا پس منظر یہ ہے کہ رمضان المبارک کی راتوں میں جو نوافل شروع کی طرف سے وارد ہیں دور نبی سے لے کر عہد فاروقی تک لوگ انہیں علیحدہ علیحدہ پڑھتے آتے تھے ایک رات عمر مسجد میں آئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا، بہتر یہ ہے

البتہ اگر رات کے پچھلے پہر اٹھ کر یہ نماز پڑھتے تو اس سے بہتر ہوتا اور اس وقت یہ سوئے ہوتے ہیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عمر فاروق رضؓ کو ماہ رمضان کی شب زندہ داری (تراویح) پر رغبت دلائی۔ میں نے انہیں بتلایا۔ کہ ساتویں آسمان پر ایک باغ ہے۔ جسے حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے۔ وہاں کے رہنے والوں کو روح کہتے ہیں۔ لیلۃ القدر میں وہ روح نامی فرشتے

کہ ہم یہ نماز مل کر باجماعت پڑھا کریں چنانچہ اس کے بعد یہ طریقہ اپنا لیا گیا کہ چار رکعتیں ایک امام پڑھائے گا پھر دوسری چار رکعت دوسرا امام مکمل کروائے گا یہ طریقہ امام کی سہولت و راحت کے لیے اختیار کیا گیا بدیں سبب اسے نماز تراویح کہا گیا خلاصہ یہ ہے کہ عمر رضؓ نے یہ بدعت قائم کی اور کہا یہ کام اگرچہ بدعت ہے (نیا کام ہے) مگر بہت اچھی بدعت ہے۔

اس عبارت سے چند امور حاصل ہوئے رمضان پاک کی راتوں میں پڑھے جانے والے خصوصی نوافل کو تراویح کہا جاتا ہے۔ اسی طرح مشہور شیعہ محقق شیخ عباس قمی نے الکنیٰ والالقاب جلد ۳ صہ ۷۴ (زیر لفظ القاری) لکھا ہے۔ صلاۃ التراویح ھی نافلۃ شہر رمضان جماعۃً صلواۃ تراویح ماہ رمضان میں باجماعت نوافل کا نام ہے۔

شیعہ فرقہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ ائمہ اہل بیت رمضان میں مغرب اور عشاء کے بعد خصوصی نوافل پڑھتے تھے دیکھیے شیعہ کی معتبر کتب حدیث ۱۔ الاستبصار جلد نمبر ۱ صہ ۴۶۲ فی الزیادۃ فی شہر رمضان۔ ۲ من لا یحضرہ الفقیہ جلد نمبر ۲ صہ ۸۸ / ۱۷ اسی طرح فروع کافی جلد نمبر ۴ صہ ۱۵۴

اللہ سے اجازت لے کر دنیا پر اترتے ہیں۔ جس بھی نماز پڑھتے ہوئے یا نماز کی طرف جاتے ہوئے انسان کو مل جائیں (اس کے پاس سے گزر جائیں) وہ برکتوں والا ہو جاتا ہے۔ عمرؓ بولے۔ اے ابوالحسن! تو آپ ان لوگوں کو اس نماز کی رغبت دلائیں۔ تاکہ سب کو برکت ملے۔ تب عمرؓ نے لوگوں کو باجماعت تراویح کا حکم دیا۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث:

حضرت علی مرتضیٰ شہر رمضان میں مسجدوں پر سے گزرے دیکھا ان میں

ہیں حضرت علی کا رمضان میں مغرب اور عشاء کے بعد خصوصی نوافل پڑھنا مذکور ہے۔ بتلائیے! اگر اہل سنت نے ان نوافل کا نام تراویح رکھ دیا ہے تو کیا اعتراض ہے اختلاف تو نام کا ہوا۔ مقصد تو ایک ہی ہے۔

دوم:۔ مذکورہ عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا نماز تراویح خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جاری تھی اور لوگ اسے علیحدہ علیحدہ پڑھتے تھے۔ بالکل اسی طرح الکنیٰ والالقاب حوالہ مذکورہ

میں ہے ونحن نصلی نافلۃ شہر رمضان فرادیٰ کما کانت علیٰ عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہم (شیعہ) رمضان کے نوافل کو علیحدہ علیحدہ پڑھتے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا۔ تو نفس نماز تراویح کو حضرت عمر کی بدعت کہنا آخر کہاں تک درست ہے؟ کچھ تو انصاف چاہیے۔

سوم:۔ حضرت عمر نے صرف یہ کہا تھا کہ جس نماز کو لوگ علیحدہ علیحدہ پڑھتے آ رہے تھے انہیں ایک امام کے پیچھے کھڑا کر دیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میرا یہ فعل اگرچہ بدعت ہے۔ مگر بُری نہیں اچھی بدعت ہے۔

نورانی قندیلیں لٹکائی گئی ہیں۔ فرمایا۔ اے اللہ! عمر کی قبر اسے منور کر دے جیسے انہوں نے ہماری مسجدیں منور کی ہیں [۱]

ایک روایت میں ہے حضرت علی نے مسجدوں میں قرآن کی آوازیں اور

اور اچھی بدعت کو اپنانا تو عین ثواب ہے۔ قرآن کریم میں اعراب و نقاط کا اندراج بدعت ہے مگر کون اسے برا کہہ سکتا ہے، علم دین حاصل کرنے کے لیے درس نظامی کا نصاب اور اس کے اختتام پر اسناد کا اجراء یہ سب امور بدعت ہیں مگر ان سے کون انکار کرے گا، اس لیے اس نماز کی مخالفت کرنا شیعہ حضرات کی سراسر خام خیالی ہے حضرت عمر کی اس بدعت کا عظیم ترین فائدہ یہ ہوا ہے کہ امت مسلمہ میں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ قرآن پیدا ہوتے ہیں اور قرآن کریم کی بے مثال حفاظت ہوتی ہے کسی کو کتاب اللہ میں تغیر کا ذرا سا بھی موقع نہیں مل سکا۔

[۱] ہم شیعوں کی ایک معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ الابن ابی الحدید جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۸۰ سے ہی لوہا توڑ عبارت پیش کرتے ہیں۔

وقد روی الرواۃ ان علیاً علیہ السلام خرج لیلاً فی شہر رمضان فی خلافۃ عثمان بن عفان فریٰ المصابیح فی المساجد والمسلمون یصلون التراویح فقال نور اللہ قبر عمر کما نور مساجدنا

ترجمہ:۔ راویوں نے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت علی، حضرت عثمان غنی کے دور میں رمضان کی ایک رات میں باہر نکلے تو دیکھا مساجد میں قندیلیں روشن ہیں اور لوگ نماز تراویح پڑھ رہے ہیں تو آپ نے کہا جس طرح عمر نے ہماری مساجد روشن کی ہیں اللہ اس کی قبر روشن کر دے۔

دیکھیے! حضرت علی کو تو اس بدعت پر اتنی خوشی ہے اے کاش کہ اللہ حضرت علی کے بعض محبین کو بھی آپ کے اتباع کی توفیق عطا فرما دے۔

نور کی قندیلیں دیکھیں جو مسجدوں کو بقعۂ نور بنائے ہوئے تھیں۔ آپ تو بول اٹھے۔ اے اللہ عمر کو روشن کر دے۔

یہ دونوں روایات ابن سمان نے بیان کی ہیں۔ جب کہ دوسری روایت کو ابن عبد کو یہ اور ابو بکر نقاش نے ابن اسحاق سے روایت کی ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت میں آپ کے مجتہد ہونے کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے۔ اور دوسری میں آپ کا ایمان بیان کیا گیا ہے۔

خصوصیت نمبر ۲۴

آپ کی شان میں اترنے والی آیات قرآنیہ

اس ضمن میں آپ کی رائے کے موافق نازل کی گئی آیات بھی آجاتی ہیں، تاہم وہ پیچھے بیان ہو چکی ہیں اب آپ کی فضیلت سے متعلقہ آیات گنی جاتی ہیں۔ خصوصیت نمبر ۵ میں۔ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْخَوْفِ ۔

(سورہ نساء آیت ۸۳)

۲۔ اور آپ کے اسلام لانے کے واقعہ میں۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔

(سورہ انعام آیت ۵۴)

اپنی تفسیر سمیت بیان ہو چکی ہیں۔

۳۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ

مِّنْهَا ۔ (سورۃ انعام آیت ۱۲۲)

ترجمہ: تو جو شخص مرا ہوا تھا (کافر تھا) ہم نے اسے زندگی دے دی اور اس کے لیے نور بنا دیا (اسلام دیدیا) جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے کیا وہ اس آدمی جیسا ہے جو ابھی تک اندھیروں میں ہے اور وہاں سے نہیں نکلا؟

یہ آیت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ زید بن اسلم کا قول ہے اور ابن عباس کہتے ہیں۔ یہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے متعلق اتری ہے ابن عباس ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے بارہ میں آئی ہے۔ اور مقاتل کی رائے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل کے لیے اسے اتارا گیا ہے۔ جب کہ حسن کا کہنا ہے، یہ سب مومنوں اور کفار کو شامل ہے۔

۴۔ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(سورہ انفال آیت ۶۴)

ترجمہ: اے نبی آپ کو اللہ اور آپ کی اتباع کرنے والے مومن کافی ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی علیہ السلام پر ۳۹ انسان ایمان لا چکے تھے کہ عمر فاروق مسلمان ہوئے اور مسلمانوں کی تعداد چالیس ہو گئی تب یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

۵۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ

(سورہ جاثیہ آیت ۱۴)

ترجمہ: فرما دیں ایمان والوں کو کہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے دنوں (یوم عذاب یا یوم قیامت) کی امید نہیں رکھتے۔

کلبی کہتے ہیں یہ آیت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں نازل ہوئی انہیں بنی غفار کے مشرکین میں سے ایک نے گالی دے دی۔ تو آپ نے اسے پکڑنا چاہا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض نے کوئی اور علت نزول کہی ہے ان تمام اسباب نزول کو واحدی، ابوالفرج اور صاحب الفضائل نے روایت کیا ہے۔

فصل ہفتم

ابوبکر صدیق کے بعد آپ تمام اُمت سے بہتر ہیں

اس فصل کی تمام احادیث باب ابی بکر رض باب صحابہ ثلاثہ اور باب خلفاء اربعہ میں گزر چکی ہیں۔ اور آپ کے خصائص میں بھی آ چکی ہیں۔

فصل ہشتم

زبانِ نبوت سے آپ کے لیے جنت کی بشارت

شیخین رض، صحابہ ثلاثہ رض، خلفاء اربعہ رض اور حضرات عشرہ مبشرہ رض کے مناقب کے ضمن میں اس فصل کی احادیث گزر چکی ہیں۔

بیان

نبی علیہ السلام نے آپ کو اہل جنت میں سے قرار دیا

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر بن خطاب جنت والوں میں سے ہیں۔

اسے ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔ جب کہ یہی حدیث حضرت علی سے بھی مروی ہے۔ جسے ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

بیان

آپ جنت میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ہونگے

حدیث

زید بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ آپ جنت میں میرے ساتھ ہونگے۔ تین میں سے تیسرے نمبر پر۔

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔ جب کہ بغوی نے فضائل میں روایت کرتے ہوئے "اس امت میں سے" کے الفاظ بڑھائے ہیں۔

بیان

عمر فاروق جنّت والوں کے لیے روشنی کا سبب ہیں

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔

عمر سراج اهل الجنة

عمر فاروق اہل جنّت کے لیے آفتاب ہیں ۔

اسے صاحب صفوہ نے اور ملاں نے سیرت میں بیان کیا ہے ۔

حدیث

حضرت علی فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا ۔ کہ عمر بن خطاب رض اہل جنّت کا آفتاب ہیں ۔ یہ بات عمر فاروق رض کو معلوم ہوتی تو وہ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت علی رض کے پاس آئے اور ان سے کہا کیا آپ نے نبی علی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عمر بن خطاب رض آفتاب اہل جنت ہے ؟ انہوں نے کہا ہاں ۔ حضرت عمر رض نے ان سے کہا تو آپ اپنے ہاتھ سے یہ لکھ دیں ۔ تو انہوں نے یہ تحریر لکھ دی ۔

عمر سراج اهل الجنة

یہ وہ تحریر ہے جسے علی رض بن ابی طالب نے عمر فاروق رض کے لیے نبی علیہ السلام

سے روایت کر کے لکھا ہے ۔ جب کہ نبی علیہ السلام نے جبریل سے سنا اور انہوں نے اللہ سے یہ فرمان حاصل کیا کہ عمر بن خطاب اہل جنت کا آفتاب ہیں ۔

حضرت عمر رض نے یہ تحریر لے کر اپنی اولاد کو دے دی ۔ اور کہہ دیا کہ جب میں مر جاؤں ۔ اور تم مجھے کفن اور غسل دے چکو تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا میں اسے اللہ کی بارگاہ میں پیش کروں گا ۔ چنانچہ آپ کے فوت ہو جانے پر وہ تحریر آپ کے کفن میں ڈال دی گئی ۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے ۔

تشریح :

جنت میں تو اندھیرا ہو گا ہی نہیں ۔ اس لیے حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ عمر فاروق رض نے لوگوں سے سختی سے اسلام پر عمل کروایا ۔ اور انہیں نور بخشا اور اس نور کے ساتھ وہ جنت میں جا پہنچے ۔ گویا آپ اہل جنّت کے لیے نور بخش آفتاب ہیں ۔

بیان

آپ کے لیے جنت میں تیار شدہ محل کا ذکر

حدیث ۱

حضرت جابرؓ اپنے والد عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں جنت میں داخل ہوا وہاں میں نے سونے اور جواہرات سے بنا ہوا محل دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ کہا گیا یہ عمر فاروقؓ کا ہے۔ تو میں نے اس میں داخل ہونا چاہا۔ مگر اے عمر! تمہاری غیرت مانع آ گئی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ کیا میں آپ پر غیرت کھاؤں گا۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ مگر سونے اور جواہرات کا لفظ نہیں کہا۔

حدیث ۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جنت میں ایک محل دیکھا۔ تو میں نے کہا یہ کس کا ہے۔ بتلایا گیا کہ ایک قریشی نوجوان کا ہے۔ میں سمجھا میرا ہے۔ میں نے پوچھا وہ نوجوان کون ہے کہا گیا عمر بن خطاب ہے۔

اسے احمد اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۳

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں ایک بار خود کو جنت میں دیکھا۔ وہاں ایک محل کی دیوار کے ساتھ ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ وہ کہنے لگی عمر بن خطاب کا ہے۔ تو اے عمر! مجھے تمہاری غیرت یاد آئی۔ اور میں پچھلے قدم لوٹ آیا۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ عمر فاروقؓ رو پڑے۔ ہم بھی مجلس میں بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا مجھے آپ پر غیرت آ سکتی ہے؟

اسے مسلم۔ ترمذی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

ابو حاتم کا کہنا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج جنت میں گئے اور وہاں ایک محل دیکھا۔ آپ نے پوچھا کس کا ہے۔ جواب ملا عمر بن خطاب کا ہے۔ یہ بات تو حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث میں ہے جب کہ اس کے بعد آپ نے ایک بار خواب میں جنت کے اندر محل اور محل کے ساتھ عورت کو وضوء کرتے دیکھا۔ اور اس سے محل کے مالک کا نام پوچھا تو اس نے بتلایا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔

یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ کی ہے۔ لہذا یہ دونوں علیحدہ علیحدہ واقعات ٹھہرے اس لیے ان میں کوئی تعارض نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دونوں احادیث کے الفاظ ایک دوسری سے جدا گانہ ہیں۔

حدیث

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے صبح کے وقت بلالؓ کو بلایا اور فرمایا۔ اے بلال! تم جنت میں مجھ سے پہلے کیسے چلے گئے؟ میں جنت میں جب بھی گیا ہوں۔ تیرے قدموں کی آہٹ میرے آگے ہوتی ہے۔ آج رات میں جنت میں گیا اور تمہارے قدموں کی آواز آگے آگے تھی۔ میں نے وہاں ایک چوطرفہ بلند اور سونے سے بنا ہوا محل دیکھا۔ میں نے کہا یہ کس کا ہے؟ محافظ کہنے لگے عرب کے ایک آدمی کا ہے۔ میں نے کہا میں بھی عربی ہوں۔ مگر یہ کس کا ہے۔ وہ کہنے لگے وہ آدمی قریش سے ہے۔ میں نے کہا میں بھی قریش سے ہوں یہ کس کا ہے وہ کہنے لگے۔ وہ شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے۔ میں نے کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہوں۔ یہ کس کا ہے؟ کہنے لگے عمر بن خطابؓ کا ہے۔

حضرت بلالؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ! میں ہمیشہ اذان کے بعد دو رکعت پڑھتا ہوں۔ اور جس وقت بھی وضو ٹوٹے۔ پھر سے وضو کر لیتا ہوں۔ اور میں نے یوں سمجھ لیا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعت پڑھنا میرے لیے اللہ کی طرف سے ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو انہی دو عملوں کے سبب تمہارا یہ مقام ہے۔

فصل نہم

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا مختصر نمونہ

سیرت نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہلے مہاجرین میں سے ہیں۔ آپ نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ بدر، حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شرکت کی ہے۔ نبی علیہ السلام کے ساتھ ہر غزوہ میں شریک ہوئے ہیں۔ آپ کے اسلام لانے سے اللہ نے دین کو عزت دی۔ آپ نے علانیہ ہجرت کی۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ نبی علیہ السلام دنیا سے گئے تو ان سے راضی تھی اور انہیں جنت کی بشارت دیتے گئے۔ نبی علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اللہ نے تمہاری زبان و دل پر حق رکھ دیا ہے اور یہ کہ تمہاری رضا اور غصہ انصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ شیطان تم سے بھاگتا ہے۔ آپ کے اسلام لانے پر دین معزز ہوا اور آسمان والوں نے خوشیاں کیں۔ نبی علیہ السلام نے آپ کا نام سردار۔ محدث اور آفتاب اہل جنت رکھا۔ اور فرمایا یہ عرب کے شہروں کی

چکی ان کے گرد گھومتی ہے۔ وہ زندہ رہیں گے تو عزت سے اور فوت ہوں گے تو شہادت سے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو باطل کو پسند نہیں رکھتا اگر میرے بعد نبی ہوتا تو یہ ہوتا۔ عمر فاروق نے ہی سب سے پہلے مسلمانوں کے لیے سن ہجری کی بنیاد ڈالی۔ آپ نے ہی قرآن جمع کرنے کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا۔ لوگوں کو رمضان میں ایک قاری کے پیچھے کھڑا کیا۔ آپ نے سب سے پہلے پاسبانی کا طریقہ شروع کیا۔ درہ اٹھایا اور لوگوں کو اس سے ادب سکھلایا۔ خراج جاری کیا۔ شہر آباد کیے۔ قاضی مقرر کیے۔ قوانین مرتب کیے۔ وظیفہ جات کا تعین کیا۔ زندگی کا آخری حج نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے ساتھ کیا۔ سب سے پہلے امیر المؤمنین کا لقب پایا۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اللہ نے آپ کے ہاتھوں پر آپ کے دور خلافت میں کئی ممالک فتح کیے۔

روم۔ دمشق۔ قادسیہ۔ حمص۔ جلولار۔ رقہ۔ رہا۔ حران راس العین۔ خابور۔ نصیبین۔ عسقلان۔ طرابلس اور اس کے ساتھ والے ساحلی علاقے بیت المقدس۔ آبیسان۔ یرموک۔ جابیہ۔ اہواز۔ قیساریہ۔ مصر۔ تستر۔ نہاوند۔ رے اور اس کا آس پاس اصفہان بلادِ فارس۔ اصطخر۔ ہمدان۔ نوبہ۔ بربر۔ برلس (بلخ۔ ہرات اور کابل) وغیرہ کثیر ممالک آپ کے دور میں فتح ہوئے۔

آپ نے پے در پے متواتر دس بار لوگوں کو حج کرایا۔ پھر آخری حج کر کے جب مدینہ طیبہ آئے تو ابو لؤلؤ مجوسی نے آپ کو شہید کر دیا۔ جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ یہ سب کچھ ابن قتیبہ۔ ابو عمر اور صاحب صفوہ نے بیان کیا ہے۔ ہر ایک نے اخبار کا ایک حصہ پیش کیا ہے۔ بعض نے کہا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا درہ حجاج کی تلوار سے زیادہ خوفناک تھا[1]

فارس اور روم کے شاہنشاہ آپ کا نام سن کر لرزہ بر اندام ہو جاتے تھے حالانکہ آپ خلافت حاصل کرنے کے بعد بھی پہلے والے لباس اور حال میں ہی رہے۔ تواضع میں بھی کوئی فرق نہ آیا۔ آپ گھر اور سفر میں یکساں طور پر حفاظت اور حجاب کے بغیر کھلے بندوں چلتے پھرتے تھے۔ نہ حکومت نے آپ کو بدلا۔ نہ نعمت و مال سے آپ میں تکبر آیا۔ نہ کسی مسلمان پر آپ نے اپنی زبان درازی کی۔ نہ کسی کی قدر و منزلت کو دیکھتے ہوئے حق سے ہٹ کر اس کی حمایت کی۔ نہ آپ کے مقام سے کسی طاقتور کو طمع تھا۔ نہ آپ کے عدل سے کسی غریب کو مایوسی آپ اللہ کے دین کے بارہ میں کسی ملامت گر کی باتوں کی پرواہ نہ رکھتے تھے۔

بیت المال کے بارہ میں آپ کی حیثیت ایک عام مسلمان جیسی تھی۔ اور اپنا وظیفہ بھی آپ نے عام مہاجرین صحابہ جیسا مقرر کر رکھا تھا۔

اسے قلعی نے بیان کیا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ مسلمان لوگوں کا مال میرے پاس ایسے ہے جیسے کسی وارث کے پاس یتیم کا مال ہوتا ہے یں

---

[1] یہ بات شیعوں نے بھی اپنی کتب میں لکھی ہے کہ آپکے درہ سے دنیا لرزتی تھی چنانچہ ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد ۲ ص ۲ پر ہے۔

درة عمر اخوف من سيف حجاج

یعنی حضرت عمر کا درہ حجاج کی تلوار سے زیادہ خوفناک تھا۔

بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپکے درے کی آواز منکرین کے کانوں کو آج بھی سنائی دیتی ہے

بلاضرورت اس سے کچھ نہیں لیتا۔ ضرورت ہو تو جائز طریقہ پر کچھ حاصل کر لیتا
ہوں۔ آپ سے پوچھا گیا۔ امیر المومنین! وہ جائز طریقہ کیا ہے۔ آپ
نے فرمایا۔ عربی جانور چارہ دانتوں سے چبا کر کھاتا ہے۔ پورے کا
پورا منہ بھر کر نگل نہیں جاتا۔ یعنی میں قلیل پر اکتفا کر لیتا ہوں زیادہ حاصل
کرنے کی خواہش نہیں رکھتا۔

حکومت سنبھالنے کے بعد آپ کا فکر انگیز خطبہ

حدیث

ابن شہاب زہری جیسے اہل علم کہتے ہیں۔ حکومت کا بوجھ اٹھانے کے بعد
آپ کا پہلا نیا کام یہ تھا۔ کہ آپ منبر پر وہاں بیٹھے جہاں ابوبکر صدیق کے منبر پر
قدم ہوتے تھے۔ یعنی پہلی سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ اور قدم زمین پر لٹکا دیئے۔ لوگوں
نے کہا آپ ابوبکر صدیق والی جگہ پر کیوں نہیں بیٹھ جاتے؟ آپ نے فرمایا
میں ابوبکر کے قدموں والی جگہ پر پہنچ جاؤں بڑی غنیمت ہے۔

کہتے ہیں آپ کا دور حکومت آنے پر لوگ بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئے۔
اور راہوں نے کھلے میدانوں میں مل کر بیٹھنے کا طریقہ ختم کر دیا کہ کہیں یہ عمرؓ کو ناگوار
نہ گزرتا ہو۔ لوگ کہنے لگے۔ ابوبکر کا تو یہ حال تھا کہ راستوں میں بچے آپ کے گرد
گھیرا ڈال لیا کرتے اور اے باپ! اے باپ! کہا کرتے تھے۔ آپ محبت
سے ان کے سروں پر دست شفقت دے دیا کرتے۔ اور اب عمر کا رعب ان
پر ایسا طاری ہے کہ لوگوں نے مجلسیں منعقد کرنا چھوڑ دی ہیں۔

کہتے ہیں عمر فاروق کو جب معلوم ہوا کہ لوگ مجھ سے خوفزدہ ہیں تو آپ نے

منادی کروا دی۔ آؤ سب لوگ مسجد میں نماز پڑھو۔ نماز کے بعد آپ منبر پر
چڑھے اور ابوبکر کے قدموں والی جگہ بیٹھ گئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کہی۔
نبی علیہ السلام پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ میری سختی سے
خوفزدہ ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی موجودگی میں پھر ابوبکر کی حکومت میں
عمرؓ ہم پر سختی کیا کرتا تھا اور اب تو سارے اختیارات ہی اسے مل گئے
ہیں۔ جس شخص نے یہ کہا ہے۔ سچ کہا ہے۔ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ رہا میں
آپ کا عبد اور خادم تھا۔ آپ جیسی نرمی اور رحمت کسی دوسرے انسان میں
نہیں آسکتی۔ اللہ نے آپ کا نام ہی رحمت للعٰلمین رکھا اور اپنی دو صفات
رؤف ورحیم آپ کو عطا کہیں[1] میں اس وقت ایک سونتی ہوئی تلوار تھا
آپ چاہتے مجھے روک لیتے اور جب چاہتے چھوڑ دیتے اور میں تلوار کی
مانند چل پڑا کرتا۔ تا آنکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو مجھ
سے راضی تھے۔ تو اللہ کی حمد ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں پھر مسلمانوں
کی حکومت حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئی۔ لوگ آپ کی نرمی اور سخاوت
کا انکار نہیں کر سکتے۔ میں ان کا خادم و مددگار رہا۔ میری شدت ان کی

---

[1] یہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ لقد جاءکم رسول من
انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف
رحیم۔

ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہی میں سے ہیں تمہارا مشقت
میں پڑنا انہیں سخت ناگوار گزرتا ہے تمہاری راحت ومنفعت کیلئے بڑے حریص
ہیں اور مومنوں پر بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔

نرمی سے مل گئی تب بھی میں سونتی ہوئی تلوار کی مانند رہا۔ آپ جب چاہتے مجھے روک دیتے اور چاہتے چھوڑ دیتے، تا آنکہ جب تشریف لے گئے۔ تو مجھ سے راضی تھے۔ تو اس پر بھی اللہ کی حمد ہے۔ اور یہ بڑی سعادت ہے۔

پھر میں خود تمہارا امیر بنا اور میری سختی دو چند ہو گئی۔ مگر وہ سختی ظالموں اور فسادیوں پر ہے، امن کیش، متبعین شریعت اور اصحاب فضل کے لیے میں اتنا نرم ہوں کہ وہ خود آپس میں اتنے نرم خو نہ ہونگے۔ میں جس ظالم کو جور و جفا میں شاغل دیکھوں۔ اسے چھوڑتا نہیں۔ اس کا ایک رخسار زمین پر رکھ کر دوسرے کو پاؤں تلے دبا دیتا ہوں پھر اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ اے لوگو تمہارے فائدہ کے لیے چند امور مجھ پر لازم ہیں جنہیں مجھ سے حاصل کرنا تمہارا حق ہے۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں خراج میں سے کچھ نہ چھپاؤں اور اسے صرف پر خرچ کروں۔ میں تمہارے وظائف بلا کم و کاست ادا کرتا رہوں گا۔ تمہیں نقصان دہ معاملات میں نہ الجھاؤنگا۔ اور اگر تم جنگوں میں جانا پسند کروگے تو تمہاری عدم موجودگی تمہارے اہل و عیال کو محسوس نہیں ہونے دونگا۔ اور تمہارے جیسی محبت انہیں مجھ سے حاصل ہوگی۔ یہی کچھ میں نے کہنا تھا سو کہدیا۔ اور میں اللہ سے اپنے اور تمہارے طلب گار استغفار ہوں۔

حدیث

سعید بن مسیبؓ اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں۔ قسم بخدا حضرت عمرؓ نے اپنے وعدے پورے کر دکھائے۔ آپ نے نرمی برتی تو مناسب جگہ پر اور سختی استعمال کی تو مناسب موقع پر۔ آپ جنگ پر گئے ہوئے مجاہدین

کے گھر والوں کے لیے ابوالعیال (سربراہ خاندان) بن گئے۔ آپ ان کی بیویوں کے دروازوں پر جا کر کہا کرتے تمہیں کسی نے تکلیف تو نہیں دی؟ حاجت ہو تو بازار سے تمہیں کچھ خرید کر لادوں؟ کیونکہ مجھے تمہارا خود جا کر خرید و فروخت کرنا اچھا نہیں لگتا۔ تو وہ عورتیں اپنے غلام اور لونڈیاں آپ کے ساتھ بھیج دیتیں۔ پھر جب آپ بازار میں آتے تو لونڈیوں اور غلاموں کی ایک فوج آپ کے پیچھے ہوتی تھی۔ اگر کسی کے ہاں غلام یا لونڈی نہ ہوتی تو آپ خود اس کے گھر سودا سلف پہنچا کر آتے۔ جب مجاہدین کی ڈاک آتی تو آپ عورتوں کے شوہروں کے خطوط لیکر خود انکے گھروں تک پہنچ جاتے اور فرماتے اے عورتو! تمہارے شوہر راہ خدا میں ہیں اور تم شہر رسول خدا میں ہو۔ تمہارے ہاں کوئی خط پڑھنے والا ہے تو بہتر۔ نہیں تو دروازہ کے قریب آجاؤ میں باہر سے پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ پھر فرماتے کہ فلاں دن ڈاک یہاں سے روانہ ہوگی۔ تم جوابات لکھ کر ہمیں پہنچا دو۔ آپ کاغذات اور قلم و دوات لیے گھر گھر تشریف لے جاتے۔ کسی نے خط لکھ کر رکھا ہوتا تو وہ حاصل کر لیتے نہیں تو فرماتے دروازہ کے پاس آجاؤ۔ اور اندر ہی سے املا کروا دو۔

یونہی اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ سفر پر تشریف لے جاتے تو منزل بہ منزل پڑاؤ کرنے کے بعد فرماتے کوچ کرو! کہنے والا کہتا۔ یہ دیکھو امیرالمومنین نے کوچ کا حکم دے دیا ہے، اٹھو تیاری کرو اور نکل کھڑے ہو۔ آپ دوبارہ ندا کرتے تو لوگ کہتے یہ دیکھو امیرالمومنین دوبارہ صدا لگا رہے ہیں۔ جب لوگ تیار ہو جاتے تو آپ اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتے اور چل دیتے آپ کے اونٹ پر دو بوریاں ہوتی تھیں۔ ایک

یں ستو اور دوسری میں کھجوریں ہوتیں۔ سواری پر آپ کے آگے پانی کا
ایک مشکیزہ اور پیچھے ایک بڑا پیالہ دھرا ہوتا۔ آپ جہاں اترتے پیالے
میں ستو ڈال کر اس میں پانی ملاتے اور چٹائی بچھا دیتے۔ جو شخص کوئی
بھوکا پیاسا یا پانی کی طلب یا کوئی اور حاجت لے کر آتا۔ آپ اسے ستو اور کھجور
کی دعوت دیتے۔ جب لوگ پڑاؤ والی جگہ چھوڑ کر آگے نکلتے تو آپ وہاں
آکر دیکھتے اگر کسی شخص کی کوئی شیئ گری ہوتی تو اسے اٹھا لیتے۔ کسی کو چلنے
میں دقت یا سواری کو تکلیف پہنچی ہوتی تو اسے دوسری حاصل کرنے
کے لیے کرایا مہیا کرتے۔ اور لوگوں کے پیچھے سفر کیا کرتے۔ اگر کسی کا
سامان گر پڑتا یا چلنے میں دقت آتی تو اس کی دستگیری کرتے۔ تو رات
بھر چلنے میں جس کسی کا کچھ سامان کم ہو جاتا۔ وہ آپ سے حاصل کر لیتا تھا۔
اس طرح کہ وہ شخص آپ کے پاس آکر اطلاع کرتا۔ آپ نے لکڑ کا ایک
سٹینڈ بنوایا ہوا تھا۔ آپ اس پر لوگوں کی گری پڑی چیزیں لٹکا دیتے۔
اگر آپ کو سٹینڈ پر اس کی چیز مل جاتی تو (اپنے خیمہ کے اندر سے) وہ لے
آتے اور فرماتے۔ کیا کسی کا وہ برتن گم ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اس نے
پانی پینا اور وضو کرنا ہوتا ہے؟ کیا میں ساری رات تمہاری چیز کی نگرانی
کیا کروں اور نیند سے آنکھیں دور رکھا کروں؟ یعنی اسے ڈانٹ پلاتے اور
اور مالک کو اس کی چیز حوالے کر دیتے۔

یونہی جب آپ بیت المقدس گئے تو وہاں پہنچنے پر اسلامی فوج نے آپ
کو ترکی گھوڑا پیش کیا تاکہ دشمن آپ کو دیکھ کر مرعوب ہو سکیں۔ اور فوج نے
اصرار کیا کہ آپ گدڑی اتار دیں اور سفید لباس زیب تن کر لیں۔ آپ
نے انکار کیا۔ مگر پھر ان کے اصرار پر آپ اپنی گدڑی سمیت ہی ترکی

گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ جب گھوڑے نے خراماں خراماں لذت انگیز رفتار
سے چلنا شروع کیا تو آپ اس سے اتر آئے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو
گئے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے تو دل میں تکبر پیدا ہونے کا خطرہ ہو گیا تھا۔[۵۱]
یہ تمام مضمون اسحاق بن بشر نے فتوحات الشام میں بیان کیا ہے۔ جبکہ
ابن شہران نے صرف آپ کا مذکورہ خطبہ اور منبر پر جلوہ افروزی ہی بیان کی ہے

---

۵۱ قربان جائیں ایسے امیر المؤمنین پر جس کے دل میں تکبر کی بو تک نہ تھی اور یہ بھی معلوم
ہوا آپ نبی علیہ السلام کے سچے جانشین تھے۔ اگر شیعہ فرقہ کو ہماری کتاب کی بات ذہن میں نہ آتی
ہو تو اپنی معتبر تاریخ ناسخ التواریخ اٹھا لیں جس میں یہ واقعہ اس سے کہیں زیادہ زیب و
زینت سے مرصع ہے۔ چنانچہ وہاں یہ الفاظ ہیں۔

یعنی بیت المقدس پہنچنے پر لوگوں نے دیکھا آپ کے بدن پر گدڑی تھی جس پر
چودہ جگہ پیوند لگے تھے۔
امیر لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے عرض کیا امیر المؤمنین آپ اونٹ کے بجائے
گھوڑے پر بیٹھیں اور گدڑی کی بجائے سفید لباس پہن لیں تاکہ آپ کا رعب دشمن پر قائم ہو آپ
نے انکے اصرار پر ایسا ہی کیا، جب دو قدم چلے اور آپ کو گھوڑے کی نشاط انگیز رفتار سے
لذت حاصل ہوئی تو آپ نیچے اتر آئے اور فرمایا اپنے امیر کو ہلاک کرنا چاہتے ہو بابا دور رکھو
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہو وہ جنت میں
نہ جائیگا۔ ناسخ التواریخ حالات خلفا جلد ۲ ص ۱۸۷

بیان

اللہ کے ہاں آپکی اور آپکے مال کی قدر وقیمت اور آپ کی رحلت پر اسلام کی گریہ زاری

حدیث

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبریلؑ آئے۔ میں نے انہیں کہا۔ عمر فاروقؓ کی فضیلت اور اللہ کے ہاں ان کی قدر وقیمت بیان کریں۔ وہ کہنے لگے اگر میں نوح علیہ السلام کی عمر جتنا وقت آپ کے پاس بیٹھوں تو بھی عمر کی ذات اور اس کے مال کی فضیلت بیان نہیں کر سکتا۔ پھر جبریل نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپکی رحلت کے بعد عمرؓ کی رحلت پر اسلام روئے گا۔

اسے ابو سعد نے شرف النبوۃ میں اور فوائد میں تفصیلاً روایت کیا ہے۔

تشریح:

یہ حدیث قبل ازیں باب الشیخین میں حسن بن عرفہ عدی کی روایت سے گزر چکی ہے۔ وہاں اسلام کے رونے کا ذکر نہیں تھا۔ البتہ یہ الفاظ زائد تھے۔ کہ جبریل نے آخر میں کہا۔ عمر فاروقؓ۔ ابو بکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک

نیکی ہیں۔

بیان

جبریل نے عمر فاروقؓ کو نبی علیہ السلام کا بھائی کہا

حدیث

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں مسجد میں بیٹھا جبریل کے ساتھ مصروفِ گفتگو تھا۔ کہ عمرؓ وہاں آ گئے۔ جبریلؑ نے کہا۔ یہ آپ کے بھائی عمر بن خطاب نہیں کہا؟ میں نے کہا ہاں یہ میرا بھائی عمر ہے۔

اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔ جبکہ آپ کے نام کی فصل یہ حدیث آ چکی ہے اور آگے بھی آئے گی۔

بیان

اسلام کو معزز کرنے کے صلہ میں روزِ قیامت آپ کی نرالی شان

حدیث

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روزِ قیامت ندا آئے گی "فاروق کہاں ہیں؟" تو آپ کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ فرمائے گا۔ اے ابو حفص! یہ تمہارا اعمال نامہ ہے۔ چاہو تو پڑھو! نہیں تو رہنے دو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اسلام کہے گا یا اللہ! یہ عمرؓ ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں مجھے معزز کیا انہیں آخرت میں معزز کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو ایک نورانی اونٹنی

پر جھٹلا دیا جائے گا۔ اور دو جبے پہنا دیئے جائیں گے، اگر ان میں سے ایک بھی دنیا میں کھول دیا جائے تو اس کی مہک سے سارا جہان معطر ہو جائے گا۔ آپ کی سواری کے آگے ستر ہزار جھنڈے لہراتے ہوئے چلے جا رہے ہونگے۔ پھر آواز آئے گی یہ عمرؓ ہیں قیامت والو! انہیں جان جاؤ!

اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔

بیان

پہلی آسمانی کتب میں آپ کی تعریف

حدیث

کعب الاحبار کہتے ہیں۔ شام میں عمر فاروقؓ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا۔ ان آسمانی کتب میں لکھا ہے۔ کہ ان شہروں جن میں بنی اسرائیل کا بسیرا ہوگا۔ کی فتح ایسے شخص کے ہاتھ پر ہوگی جو نیکوکار مسلمانوں پر رحیم۔ کافروں پہ عذاب الیم اور ظاہر و باطن میں ایک جیسا ہوگا۔ اس کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہوگا۔ اپنے اور بیگانے اس کی نظر میں برابر ہونگے۔ اور اس کے ساتھی شب زندہ دار صائم النہار اور غم گسار ہونگے۔

عمر فاروق نے کہا۔ جو آپ کہہ رہے ہیں صحیح ہے؟ میں نے کہا اس خدا کی قسم جو میری بات سن رہا ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ ہی کو حمد ہے۔ جس نے ہمیں عزت فضیلت اور شرافت بخشی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسان عظیم فرمایا۔ اللہ کی رحمت ہر شئے پر محیط ہے۔

بیان

نبی علیہ السلام کا سسر ہونے میں آپ کی فضیلت

عشرہ مبشرہ میں سے بعض صحابہ کے مناقب کے ضمن میں گزر چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کا سسرالی رشتہ مسلمان کے لیے جنت کو واجب اور دوزخ کو حرام قرار دیتا ہے۔

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ ہر نسبی اور سسرالی رشتہ روز قیامت ختم ہو جائے گا۔ مگر میرے یہ دونوں رشتے باقی رہیں گے (لوگوں کو فائدہ دیں گے)

اسے تمام نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اس بارہ میں فضائل ابی بکرؓ میں بیان گذر چکا ہے۔ اور مناقب امہات المومنین میں ام المومنین سیدہ حفصہؓ سے آپ کے نکاح کی کیفیت کے ضمن میں بھی یہ مضمون آئے گا۔

بیان

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کرنیکا مقام

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے عمرؓ سے محبت کی اس کا دل ایمان سے معمور کر دیا جائیگا۔

اسے بغوی نے فضائل میں ذکر کیا ہے۔

بیان

نبی علیہ السلام نے آپ سے دعا کروائی

حدیث: حضرت عمر فاروق رضؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے عمرہ پر جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا۔ اے میرے بھائی۔ اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھول جانا۔ یوں بھی آیا ہے کہ اے میرے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی شامل رکھنا!۔

عمر فاروق رضؓ کہتے ہیں جہان کی تمام تر نعمتوں سے بڑھ کر میرے لیے یہ بڑی نعمت ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا ”اے میرے بھائی“۔

اسے احمد بن حنبل، حافظ سلفی اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔ جب کہ ابنِ حرب نے یہ الفاظ روایت کیے ہیں۔ ”اپنی نیک دعاؤں میں“

بیان

خواب میں ایک شخص کو نبی علیہ السلام نے عمر فاروق رضؓ کے پاس بھیج دیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت عمر فاروق رضؓ کے دور میں قحط پڑا تو ایک شخص نبی علیہ السلام کی قبر منور پہ آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! امت کے لیے بارش مانگیں لوگ ہلاک ہوتے جاتے ہیں۔ نبی علیہ السلام اسے خواب میں ملے اور فرمایا تم عمر رضؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ لوگوں کے لیے اللہ سے بارش طلب کریں۔ یقیناً بادل برسے گا۔ اور عمر سے یہ بھی کہو۔ لوگوں پر بخشش

کرے بخشش۔ تو اس شخص نے آکر عمر فاروق رضؓ کو خبر دی۔ آپ بہت روئے۔ اور فرمایا اے اللہ! میں نے بغیر حالت عجز تیرے احکام کی بجا آوری میں کمی نہیں چھوڑی۔ اسے بغوی نے فضائل میں اور ابو عمر نے روایت کیا ہے

بیان

عمر فاروق رضؓ کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کے غضب سے بچا کرو۔ اللہ بھی ان کی ناراضگی سے ناراض ہو جاتا ہے۔

اسے ملاں نے سیرت میں اور صاحب نزہہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: آپ ہی سے مروی ہے کہ عمر کو ناراض نہ کیا کرو۔ جب یہ ناراض ہو جائیں تو اللہ بھی روٹھ جاتا ہے۔

اسے ابوالحسین بن احمد البنا الفقیہ نے روایت کیا ہے۔

بیان

عمر فاروق کی ناراضگی۔ بڑا المیہ ہے

حدیث: ابن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ عمر فاروق رضؓ کو اللہ کی طرف سے سلام کہیں اور انہیں بتلائیں کہ تمہاری رضا حکم ہے۔ اور تمہاری ناراضگی ایک بڑا المیہ ہے۔

اسے حافظ ابو سعید نقاش اور ملاں نے روایت کیا ہے اور مخلص ذہبی نے بھی اس کا مضمون بیان کیا ہے۔

بیان

نبی علیہ السلام نے آپ کی شہادت کی خبر دی اور آپ شہادت کی تمنا کرتے رہے

عشرہ مبشرہ میں سے بعض صحابہ کے مجموعی مناقب کے ضمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اُثْبُتْ حِرَاء (اے کوہ حرا! ٹھہر جا!) صحابہ ثلاثہ کے مناقب میں اُثْبُتْ اُحُدُ (اے احد! ٹھہرا رہ!) اور اُسْکُنْ ثَبِیْرُ اے (ثبیر ٹیلے! ٹھہرا رہ!) احادیث میں گذر چکے ہیں (جن کے ساتھ یہ وضاحت تھی کہ پہاڑ پر ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نبی علیہ السلام نے فرمایا اے پہاڑ ٹھہرا رہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث بھی گذر چکی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وہ شخص ایسا ہے کہ عرب کے شہروں کی چکی اس کے گرد گھومتی ہے۔ وہ زندہ رہیگا تو عزت سے اور رحلت کرے گا تو شہادت سے۔ عرض کیا گیا وہ کون ہے؟ فرمایا عمر بن خطاب۔ یہ حدیث مناقب صحابہ ثلاثہ میں یحییٰ بن معین سے صوفی کی روایت کے ساتھ گذر چکی ہے۔ اسی طرح ابن بردہ کی حدیث کے الفاظ کہ عمر کو خلیفہ بنایا جائے گا اور شہید کیا جائے گا بھی آپ نے پڑھ لیے ہیں۔

(حدیث) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کا لباس سفید رنگ میں دیکھا تو فرمایا "نئی قمیص پہنی ہے تم نے یا دُھلی ہوئی؟" اُنہوں نے عرض کیا جدید ہے۔ آپ نے فرمایا کپڑے پہنو تو جدید لے کر اور زندہ رہو تو حمید بن کر اور وفات پاؤ تو شہید بن کر۔

عبدالرزاق کہتے ہیں کہ اسماعیل بن ابی خلد سے روایت کرتے ہوئے ثوری نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کرے گا۔ اسے ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

(حدیث) حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق سے کہا اے امیرالمؤمنین! آپ کی ہی صفات تورات میں لکھی ہیں اور وہاں آپ کی شہادت کا ذکر بھی ہم نے پایا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے لیے شہادت کہاں ہیں تو جزیرہ عرب میں محصور ہوں (جبکہ جنگوں کا سلسلہ جزیرہ سے باہر نکل کر جاری ہے)

(حدیث) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ آیت پڑھی جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! معلوم ہے "جنات عدن"، کیا ہے؟ یہ جنت کا ایک محل ہے جس کے پانچ ہزار دروازے ہیں ہر دروازے پر پینتیس ہزار حورالعین کھڑی ہیں۔ اس میں یا انبیاء جا سکتے ہیں (اور آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) اس قبر کے مکین کے لیے مبارک ہے (کیونکہ وہ صرف نبی نہیں امام الانبیاء ہیں) یا صدیق جا سکتے ہیں (اس کے ساتھ آپ نے ابوبکر صدیق کی قبر کی طرف اشارہ کیا)۔ یا شہید جا سکتے ہیں۔ اور میرے لیے شہادت کہاں؟ تاہم جس خدا نے مجھے اپنی والدہ حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہمشیرہ ابی جہل کے پیٹ سے نکالا ہے وہ اگر چاہے تو مجھے شہادت سے نواز سکتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ تو اللہ نے اپنی بدترین مخلوق کے ہاتھوں آپ کو شہادت دی۔ یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی کا مجوسی غلام ابولؤلؤ تو آپ کا قاتل ٹھہرا۔

تشریح) اس حدیث میں آپ کی والدہ حنتمہ کو ہشام بن مغیرہ کی بیٹی اور ابوجہل کی بہن کہا گیا ہے۔ یہ اس شخص کے قول کی تصدیق ہے جس نے حنتمہ کو ہشام کی بیٹی کہا ہے۔ تاہم صحیح یہی ہے کہ یہ ہشام کی نہیں ان کے سگے بھائی ہاشم کی بیٹی ہیں۔ تاہم چونکہ چچا بھی باپ کی جگہ ہوتا ہے اور چچازاد

بھائی بھی بھائی ہوتا ہے اس لئے حدیث میں حنتمہ کو ہشام کی بیٹی اور ابو جہل کی بہن اسی معنی میں کہا گیا ہے۔

بیان عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا علم اور فہم و فراست

آپ کے خصائص میں گذر چکا ہے کہ ابو بکر صدیق رضؓ کو سب سے پہلے آپ نے جمعِ قرآن کا مشورہ دیا تھا اور یہ آپ کے علم اور ذکاتِ حس کی بیّن دلیل ہے۔ پھر ابن عمر رضؓ سے مروی یہ حدیث بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے خواب میں دودھ پیا اور اپنا بچا ہوا دودھ عمر فاروق رضؓ کو دیا اور اس کی تعبیر علم سے کی۔ یونہی ابن مسعود رضؓ کا قول بھی لکھا جا چکا ہے کہ اگر ساری دنیا کا علم ایک پلہ میں اور عمر رضؓ کا علم دوسرے پلہ میں رکھ دیا جائے تو آپ کا علم بھاری نکلے گا۔

حدیث:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن وہب سے کہا یوں قرآن پڑھو جیسے تمہیں عمر رضؓ نے سکھایا ہے۔ کیونکہ آپ سب سے زیادہ کتاب کے عالم اور دین میں فقاہت رکھنے والے ہیں۔

اسے علی بن حرب طائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:۔ خلد اسدی رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضؓ کی صحبت حاصل کی ہے اور میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو قرآن کا عالم دین کا فقیہ اور مدرس نہیں دیکھا اور خلد ہی کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضؓ کی رحلت سے علم کے دس حصوں میں سے نو جاتے رہے

حدیث: انہی سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضؓ ہم سب سے زیادہ اللہ کی معرفت قرآن کی تلاوت اور خوفِ خدا کے حامل تھے۔ کسی مسلمان گھرانہ میں آپ کی وفات سے بڑا صدمہ داخل نہیں ہوا ہو گا۔

یہ تمام روایات بغوی نے فضائل میں درج کی ہیں۔

حدیث: طارق بن شہاب رضؓ کہتے ہیں ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضؓ سے کہنے لگا تم لوگ اپنے قرآن میں ایک آیت ایسی رکھتے ہو کہ اگر وہ ہمارے دین میں اترتی تو اس کے یومِ نزول کو ہم عید منایا کرتے۔ آپ نے فرمایا کون سی آیت؟ وہ کہنے لگا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

عمر فاروق رضؓ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ یہ کب اور کہاں نازل ہوئی تھی ہم عرفات میں پچھلے پہر ٹھہرے ہوئے تھے اور جمعہ کا دن تھا (یعنی جمعہ بھی مسلمانوں کی عید ہے اور یوم عرفہ بھی عظیم دینی تہوار ہے جس کے اگلے روز عید قربان بھی ہوتی ہے)

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت طارق بن شہاب کہتے ہیں بنی اسد اور بنی غطفان کا وفد ابو بکر صدیق کے پاس صلح کا طلب گار ہو کر آیا۔ آپ نے انہیں فیصلہ کن جنگ اور ذلت آمیز صلح میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے کا کہا۔ وہ کہنے لگے فیصلہ کن جنگ کا مطلب تو ہم جانتے ہیں مگر یہ ذلت آمیز صلح کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا تم سے حلقہ اور کراع لے لیے جائیں گے اور مال غنیمت جو ہم لے لیں وہ ہمارا ہو گا اور تم جو کچھ ہم سے حاصل کرو گے وہ واپس کر دو گے۔ علاوہ ازیں تم ہمارے مقتولین کی دیتیں ادا کرو گے مگر تمہارے مقتولین جہنم میں جائیں گے (ان کا خون بہا ادا نہیں کیا جائے گا) اور تمہیں ایسی اقوام کی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے گا جو اونٹوں کی دم پیچھے پیچھے چلی جاتی ہیں تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین پر کوئی امر ظاہر کر دے اور تمہیں معذور قرار دیا جائے۔

اس کے بعد ابو بکر صدیق نے یہ گفتگو عام مسلمانوں کے سامنے پیش کی۔ عمر فاروق رضؓ نے کہا یہ آپ کی رائے ہے اب ہماری رائے بھی سنیے! آپ نے فیصلہ کن جنگ اور

ذلت آمیز صلح کی بات بہت اچھی کہی ہے۔ یونہی "ہم ان سے جو لے لیں وہ ہمارا اور وہ جو کچھ لے لیں وہ بھی ہمارا"، بڑی اچھی بات ہے۔ باقی آپ نے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے مقتولین کی دیتیں ادا کی جائیں گی اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں تو یقیناً ہمارے شہداء اللہ کی راہ میں قربان ہوئے ہیں ہمیں ان کی دیتیں لینے کی ضرورت نہیں عمر فاروق رضؓ کی اس بات پر قوم نے بیعت کر لی (اور یہ معاملہ حضرت عمر فاروق کی معاملہ فہمی کے سبب بخوبی حل ہو گیا)

ان الفاظ کے ساتھ اسے حمیدی نے برقانی سے بخاری کی شرائط پر روایت کیا ہے اور بخاری میں بھی مختصراً یہ واقعہ موجود ہے۔

حدیث: ابو العالیہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق کہا کرتے تھے قرآن کریم کی پانچ پانچ آیات حفظ کیا کرو کیونکہ جبریل ؑ پانچ پانچ آیات لے کر ہی نبی علیہ السلام کے پاس آتے تھے۔

اسے مخلص ذھبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عاصم بن عمر سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے کہا جو شخص حکومت حاصل کرنے کی زیادہ حرص رکھتا ہے وہ درست حکومت نہیں چلا سکتا۔

اسے ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت علامہ محمد بن جریر طبری سے سوال کیا گیا کہ حضرت عباس رضؓ جو جلیل القدر صحابی اور عم رسول تھے۔ کو عمر فاروق رضؓ نے چھ رکنی شوریٰ کمیٹی میں شامل کیوں نہ کیا؟ انہوں نے فرمایا اس لیے کہ آپ نے وہ کمیٹی سابق الاسلام اور بدری صحابہ پر مشتمل بنائی تھی اور عباس رضؓ نہ سابق الاسلام تھے نہ مہاجر اور نہ ہی بدری تھے۔ اور عمر فاروق رضؓ کو آپ کے کام میں کوئی کھٹکا نہیں سکتا تھا۔

حدیث: مجاہد سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔

کیا وہ شخص بہتر ہے جس میں گناہ کی چاہت ہی نہ ہو اور نہ ہی گناہ کرے۔ یا وہ بہتر ہے جس میں گناہ کی شہوت ہو مگر اسے عمل میں نہ لائے؟ آپ نے فرمایا جن میں گناہ کی شہوت ہے مگر اس سے بچتے ہیں۔ انہی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ انہی کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیے ہیں ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

اسے حافظ ابن ناصر سلانی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضؓ

احکام شرعیہ کے استنباط کا ملکہ۔

اس بارہ میں موافقات عمر کے ضمن میں تفصیل آچکی ہے۔

حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے غصہ آیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب چہرۂ نبی پر آثار جلال دیکھے تو آپ کو (خوش کرنے کے لیے) گویا ہوئے رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، نعوذ باللّٰہ من غضب اللّٰہ ومن غضب رسولہ ہم اس پر راضی ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اسلام ہمارا دین ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں ہم اللہ اور اس کے نبی کے جلال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔[1]

---

[1] حضرت عمر فاروق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غضب میں دیکھ کر فوراً یہ الفاظ کہنے لگتے تھے تاکہ آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ قربان جائیں آپ کس قدر مزاج شناس رسول تھے آپ کے ان الفاظ کی شہادت علامہ مجلسی کی بحار الانوار جلد نمبر ۲۲ صہ ۴۸ اور جلد ۱۸ صہ ۹۶ کے صفحات سے مل رہی ہے۔ جو دیکھنا چاہیے دیکھ سکتا ہے۔

عمر فاروق یہ الفاظ بار بار دھرانے لگے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال دور ہوگیا اس کے بعد جناب عمر رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شخص کے بارہ میں کیا ارشاد ہے جو ساری عمر بلا ناغہ روزہ رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہ اس نے روزہ رکھا نہ چھوڑا (چھوڑا تو اس نے واقعی نہیں مگر اسے کسی روزہ کا ثواب بھی نہیں ملا اس لیے روزہ رکھا بھی نہیں) حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو شخص ہمیشہ دو دن روزہ رکھتا اور ایک دن چھوڑتا ہے وہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا ایسی طاقت کس میں ہے۔ انہوں نے عرض کیا ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن چھوڑنے والا کیا حالت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تو داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن چھوڑے وہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مجھ میں ایسی طاقت آجائے اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ماہ میں تین دن اور رمضان میں پورا ماہ روزہ رکھنا تمام عمر روزہ رکھنے کی فضیلت رکھتا ہے۔ اور عرفات کے دن روزہ رکھنے میں اللہ کی رحمت سے مجھے امید ہے کہ پہلے ایک سال اور پچھلے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور دسویں محرم کے روزہ میں رحمت ربی سے مجھے امید ہے کہ پہلے ایک سال کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔

اسے مسلم ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضؓ

آپ کی مومنانہ فراست وبصیرت

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اپنے دور میں کہتے تھے کہ عمر رضؓ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔ ؎۱ حاشیہ اگلے صفحے پہ دیکھیں

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے تھے۔ اللہ ہی کی دین ہے عمر فاروق رضؓ کا علم، یہ بات دیکھنے میں بڑی کم ہی آئی ہے کہ آپ نے کسی بات کے لیے لب ہلائے ہوں اور وہ آپ کے فرمان کے مطابق نہ ہوئی ہو۔

اسے جوہری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابن عمر رضؓ ہی سے روایت ہے کہ عمر فاروق کو جب بھی یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ میں اس کام کو یوں سمجھتا ہوں تو بالآخر وہ کام اُسی طرح ہو کر رہا جس طرح عمر فاروق رضؓ نے سوچا ہوتا تھا۔

چنانچہ ایک بار عمر فاروق بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک خوبرو نوجوان گذرا

۱؎ جیسا کہ رجال کشی صـ۳۳ پر حضرت بریدہ اسلمی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے۔ اتنے میں ابوبکر آگئے، لوگوں نے ان سے کہا آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں وہ تین آدمی کون ہیں کیوں کہ آپ صدیق اور ثانی اثنین ہیں مگر انہوں نے معذرت کر دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے لوگوں نے ان سے کہا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کیونکہ آپ فاروق ہیں اور آپ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے مگر انہوں نے بھی معذرت کر دی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے لوگوں کے کہنے پر سوال کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! ایک تو ان میں سے تم ہو دوسرا سلمان فارسی ہے اور تیسرا عمار یاسر ہے"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ عمر فاروق کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس امر کی شہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی کی بنیاد پر ہی ہو سکتی ہے۔

آپ نے فرمایا خدا نہ بھلائے مجھے لگتا ہے کہ یہ شخص جاہلیت میں اپنی قوم کا نجومی تھا۔ اُسے بُلا لاؤ! لوگ اُسے لے آئے آپ نے اُسے فرمایا۔ میرا گمان غلط بھی ہو سکتا ہے مگر لگتا ہے کہ جاہلیت میں تم نجومی تھے؟ وہ کہنے لگا اس سے قبل کسی مسلمان شخص سے میری ایسی ملاقات کبھی نہیں ہوئی۔ جناب عمرؓ نے فرمایا میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ میری بات کا جواب دو۔ وہ کہنے لگا واقعتاً میں کفار کا نجومی تھا۔ آپ نے فرمایا تمہارے جن نے تمہیں سب سے عجیب خبر کونسی دی تھی؟ وہ کہنے لگا ایک دن میں بازار میں تھا میرا جن میرے پاس ڈرا ہوا آیا اور کہنے لگا۔

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ جن کتنی عجیب چیز ہے اپنے قیام سے اب تک ان کی قوتیں کیسی ہیں اور یہ کہاں سے کہاں تک جا پہنچتے ہیں (یعنی وہ جن مجھے بتلا رہا تھا کہ ہماری جن قوم ہر مقام کی خبر حاصل کر لیتی ہے۔ اور اب انہیں نبی علیہ السلام کی نبوت کا علم ہو گیا ہے اور جن آپ پر ایمان لا رہے ہیں۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے) عمر فاروقؓ نے کہا اُس جن نے سچ کہا تھا میں بھی دور جاہلیت میں کفار کے خداؤں کے پاس ایک بار سویا ہوا تھا۔ ایک شخص نے ان کے بتوں میں ایک بچھڑا لا کر ذبح کیا جس پر کوئی چیخنے والا چیخا اور ایسی خوفناک آواز اس سے قبل میں نے نہ سُنی تھی وہ کہہ رہا تھا "اے وہ شخص! جس کے سر کے بال تھوڑے ہیں۔ بڑا صبر آزما مرحلہ آگیا ہے ایک فصیح شخص کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ"۔ یہ سن کر لوگ اچھل پڑے۔ تو میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ جب تک اس آواز کی حقیقت معلوم نہ ہو مجھے یہاں سے جانا نہیں چاہیے چنانچہ پھر آواز آئی "اے وہ شخص! جس کے لیے بال تھوڑے ہیں (یعنی اے دانا شخص!) بڑا صبر آزما کام ہے۔ ایک فصیح اللسان شخص (نبی علیہ السلام) کا کہنا ہے۔ لا الہ الا اللہ"۔ تو تب میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ ہم نے سوچا کہیں یہ آواز نہ آجائے کہ یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عبداللہ بن مسلمہ کہتے ہیں ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک وفد کی شکل میں حاضر ہوئے۔ میں آپ کے قریب تر ہو کر بیٹھا۔ آپ نے اشتر کو بنظر غائر دیکھنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارے وفد میں شامل ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اللہ اسے ہلاک کرے اور امت مسلمہ کو اس کی شر سے بچائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کو ایک دن اس سے بڑا صدمہ پہنچے گا اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیس سال بعد واقعہ ظاہر ہوا۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث: عبداللہ بن مسلمہ کے علاوہ کسی اور راوی کا کہنا ہے کہ عمر فاروقؓ مسجد میں بیٹھے تھے۔ ساتھ کچھ لوگ بھی تھے۔ ایک آدمی وہاں سے گذرا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ اسے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص کو اللہ نے نبی علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق غیب سے اطلاع دی تھی جس کا نام سواد بن قارب ہے۔ میں نے اسے دیکھا تو نہیں۔ لیکن اگر وہ زندہ ہے تو وہ یہی شخص ہے۔ اور اُسے اپنی قوم میں ایک مقام حاصل ہے۔ تو آپ نے اُسے بُلا لیا اور فرمایا "تم ہی سواد بن قارب ہو جسے اللہ نے غیب سے ظہور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دی تھی؟ اور اپنی قوم میں تمہیں ایک مقام حاصل ہے کیا؟ وہ کہنے لگا امیر المومنین! ہاں ایسے ہی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم ابھی تک اپنے علم نجوم پر عمل پیرا ہو؟ اس پر وہ آدمی غصہ میں آگیا اور وہ کہنے لگا۔ قسم بخدا جب سے میں مسلمان ہوا ہوں آپ جیسا کوئی شخص نہیں ملا۔ آپ کہنے لگے سبحان اللہ! اس وقت ہم شرک کی برائی پر تھے جو تیرے علم نجوم سے زیادہ بُری بات تھی۔

اب مجھے بتلاؤ! تمہیں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی اطلاع

کیسے دی تھی؟ وہ بولا۔ ہاں میں بتلاتا ہوں۔

ایک رات میں بیداری اور خواب کی ملی جلی کیفیت میں تھا۔ ایک جن آیا اس نے پاؤں کی ٹھوکر ماری اور کہنے لگا سواد بن قارب! اٹھو۔ اور اگر سمجھ دار ہو تو سمجھ لو اگر تمہیں عقل ہے تو یہ بات اپنی عقل میں بٹھا لو۔ کہ لوی بن غالب کی اولاد میں اللہ نے ایک رسول بھیج دیا ہے جو اللہ اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے اس کے بعد اس نے یہ شعر کہنا شروع کیے ؎

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَجْسَاسِهَا　　وَشَدِّهَا الْعِيسَ بِأَحْلَاسِهَا

تَهْوِي اِلٰى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدٰى　　مَا خَيْرُ الْجِنِّ كَأَنْجَاسِهَا

فَارْحَلْ اِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ　　وَاسْمُ بُغْيَتَكَ اِلٰى رَاسِهَا

ترجمہ (۱) مجھے جنوں اور ان کی سراغ رسانیوں پر تعجب ہے۔ وہ کہاں کہاں تک سفر کر کے جا پہنچتے ہیں۔

(۲) یہ جن مکہ میں آ پہنچے ہیں، ہدایت کی تلاش میں۔ اور اچھے جن گندے جنوں کی طرح نہیں ہیں۔

(۳) تو تم چلو بنو ہاشم کے برگزیدہ انسان (نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک پہنچو اور اپنی جستجو کی ان تک انتہا کر دو۔

اس کے بعد دو تین راتیں وہ جن اسی طرح آتا رہا اور مجھے اشعار سناتا رہا تب میرے دل میں اسلام کی محبت بھر گئی۔ چنانچہ اگلی صبح کو میں نے رخت سفر باندھا اور مکہ میں جا وارد ہوا وہاں مجھے پتہ چلا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے ہیں تو میں مدینہ منورہ آ گیا۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں ہیں چنانچہ میں نے اپنی اونٹنی باندھی اور مسجد میں آیا۔ آپ نے مجھے اپنے قریب بلا لیا۔ اور آپ مجھے اپنے نزدیک تر کرتے رہے تا آنکہ میں بالکل آپ کے سامنے جا کھڑا ہوا

آپ نے فرمایا مجھے اپنا قصہ سناؤ۔ میں نے سارا واقعہ سنایا اور ساتھ ہی میں نے کلمہ پڑھ لیا۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام بہت ہی مسرور ہوئے اور ان کے چہرے خوشی سے دمکنے لگے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر اٹھے اور اس شخص سے بغل گیر ہو گئے اور فرمایا میری تمنا تھی کہ میں یہ واقعہ تمہاری زبان سے سنوں۔ اب بتلاؤ کیا اب بھی تم پر وہ جن آتا ہے؟ وہ کہنے لگا جب سے میں نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی ہے اب وہ نہیں آتا اور قرآن بہت ہی بہتر نعم البدل ہے۔

اسے بغوی نے فضائل عمر میں روایت کیا ہے۔

فضیلت عمر فاروق رض

آپ کی کرامات اور مکاشفات

آپ نے منبر مدینہ سے آواز دی یا ساریۃ الجبل

حدیث: عمر بن حارث سے روایت ہے کہ ایک بار عمر فاروق رض خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آپ نے خطبہ چھوڑ کر تین بار یہ صدا لگائی (یا ساریۃ الجبل) او ساریہ! پہاڑ کے پیچھے ہو جا! یہ کہہ کر آپ نے پھر خطبہ شروع کر دیا۔ نبی علیہ السلام کے صحابہ میں سے بعض نے کہا حضرت عمر رض پر جنون ہو گیا ہے۔ انہوں نے دوران خطبہ یہ کیا کہہ دیا ہے؟ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن رض جو حضرت عمر رض سے کھل کر بات کر لیا کرتے تھے آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ امیر المؤمنین! لوگوں کو بات کرنے کا موقع کیوں دیتے ہیں آپ۔ آج دوران خطبہ یا ساریۃ الجبل کہنے کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے جواب دیا میں نے دیکھا کہ عراق کے شہر نہاوند میں ساریہ اور اس کے ساتھی

پہاڑ کے دامن میں لشکر کفار میں ہر طرف سے گھر گئے ہیں۔ تو میں ضبط نہ کر سکا اور کہہ دیا اے ساریہ پہاڑ کے پیچھے چلے جاؤ۔

چنانچہ چند دن گذرے تھے کہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا ایلچی آیا اور یہ رقعہ پہنچایا کہ جمعہ کے دن ہم نے فلاں جگہ صبح سے جمعہ کے وقت کفار سے گھمسان کی جنگ کی تاآنکہ سورج کی کرنیں ماند پڑنے لگیں۔ کہ اچانک ایک آواز آنے لگی یا ساریۃ الجبل تو ہم فوراً پہاڑ کے پیچھے ہو گئے اور فتح یاب ہو گئے اور دشمن کو اللہ نے ذلیل کر دیا۔

سلے حضرت عمر فاروق کی اس کرامت کو حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے بھی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے چنانچہ اہل تشیع کا سب سے بڑا مجتہد علامہ مجلسی بحار الانوار جلد نمبر ۲۱ صفحہ ۲۴۴ میں لکھتا ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت علی کے کمالات و مشاہدات کا انکار کیا تو امام باقر نے حضرت عمر کی یہ کرامت انہیں سنائی کہ

انہ کان علی المنبر بالمدینۃ یخطب اذ نادی فی خلال خطبتہ یا ساریۃ الجبل وعجبت الصحابۃ وقالوا ما ھذا الکلام الذی فی ھذہ الخطبۃ۔

ترجمہ: حضرت عمر مدینہ منورہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آپ نے دوران خطبہ کہا (اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو!) صحابہ کو بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے کہا دوران خطبہ یہ کیا بات کہی گئی ہے؟

چنانچہ خطبہ کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آج آپ نے خطبے میں یہ کیا کہا تھا آپ نے فرمایا۔

اعلموا انی کنت اخطب، رمیت ببصری نحو الناحیۃ التی خرج الیھا اخوانکم الی غزو الکافرین نبھاوند، وعلیھم سعد بن ابی وقاص، ففتح اللہ لی الاستار والحجب، وقوی بصری حتی رأیتھم ..... وقد جاء بعض الکفار

آپ کی چٹھی پاکر دریائے نیل روانی پر آگیا

حدیث: اور مروی ہے کہ مصر فتح ہونے پر وہاں کے گورنر حضرت عمرو بن العاص کے پاس لوگ آئے اور کہنے لگے کہ دریائے نیل ہر سال ایک نہایت خوبرو لڑکی کو ہڑپ

لیدور خلف ساریۃ ..... نقلت یا ساریۃ الجبل لینتحی عنھم ..... وکان بین المدینۃ ونھاوند مسیرۃ اکثر من خمسین یوما

ترجمہ: "اے لوگو جان لو میں خطبہ دے رہا تھا میں نے اس سمت کو دیکھا جدھر تمہارے بھائی کفار کے ساتھ جہاد کرتے علاقہ نہاوند میں گیے ہوئے ہیں ان کے سالار اعلیٰ سعد بن ابی وقاص ہیں تو اللہ نے میری آنکھوں سے تمام پردے اور حجابات اٹھا دیے میری نگاہ کو اس قدر قوت عطا فرمائی کہ میں نے یہاں سے انہیں دیکھ لیا، کہ بعض کفار ساریہ امیر لشکر پر دپہاڑ سے پیچھے سے، گھوم کر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو میں نے یا ساریۃ الجبل کہا تاکہ وہ پہاڑ سے دور ہٹ جائے اور محفوظ ہو جائے، جبکہ مدینہ اور نہاوند کے درمیان پچاس دن سے زیادہ فاصلہ تھا

اس کے بعد امام باقر فرماتے ہیں فاذا کان مثل ھذا العمر فکیف لا یکون مثل ھذا لعلی بن ابی طالب علیہ السلام، ولکنھم قوم لا ینصفون، یعنی جب ایسی کرامت عمرؓ کے لیے ہو سکتی ہے تو علی بن ابی طالب علیہ السلام کے لیے کیوں نہیں ہو سکتی۔

اب ہم کہتے ہیں کہ اے شیعہ حضرات! ہم اہل سنت حضرت علی کے کمالات اور کرامات کو بصدق دل تسلیم کرتے ہیں آپ نے قوت روحانی سے در خیبر توڑا، آپ نے کربلا سے گزرتے ہوئے اپنی آل کے قتل گاہوں پر نشانات لگائے، آپ نے عبد الرحمان بن ملجم سے کہا تھا کہ تم میرے قاتل ہو وغیر ذالک مگر اے شیعہ حضرات! اے کاش کہ تم بھی حضرت امام باقر کی پیروی میں حضرت عمر فاروق کی کرامات کا اقرار کر لو،

کیسے بغیر روانی پر نہیں آتا اور ہم ایک لڑکی کو بنا سنوار کر اُس میں ہر سال دھکیل دیتے ہیں
تب وہ بہتا ہے ورنہ خشک ہو جاتا ہے اور قحط پڑ جاتا ہے۔ عمرو بن العاص نے یہ
صورت حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ارسال کی عمر فاروق رضہ نے جواب دیا کہ اسلام
پہلی تمام کفری رسومات مٹا دیتا ہے۔ تم میرا یہ خط دریا میں ڈال دو۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط اللہ کے ایک بندے عمر بن خطاب
کی طرف سے دریائے نیل کی طرف ہے۔ اما بعد! اے دریا! اگر تو اپنی
مرضی سے چلتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں اور اگر اللہ کے حکم سے چلتا
ہے تو میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ ابھی چل پڑ اللہ کے نام سے۔

جب یہ خط دریا میں پھینکا گیا تو اسی رات سولہ گز اونچا پانی دریا میں چڑھ آیا۔ جبکہ ہر سال
چھ گز پانی اس میں آتا تھا۔ ایک روایت ہے کہ جب سے عمر فاروق رضہ کا خط نیل میں ڈالا
گیا ہے آج تک وہ دوبارہ رُکا نہیں مسلسل چل رہا ہے۔

بادلوں نے آپ کی اطاعت کی

حدیث: خواط بن جبیر سے روایت ہے کہ عہد فاروقی میں لوگوں پر سخت قحط آپڑا
جناب عمر فاروق رضہ نے حکم دیا کہ لوگ میدان میں نکل آئیں وہاں آپ نے لوگوں کو دو رکعت
نمازِ استسقاء پڑھائی پھر چادر کو بدل کر دایاں پلو بائیں کندھے پر اور بایاں دائیں پہ کر لیا
اور ہاتھ پھیلا کر یہ دُعا کی

اے اللہ! ہم تجھ سے بخشش چاہتے ہوئے تیری طرف رجوع لائے ہیں۔ ابھی
دُعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بارش شروع ہو گئی۔ چند دن کے بعد دیہات کے لوگ آ گئے۔
اور عمر فاروق رضہ سے کہنے لگے امیر المؤمنین! ہم فلاں دن اپنے گاؤں کے باہر بیٹھے ہوئے
تھے کہ یکایک بادل بن آئے اور ہم نے بادلوں میں سے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا۔

اے ابو حفص عمر بن خطاب! بادل تمہارے پاس آپہنچا۔ اے ابو حفص! بادل آپہنچا۔

آپ کی نسل میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کیسے پیدا ہوئے

حدیث: مروی ہے کہ ایک رات آپ حسب معمول مدینہ منورہ کی پاسبانی
کر رہے تھے۔ آپ نے سنا کہ ایک گھر میں سے آواز آئی کوئی عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی
تھی کہ اتاں ایسا نہ کرو! امیر المؤمنین نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ ماں کہنے لگی —
امیر المؤمنین کو ہمارا کیا پتہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ بیٹی نے کہا اگر امیر المؤمنین نہیں جانتا تو رب
العالمین جو دیکھ رہا ہے۔

چنانچہ صبح عمر فاروق رضہ نے اپنے بیٹے عاصم سے کہا کہ تم فلاں گھر جاؤ وہاں ایک
بچی ہے۔ اگر کہیں اس کی شادی کی بات نہیں ہوئی تو تم اس سے نکاح کر لو۔ شاید اس سے
اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک اولاد دے۔ چنانچہ عاصم سے اس بچی کی شادی ہو گئی اور عاصم کے
گھر میں سے ایک بچی ام عاصم پیدا ہوئی جس سے عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کیا اور
اس سے اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔

حدیث: ابو مسلم خولانی یمن کے ایک شہر میں داخل ہوئے وہاں جھوٹے مدعی
نبوت اسود بن قیس نے ان پر اپنی رسالت پیش کی انہوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے
کہا۔ میں تو یہی گواہی دوں گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ وہ کہنے لگا اچھا!
اور ساتھ ہی اُس نے ایک بڑی آگ جلائی جس میں ابو مسلم کو ڈال دیا گیا۔ مگر ابو مسلم کو
ذرہ بھی نقصان نہ ہوا جس پر اسود نے حکم دیا کہ انہیں یمن سے نکال دو۔ تو وہ مدینہ منورہ
آ گئے۔ جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو عمر فاروق رضہ نے فرمایا یہ تمہارا وہ ساتھی ہے
جسے اسود کذاب نے جلانا چاہا مگر اللہ نے اسے محفوظ کر لیا۔ چنانچہ عمر رضہ اٹھے اور آگے
بڑھ کر ابو مسلم کو گلے لگا لیا اور فرمایا اللہ کے لیے تعریف ہے جس نے مجھے اس وقت تک

موت نہ دی جب تک مجھے وہ شخص نہ دکھا دیا جو امت محمدیہ میں ابراہیم علیہ السلام والی کیفیت رکھتا ہے۔

اے عمر آپ کو میرے مرثیے کا پتہ کیسے چلا؟ ایک دیہاتی کی حیرانی

حدیث: عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے (عمر فاروق نے) پہاڑ سے ایک دیہاتی کو اترتے دیکھا تو فرمایا اس کا بیٹا فوت ہوگیا ہے جس پر اس نے اپنے بیٹے کا پُردرد مرثیہ کہا ہے۔ اگر اس نے چاہا تو وہ مرثیہ تمہیں سنائے گا۔ چنانچہ جب وہ نیچے آگیا تو آپ نے اُسے فرمایا اے اعرابی! تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا پہاڑ کے اوپر سے۔ آپ نے پوچھا۔ تم وہاں کیا کر رہے تھے؟ کہا میں نے وہاں اپنی امانت سپردِ خاک کی ہے۔ آپ نے پوچھا وہ امانت کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میرا بیٹا تھا جو فوت ہوگیا ہے۔ میں اُسے دفنا کر اتر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کا مرثیہ سناؤ! وہ کہنے لگا امیر المومنین! آپ کیسے جان گئے ہیں کہ میں نے اس کا مرثیہ بھی کہا ہے۔ میں نے تو وہ ابھی کسی کو نہیں سُنایا۔ ابھی تو وہ میرے دل میں آرہا ہے۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار کہنے شروع کئے ؎

(۱) یَاغَائِبًا مَا یَؤُوْبُ مِنْ سَفَرِہٖ — عَاجَلَہٗ مَوْتُہٗ عَلٰی صِغَرِہٖ

(۲) یَاقُرَّۃَ الْعَیْنِ کُنْتَ لِیْ اُنُسًا — فِیْ طُوْلِ لَیْلِیْ نَعَمْ وَفِیْ قِصَرِہٖ

(۳) مَاتَقَعُ الْعَیْنُ حِیْنَ مَاوَقَعَتْ — فِی الْحَیِّ مِنِّیْ اِلَّا عَلٰی اَثَرِہٖ

(۴) شَرِبْتَ کَاْسًا اَبُوْکَ شَارِبُہٗ — لَابُدَّ مِنْہُ لَہٗ عَلٰی کِبَرِہٖ

(۵) یَشْرَبُہَا الْاَنَامُ کُلُّہُمْ مَنْ کَا — نَ فِیْ بَدْوِہٖ وَفِیْ حَضَرِہٖ

(۶) فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَاشَرِیْکَ لَہٗ — فِیْ حُکْمِہٖ کَانَ ذَا وَفِیْ قَدَرِہٖ

(۷) قَدَّرَ مَوْتًا عَلَی الْعِبَادِ فَمَا — یَقْدِرُ خَلْقٌ یَزِیْدُ فِیْ عُمُرِہٖ

ترجمہ: اے جانے والے! کبھی واپس نہیں آئے گا تجھے موت نے بچپن میں ہی جلدی میں آلیا۔

(۲) اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! رات لمبی ہوتی یا چھوٹی۔ تو اس میں میرا اُنس ہوا کرتا تھا۔

(۳) محلے میں جب میں چلتا ہوں تو مجھے ہر جگہ تیرے قدموں کے ہی نشانات نظر آتے ہیں۔

(۴) مجھے غم کا پیالہ پینا پڑا ہے۔ اور وہ بھی اس بڑھاپے میں۔

(۵) یہ جام ہر کسی کو پینا پڑے گا کوئی شہری ہو یا دیہاتی۔

(۶) تو اللہ ہی کی سب تعریفیں ہیں جس کی قدرت کامل و مکمل ہے اور وہ لاشریک ہے۔

(۷) وہی بندوں پر موت ڈالتا ہے۔ اس لیے کوئی اپنی عمر بڑھا نہیں سکتا۔

یہ مرثیہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر بتر ہوگئی اور آپ نے فرمایا اے دیہاتی تو نے سچ کہا ہے۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گہرا ٹھنڈا سانس لیا یوں معلوم ہوا جیسے آپ کی جان جا رہی ہے میں نے کہا قسم بخدا۔ یوں لگتا ہے جیسے آپ نے بڑی درد بھری آہ لی ہے آپ نے فرمایا ہاں واقعی یہ بہت بڑا درد والم ہے۔ کیونکہ میں پریشان ہوں کہ اپنے بعد خلافت و حکومت کسے سونپوں ابن عباس کہتے ہیں میں نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ طلحہ رضی اللہ عنہ۔ زبیر رضی اللہ عنہ۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نام پیش کیے۔ آپ نے ہر ایک کے بارہ میں کوئی نہ کوئی مشکل ظاہر کی جن میں سے عثمان غنی کے متعلق یہ مشکل ظاہر کی۔ کہ اگر انہیں حکومت مل جائے تو وہ تمام بنو امیہ کو گورنریاں اور وزارتیں دے دیں گے اور بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے۔ قسم بخدا وہ ایسا کر دیں گے اور مجھے خدا کی قسم ہے کہ اگر ایسا ہوگا تو عرب لوگ عثمان پر چڑھائی کریں گے اور انہیں قتل کر کے

چھوڑیں گے۔ اسے بغوی نے فضائل عمرؓ میں بیان کیا ہے۔

جب عہد فاروقی میں دورِ عیسوی کا ایک شخص نمودار ہوا

حدیث: مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر کوفہ سعد بن ابی وقاص کو فرمان بھیجا کہ نضلہ بن معاویہ کی کمان میں حلوان (عراق) پر چڑھائی کے لیے لشکر روانہ کیا جائے۔ سعدؓ نے نضلہ کو تین سو سوار دے کر روانہ کیا۔ وہ حلوان پہنچے حملہ کیا۔ اور بے شمار مال اور قیدی ہاتھ کیے۔ جنہیں وہ واپس لا رہے تھے کہ ایک جگہ راستے میں نمازِ عصر کا اخیر وقت ہو گیا سورج غروب ہونے لگا۔ نضلہ نے قیدیوں اور مال غنیمت کو دامن کوہ میں چھپایا اور کھڑے ہو کر اذان دی اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ تو اچانک پہاڑ میں سے آواز آئی۔ اے نضلہ تو نے اللہ کی عظمت خوب کہی۔ نضلہ نے پھر کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو آواز آئی یہی کلمہ اخلاص ہے اے نضلہ! جب نضلہ نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ تو جواب آیا۔ یہ وہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جن کی بشارت عیسٰی علیہ السلام دے گئے ہیں اور انہی کی امت پر قیامت قائم ہوگی۔ (یعنی یہ آخری رسول ہیں) پھر نضلہ نے کہا حی علی الصلوٰۃ تو جواب آیا مبارک ہو اسے۔ جو نماز کی طرف چل کر گیا اور اس پہ پابندی کی۔ پھر انہوں نے کہا حی علی الفلاح تو جواب آیا۔ جس نے اسے مان لیا وہ واقعتاً کامیاب ہے اور جب انہوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کہا تو جواب آیا۔ اے نضلہ! تم نے اخلاص کے تمام منازل طے کر لیے اور اللہ نے تم پہ نارِ جہنم حرام کر دی۔

جب اذان ختم ہوئی تو نضلہ اور اس کے ساتھیوں نے پکارا۔ تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحم کرے! جن ہو یا فرشتہ؟ یا پھر کوئی اللہ کا سرگرداں بندہ؟ تمہاری آواز تو ہم نے سُنی ہے اب اپنا چہرہ بھی تو دکھاؤ! ہم لوگ نبی علیہ السلام کا اور عمر بن خطابؓ کا لشکر ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ اچانک پہاڑ کی چوٹی چکی کے منہ کی طرح پھٹ گئی اور اس میں سے ایک شخص باہر نکل آیا۔ اس کا سر اور داڑھی سفید تر ہو گئی تھی۔ اور اس نے صوف کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ وہ کہنے لگا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لوگوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کون ہیں اللہ آپ پر رحم کرے! وہ کہنے لگا زریت بن برشملہ ہوں۔ اللہ کے پاکباز بندے حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام کا وصی۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا تھا اور آسمانوں سے اپنی نزولی تک میرے زندہ رہنے کی دعا کی تھی تو آپ لوگ جب عمر فاروقؓ کے پاس جائیں تو انہیں میرا سلام کہیں اور یہ بھی کہیں کہ اے عمرؓ! حکومت کو سیدھا رکھیں۔ اور لوگوں سے قرب رکھیں! قیامت قریب آ گئی ہے اور آپ لوگ انہیں یہ باتیں بھی میری طرف سے گوش گذار کر دیں! کہ

اے عمر فاروق! جب یہ باتیں امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہو جائیں تو پھر دنیا سے فرار چاہیے فرار۔ (۱) جب مرد اپنی شہوت مردوں سے پوری کریں اور عورتیں عورتوں سے (۲) جب لوگ اپنی نسب بدلنے لگیں۔ اور غلام لوگ خود کو دوسرے آقاؤں کی ملکیت بتلائیں (۳) چھوٹوں پر بڑے شفقت نہ کریں (۴) نیکی کا حکم نہ دیا جائے۔ بُرائی سے روکنا ترک ہو جائے (۵) مال و دنیا کمانے کی خاطر علم حاصل کیا جانے لگے (۶) بارشیں بکثرت ہوں (۷) اولاد وبال جان بن جائے (۸) لوگ اونچے مینار بنانے لگیں (۹) قرآن کریم کے نسخوں پہ سونا چڑھانے لگیں (۱۰) اور مسجدوں کو زیب و زینت کرنے لگیں مگر مسجدیں نمازیوں سے خالی ہوں (۱۱) رشوت عام ہو جائے (۱۲) اونچی اونچی عمارتیں بننے لگیں (۱۳) خواہش کی پیروی ہونے لگے (۱۴) دنیا کے عوض دین فروخت ہونے لگے (۱۵) رشتہ داروں سے قطع تعلقی عام ہونے لگے (۱۶) حکمتیں فروخت ہوا کریں (۱۷) سود پھیل جائے۔

(۱۸) مالدار ہونا ہی وجہ احترام بن جائے (۱۹) ادنیٰ شخص گھر سے نکلے اور اس سے بہتر لوگ راہ میں کھڑے ہو کر اسے سلام کہیں (۲۰) اور عورتیں گھوڑ سواری کرنے لگیں (تو پھر دنیا سے بھاگ کر کسی پہاڑ کی غار میں جا چھپنا اور وہاں خدا کو یاد کرنا ہی عافیت ہوگی۔

یہ کہہ کر وہ روپوش ہو گیا۔ نضلہ نے یہ واقعہ حضرت سعد کو لکھا انہوں نے عمر فاروق کی طرف لکھ بھیجا۔ عمر فاروق رضہ نے جواب میں حضرت سعد کو حکم دیا کہ اپنے ساتھ مہاجرین وانصار صحابہ کی جماعت لے کر اس پہاڑ پر پہنچیں اور اگر وہ شخص دوبارہ ملے تو اسے میرا سلام کہیں۔ چنانچہ حضرت سعد چار ہزار مہاجرین وانصار کو ساتھ لے کر اس پہاڑ پر پہنچے اور چالیس دن تک مسلسل اذان دیتے رہے مگر کوئی آواز سنی نہ جواب آیا [۱]

اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔

[۱] یہ واقعہ بجنسہ انہی الفاظ کے ساتھ مکمل طور پر تاریخ التواریخ حالات خلفا جلد ۲ ص ۱۸۵ میں موجود ہے طویل عبارت پیش کرنا موجب ملال ہوگا صرف حوالہ دینے پر اکتفا کرتے ہیں اس واقعہ سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ اذان وہی ہے جو اہل سنت دیتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی وحی نے اسی اذان کی تائید کی تھی اور یہ کہ دور صحابہ میں اذان کے یہی الفاظ معروف تھے۔ جو آج پڑھے جاتے ہیں بس اسی لیے شیعوں کے شیخ الکل فی الکل مجتہد و محدث اعظم شیخ صدوق من لایحضرہ الفقیہ میں جو شیعوں کی کتب صحاح اربعہ میں سے ایک ہے میں جلد ۱ ص ۱۸۸ پر اذان کے الفاظ لکھنے کے بعد کہتے ہیں۔

والمفوضۃ لعنھم اللہ قد وضعوا اخبارًا وزادوا فی الاذان محمد وآل محمد خیر البریۃ مرتین واشھد ان علیًا ولی اللہ مرتین، ولا شک ان علیًا ولی اللہ وانہ امیر المؤمنین حقًا وان محمدا وآلہ صلوات اللہ علیھم خیر البریۃ ولکن لیس ذالک فی اصل الاذان.

حدیث: مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے پایہ تخت مدائن کی فتح کے لیے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں ایک لشکر بھیجا اور قیادت خالد بن ولید کے سپرد کی۔ جب یہ لشکر دریائے دجلہ کے کنارے پہنچا (دجلہ کے دوسرے کنارے پر شہر مدائن کھڑا نظر آرہا تھا اور) کوئی کشتی نہ تھی سعد اور خالد رضی اللہ عنہما نے کہا۔ اے دریا۔ تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو تجھے حرمت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عدل فاروق رضہ کا واسطہ ہے کہ ہمارا راستہ چھوڑ دے۔ یہ کہہ کر اسلامی لشکر نے دریا میں گھوڑے ڈال دیے اور لشکر دریا کو یوں عبور کر گیا کہ کسی جاندار کا پاؤں تک نہ بھیگا۔

عمر فاروق نے غیب کی بات بتلادی

حدیث: مروی ہے کہ ایک دن آپ نیند سے بیدار ہوئے اور اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کہا عمر کی اولاد میں سے عمر کی سیرت والے شخص کو کون دیکھے گا۔ یہ کلمہ آپ نے بار بار کہا اور مراد آپ کی عمر بن عبد العزیز تھے جو آپ کے بیٹے عاصم کے نواسے تھے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ گروہ مُفَوّضہ (ایک شیعہ فرقہ) پر لعنت کرے جنہوں نے اذان میں محمد وآل محمد خیر البریۃ اور اشھد ان علیًا ولی اللہ کے الفاظ زائد کیے اور کوئی شک نہیں کہ علی اللہ کے ولی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل سب مخلوق سے بہتر ہیں مگر یہ الفاظ اذان میں شامل نہیں ہیں،

آپ کی بد دعا کا اثر

حدیث: مروی ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے ایک عربی سے کہا۔ تمہارا نام کیا ہے؟ وہ کہنے لگا۔ انگارا۔ آپ نے فرمایا باپ کا نام؟ اس نے کہا شعلوں کا بیٹا۔ آپ نے فرمایا تمہارا خاندان کیا ہے؟ کہنے لگا" جلن"، آپ نے پوچھا تمہارا بسیرا کہاں ہے۔ کہا تپش میں۔ آپ نے فرمایا تم کس قبیلے کی شاخ ہو؟ اس نے کہا "شعلہ کی" آپ نے فرمایا تو پھر جلدی گھر پہنچو تمہارے گھر والے جل چکے ہیں تو وہ بہت تیزی سے واپس ہوا مگر اس کے پہنچنے تک وہ جل چکے تھے۔

خلافت فاروقی نگاہِ علی ہیں۔ اور علیؓ کی خواب نگاہِ فاروقؓ ہیں

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی علیہ السلام کے پیچھے نماز فجر پڑھ رہا ہوں دیکھتا ہوں کہ آپ نماز پڑھا کر محراب کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک لڑکی تر کھجوروں کا تھال لے آئی اور نبی علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے ایک کھجور اٹھائی اور مجھے فرمایا اے علی! تم بھی لو گے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! تو آپ نے ہاتھ بڑھایا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھجور میرے منہ میں رکھ دی اور پھر آپ نے دوسری کھجور لی اور وہی کلمہ دہرایا۔ میں نے پھر "ہاں"، میں جواب دیا آپ نے دوسری کھجور بھی میرے منہ میں ڈال دی جب میں بیدار ہوا تو کھجوروں کی مٹھاس میرے میں تھی اور دل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے معمور تھا۔ میں نے وضو کیا اور (خلیفۃ المؤمنین) حضرت عمر کے پیچھے جا کر نماز (فجر) پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح محراب سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ رات کی خواب عمر فاروق سے کہوں۔ مگر میرے بولنے سے قبل ہی ایک لڑکی تر کھجوروں

کا تھال لیے مسجد میں آگئی اور عمر فاروق رضؓ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اس میں سے ایک کھجور لی اور کہا اے علی کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کھجور میرے منہ میں رکھ دی پھر دوسری پکڑی اور پہلا کلمہ دھرایا۔ میں نے پھر کہا ہاں۔ آپ نے دوسری بھی مجھے دے دی۔ اور باقی کھجوریں صحابہ میں دائیں بائیں بانٹ دیں۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ چند کھجوریں مجھے اور مل جائیں (کیونکہ ان سے بڑا لطف آرہا تھا) عمر فاروق رضؓ نے میری طرف منہ پھیرا اور کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کو دو سے زائد نہیں دیں تو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ میں نے تعجب سے پوچھا۔ آپ کو کیسے پتہ چل گیا میری خواب کا؟ آپ نے فرمایا (اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ) مومن اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ میں نے کہا امیر المؤمنین! آپ نے سچ کہا۔ میں نے خواب بھی ایسا ہی دیکھا ہے۔ اور آپ کے ہاتھوں کی کھجوروں کی لذت بھی رات والی کھجوروں والی ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اذان کے متعلق آپ کا خواب

حدیث: حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے سب صحابہ کرام نے یہ خیال کیا کہ لوگوں کو نماز کے لیے بلانے کے لیے ناقوس بجایا جایا کرے۔ مگر نبی علیہ السلام عیسائیوں والا طریقہ نہیں اپنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ میں (عبداللہ بن زبیر) رات کو اسی فکر میں سویا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دو سبز کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں ایک ناقوس لے کر میرے پاس آیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس بیچو گے؟ کہنے لگا تمہارے کس کام؟ میں نے کہا میں اس کے ساتھ لوگوں کو نماز کی طرف بلاؤں گا۔ وہ کہنے لگا۔ میں تمہیں اس سے بہتر طریقہ نہ بتلاؤں نماز کیلیے بلانیکا؟

میں نے کہا ضرور بتلائیے! وہ کہنے لگا۔ تم یہ کہا کرو اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر۔ اور پھر ساری اذان کہہ کر سُنائی۔ جس میں تشہد کے ساتھ ترجیع نہیں تھی۔ پھر اس نے کہا جب تم نماز کھڑی کرنے لگو۔ تو پھر کہو اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اور ساری اقامت کہہ سنائی۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور خواب بیان کی۔ آپ نے فرمایا یہ سچی خواب ہے انشاءاللّٰہ! تو تم بلالؓ کے ساتھ اٹھو۔ اور جو کچھ تم نے خواب میں سنا ہے وہ بلال پر ڈالتے جاؤ (وہ ساتھ ساتھ زور سے کہتا جائے گا) کیونکہ اس کی آواز تم سے بلند ہے۔ تو میں نے بلال کو ساتھ کھڑا کر لیا اور نبی علیہ السلام کا فرمان پورا کر دیا۔ عمر فاروق رضؓ نے اپنے گھر میں یہ آواز سُنی تو لپکتے ہوئے مسجد کو دوڑے ان کی چادر زمین پر گھسٹتی آ رہی تھی۔ اور وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللّٰہ! اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ میں نے آج خواب میں یہی الفاظ سُنے ہیں۔ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للّٰہ۔

اسے احمد بن حنبل اور ابو داؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے اس حدیث کو حدیث حسن صحیح قرار دیا۔ اور ابن اسحاق نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

فضیلتِ عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ

آپ کی نگاہِ بصیرت اور اصابتِ رائے

آپؓ کی رائے پر قرآن کے نزول کی تفصیل آپ نے پیچھے ملاحظہ فرمالی جو آپ کی نگاہِ بصیرت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ یونہی آپ کے علم کی بحث میں بھی آپ کی اصابتِ رائے اور تبحرِ علم کی کیفیت بیان ہو چکی ہے اس لیے اس مضمون کا حصہ وہ مذکورہ احادیث بن سکتی ہیں۔ (مزید کچھ احادیث درج ذیل ہیں)

حدیث: عبدالرحمان بن ابی عمرہ انصاری کہتے ہیں مجھے میرے والد نے تبلایا کہ

ہم ایک جنگ میں نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ بھوک نے آلیا۔ لوگوں نے آپ سے اجازت چاہی کہ بعض سواریاں ذبح کر لی جائیں تاکہ پیٹ تو بھرا جا سکے۔ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو ایسی اجازت دینا ناگوار گذرا۔ یہ دیکھ کر عمر فاروق رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ! اگر ہم سواریاں کھائیں تو دشمن سے مقابلہ پر پہنچ کر ہم بھوکے اور پا پیادہ ہوں گے (ہماری کس مپرسی کا عالم ہو گا) نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر کیا ہونا چاہیے اے عمر! انہوں نے عرض کیا جس کسی کے پاس بچا کھچا کھانا ہو وہ آپ کے پاس حاضر کر دے۔ پھر آپ اس کھانے کے ڈھیر پر برکت کی دعا کر دیں۔ تو اللّٰہ تعالیٰ آپ کی دعا سے وہ کھانا ہم سب کے لیے کافی کر دیگا۔ یہ سن کر گویا ایسا لگا کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو کوئی بھولی ہوئی بات یاد آ گئی ہے۔ فوراً آپ نے ایک چٹائی منگوا کر بچھوائی۔ پھر حکم دیا کہ جس کسی کے پاس تھوڑا بہت بچا کھچا کھانا پانی ہے وہ یہاں لا کر ڈھیر کر دے۔ لوگ اپنا اپنا دانا پانی لے آئے۔ کوئی تھال بھر کر کھانا لا رہا تھا تو کوئی پیالہ بھر۔ اور کوئی صرف انڈا یا اسی قدر کوئی چیز لا رہا تھا۔ جب ایک جگہ ڈھیر لگ گیا تو آپ نے اس کے پاس بیٹھ کر برکت کی دعا کی۔ اور اللّٰہ سے جو چاہا کلام کیا اس کے بعد سارے لشکر کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ سب مل کر کھاؤ تو سب لوگ کھا کھا کر سیر ہو گئے اور پیٹ بھر لینے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے اپنے اپنے توشہ دان بھی بھر لیے۔ پھر نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ایک ڈونگہ منگوایا۔ اور حکم دیا کہ اس میں پانی ڈالا جائے پانی ڈالا گیا تو آپ نے اس میں کلّی کی اور جتنا اللّٰہ نے چاہا اس پر دعا کی پھر آپ نے اس میں دونوں ہاتھ ڈال دیے۔ راوی کہتا ہے مجھے اللّٰہ کی قسم ہے میں نے خود دیکھا کہ آپ کی انگلیوں میں سے چشموں کی مانند پانی ابل رہا تھا پھر آپ نے حکم دیا تو سب لوگوں نے سیر ہو کر اس سے پانی پیا۔ اور مشکیزے اور برتن بھی بھر لیے۔ کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مُسکرا پڑے جس سے آپ کی داڑھیں بھی ظاہر ہو گئیں اور فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ ایک ہے لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا

ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ کلمہ کہنے والا ضرور جنت میں جائے گا۔

یہ صحیح حدیث ہے۔ اور ان الفاظ سے محدث تمام نے اپنے فوائد میں روایت کی ہے۔

طاعون کے بارے میں آپ کی رائے حدیث رسول کے موافق ٹھہری

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب آپ (تبوک کے قریب ایک بستی) سرغ میں پہنچے تو ابو عبیدہ بن جراح اور دیگر امراء لشکر آپ کو آگے سے آملے۔ اور بتلایا کہ شام میں طاعون پڑ گیا ہے (آگے جانا پر خطر ہے) ابن عباس رضہ کہتے ہیں۔ مجھے عمر فاروق رضہ نے حکم دیا کہ سابق الہجرت مہاجرین صحابہ کو بلالاؤ۔ میں انہیں بلالایا۔ آپ نے انہیں صورت حال بتلائی اور مشورہ لیا۔ تو وہ آپس میں الجھ گئے۔ بعض کہنے لگے کہ اے امیر المؤمنین! آپ ایک کام کو نکلے ہیں۔ جسے مکمل کیے بغیر آپ کا لوٹ جانا ہمیں ناپسند ہے۔ دوسروں نے کہا (کچھ مسلمان تو طاعون سے فوت ہو گئے) باقی ماندہ کو لے کر وباء میں جا داخل ہونا ہمیں ناپسند ہے۔ عمر فاروق رضہ نے فرمایا تم لوگ اٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے مجھے (ابن عباس کو) کہا انصار کو بلالاؤ۔ میں بلالایا۔ آپ نے ان سے مشورہ لیا۔ وہ بھی مہاجرین کی طرح الجھ پڑے آپ نے انہیں بھی اٹھا دیا۔ پھر کہا۔ فتح مکہ کے قریب ہجرت کرنے والے قریش جو ملیں انہیں لے آؤ۔ میں لے آیا۔ ان میں دو آدمی بھی نہ جھگڑے۔ سب نے یہی کہا کہ لوگوں کو لے کر آپ لوٹ چلیں اور وباء میں داخل نہ ہوں۔

عمر فاروق رضہ نے اعلان کروا دیا کہ صبح ہم واپسی کریں گے۔ لوگ صبح آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے ابو عبیدہ رضہ نے کہا۔ کیا ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر واپس ہوں گے؟ عمر فاروق رضہ نے کہا اے ابو عبیدہ رضہ! اگر یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی تو بہتر ہوتا۔ کیونکہ

عمر فاروق رضہ ابو عبیدہ رضہ کی رائے کی مخالفت اچھی نہیں سمجھتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اس کی تقدیر ہی کی طرف لوٹیں گے۔ ذرا بتلاؤ تو۔ اگر تم اونٹ پر سوار ہو اور سفر میں ہو اور تمہیں ایک ایسی وادی میں اترنا پڑے جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز اور دوسرا قحط زدہ۔ تو وہاں اگر تم اپنا اونٹ چرنے کے لیے سرسبز کنارے پر چھوڑو تو بھی اللہ کی تقدیر سے ایسا کرو گے۔ اور قحط زدہ علاقہ میں چھوڑو گے تو بھی اللہ کی تقدیر سے۔ بتلائیے کیا اسی طرح ہے یا نہیں؟ مگر دانشمندی یہی ہو گی کہ سرسبز کنارے کی طرف اونٹوں کو چھوڑا جائے اور جان بوجھ کر خشک کنارہ پسند کرنا دانشمندی نہیں اسی طرح جان بوجھ کر علاقہ طاعون میں نہیں جانا چاہیے۔

ابن عباس رضہ کہتے ہیں اتنے میں عبدالرحمان بن عوف آ گئے جو کسی حاجت کے لیے غیر حاضر تھے۔ وہ کہنے لگے اس بارہ میں میرے پاس علم ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ جب تمہیں معلوم ہو کہ کہیں طاعون پڑا ہے تو وہاں مت جاؤ! اور اگر کہیں پڑ جائے اور تم وہاں ہو۔ تو وہاں سے مت بھاگو۔ عمر فاروق رضہ بولے اللہ کی حمد ہے۔ یہ کہہ کر آپ لوٹ پڑے۔ دوسری روایت میں ہے آپ جب لوٹ کر مدینہ طیبہ میں آئے تو فرمایا۔ یہی ہماری منزل اور یہی ہمارا پڑاؤ ہے انشاء اللہ (گویا عمر فاروق رضہ کی رائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے عین مطابق واقع ہوئی)

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے ایک گروہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ سن لو جو موجود نہیں اسے سنا دو۔ کہ جس نے سچے دل سے گواہی دے دی کہ لا الٰہ الا اللہ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ ہم یہ سن کر آپ کے ہاں سے نکلے۔ اور لوگوں کو بشارت دینے لگے اتنے میں ہمارا سامنا عمر فاروق

سے ہوگیا۔ آپ ہماری بات سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ!
اس طرح لوگ اسی بات پر توکّل کر لیں گے (اور عمل ترک ہو جائے گا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خاموش ہو گئے۔ ؎۱

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس حاضر ہوا آپ نے مجھے اپنی نعلین (جوتی مبارک) عطا کی اور فرمایا میری نعلین لے جاؤ
اور اس دیوار کے پیچھے جو شخص ملے اور وہ دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہو اسے جنت کی
بشارت دے دو (میں باہر نکلا) تو سب سے پہلے عمر فاروق رضی سے ملاقات ہو گئی انہوں نے
پوچھا کہ نعلین کدھر لیے جا رہے ہو؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین ہیں جو
آپ نے مجھے دے کر بھیجی ہیں اور فرمایا ہے کہ تم جسے بھی دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہوا
پاؤ۔ اسے جنت کی بشارت دے دو۔ یہ سن کر عمر فاروق رضی نے میرے سینے میں مکہ مارا
تو میں پیٹھ کے بل گر پڑا۔ آپ کہنے لگے چلو واپس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ میں واپس
ہولیا جب کہ میں زور زور سے رو رہا تھا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو عمر فاروق میرے پیچھے
آ رہے تھے۔ چنانچہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ!
میں عمر رضی سے ملا اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ انہیں بتلایا تو انہوں نے میرے سینے میں ضرب

؎۱ اس بات میں بڑا راز ہے وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص دل سے لا الہ الا اللہ کی گواہی
دیتا ہوا سے جنت کی بشارت دیدو۔ اب جو شخص بدعمل ہے نماز روزہ اور دیگر عبادتوں سے گریزاں
ہے وہ صرف زبان سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ دل سے نہیں۔ عمر فاروق نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے اس
ارشاد کا راز کون جانے گا۔ لوگ تو صرف ظاہری الفاظ پر تکیہ کر کے بیٹھیں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی بدعملی کا
خیال آیا تو خاموش ہو گئے گویا دل سے اس بدعملی پر رنج محسوس کر رہے تھے۔ واللہ و رسولہ اعلم بمرادہ۔

لگا دی اور میں پیٹھ کے بل گر پڑا اور وہ کہنے لگے کہ چلو واپس۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا عمر! تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے
ابوہریرہ رضی کو اپنی نعلین دے کر بھیجا ہے کہ جو شخص دلی یقین سے لا الہ الا اللہ کہتا ہو
اسے جنت کی بشارت دے دو؟ آپ نے فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ!
مجھے خوف ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹھیں گے۔ آپ انہیں عمل کرنے دیجیے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے انہیں عمل کرنے دو۔

اسے احمد بن حنبل اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات کو قائم رکھنا یہ ان کی
اصابتِ رائے کی دلیل ہے۔

حدیث: ابی رمثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ نماز پڑھی آپ کے ساتھ ایک ایسا شخص بھی تھا جو تکبیر اولیٰ میں شریک ہوا
تھا۔ آپ نے نماز ختم کی تو وہ شخص وہیں کھڑا ہو کر سنتیں پڑھنے لگا۔ عمر فاروق فوراً
اٹھے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجوڑا اور کہا بیٹھ جاؤ۔ اہل کتاب اسی لیے ہلاک ہوئے
کہ وہ اپنی نماز میں امتیاز نہیں کرتے تھے (فرض اور نفل ساتھ ساتھ ہی پڑھتے جاتے
تھے) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا اے عمر! اللہ تجھے ہمیشہ
مصیب الرائے رکھے۔

اسے ابوداؤد نے اس باب میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص کا فرض والی جگہ پر نفل
پڑھنا کیسا ہے۔

فضیلتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

دورِ رسالت میں حضرت عمر فاروق رضؓ کے فیصلے

حدیث:: ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے (حضرت) عثمان رضؓ نے کہا۔ تم محکمہ قضا کیوں نہیں سنبھالتے۔ جبکہ تمہارے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فیصلے کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا نہ میں اپنے باپ کی طرح ہوں اور نہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہیں میرے والد پر جب کوئی مشکل فیصلہ ہو جاتا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اشکال آتا تو وہ بواسطہ جبریل اللہ سے پوچھ لیتے تھے۔ اور مجھے قضا کی تمنا بھی نہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص جہالت یا تکلف کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ روزِ قیامت وہ اللہ کے ہاں کافروں میں سے اٹھے گا اور جو شخص فیصلہ کرے اور جان بوجھ کر لوگوں سے ڈرے اور غلط فیصلے کرے اللہ کے ہاں کافر اٹھے گا۔ اور جس نے صدقِ نیت اور فقاہت اور اجتہاد کے ساتھ فیصلہ کیا یہ چیز نہ اسے نقصان دہ ہے نہ فائدہ مند۔ عثمان غنی رضؓ کہنے لگے یہ حدیث ہمارے قاضیوں کو نہ سُنانا۔ نہیں تو وہ قضا چھوڑ بیٹھیں گے اور ہمارے کام کے نہ رہیں گے۔

اسے ابوبکر ہاشمی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ کی قرآن فہمی آثارِ نبوت کی تلاش اور اتباعِ سنت کی کثرت

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حر بن قیس بن حصن نے اپنے چچا عیینہ بن حصن کے لیے حضرت عمر فاروق رضؓ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دیدی۔ وہ اندر آیا اور کہنے لگا اے خطاب کے بیٹے! قسم بخدا۔ تم نہ ہمیں صلہ دیتے ہو اور نہ ہمارے درمیان عادلانہ فیصلہ کرتے ہو۔ عمر فاروق رضؓ کو اس بات سے غضب آگیا۔ قریب تھا کہ آپ اسے پکڑ لیتے۔ حر بن قیس کہنے لگا یا امیر المؤمنین!! اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ سورہ

ترجمہ:۔ درگذر کی عادت بنائیں۔ نیکی کا حکم دیں، اور جاہلوں سے اعراض کریں۔

اے امیر المؤمنین۔ بے شک یہ جاہل ہے۔ حر کا یہ کہنا تھا کہ عمر فاروق رضؓ وہیں رک گئے۔ آپ اللہ کی کتاب کی بات سن کر یقیناً ٹھہر جاتے تھے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں ایک بار میں اپنے باپ کی قسم اٹھا رہا تھا (یعنی کہہ رہا تھا کہ مجھے میرے باپ کی قسم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن لیا اور فرمایا اللہ تمہیں آباء کی قسم اٹھانے سے روکتا ہے۔ عمر کہتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے قصداً یا بھول کر کسی بھی صورت میں ایسی قسم کبھی بھی نہیں اٹھائی۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

جناب عمر فاروق رضؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنا جانشین مقرر نہ کیا

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضؓ پر جب قاتلانہ حملہ ہو گیا تو آپ سے کہا گیا۔ آپ اپنی جگہ کسی شخص کو جانشین کیوں نہیں بنا دیتے؟ آپ نے فرمایا۔ اگر میں جانشین مقرر کرتا ہوں تو (بھی صحیح ہے کیونکہ) جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے بھی ایسا کیا تھا یعنی ابوبکر صدیق نے۔ اگر تمہیں یوں ہی چھوڑ دوں تو (بھی صحیح ہے کیونکہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہتر تھے انہوں نے جانشین نہیں بنایا۔ ابن عمر کہتے ہیں جب آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ہرگز جانشین نہیں بنائیں گے (کیونکہ آپ نے ہر صورت میں نبی علیہ السلام کی اتباع کرنی ہے)

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور ابو معاویہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حجر اسود سے جناب فاروق اعظم رضؓ کا خطاب

حدیث: ابن عمر رضؓ ہی سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے میں نے دیکھا نہ ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔[1]

---

[1] جبکہ ناسخ التواریخ حالات خلفا جلد ۳ ص ۷۳ میں آپ کے یہ الفاظ حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے یوں مروی ہیں

انی لاعلم انک لاتضر ولا تنفع ولولا انی رأیت رسول اللہ قَبَّلَکَ وَ اسْتَلَمَکَ لما قبلتک ولا استلمتُک۔

ترجمہ: میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ کچھ فائدہ دے سکتا ہے نہ نقصان

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: نسائی میں ہے کہ آپ نے حجر اسود کو تین بار بوسہ دیا۔ اور بخاری کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ آپ نے فرمایا تو ایک پتھر ہے جو فائدہ دیتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے نہ چومتا۔ یہ کہہ کر آپ نے حجر اسود کو چوم لیا۔ پھر کہا۔ ہمیں رمل سے کیا تعلق۔ یہ تو ہم مشرکین کو دکھلایا کرتے تھے۔ جنہیں اللہ نے ہلاک کر دیا۔[1] پھر کہا۔ یہ عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جسے ہم چھوڑنا نہیں چاہتے۔

جبکہ ابن غفلہ کی روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے تقبیل حجر کے بعد فرمایا اے پتھر! میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری قدر کرتے دیکھا ہے۔

حدیث: یعلی ابن امیہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق کے ساتھ طواف کیا آپ نے کعبۃ اللہ کے تمام کونوں کو بوسہ دیا اور آپ نے فرمایا۔ اے لوگو کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کرتے نہیں دیکھا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا تم نے آپؐ کو

اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے اور سلام کہتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے چومتا نہ سلام کرتا۔

آگے لکھا ہے کہ حضرت علی نے یہ سن کر فرمایا یہ پتھر فائدہ بھی دیتا ہے نقصان بھی۔ حدیث میں ہے روز قیامت اس پتھر کی زبان ہو گی دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہوں گے جس آدمی نے اسے دنیا میں چوما تھا روز قیامت یہ اس کی شفاعت کرے گا یہ سن کر عمر فاروق نے کہا اللہ مجھے ایسی جگہ زندہ نہ رکھے جہاں اے علی آپ نہ ہوں۔

[1] یاد رہے رمل نام ہے کعبہ شریف کے طواف کے پہلے تین چکروں میں کندھے ہلا ہلا کر اور ٹہل ٹہل کر چلنا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ عمرۃ القضا پر آئے تو کفار مکہ نے کہا یثرب (مدینہ) کے بخار نے انہیں کمزور کر دیا ہے۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سن کر فرمایا تم ٹہل ٹہل کر چلو تاکہ انہیں تمہاری قوت معلوم ہو۔

حجر اسود کا بوسہ لیتے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو کیا آپ کی زندگی میں تمہارے لیے کوئی اسوۂ حیات نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔

اسے حسین بن قطان نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں دوران حج تلبیہ کہتے تھے یعنی یوں کہتے تھے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ۔ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ۔ وَالرَّغْبٰى إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ۔

ترجمہ: میں حاضر ہوا اے اللہ میں حاضر ہوا۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوا سب تعریفیں۔ نعمتیں اور حکومتیں تیرے لیے ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوا اور میں نے سعادت پائی۔ تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ رغبت اور عمل تیرے لیے ہے۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: شرجیل بن سمط کہتے ہیں میں نے عمر فاروق کو ذوالحلیفہ (مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک بستی)، میں دو رکعتیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا یہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں ویسے ہی کرتا ہوں جیسا میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرتے دیکھا ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں عمر فاروق کی سادہ اور سخت کوش زندگی

حدیث: مصعب بن سعید سے روایت ہے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے

والد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المؤمنین! آپ ان کپڑوں سے نرم تر کپڑے اور اس کھانے سے نرم تر کھانا کیوں پسند نہیں کرتے جبکہ اللہ نے ہمیں رزق میں وسعت دے رکھی ہے؟ آپ نے فرمایا میں تیرا جھگڑا تیرے دل سے کرواتا ہوں تمہیں یاد نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر مشقت آمیز زندگی بسر کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دکھ بھری زندگی کے احوال عمر فاروق نے اتنے سنائے کہ بیٹی کو رلا دیا پھر کہا خدا کی قسم! میں بھی نبی کریم اور ابوبکر صدیق والی سخت کوش زندگی گذاروں گا۔ تاکہ ان جیسا آرام دہ انجام حاصل کر سکوں [1]

اسے صاحب صفوہ نے بیان کیا ہے۔

حدیث: ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اے بیٹی! نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صاحب ناسخ التواریخ نے ابن ابی الحدید اور اس کے استاد ابوجعفر نقیب کا باہمی مکالمہ تحریر کیا ہے اس مکالمہ میں ابوجعفر نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی سیرت کی صحیح عکاسی کرتے ہوئے کہا ہے۔

چوں ابوبکر و عمر کار بورع و زہادت کردند و جامہ ہائے کہ باسین پوشیدند و از چیز ہائے خشن خورش کردند و اموال غنائم بر مردم بخش نمودند و خود طمع و طلب در مال دنیا در نبستند مردم را اگر شبہتے در خاطر بود مرتفع گشت۔

ترجمہ: جب ابوبکر و عمر نے پرہیزگاری اور ترک دنیا سے کام لیا ٹاٹ کا لباس پہنا روکھی سوکھی غذا، مال غنیمت کو لوگوں میں انصاف سے تقسیم کیا اور مال دنیا میں دل نہ لگایا تو لوگوں کے دلوں میں اگر کوئی شبہ ان کی حکومت کے متعلق تھا بھی تو وہ جاتا رہا۔

مگر اس کے بعد ابوجعفر نے بے مقصد تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "در اصل اصحاب

کی حیاتِ طیبہ کیسی تھی۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم۔ ایک ایک ماہ گھر میں دیا جلتا اور نہ ہنڈیا پکتی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جُبّہ ہوتا تھا۔ جسے آپ اوڑھنا اور بچھونا بنا لیتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ یہ بتلاؤ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ابو بکر صدیق) کی زندگی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا وہ بھی ایسی ہی تھی۔ تو عمر فاروقؓ بولے۔ اُن تین دوستوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جن میں سے دو دنیا سے چلے گئے ہوں اور تیسرا ان کی مخالفت میں چلے۔ کیا وہ ان سے جا ملے گا؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ تیسرا ساتھی میں ہوں۔ میں ان کی سنت پہ ہی چلتا ہوا ان کے ہاں جا پہنچوں گا۔

حضرت عباسؓ کے مکان کا پرنالہ جو آپ نے دوبارہ لگوایا تھا

حدیث: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباس کے مکان کا ایک پرنالہ تھا جو عمر فاروقؓ کے راستے میں پڑتا تھا۔ عمر فاروقؓ نے جمعہ کے دن اُجلے کپڑے پہنے (اور مسجد کو چلے) حضرت عباسؓ کے ہاں دو پرندے ذبح کیے گئے تھے۔ جب جناب عمر رضی اللہ عنہ اُس پرنالے کے بالکل نیچے پہنچے تو خون سے ملا ہوا پانی آپ پر گرا۔ عمر فاروق نے اسی وقت پرنالہ اکھیڑ دینے کا حکم دے دیا پھر واپس آئے کپڑے تبدیل کیے۔ اور جا کر جمعہ پڑھایا۔ حضرت عباس آپ کے پاس آئے اور کہا۔ خدا کی قسم۔ یہ پرنالہ اس جگہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔

عمر فاروق نے ان سے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دلاتا ہوں۔ کہ چلیں آپ میری پیٹھ پر کھڑے ہوں۔ اور جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پرنالہ رکھا تھا وہیں رکھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسے کر دیا۔ [1]

اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث: مسلم کہتے ہیں میں نے عمر فاروق سے کہا۔ مالِ غنیمت کے ذخیرہ میں ایک اندھی اونٹنی بھی ہے آپ نے فرمایا اُسے کسی ایسے گھرانہ کے سپرد کر دو جو اس سے بہتر استفادہ کر سکیں (یعنی غریب ہوں) میں نے کہا۔ وہ اندھی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے وہ اپنے اونٹوں کی قطار میں لگا لیں گے۔ میں نے کہا وہ زمین سے چرے گی کیسے؟ آپ نے فرمایا وہ جزیہ کے غلّہ میں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں میں سے؟ میں نے کہا جزیہ میں سے۔ فرمایا قسم بخدا تم اسے کھانا ہی چاہتے ہو۔ چنانچہ آپ نے اسے ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔

آپ کے ہاں سات بڑے تھال پڑے رہتے تھے۔ اگر کہیں سے پھل یا کوئی نئی

ہمت عالیہ کو صرف حکومت و سلطنت کے اہتمام و انصرام کی ضرورت و خواہش ہوتی ہے وہ طعام و لباس کی طرف چنداں توجہ نہیں دیتے اس لیے ابو بکر و عمر کی سخت کوشی اور ترک دنیا کو ان کی خلافت کی حقانیت پر دلیل نہیں بنایا جا سکتا،،

لاحول ولا قوۃ! کوئی ابو جعفر سے پوچھے اسے اللہ کے بندے، حکومت سنبھالنے کا مقصد اسلام میں صرف یہ ہے کہ اللہ اور اس کے احکامات کو جاری کیا جائے اور زمین پر عدل کی بالادستی قائم ہو تو جو شخص تمام مسلمانوں کی اجتماعی رائے سے متفقہ خلیفہ بنے پھر اسلام کی بالادستی قائم کرنے میں اعلیٰ مثال قائم کر دے، جو خود بھوکا رہ کر لوگوں کو کھلائے اور اپنے آرام و سکون کو بالائے طاق رکھ کر لوگوں کے لیے امن و سکون مہیا کرنے میں اپنا سب کچھ قربان کر دے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح جانشین نہ سمجھنا کس قدر ظلم کی بات ہے۔ اللہ ہدایت دے

---

[1] شیعہ حضرات عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اعتراضات میں سے ایک یہ بھی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت عباس کا جو پرنالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نصب کیا تھا وہ حضرت عمر نے اکھڑوا دیا۔ جبکہ اس روایت کو پڑھ کر ان کے اعتراض کا جہاں جواب سامنے آگیا ہے وہاں ذاتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر فاروق کی بے پناہ محبت بھی نکھر کر سامنے آگئی ہے فالحمد للہ

چیز آتی تو ان میں ڈالی جاتی اور انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے گھروں کو روانہ
کر دیا جاتا۔ اور سب سے آخر میں ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا حصہ
بھیجا جاتا تاکہ اگر کمی آئے تو جناب حفصہ کے حصہ ہی میں آئے اور کسی دوسری زوجۂ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شکایت کا موقع نہ ملے۔

چنانچہ اس اونٹنی کا کچھ گوشت ان تھالوں میں ڈالا گیا اور خانہ ہائے ازواج
رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا گیا اور باقی ماندہ کو پکوا کر مہاجرین و انصار صحابہ کرام
کی دعوت کی گئی۔ حضرت عباسؓ بولے۔ اے امیر المؤمنین اگر آپ ہر روز ایسی ہی
دعوت کیا کریں تو کتنا اچھا ہو۔ کئی مرتبہ آپ نے پہلو تہی کرتے ہوئے دعوت نہ کی
اور نہ آپ کے ساتھی (ابوبکر صدیقؓ) نے یہ سن کر عمر فاروق نے فرمایا آئندہ میں ایسی
دعوت کبھی نہیں کروں گا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے جس راہ کو پسند کیا اور اس پہ
چلے۔ اگر میں وہ چھوڑ دوں تو ان کے راستے سے ہٹ کر کسی اور راہ میں جا پڑوں گا۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

آپ نے بڑھی ہوئی آستینوں کو چھری سے کاٹ لیا۔ سادگی کی انتہا

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے نئی قمیص پہنی۔
تو چھری منگوائی۔ اور فرمایا اے بیٹے! اس کی (لمبی) آستینوں کو (سرے سے) پکڑ کر
کھینچو اور جہاں میری انگلیاں ہیں۔ ان کے آگے سے کپڑا کاٹ دو۔ جب میں نے
اسے کاٹا تو (وہ سیدھا نہیں بلکہ) اوپر نیچے سے کٹا۔ میں نے عرض کیا۔ ابا جان! اگر
اسے قینچی سے کاٹا جاتا تو بہتر رہتا؟ آپ نے فرمایا اے بیٹے چھوڑ دو! میں نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کاٹتے دیکھا تھا۔ چنانچہ میں نے چھری سے آستینیں کاٹ
دیں اور حال یہ تھا کہ ان سے دھاگے نکل نکل کر آپ کے قدموں تک لٹکتے رہتے تھے۔

اسے ہلال نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے

حدیث: ابو وائل شقیق بن سلمہ سے روایت ہے کہ میں ایک کرسی پر شیبہ
کے ساتھ کعبہ شریف میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو شیبہ کہنے لگے اسی جگہ ایک بار عمر فاروق بیٹھے
ہوئے تھے۔ تو فرمانے لگے۔ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ جو کچھ کعبہ شریف میں مال سے زرد ہے
یا سفید۔ سب کچھ لوگوں میں تقسیم کر دوں۔ میں نے کہا آپ کے دونوں ساتھی (نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور ابوبکر صدیق) تو ایسے نہیں کرتے تھے آپ نے فرمایا۔ وہ تو دونوں شخصیتیں ہی
ایسی ہیں جن کی اتباع کرنا چاہیے (لہٰذا میں یہ مال تقسیم نہیں کروں گا)

بعض الفاظ میں ایسے بھی مروی ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا میں ارادہ کر رہا ہوں کہ
کعبہ میں جو کچھ بھی زرد و سفید اموال ہیں میں انہیں ابھی اسی جگہ کھڑے کھڑے تقسیم کر دوں
میں نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ میں نے کہا۔ آپ کے
دونوں ساتھیوں نے تو ایسا نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا پھر وہ دونوں شخصیتیں تو ہیں ہی
قابل اتباع۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے

حدیث: ابن ماجہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں
کہ عمر فاروق نے فرمایا۔ میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا۔ جب تک غریب
مسلمانوں میں کعبہ کا سارا مال تقسیم نہ کر دوں۔ میں نے کہا آپ ایسا نہیں کر سکیں گے۔
فرمایا کیوں؟ میں نے کہا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب نے
دیکھ لیا ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل بھی کسی سے مخفی نہیں وہ مال کی حاجت
بھی رکھتے تھے اور یہ مال انہوں نے تقسیم نہیں کیا۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ اٹھے
اور حرم شریف سے باہر نکل گئے۔

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق ایک بار جمعہ کے

روز خطبہ دے رہے تھے کہ سابق الہجرت مہاجرین صحابہ میں سے ایک شخص مسجد
میں (دیر سے) آیا عمر فاروق نے فرمایا یہ تمہارے آنے کا کیا وقت ہے؟ وہ بولا۔
میں آج مشغول تھا۔ میں گھر ابھی لوٹا ہی تھا کہ اذان کی آواز آ گئی تو میں نے صرف وضو کیا
اور چلا آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اچھا) وضوء بھی کر آئے حبکہ
تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو (روز جمعہ) غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: سائب بن زید رضؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے ابن سعدی سے کہا۔ تمہارے پاس کتنا مال ہے؟ اُس نے کہا دو گھوڑے۔
دو غلام اور دو خچر ہیں ان سے میں جہاد کرتا ہوں اور ایک کھیت ہے جس سے کھاتا
ہوں۔ عمر فاروق نے اسے ایک ہزار دینار عطا کیے۔ اور فرمایا۔ یہ لو اور اپنے
خرچ میں لے آؤ۔ ابن سعدی نے کہا۔ مجھے اس کی حاجت نہیں۔ امیر المؤمنین!
شاید آپ کو مجھ سے زیادہ حاجت مند آدمی مل جائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے کہا۔ نہیں۔ یہ تم لے لو کیونکہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
ایسی ہی دولت دی اور میں نے تم جیسا جواب دیا تو آپ ؐ نے فرمایا اے عمر! جو
مال تمہیں اللہ تعالےٰ بغیر چاہت اور بغیر سوال کے عطا فرمائے وہ ضرور لے لو۔
اگر خود اپنے لیے ضرورت نہیں تو صدقہ کر دو۔ اور جو چیز نہ ملے اس کی چاہت
نہ رکھو۔

اسے ابن سباق حافظ سلفی نے روایت کیا ہے۔ یہ روایت معنوی
طور پر بخاری میں بھی موجود ہے۔

حدیث: اسلم سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن
زید رضی اللہ عنہما کو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر ترجیح اور فضیلت

دی۔ لوگوں نے عبداللہ کے کان بھرنے شروع کیے تا آنکہ انہوں نے اس
بارہ میں باپ سے بات کی اور کہا جو شخص مجھ سے بہتر نہیں اسے مجھ پر برتری
کیوں دی جا رہی ہے؟ اس کا وظیفہ دو ہزار مقرر ہے اور میرا پندرہ سو۔ عمر
فاروق نے کہا یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ اسامہ کا باپ زید رضؓ تیرے باپ
عمر رضؓ سے زیادہ محبوب رسول خدا تھا۔ اور اسامہ رضؓ تجھ سے زیادہ قرب رسول
صلی اللہ علیہ وسلم رکھتا تھا۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ نے حسنین کریمین رضؓ کو اپنے بیٹے سے زیادہ مال غنیمت دیا

حدیث: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
جب خلافت فاروقی میں اللہ تعالےٰ نے صحابہ کرام کے ہاتھ پہ مدائن (کسریٰ کا
پایہ تخت) فتح کیا اور مال غنیمت مدینہ منورہ میں آیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے مسجد نبوی میں چٹائیاں بچھوائیں اور سارا مال غنیمت ان پر ڈھیر کروا دیا۔
صحابہ مال لینے جمع ہو گئے سب سے پہلے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کھڑے
ہوئے اور کہا اے امیر المؤمنین! میرا حصہ دیا جائے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
کہا بڑی پذیرائی اور کرامت سے۔ اور آپ نے ایک ہزار درہم انہیں دیدیے
وہ چلے گئے تو امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر اپنا حصہ مانگا۔
آپ نے کہا بڑی پذیرائی اور عزت کے ساتھ وصول فرمائیں۔ اور انہیں بھی
ایک ہزار درہم دے دیے۔ اس کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ بن عمر اٹھے

اور حصہ مانگا۔ آپ نے فرمایا بڑی قدر و منزلت سے لو۔ اور پانچ سو درہم حوالے کر دیے وہ بولے، امیر المؤمنین! میں نے اس وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تلوار اٹھا کر شدید جہاد کیا ہے جب حسن وحسین کوچہ ہائے مدینہ میں زمین پر گھسٹ کر چلتے تھے (یعنی شیر خوار بچے تھے) اس کے باوجود انہیں ہزار ہزار درہم اور مجھے پانچ سو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ جاؤ! پہلے تم حسنین کے باپ جیسا اپنا باپ لاؤ۔ یا کسی کا ایسا باپ لاؤ۔ ان کی والدہ جیسی والدہ لاؤ۔ ان کے نانا جیسا نانا لاؤ۔ ان کی نانی جیسی نانی لاؤ۔ ان کے چچا جیسا چچا لاؤ۔ ان کے ماموں جیسا ماموں اور ممانیاں جیسی ممانیاں لاؤ۔ سنو! حسنین کا والد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ والدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نانا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نانی خدیجۃ الکبریٰ چچا جعفر بن ابی طالبؓ۔ ماموں ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور ممانیاں بناتِ نبی رقیہ اور ام کلثوم ہیں[1]

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے اور اس جیسی دیگر احادیث بھی روایت کی ہیں۔

---

[1] شیعہ کتب میں یہ واقعہ من وعن بالکل اسی طرح موجود ہے چنانچہ دیکھیے ذبح عظیم ص۵۷ تا ۵۸ مصنفہ سید اولاد حیدر فوق بلگرامی، مطبوعہ کتب خانہ اثنا عشری، لاہور۔

فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے آپکی عقیدت اور ان کے حقوق کی نگہداری

حدیث: زہری سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی عراق سے جزیہ یا خمس غنیمت آتا۔ آپ بنی ہاشم کے ہر غیر شادی شدہ شخص کی شادی کرتے اور خادم سے محروم شخص کو خادم سے نواز دیتے تھے۔

اسے ابن البختری رزاز نے روایت کیا ہے۔

جب تک حسنین نے خلعتیں پہن نہیں لیں مجھے کسی اور کے پہننے کی خوشی نہیں ہوئی

حدیث: محمد بن علی سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے جبے آئے آپ نے مہاجرین وانصار میں تقسیم کیے۔ جن میں سے کوئی بھی امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے ناپ کا نہ نکلا تو عمر فاروق نے فوراً حاکم یمن کو خط لکھا کہ ان کے ناپ کے دو جبے سلوا کر جو اسی طرح کے ہوں۔ بھیج دیں۔ انہوں نے بھیج دیئے۔ آپ نے حسنین کو پہنائے اور فرمایا جب تک ان دونوں نے کپڑا نہیں پہنا تھا مجھے دوسروں کے پہننے کی کوئی خوشی نہ تھی۔

حدیث: امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق منبر پر بیٹھے تھے میں (ایک بار بچپن میں) آیا اور منبر پر چڑھ گیا اور آپ سے کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جاؤ! اپنے باپ کے منبر پر جا کر بیٹھو! عمر فاروق نے کہا میرے باپ کا تو کوئی منبر

نہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے مجھے اپنی جھولی میں بٹھا لیا۔ میرے ہاتھ میں کنکر تھے جن سے میں کھیلتا رہا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے اور کہا بتلاؤ! تمہیں یہ بات کس نے سکھلائی؟ میں نے کہا کسی نے نہیں سکھلائی۔ آپ نے کہا اے بیٹے! اگر کسی دن تم ہمیں ڈھانپ لو۔ (فرصت کے وقت میں آؤ اور ہمیں سارے کاموں سے بے نیاز کر کے ہم سے گفتگو کرو) تو بہتر ہو۔ چنانچہ میں ایک دن آپ کے گھر گیا۔ مگر آپ امیر معاویہ کے ساتھ علیحدگی میں مصروف گفتگو تھے۔ آپ کے بیٹے دروازے پر کھڑے تھے (یعنی اُنہیں بھی اندر جانے کی اجازت نہ تھی) جب ابن عمر دروازہ سے واپس لوٹ آئے تو اس کے بعد پھر آپ ملے تو فرمایا اے میرے بیٹے آپ ہمارے پاس نہیں آئے؟ میں نے کہا اے امیر المومنین! میں تو گیا تھا مگر آپ امیر معاویہ سے مصروف گفتگو تھے۔ دروازے پر آپ کے بیٹے تھے جو واپس لوٹ آئے میں نے سوچا جب بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہیں تو مجھے کب ہوگی تو میں پلٹ گیا آپ نے فرمایا اے حسین! آپ کو میری اپنی اولاد سے بھی زیادہ اندر آنے کی اجازت ہے۔ ہمارے سروں میں اللہ کے بعد تم لوگ ہی بسے ہو۔[۱]

اسے ابن سمان اور جوہری نے روایت کیا ہے۔

---

[۱] شیعوں کی معتبر کتاب ذبح عظیم صہ ۷۵ میں واقعہ بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ مکمل طور پر موجود ہے۔ جس سے پتہ چلا حضرت عمر فاروق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں کو اپنی اولاد سے بھی عزیز تر سمجھتے تھے۔

اسی طرح آپ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس سے پیار بھی کچھ ڈھکا چھپا نہیں چنانچہ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ا صہ ۲۲۵ میں ہے کہ اسیران بدر میں بعض ایسے بھی تھے جنہیں کفار باکراہ اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ ان میں حضرت عباس بھی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں قتل کرنے میں جلدی نہ کی جائے ایک صحابی ابو حذیفہ کہنے لگے یہ دیکھو میرے بھائی اور

حدیث: امام جعفر اپنے والد امام محمد باقر سے راوی ہیں کہ عمر فاروق رضہ نے وظائف مقرر کیے اور مردم شماری ہوئی۔ تو مشورہ لیا کہ سب سے پہلے کس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ آغاز کس سے کیا جائے؟ صحابہ کہتے ہیں ہم نے کہا امیر المومنین! سب سے پہلے آپ اپنا وظیفہ مقرر کریں۔ مگر آپ نے بنو ہاشم (سادات) سے آغاز کیا۔ امام حسن اور امام حسین کے لیے پانچ پانچ سو (ماہانہ وظیفہ) مقرر کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کہتے ہیں ہم نے کہا آپ اپنی ذات سے آغاز کریں۔ کیونکہ آپ امام ہیں آپ نے فرمایا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام ہیں۔ اس لیے ان کے خاندان سے آغاز کیا جاتا ہے۔ پھر جو درجہ بدرجہ رشتہ دار ہوں گے ایک اور روایت میں ہے کہ عمر فاروق نے مردم شماری کا کام حضرت ابی زید بن ثابت کے حوالے کیا۔ انہوں نے کہا آغاز کس سے کیا جائے؟ آپ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے پھر جو درجہ بدرجہ رشتہ دار ہوں گے وہ آئیں گے۔

حدیث: عبید بن حسنین سے روایت ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ اس سے قبل عبداللہ بن عمر آ چکے تھے مگر انہیں اجازت نہ ملی تھی۔ یہ دیکھ کر امام حسن رضہ نے بھائی حسین رضہ سے کہا جب عبداللہ کو اجازت نہیں ملی تو ہمیں کیسے ملے گی۔ یہ بات عمر فاروق کو معلوم ہوئی

میرا باپ قتل ہوئے پڑے ہیں تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچے کو محض یونہی چھوڑ دیا جائے؟ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! "اگر فرمائی سراو را بہ گیرم کہ منافق گشتہ است" "اگر حکم ہو تو میں اس کا سر اڑا دوں کہ یہ منافق ہو گیا ہے۔"

آپ نے یہ الفاظ اگر حضرت عباس کی محبت میں کہے تھے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کہے ہیں تو بھی ہمارا مقصد حل ہے۔

توآپ نے امام حسن کو بلا بھیجا اور کہا اے بھتیجے۔ کیا بات تھی۔ کہنے لگے میں نے سمجھا تھا کہ جب عبداللہ بن عمر کو اجازت نہیں ملی تو ہمیں کیسے ملے گی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے بھتیجے! میرے سر پہ تمہی نے تو بال اگائے ہیں (مجھے عزت بخشی ہے)

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

آپ نے ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی کس طرح پاسبانی کی۔

موافقات میں پیچھے اس مضمون کا کچھ حصہ بیان ہو چکا ہے۔ [1]

حدیث: ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص میرے بعد میری ازواج کی حفاظت کرے گا وہ سچا اور نیکو کار ہو گا۔ چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (اپنے دورِ خلافت میں) لوگوں سے کہا امہات المؤمنین کے ساتھ کون حج کرے؟ (یعنی انہیں بحفاظت حج پہ لے جائے اور واپس لائے گا) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بولے میں حاضر ہوں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں حج کروایا۔ اور راستے میں انہیں ایسی گہری گھاٹیوں میں ٹھہرایا جہاں لوگوں کا آنا جانا نہ تھا۔ اور ان کے کجاووں پہ سبز چادریں ڈلوائیں۔

حدیث: ابو وائل سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حق لینا تھا۔ اس نے آکر آپ سے جھگڑا کیا اور بار بار آنا شروع کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے اسے تیس کوڑے لگوائے۔

اسے سفیان بن عیینہ نے روایت کیا ہے۔

[1] یعنی یہ کہ آپ کو ازواج رسول کا بلا حجاب آنا ناپسند تھا تو آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اور آیت حجاب نازل ہوئی (د، ر)

حدیث: منذر بن سعد سے روایت ہے کہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت طلب کی۔ آپ نے انکار کیا۔ ازواج نے اصرار کیا تو آپ نے کہا آئندہ سال آپ کو اجازت ہو گی۔ اور یہ میری ذاتی رائے نہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پہ فرمایا! آپ نے حضرت زینب کے سوا دیگر تمام ازواج کو حج پہ بھیج دیا۔ اور ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اور یہ حکم دیا کہ تم میں سے ایک شخص آگے آگے چلے اور دوسرا پیچھے۔ ساتھ چلنے کی کوشش نہ کرے۔ پھر جب طواف کا موقع آیا تو آپ نے دونوں کو حکم دیا کہ (مردوں سے حرم خالی کروا دو اور) صرف عورتیں ہی ازواج رسول کے ساتھ طواف کریں۔

مگر عمر فاروق کے وصال کے بعد ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی امراء پر غالب آگئی۔

اسے سعید نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

تشریح: یہ بھی مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ (اپنے عہد میں) ہر سال لوگوں کے ساتھ خود حج کرتے تھے۔ اس لیے ممکن ہے کہ آپ نے عثمان غنی اور عبدالرحمان رضی اللہ عنہما کو محض محافظت ازواج پر اس لیے مامور کیا تھا کہ دیگر مصروفیات کے باعث آپ ازواج کی خود نگہداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس پہ بخاری کی یہ روایت بھی دلیل بنتی ہے کہ ابراہیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر فاروق نے ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دور کے آخری حج میں شرکت کی اجازت دی۔ اور ان کے ساتھ عثمان بن عفان اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔

برقانی نے کہا ہے کہ اس راوی ابراہیم سے مراد عبدالرحمان بن عوف کے بیٹے

ابراہیم ہیں۔ مگر حمیدی کہتے ہیں۔ اس بات میں نظر ہے۔ کیونکہ ابن مسعود نے اطراف میں ایسے نہیں کہا۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نبی علیہ السلام کے غضب سے آپ کا غضب ان کے غم سے آپ کا غم اور خوشی سے خوشی

پیچھے خصائص عمر میں پانچویں موافقت میں اور دیگر مواقع پر یہ مضمون بیان ہو چکا ہے (چند احادیث مزید پیش کی جاتی ہیں)

حدیث: حضرت عمر فاروق رضؓ کہتے ہیں۔ ہم قریش، جب مکہ میں تھے تو اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ یہاں مدینہ (طیبہ) میں آ کر ایسی قوم سے واسطہ پڑا ہے جن پر عورتیں غالب ہیں۔ جن سے ہماری عورتوں نے بھی خو دسری سیکھ لی ہے۔ میں ایک دن اپنی بیوی پر غضب میں آیا تو وہ آگے سے تکرار کرنے لگی۔ میں نے کہا یہ عادت تمہیں کیوں پڑ رہی ہے؟ وہ کہنے لگی۔ میری تکرار آپ کو بُری لگتی ہے۔ خدا کی قسم! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ سے تکرار کر لیتی ہیں۔ اور پورا ایک ایک دن آپ سے کلام بھی نہیں کرتیں۔ یہ سن کر میں حفصہ رضؓ کے پاس آیا اور اسے کہا کیا یہ سچ ہے کہ تم ازواج میں سے اگر کوئی نبی علیہ السلام سے تکرار کر لیتی ہے تو دن بھر آپ سے کلام نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا جو ایسا کرے گی ہلاک ہو جائے گی۔ کیا تمہیں اس بات کا کوئی فکر نہیں کہ رسول کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہو جائے گا اور پھر صرف ہلاکت ہی ہو گی۔ اے بیٹی! تم کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار نہ کرنا۔ آپ سے کوئی چیز مت مانگا کرو! جو حاجت ہو مجھے بتلایا کرو! اور اپنی ساتھ والی (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) پر کبھی رشک نہ کرنا۔

وہ تم سے زیادہ حسین اور نبی علیہ السلام کی محبوبہ ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ چند دن بعد مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا حفصہ برباد اور نامراد ہو گئی۔ مجھے یہی کچھ ہو جانے کا خدشہ تھا۔ چنانچہ میں حفصہ کے پاس آیا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں طلاق دے دی۔ کہنے لگی مجھے معلوم نہیں مگر آپ اپنے مہمان خانہ میں ہم سے جدا ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ تو میں اسود غلام کے پاس آیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ وہ واپس آیا تو کہنے لگا میں نے آپ کا ذکر نبی علیہ السلام سے کر دیا ہے (مگر آپ نے جواب نہیں دیا) میں اٹھ کر مسجد میں آیا۔ کچھ صحابہ کرام وہاں منبر کے قریب (افسردہ) بیٹھے تھے۔ میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھا پھر وہی کیفیت غالب آ گئی اور میں نے غلام کے پاس آ کر کہا۔ اندر جاؤ اور میرے لیے اجازت مانگو۔ وہ گیا اور آ کر کہنے لگا میں نے آپ کا ذکر کر دیا ہے۔ تو میں کچھ کہے بغیر خاموشی سے واپس پلٹ پڑا تو پیچھے سے غلام نے مجھے آواز دی۔ کہ آؤ اندر چلے جاؤ۔ اجازت مل گئی ہے۔ چنانچہ میں اندر گیا۔ آپ کو سلام کیا۔ آپ ایک چٹائی پر تکیہ کناں تھے جس کے نشانات آپ کے پہلو پر عیاں نظر آ رہے تھے میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا نہیں میں نے کہا اللہ اکبر آپ تو جانتے ہیں۔ کہ ہم قریش اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ جب مدینہ طیبہ میں آئے تو وہ قوم دیکھی جن پر عورتیں غالب ہیں جن سے ہماری عورتوں نے جھگڑنا سیکھ لیا ہے۔ ایک دن میں اپنی بیوی سے ناراض ہوا تو اس نے بحث شروع کر دی۔ میں نے اس سے منع کیا تو وہ بولی۔ آپ مجھے منع کرتے ہیں۔ جبکہ نبی علیہ السلام کی ازواج آپ سے جھگڑ لیتی ہیں اور سارا دن کلام تک نہیں کرتیں۔ میں نے کہا جس نے ایسا کیا وہ ہلاک ہو گئی کیا انہیں اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ آپ کی ناراضگی سے

اللہ بھی ناراض ہو سکتا ہے اور اس طرح وہ عورت ہلاک ہو جائے گی جس کا آپ سے جھگڑا ہو گا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس کے بعد میں حفصہؓ کے پاس گیا اور اسے کہا اپنی ساتھی پر رشک نہ کرو۔ وہ تم سے زیادہ حسین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مسکرا دیے۔ میں نے عرض کیا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انس دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! تو میں بیٹھ گیا۔ میں نے کمرے میں نگاہ دوڑا کر دیکھا تو ایسی کوئی چیز نہ تھی جو نگاہ کو اپنی طرف پلٹاتی۔ سوائے تین چمڑوں کے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیں! اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر کشادگی کرے۔ فارس اور روم پر اللہ نے وسعت فرمائی ہے بلکہ وہ لوگ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ یہ سن کر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ کیا تم مجھ سے شک رکھتے ہو اے ابن خطاب! یہ وہ قومیں ہیں۔ جنہیں دنیا ہی میں نعمتیں دے دی گئی ہیں (آخرت میں ان کا حصہ نہیں)

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ایک اور روایت میں ہے کہ عمر فاروق نے غلام سے جو چند مرتبہ اجازت چاہی تھی۔ ان میں ایک بار یوں بھی کہا تھا کہ اے رباح (غلام کا نام ہے) میرے لیے اجازت مانگو۔ مجھے گمان ہے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھے ہیں کہ میں حفصہ کے لیے آیا ہوں۔ قسم بخدا۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں حفصہ کی گردن مار دوں۔ عمر فاروق کہتے ہیں یہ کہہ کر میں نے نگاہ اٹھائی تو اس نے مجھے اندر جانے کی اجازت دے دی۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ عمر فاروق نے اندر جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض دیکھا تو آپ کو باتیں سنانا شروع کیں۔ تا آنکہ آپ کے چہرہ سے آثار غضب غائب ہو گئے اور آپ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ ایسے میں آپ کے

دانت مبارک سب سے حسین ہوتے تھے۔[۱]

حدیث: ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے عمدہ کھجوریں ادھار پر لیں۔ وہ شخص آپ سے تقاضا کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ آج ہمارے پاس تمہارا حق نہیں۔ کچھ دیر تاخیر کر دو تو ہمارے پاس تمہارے حق کے ایفا کو کچھ آئے گا۔ وہ کہنے لگا ہائے دھوکہ! عمر فاروق اس سے لڑائی پر کمر بستہ ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر چھوڑو اسے۔ حقدار کو کہنے کی اجازت ہوتی ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

دلِ فاروق میں احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

باب شیخین میں اس کا کچھ حصہ گذر چکا ہے۔ مزید احادیث درج ذیل ہیں۔

حدیث: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[۱] اس واقعہ سے کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں اور ثابت ہوتا ہے کہ عمر فاروق کے دل میں ہر چیز سے بلکہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت ذاتِ رسول سے تھی۔ یہ واقعہ شیعہ حضرات کی متعدد کتب میں موجود ہے۔ چنانچہ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۳ ص ۱۷۹ کے حوالے سے پیچھے گذر چکا ہے۔ بلکہ جب ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے زیورات وغیرہ مانگے تو اس وقت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو انتہائی صدمہ پہنچا اور ناسخ التواریخ (پیغمبر) جلد ۲ ص ۱۷۱ کے یہ الفاظ ہیں۔ ابوبکر بر پائے خواست وگردن عائشہ را باسیلی بزد و عمر گردن حفصہ را بکوفت۔ یعنی ابوبکر صدیق نے حضرت عائشہ کی گردن پر زور سے تھپڑ مارا اور حضرت عمر نے حضرت حفصہ کی گردن کو دبا ڈالی، گویا شیخین راضی برضائے نبی رہتے تھے

کے ساتھ عمر فاروقؓ کی اونٹنی پر ایک بار شریک سفر تھا۔ بسا اوقات میں نبی علیہ السلام سے آگے ہو جاتا تھا۔ تو والد مکرم نے کہا اے عبداللہ! کسی شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہیں ہونا چاہیے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ تو کوئی آپ کے ساتھ نہ جا رہا تھا۔ عمر فاروق نے دوڑ لگائی اور لوٹا لے کر آپ کو جا ملے تو آپ (لوٹا لے کر) ایک کھال (باغ کے آس پاس بنائی گئی پانی کی گذرگاہ) میں داخل ہو گئے۔ عمر فاروق پیچھے ہو کر ایک طرف ہٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سر اٹھایا تو فرمایا۔ اے عمر تم نے بہت اچھا کیا۔ مجھ کو جھکا دیکھ کر تم ایک طرف ہو گئے۔ ابھی جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ جو شخص آپ کی امت میں سے آپ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ اس پہ دس بار درود بھیجتا ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث: عبداللہ بن ہاشم سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ نے عمر فاروق کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ عمر فاروق نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے آپ مجھے محبوب ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے (کوئی مومن نہیں)

جب تک اپنی جان سے بھی مجھے محبوب نہ سمجھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ! خدا کی قسم! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی پیارے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عمر! اب (بات بنی ہے)

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

وفات سے قبل اور بعد میں آپ کی قوت ایمانی

وفات کے بعد قبر میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فرشتوں سے گفتگو۔

حدیث: عبداللہ بن عمرو بن العاص رض سے روایت ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور کے عذاب اور احوال بیان کیے۔ تو عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا قبر میں ہماری عقل لوٹ آئے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں! جیسے آج کی کیفیت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ تو پھر قبر کے منہ میں پتھر (یعنی ہمیں وہ کیا نقصان دے گی جب ہمارا ایمان درست ہوگا)

حدیث: مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہاں دو فرشتے منکر و نکیر آجاتے ہیں۔ جو تند خو اور سخت دل ہیں جن کے چہرے نیلے اور سیاہ ہیں جیسے تارکلی ہوتی ہے۔ ان کی آوازیں گرجتی بجلی کی مانند آنکھیں گرنے والے ستاروں کی طرح اور دانت نیزوں جیسے ہوتے ہیں وہ اپنے بالوں میں زمین پر تیرتے آتے ہیں (یعنی سارا وجود بالوں سے چھپا ہوتا ہے گویا بالوں کا مجموعہ زمین پر تیرتا آرہا ہے) ہر ایک کے ہاتھ میں اتنا وزنی ہتھوڑا ہوتا ہے کہ تمام جن وانس مل کر اسے اٹھا نہیں سکتے۔ وہ دونوں قبر والے سے سوال کرتے ہیں کہ

تیرا رب کون ہے نبی کون ہے اور دین کیا ہے؟ عمر فاروق نے عرض کیا۔ جب وہ
میرے پاس آئیں گے تو میں صحیح سالم رہوں گا جیسے اب ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔
کہا پھر تو میں انہیں آپ کی طرف سے خوب جواب دوں گا یا رسول اللہ! نبی علیہ السلام نے
فرمایا۔ اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا مجھے جبریل نے بتلایا ہے کہ وہ دونوں
فرشتے قبر میں تمہارے پاس آئیں گے اور تم یوں جواب دو گے۔ کہ میرا رب اللہ ہے
مگر تمہارا رب کون ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ تمہارا دین کیا ہے۔ میرے نبی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں مگر تمہارا نبی کون ہے؟ وہ کہیں گے ہائے تعجب۔ ہمیں معلوم نہیں ہو رہا
کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں یا تم ہماری طرف بھیجے گئے ہو۔ یعنی ہم نے تمہارا
امتحان لینا ہے یا تم نے ہمارا؟

اسے عبدالواحد بن محمد بن علی مقدسی نے اپنی کتاب التبصیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حافظ ابو عبداللہ قاسم ثقفی نے یہ حدیث شروع سے عمر فاروق
کے سوال تک ذکر کی ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جس میں ہے کہ عمر
فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمارا حال کیا ہو گا؟ فرمایا جیسا اب ہے۔
کہا پھر تو میں انہیں کافی ہوں گا۔ اس کے مابعد والا کلام اس حدیث میں نہیں۔

حدیث: سعید بن منصور نے بھی اس حدیث کا مضمون روایت کیا ہے۔
جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم نے اور اسے محمد بن
علوان بن علقمہ نے وہ کہتے ہیں مجھے میرے اصحاب نے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عمر فاروق سے کہا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تمہارے پاس
منکر و نکیر آئیں گے؟ ان کی آواز کڑکتی بجلی جیسی ہو گی اور آنکھیں ایسے ہوں گی جیسے
اچک لینے والی برق وہ اپنے بالوں میں لپٹے اور دانتوں سے زمین کرید تے چلے
آئیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس حالت پر ہم مرتے ہیں اسی پر ہم

(قبر میں) اٹھائے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ انشاء اللہ۔ تو انہوں نے عرض کیا
پھر تو میں انہیں کافی ہوں گا۔

فضیلتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عمر فاروق کی قوت ایمانی پر صحابہ کرام کا اتفاق

حدیث: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ہمیں دجال کے متعلق بتلایا کرتے تھے کہ اسے ایک آدمی پر مسلط کیا جائے گا
اور اسے اختیار دیا جائے گا کہ اسے مار دے یا زندہ رکھے تو دجال اسے کہے گا کہ
میں تیرا رب نہیں ہوں؟ وہ شخص جواب دے گا۔ اے دجال! میں تجھ سے جھوٹ
نہیں کہہ سکتا (میرا رب اللہ ہے) ابو سعید رضی کہتے ہیں ہم سب صحابہ کا یہی گمان تھا
کہ وہ شخص عمر بن خطاب رضی ہی ہو سکتے ہیں: تا آنکہ آپ شہید کر دیے گئے۔

اسے ابو حفص عمر نے سداسیات میں روایت کیا ہے۔

فضیلتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

دینی معاملہ میں آپ کی سختی اور خدا کے نافرمانوں پر آپ کی پکڑ

پیچھے عمر فاروق کے واقعہ اسلام اور خصائص میں اس کا کچھ حصہ گذر چکا ہے۔

حدیث: عمر فاروق کہتے ہیں۔ میں نے ہشام بن حکیم رضی کو دور نبوی میں سورہ
فرقان کی تلاوت کرتے سنا وہ کچھ ایسے طریقوں (قراءات) پر پڑھ رہے تھے جو مجھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سکھلائے تھے۔ تو قریب تھا کہ میں نماز ہی میں اس سے الجھ

پڑھتا۔ مگر میں نے خود کو روکے رکھا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کی چادر اس کے گلے میں ڈال لی۔ اور کہا جیسے میں نے سنا ہے یوں تجھے کس نے قرآن پڑھایا ہے؟ وہ کہنے لگا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے"۔ میں نے کہا جھوٹ کہتے ہو۔ مجھے تو آپ نے اور طرح پڑھایا ہے۔ چنانچہ میں اسے کھینچتا ہوا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے یوں قرآن کریم پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں سکھلایا آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے فرمایا اے ہشام تم پڑھو۔ اس نے آپ کو ویسے ہی پڑھ کر سنا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایسے ہی نازل ہوا ہے۔ پھر فرمایا اے عمر! تم پڑھو۔ میں نے ویسے سنایا جیسے میں نے آپ سے پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ ایسے ہی اترا ہے۔ یہ قرآن سات طریقوں پر اترا ہے جو تمہیں آسان لگے ویسے ہی پڑھ لو۔[1]

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] یاد رہے نزول قرآن کے وقت اکناف عرب میں عربی زبان کے سات مختلف لب و لہجے جاری تھے اہل نجد کا اپنا لہجہ تھا، بنو اسد کا اپنا طرز تلفظ تھا، اہل حجاز عربی الفاظ کو اپنے طریقے سے ادا کرتے تھے

ایسے میں اگر قرآن کریم کسی خاص لغت پر اتار دیا جاتا تاکہ اسی لغت اور لہجے پر پڑھا جا سکتا ہے دوسرے میں نہیں تو یہ امر امت کے لیے باعثِ اشکال بنتا، اس لیے قرآن کریم انہی سات معروف لغات پر پڑھنے کی اجازت دے دی گئی۔ جنہیں اب قراءاتِ سبعہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر قرآن کریم کے کسی خاص لفظ میں ایک سے زائد قراءات بطریقِ تواتر ثابت ہو جائیں تو ان سب کو قرآن سمجھنا فرض ہوگا اور ان میں سے ایک کا انکار کفر ہوگا۔ اور ایسا سات مشہور قراء جو سب کے سب تابعی تھے کی قراءات میں واقع ہوا ہے۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

امام نافع مدنی، امام ابن کثیر مکی۔ امام ابو عمرو بصری، امام ابن عامر شامی، امام عاصم کوفی، امام حمزہ کوفی، اور امام کسائی کوفی۔

اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن کی طرح قراءاتِ سبعہ کے حفظ کی سعادت بھی اہل سنت ہی کو عطا فرمائی ہے راقم الحروف نے قراءاتِ سبعہ کی سب سے مشہور کتاب الشاطبیہ کی اردو شرح شروع کی ہوئی ہے دعا ہے اللہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور باعث افادۂ انام بنائے آمین۔

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دور فاروقی میں ایک لڑکا دھوکہ دہی سے قتل کیا گیا (پر اسرار طور پر قتل کر دیا گیا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کے قتل میں یمن والوں کا بھی ہاتھ ہو تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ یونہی مغیرہ بن حکیم سے روایت ہے کہ چار آدمیوں نے ایک بچہ قتل کر دیا۔ عمر فاروق نے اس وقت بھی ایسے ہی کہا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

جب آپ نے ابوسفیان کے قتل کی اجازت چاہی

حدیث: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کا موقع آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم (لشکر کے ساتھ) مکہ سے باہر (رات کے وقت) "مر الظہران" پر اترے عباس کہتے ہیں میں نے دل میں کہا ہائے قریش کی صبح (کہ وہ کتنی بھیانک آنے والی ہے) قسم بخدا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بزور شمشیر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور قریش نے بڑھ کر امن کی درخواست نہ کی تو وہ قیامت تک کے لیے تباہ ہو جائیں گے۔ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر بیٹھ کر باہر نکلا اور پیلو کے درخت تک پہنچا تو آگے سے حضرت علی ملے۔ میں نے کہا اے علی! (مکہ مکرمہ سے آنے والا) کوئی لکڑہارا۔ شیر فروش یا کوئی اور غرض والا مل جائے تو اسے نبی علیہ السلام کی آمد کی اطلاع دے دی جائے تاکہ وہ مکہ والوں کو جا کر کہے کہ آپ کے بزورِ شمشیر داخل مکہ ہونے سے قبل ہی قریش کو چاہیے کہ وہ آکر امن کے خواستگار ہو جائیں۔ کہتے ہیں میں اسی تلاش میں تھا کہ مجھے ابوسفیان کی آواز آئی جو بدیل بن ورقاء سے محو گفتگو تھا۔ ابوسفیان کہہ رہا تھا اس رات جتنی آگ نظر آئی ہے اور آگ والا لشکر نظر آ رہا ہے پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا (کیونکہ نبی علیہ السلام نے اپنی کثرت ظاہر کرنے کے لیے قطار میں خیمے لگوائے اور ان میں آتش دان روشن کروائے تھے)

بدیل نے جواب دیا۔ خدا کی قسم۔ یہ بنو خزاعہ[1] ہیں جنہیں ارادہ جنگ یہاں لے آیا ہے
ابوسفیان نے اسے ٹوکا کہ خزاعہ کا اتنا لشکر اور اتنی آگ نہیں ہو سکتی۔ عباس کہتے ہیں
میں نے بآواز بلند کہا۔ اے ابو حنظلہ! ابوسفیان میری آواز پہچان کر بولا۔ ابو الفضل تم؟
میں نے کہا ہاں میں ہوں۔ کہنے لگا کیا بات ہے تمہیں۔ تم پر ماں باپ قربان۔ میں نے کہا
ابوسفیان تم پر افسوس ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم لشکر لے کر آئے ہیں۔
قسم بخدا۔ آنے والی صبح قریش کے لیے بڑی بھیانک ہے۔ وہ کہنے لگا تم پر ماں باپ قربان۔
اب کیا تدبیر ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم! اگر تم ان کے قابو میں آ گئے تو ضرور تمہاری گردن
اڑ جائے گی میرے پیچھے اس خچر پر بیٹھ جاؤ! میں تمہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے
چلتا ہوں اور تمہارے لیے امن کا طلب گار ہوتا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں کہ ابوسفیان تو وہ میرے پیچھے سوار ہو گیا اس کا ساتھی بھی سوار ہو گیا۔ میں ابوسفیان کو
لے کر چلا۔ میں جس بھی خیمہ کے آگے سے گذرتا مسلمان کہتے یہ کون ہے؟ مگر جب وہ
نبی علیہ السلام کا خچر اور اس پر مجھے بیٹھا دیکھتے تو مطمئن ہو جاتے تھے کہ نبی علیہ السلام کے
خچر پر آپ کا چچا جا رہا ہے (کوئی اعتراض نہیں) جب ہم عمر فاروق کے خیمہ پر سے گذرے
تو آپ نے اُٹھ کر کہا یہ کون ہے؟ اور جب انہوں نے سواری کے پیچھے ابوسفیان کو دیکھ
لیا۔ تو انہوں نے نعرہ لگایا۔ او دشمن خدا ابوسفیان! اللہ کی حمد ہے کہ اس نے کسی صلح

---

[1] بنو خزاعہ ایک عرب قبیلہ ہے جنہوں نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی اولاد سے مکہ کی سرداری چھین لی تھی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت ہاشم نے تمام قریش کو اکٹھا کیا اور بنو خزاعہ سے جنگ کر کے انہیں مکہ سے مار بھگایا اور آج فتح مکہ کی رات چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اچانک لشکر لے کر آئے تھے اور اہل مکہ کو اس کی کوئی پیشگی اطلاع نہ تھی اس لیے وہ یہ سمجھے یہ شاید بنو خزاعہ پھر مکہ پر قبضہ کرنے آ گئے ہیں۔

اور معاہدہ کے بغیر تجھے میرے سامنے کر دیا۔ ساتھ ہی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
بھاگے میں نے بھی خچر کو بھگایا اور عمر فاروق کے آنے سے قبل ابوسفیان کو نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام تک پہنچا دیا۔ ساتھ ہی عمر فاروق بھی آ گئے۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ! یہ ابوسفیان
کسی صلح اور معاہدہ کے بغیر ہمارے قبضہ میں آ گیا ہے۔ اب آپ اجازت دیں کہ میں
اس کی گردن اتاروں۔ عباس کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے
امان دے دی ہے۔ یہ کہہ کر میں نے آپ کا سر انور پکڑ لیا اور کہا آج کی رات میرے
سوا کوئی شخص نبی علیہ السلام سے سرگوشی نہیں کرے گا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان
کے بارہ میں زیادہ کلام کی۔ تو میں نے کہا اے عمر! بس کرو۔ خدا کی قسم۔ اگر عدی بن کعب کے
قبیلہ سے کوئی شخص ہوتا (یعنی تمہارے قبیلہ سے ہوتا) تو تم نے یہ باتیں نہیں کہنی تھیں۔
یہ اس لیے کہہ رہے ہو کہ یہ بنی عبد المناف سے ہے۔ عمر فاروق نے کہا اے عباس! بس
کریں! خدا کی قسم۔ جس روز آپ اسلام لائے وہ دن میرے لیے انتہائی مسرت آمیز
تھا اگر میرا باپ خطاب اسلام لاتا تو بھی مجھے اتنی مسرت نہ ہوتی۔ یہ فیصلہ میرا نہیں۔ کیونکہ
خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خطاب کے اسلام سے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی آپ[1] کے
اسلام لانے سے ہوئی تھی۔

---

[1] حضرت عباس کا ابوسفیان کو خچر پر بٹھا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لانا راستے میں عمر فاروق کا ابوسفیان پر حملہ آور ہونا۔ پھر اس کے قتل کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہنا پھر حضرت عباس کا عمر فاروق کو سرزنش کرنا اور آپ کا کہنا کہ اے عباس تیرے اسلام سے جو خوشی مجھے حاصل ہوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے پر بھی حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ یہ سب کچھ بحار الانوار جلد نمبر ۲۱ ص ۱۲۴ پر بالتفصیل موجود ہے۔ آخری الفاظ یہ ہیں، فواللہ لاسلامک یوم اسلمت کان احب الی من اسلام الخطاب لو اسلم یعنی، اے عباس! قسم بخدا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا ابو سفیان کو اپنے کجاوے میں لے جاؤ! صبح اسے میرے پاس لانا۔ تو میں اسے اپنے پاس لے گیا۔ رات اس نے وہیں گذاری۔ صبح میں اسے لے کر حاضر خدمت ہوا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوسفیان پر اسلام پیش کیا۔ وہ اٹکنے لگا۔ میں نے کہا گر دن کٹوانے سے پہلے اسلام لے آؤ! چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام لے آیا۔ اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

جب آپ نے عبداللہ بن ابی منافق کو قتل کرنا چاہا

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے۔ ایک مہاجر صحابی نے کسی انصاری کو لات مار دی انصاری نے پکارا۔ او انصار! (میری مدد کو آئے) تو مہاجر نے بھی پکارا او مہاجرین! نبی علیہ السلام

آپ کا اسلام لانا جس دن آپ مسلمان ہوئے تھے میرے لیے باپ خطاب کے اسلام لانے سے بھی زیادہ باعث مسرت تھا اگر وہ اسلام لاتا۔

اس عبارت سے چند امور ثابت ہوئے۔

۱ ہر دشمن خدا کے لیے عمر فاروق رض کی ذات ننگی تلوار تھی آپ کا سینہ غیرت اسلامی کا خزینہ تھا۔

۲ حضرت عمر کا اپنے باپ کے اسلام سے حضرت عباس کے اسلام کو محبوب تر سمجھنا صرف اسی بنیاد پر ہے کہ آپ کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب سے زیادہ محترم تھے۔ اس لیے غضب فدک جیسے غلط الزمات سے آپ کی سیرت کو داغدار کرنا ہر لحاظ سے مذموم حرکت ہے۔

جب عمیر ارادۂ قتل نبی لے کر مدینہ آیا اور حضرت عمر کے ہتھے چڑھ گیا

حدیث: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفوان بن امیہ اور عمیر بن وہب (دو کافروں) نے جنگ بدر میں ہونے والے نقصان کا تذکرہ کیا۔ عمیر کہنے لگا خدا کی قسم تم نے سچ کہا۔ قسم بخدا ان کے (ابو جہل وغیرہ کے) چلے جانے کے بعد جینا بے کار ہے اگر میرے اوپر قرضہ نہ ہوتا اور بیوی بچوں کے ضائع ہونیکا خدشہ دامن گیر نہ ہوتا تو میں خود جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے آتا۔ میرے پاس تو انہیں قتل کرنے کی ایک وجہ جواز بھی ہے کیونکہ میرا بیٹا ان کے ہاتھوں میں قید ہے۔ صفوان نے موقعہ غنیمت جانا اور کہا تیرا قرضہ میرے ذمے رہا تیرے بال بچے میرے بچوں کے ساتھ رہیں گے مجھے انہیں پالنے میں کوئی دقت نہیں۔ عمیر نے کہا تو پھر میری اپنی یہ گفتگو کسی اور سے مت کہنا۔ وہ کہنے لگا۔ میں نہیں کہوں گا۔ اس کے بعد صفوان نے عمیر کو اپنی تلوار تیز کر کے اور زہر آلود کر کے دی۔ اور وہ اُسے لے کر مدینہ (طیبہ) جا پہنچا اس وقت عمر فاروق مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد نبوی کے دروازہ پر بیٹھے روز بدر کے واقعات دہرا رہے تھے اور اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔ اچانک عمر فاروق کی نظر عمیر پر پڑ گئی جس نے مسجد کے دروازہ کے سامنے آ کر اونٹ بٹھلایا تھا اور گلے میں تلوار لٹکا رکھی تھی۔ آپ نے کہا یہ کُتا خدا کا دشمن عمیر بن وہب ہے۔ جو بڑا فتنہ لے کر آیا ہے۔ اسی نے روز بدر ہمارے اور کفار میں جنگ بھڑکائی تھی۔ یہ کہہ کر عمر فاروق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

نے یہ سنا تو فرمایا یہ جاہلیت کی دو پکاریں کیا ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات مار دی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسی پکاریں چھوڑ دو یہ بدبودار ہیں۔ عبداللہ بن ابی (منافق) نے سنا تو بولا یہ کام تو انہوں نے کر لیا ہے (یعنی آپس میں پھٹ گئے ہیں) اب خدا کی قسم! جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت والے (ہم منافقین) ذلیل لوگوں (مسلمانوں) کو مدینہ سے نکال دیں گے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب عبداللہ کی یہ بات پہنچی تو انہوں نے اجازت طلب کی۔ یا رسول اللہ! میں اس منافق کی گردن اڑاتا ہوں آپ نے فرمایا اسے چھوڑو، یہ تو لوگوں سے یہ بھی کہتا رہتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ساتھیوں کو مروایا ہے۔[1] اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] عبداللہ بن ابی منافق کو آپ کا قتل کرنے کی کوشش کرنا ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۸ میں بالتفصیل موجود ہے وہاں آپ کے الفاظ ہیں۔ یا رسول اللہ اجازت فرما تا سر این منافق را ببرگیرم۔

اسی طرح کئی ایک مواقع ہیں جب کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی یا کوئی منافقانہ بات کہی یا کسی کا عمل بظاہر خلاف دین ثابت ہوا تو آپ کو جلال آگیا۔ حاطب بن ابی بلتعہ صحابی نے خط لکھ کر کفار مکہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادۂ فتح مکہ سے باخبر کیا اور وہ خط پکڑا گیا تو عمر فاروق نے تڑپ کر کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ دیکھیے بحار انوار جلد نمبر ۲۱ صفحہ ۹۵، اور ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۱ اسی طرح پیچھے گزر چکا ہے کہ ابوحذیفہ صحابی نے امیر بدر حضرت عباس کو قتل کرنے کی خواہش کی تو حضرت عمر نے اسے مار دینے کی اجازت چاہی دیکھیے ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۲۵، اور بھی ایسے مواقع ہیں جہاں حضرت عمر کی غیرت ایمانی جوش میں آئی مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جذبات کو ٹھنڈا کیا۔

پاس حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دشمن خدا عمیر بن وہب شمشیر بدست آیا ہے۔ فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ! عمر فاروق آئے اور تلوار کی ڈوری (جو گلے میں ڈالی جاتی ہے) سے پکڑ کر اس کے گلے میں پھندا ڈال دیا۔ اور صحابہ سے کہا آپ لوگ نبی علیہ السلام کے پاس پہنچیں۔ اور وہاں بیٹھیں۔ کیونکہ اس خبیث سے امن نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی اسے کھینچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا پھینکا۔ آپ نے فرمایا عمر! اسے چھوڑ دو۔ اے عمیر قریب آجا۔ وہ قریب ہو گیا۔ اور بولا اَنْعِمُوْا صَبَاحًا نعمتوں میں صبح کرتے رہو۔ یہ دور جاہلیت کا سلام تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمیر! اللہ نے ہمیں اس سے بہتر سلام کا سلیقہ عطا کیا ہے جو جنت والوں کا سلام ہے۔ کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اس سے قبل اس کا پتہ نہیں تھا آپ نے فرمایا۔ تو تم کیسے آئے ہو؟ بولا۔ اس قیدی کے لیے آیا ہوں جو تمہارے پاس ہے۔ اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کا متمنی ہوں۔ آپ نے فرمایا تو تم نے گلے میں تلوار کس لیے لٹکا رکھی ہے پھر؟ کہنے لگا اللہ اس تلوار کا برا کرے۔ اس نے ہمیں کیا فائدہ دیا ہے آخر؟ آپ نے فرمایا۔ سچ کہو کس ارادہ پہ آئے ہو؟ کہنے لگا صرف اسی لیے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ تم اور صفوان بن امیہ نے حجر میں بدر کے کنوئیں میں ڈالے جانے والے قریشی سرداروں کی بابت غور و فکر کیا تھا۔ تم نے کہا اگر مجھ پہ قرضہ اور فکر عیال نہ ہو تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے چھوڑوں۔ اس پہ صفوان نے فوراً تمہارا قرضہ اور خرچہ عیال اپنے ذمے لے لیا۔ اور میرے قتل کا تم سے عہد لیا۔ خدا کی قسم! تمہارے اور میرے قتل کے درمیان اللہ تعالیٰ خود حائل ہے۔ عمیر بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ! ہم آپ کی آسمانی خبروں کو جھٹلایا کرتے تھے۔ یہ وہ بات ہے جو صرف میرے اور صفوان کے درمیان تھی۔ خدا کی قسم ہے کہ آپ کو اس کی خبر صرف اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ تو اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے اسلام

کی ہدایت دے دی۔ اور یہاں تک لے آیا۔ اس کے بعد اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اس بھائی کو دین کے مسائل سمجھاؤ قرآن سکھلاؤ! اور اس کا قیدی بھی چھوڑ دو۔ عمیر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں نور خدا بجھا دینے کے درپے رہتا تھا۔ اہل اسلام کو ستانے میں شدت کرتا تھا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں تو جا کر مکہ والوں کو دعوتِ اسلام دوں شاید اللہ انہیں ہدایت دیدے ورنہ انہیں ویسے ہی ایذاء دوں گا جیسے مسلمانوں کو دیا کرتا تھا۔ آپ نے اسے اجازت دے دی۔ جبکہ صفوان مدینہ سے آنے والے لوگوں سے عمیر کا حال پوچھتا رہتا تھا جب اسے عمیر کا اسلام معلوم ہوا تو اس نے قسم اٹھائی کہ کبھی عمیر سے کلام نہیں کروں گا۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ عمیر رض مکہ مکرمہ میں اسلام کی دعوت دیا کرتا تا اور مخالفین اسلام کو شدید نقصان پہنچایا کرتا۔ اس کے ہاتھ پر لوگوں کی ایک بڑی تعداد اسلام لائی۔

جب آپ نے ابن صیاد (متوقع دجال) کو قتل کرنا چاہا

حدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ چند کھیلتے ہوئے بچوں پر ہمارا گذر ہوا جن میں ابن صیاد بھی تھا (جس کے دجال ہونے کا گمان ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ وہ کہنے لگا۔ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں (ابن صیاد) اللہ کا رسول ہوں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں (کہ یہ دجال ہی لگتا ہے۔ اس کا قصہ تمام کر دینا چاہیے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہی ہے

جس کا ہمیں اندیشہ ہے تو پھر تم اسے مار نہ سکو گے۔
اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے جس کے کچھ الفاظ زائد ہیں۔ چنانچہ اس میں ہے کہ ابن مسعود نے کہا۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چند بچوں پر سے ہمارا گذر ہوا جن میں ابن صیاد بھی تھا۔ بچے بھاگ گئے اور وہ بیٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یہ عمل (گستاخانہ) گویا پسند نہ آیا۔ آپ نے فرمایا تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ کیا تو میری رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ وہ کہنے لگا نہیں بلکہ آپ میری رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ عمر فاروق بولے۔ یا رسول اللہ چھوڑیں میں اسے قتل کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ وہی ہے جس کا خدشہ ہے تو تم اسے قتل نہ کر سکو گے۔

حضرت حاطب کا خط اور عمر فاروق کا غیظ و غضب

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ رض (صحابی) نے اہل مکہ کو خط لکھا۔ جس میں اس نے نبی علیہ السلام کے فتح مکہ کے ارادہ کی اطلاع دی تھی۔ اللہ تعالٰے نے نبی علیہ السلام کو اس کی اطلاع کی۔ آپ نے علی مرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو پیچھا کرنے کے لیے بھیجا جنہوں نے اونٹ پر سوار ایک عورت کو جا لیا۔ اور اس کے سر کے بالوں میں سے وہ خط نکال لیا۔ اور لاکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے حاطب کو بلایا۔ اور فرمایا یہ خط تم نے لکھا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کیوں لکھا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم بخدا میں اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کی تبلیغ کرنے والا ہوں۔ مگر میں مکہ میں رہ کر غریب تھا۔ (میں ہجرت کر کے یہاں آگیا اور) میرے بیوی بچے کافروں کے پاس ہیں۔ مجھے کافروں کی طرف سے انہیں گزند پہنچنے کا خدشہ رہتا ہے۔ چنانچہ میں نے

یہ خط لکھ دیا اور مجھے یقین ہے کہ اس سے اللہ اور اس کے رسول کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ ممکن ہے کہ یہ میرے بچوں کے لیے نفع مند ہو سکے۔ عمر فاروق کہتے ہیں نے تلوار باہر نکال لی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اسے میرے حوالے کر دیں۔ اس نے کفر کیا ہے میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! تجھے کیا پتہ اللہ نے بدر میں شرکت کرنے والے مسلمانوں پر نظر کرم فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ بدریو! تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: بعض روایات میں ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دین سے پھر کر اور کفر اختیار کر کے ایسا نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حاطب نے تم سے سچی بات کہی ہے۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اس کی گردن اتارنے دیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔

اسے بخاری و مسلم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

حدیث: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ذوالخویصرہ (چھوٹے پہلوؤں والا منافق) آگیا۔ یہ بنو تمیم میں سے تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! عدل کریں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاکت ہو تیرے لیے اگر میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا؟ اور عدل نہ کر کے تو میں ناکام و نامراد ہو جاؤں گا (جبکہ میں کامیاب و کامران ہوں) عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اتاروں۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس کے ساتھی بھی ہوں گے (یعنی

خارجی گروہ) تم اپنی نمازیں اور روزے ان کی نمازوں اور روزوں کے بالمقابل حقیر جانو گے۔ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اُن میں ایک سیاہ آدمی بھی ہو گا جس کا ایک بازو عورت کے پستان جیسا ہو گا یا جیسے گوشت کا لوتھڑا حرکت کر رہا ہوتا ہے۔ یہ لوگ انسانوں کے بہترین گروہ (صحابہ کرام) پر خروج کریں گے (ان سے لڑیں گے) ابوسعید کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ خود سنا اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے انہیں (خارجیوں کو) قتل کرتے پایا۔ میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا اس شخص کو تلاش کرو جس کی نبی علیہ السلام نے خبر دی تھی۔ چنانچہ وہ مل گیا۔ دیکھا تو اس کی شکل نبی علیہ السلام کے ارشاد کے بالکل مطابق تھی[1]

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] ذوالخویصرہ کی گستاخی اور حضرت عمر فاروقؓ کا جلال بحار الانوار جلد نمبر ۲۱ صد ۳۷۱ میں مذکور ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔ فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ! ائذن لی اضرب عنقہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتہ وصیامہ مع صیامہ یقرءون القرآن لا یجاوز عن تراقیھم۔
ترجمہ: حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اس کے کچھ ایسے ساتھی پیدا ہوں گے جن کی نماز کے آگے تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو حقیر تر جانو گے وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز شیبہ بن عثمان کو بھیجا کہ اپنی والدہ کے پاس سے کعبہ کی چابیاں لاؤ تو اس کی والدہ نے انکار کر دیا آپ نے اسے پھر بھیجا تو اُس نے پھر انکار کیا، آپ نے تیسری بار پیغام بھیجا تو اس نے انکار بھی کیا اور یہ بھی کہا کہ تم نے ہمارے مردوں کو قتل کر دیا ہے اب ہماری عزت بھی ہم سے چھین رہے ہو؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اجازت دیں میں اس کی گردن اتاروں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ تو یہ ماجرہ دیکھ کر وہ لڑکا یعنی شیبہ اپنی والدہ کے پاس گیا اور کہنے لگا عمر نے مجھے مارنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ سن کر اس نے چابیاں دے دیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد چابیاں بچے کی طرف اچھال دیں اور فرمایا کہ لے جاؤ انہیں اپنی ماں کے پاس۔ اسے ابن مخلد نے روایت کیا ہے۔

ابوحذیفہ صحابی کی غلطی اور حضرت عمر کا جلال فاروقی

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں اپنے صحابہ سے فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ بنو ہاشم اور دیگر قبائل کے چند مردوں کو کفار جنگ میں مجبور کر کے لائے ہیں۔ انہیں ہمارے ساتھ لڑنے کی کوئی چاہت نہ تھی۔ اس لیے اگر کوئی ہاشمی سامنے آئے تو اسے قتل نہ کرنا۔ ابوالبختری بن ہشام کو نہ مارنا۔ اور میرے چچا عباس کو بھی پاؤ تو نہ مارو۔ کیونکہ اسے جبراً لایا گیا ہے۔ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ آپ ہمارے باپ بیٹوں بھائیوں اور رشتہ داروں کو تو قتل کر رہے ہیں تو ہم کیا عباس کو چھوڑ دیں گے؟ خدا کی قسم! اگر مجھے وہ مل گیا تو اسے تلوار کی لگام دوں گا (تلوار سے اس کا منہ زخمی کر دوں گا) کہتے ہیں ابوحذیفہ کی یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جا پہنچی۔ آپ نے فرمایا اے ابوحفص! (یعنی اے عمر۔ عمر فاروق کہتے ہیں اس موقع پر پہلی بار آپ نے مجھے

میری کنیت سے پکارا تھا) کیا رسول خدا کے چچا کا چہرہ تلوار سے مارا جائے گا؟ عمر فاروق نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں تلوار سے ابوحذیفہ کا سر اتار دوں۔ خدا کی قسم! اس نے منافقت کی ہے[۱]

ابوحذیفہ کہتے تھے اس دن جو میں نے یہ لفظ کہہ دیا تھا۔ تب سے مجھے چین نہیں رہا (ضمیر ملامت کرتا رہتا ہے) اور ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہوں۔ البتہ میرا کلمۂ شہادت اس خطاء کو مٹائے گا۔ اس کے بعد ابوحذیفہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اسے ابو اسحاق نے روایت کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالبختری کے قتل سے اس لیے لوگوں کو روکا تھا کہ اس نے مکہ میں کفار کو جنگ بدر پر جانے سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اُس نے کبھی آپ کو تکلیف نہ دی تھی اور نہ اس کی کوئی ناپسندیدہ بات کبھی آپ تک پہنچی تھی۔

جب عمر فاروق رضی نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن پر شراب کی حد جاری کی

حدیث: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (گورنر مصر ہونے کے زمانہ میں) میں ایک بار اپنے گھر میں تھا کہ مجھے بتلایا گیا۔ عبدالرحمان بن عمر بن خطاب اور ابو مسرعہ اندر آنا چاہتے ہیں، میں نے کہا آنے دیں۔ وہ آئے اور بڑے انکسار کے ساتھ کہنے لگے۔ ہم پر اللہ کی طرف سے مقرر شدہ حد (سزا) جاری کریں ہم نے آج رات شراب پی ہے اور مدہوش ہوئے ہیں۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے انہیں ڈانٹا اور دھتکارا۔ عبدالرحمان

---

[۱] ابوحذیفہ کی غلطی پر حضرت عمر فاروق کا انہیں قتل کرنے کی اجازت چاہنا پیچھے ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲ ص ۲۲۵ کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

بولا۔ اگر آپ سزا نہیں دیں گے تو میں (مدینہ طیبہ) جا کر اپنے والد عمر فاروق کو اطلاع
کروں گا عمرو بن العاص کہتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ اگر میں ان پر اب حد جاری نہیں کرتا تو
عمر فاروق مجھ پر غضب ناک ہو جائیں گے اور معزول کر دیں گے۔ چنانچہ میں انہیں
اپنے گھر کے صحن میں لے آیا اور انہیں (اسّی کوڑے) سزا دی۔ عبدالرحمان میرے گھر کے
ایک کونہ میں داخل ہوئے اور وہاں سر منڈوایا کیونکہ اس دور میں حد جاری کرنے سے
قبل سر مونڈا جاتا تھا۔ قسم بخدا میں نے اس واقعہ کا ایک حرف بھی عمر فاروق کو نہ لکھا۔

مگر ایک دن اچانک عمر فاروق کی طرف سے مجھے رقعہ آگیا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے عمر کی طرف سے "عاصی
بن عاصی" کی طرف اے ابن العاص! مجھے تعجب ہے کہ تم نے یہ جرأت
کیوں کی میری مخالفت کس لیے کی جبکہ تجھے معلوم ہے کہ یہ عمل میرے حکم کے
خلاف ہے۔ عبدالرحمان تیری رعیت میں سے ہے تمہیں اس کے ساتھ وہی
سلوک روا رکھنا چاہیے جو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رکھا جاتا ہے
مگر تم نے سمجھا کہ یہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہے۔ اس لیے تم نے اُسے (شارع عام پر
نہیں بلکہ) اپنے گھر میں سزا دی ہے اور گھر ہی میں اس کا سر مونڈا ہے جبکہ
تم جانتے ہو کہ خواہ کوئی ہو۔ دین کے معاملہ میں مَیں نے کبھی کسی سے رعایت
اور نرمی نہیں برتی۔

جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو عبدالرحمان کو ایک چوغے میں بند
کر کے لکڑی کے کجاوے میں بٹھلا کر میرے پاس بھیج دو!

چنانچہ میں نے عبدالرحمان کو اسی طرح بھیج دیا اور عمر فاروق کی طرف ایک معذرت
نامہ بھی لکھا کہ اس خدا کی قسم! جس سے بڑی کوئی ہستی قسم کے لائق نہیں۔ میں اپنے گھر
ہی میں سب مجرموں پر حدود جاری کرتا ہوں۔ مسلم ہو یا ذمی۔ یہ رقعہ حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ بھیجا گیا۔ جب عبدالرحمان کو اپنے والد عمر فاروق کے سامنے پیش
کیا گیا تو وہ چوغے میں بند تھا اور اتنا طویل سفر تکلیف دہ سواری پر طے کرنے کی وجہ سے
اس سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا۔ اے عبدالرحمان! تم نے فلاں جرم کیا
ہے اور فلاں جرم کیا ہے۔ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے سفارش کی کہ امیر المؤمنین!
اس پر حد جاری ہو چکی ہے۔ مگر آپ نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ عبدالرحمان چیختا
رہا کہ میں مریض ہوں۔ مر جاؤں گا۔ مگر آپ نے اس پر دوبارہ حد جاری کر دی اور
پھر جیل میں ڈال دیا جس سے وہ مر گیا۔ [1]

آپ نے اپنے بیٹے ابوشحمہ کو زنا کی حد میں مروا دیا ایک دردناک واقعہ

حدیث: مجاہد سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں
بعض لوگوں (یعنی صحابہ) کا ذکر کیا۔ ابوبکر صدیق کی فضیلت پر بات ہوئی۔ پھر روئے سخن
عمر فاروق کی فضیلت کی طرف ہو گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کا تذکرہ سُنا تو
تو پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے تا آنکہ بے ہوش ہو گئے اس کے بعد فرمایا اللہ عمر فاروق پر

---

[1] اسی واقعہ کی طرف مرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد نمبر ۲ ص ۷۶ پر ان
الفاظ سے اشارہ کیا ہے۔ وہم دریں سال چہاردہم عمر بن الخطاب پسر خویش راکہ شراب
خوردہ بود در انجمن حاضر کرد و اورا بقانون شرعی حد بزد۔

ترجمہ: اسی سنہ ۱۴ھ میں عمر بن خطاب نے اپنے بیٹے کو جس نے شراب پی تھی لوگوں کے
سامنے حاضر کیا اور قانون شرعی کے مطابق اس پہ حد جاری کی

پتہ چلا عمر فاروق رض کی نگاہ میں قانون شرعی کا اطلاق اپنے بیگانے سب پہ یکساں تھا
اپنے سگے بیٹے کی بھی اس میں کچھ تفریق نہ تھی۔

رحمت نازل کرے آپ نے قرآن پڑھا اس پر عمل کیا اور حکم خداوندی کے مطابق حدود قائم کیں۔ آپ دینی معاملہ میں کسی شخص کی ملامت کا کوئی اثر نہ لیتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے پر حد جاری کی اور اسے مار ڈالا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے ابن عباس! ہمیں وہ حدیث سنائیں کہ عمر فاروق نے اپنے بیٹے پر کیسے حد جاری کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتلایا کہ ایک دن میں مسجد میں تھا عمر فاروق بھی مسجد میں تھے لوگ آس پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک لڑکی آ گئی وہ کہنے لگی السلام علیک یا امیر المؤمنین! عمر فاروق نے جواب دیا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کیا کوئی کام ہے تجھے؟ کہنے لگی ہاں۔ یہ آپکا بیٹا ہے اسے وصول کر لیں آپ! عمر فاروق نے فرمایا میں تو تجھے پہچانتا بھی نہیں۔ تو وہ رو پڑی کہنے لگی۔ امیر المؤمنین! اگر یہ آپ کا بیٹا نہیں تو آپ کے بیٹے کا بیٹا تو ہے۔ آپ نے فرمایا میرے کس بیٹے کا؟ وہ بولی ابو شحمہ کا۔ آپ نے فرمایا حلال کا ہے یا حرام کا؟ کہنے لگی۔ میری طرف سے تو حلال کا ہے، ابو شحمہ کی طرف سے حرام کا۔ آپ نے پوچھا وہ کیسے؟ اللہ سے ڈر اور سچی بات کہہ وہ کہنے لگی امیر المؤمنین! ایک دن میں بنو نجار کے باغ کے قریب سے گذر رہی تھی کہ آپ کا بیٹا ابو شحمہ نشے میں دُھت (میرے قریب) آیا۔ جبکہ اُس نے نُسیکہ یہودی کے ہاں سے شراب پی تھی۔ اس نے مجھ سے بُرا تقاضا کیا۔ اور مجھے کھینچ کر باغ میں لے گیا اور مجھ سے وہ فائدہ حاصل کر لیا جو ایک مرد کسی عورت سے حاصل کر سکتا ہے۔ میں نے یہ گناہ اپنے گھر والوں اور محلہ داروں سے چھپائے رکھا۔ تا آنکہ مجھے بچے کی ولادت کا احساس ہونے لگا۔ تو میں فلاں جگہ چلی گئی وہاں یہ بچہ پیدا ہوا۔ میں نے اسے قتل کرنا چاہا مگر پھر ندامت آ گئی۔ اب آپ میرے اور ابو شحمہ کے مابین فیصلہ فرمائیں۔

عمر فاروق نے مدینہ طیبہ میں منادی کر وا دی۔ اور لوگ جوق در جوق مسجد

میں آ گئے۔ عمر فاروق نے فرمایا لوگو یہیں ٹھہرے رہو میرے آنے کا انتظار کرو۔ آپ باہر نکلے اور ابن عباس سے کہا میرے ساتھ ساتھ جلدی جلدی آؤ۔ آپ چلتے چلتے اپنے گھر آ پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ ابو شحمہ یہاں ہے؟ کہا گیا کہ کھانا کھا رہا ہے۔ آپ اندر آئے تو وہ کھانا کھا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا خوب کھا لو شائد یہ تمہارا آخری کھانا ہو۔

ابن عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نوجوان کا ایک رنگ جا رہا اور ایک آ رہا تھا۔ اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ لقمہ ہاتھ سے نیچے جا گرا۔ عمر فاروق نے فرمایا بیٹے! میں کون ہوں؟ کہا آپ میرے باپ ہیں اور امیر المؤمنین۔ آپ نے فرمایا تم پہ میری اطاعت لازم ہے یا نہیں؟ اس نے کہا۔ آپ کے لیے دو طرح سے اطاعت لازم ہے۔ آپ میرے والد بھی ہیں اور امیر المؤمنین بھی۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ اے بیٹے! تجھے تیرے نبی اور تیرے والد کے حق کی قسم۔ ابتلا! کیا تو نُسیکہ یہودی کے ہاں مہمان بنا تھا۔ جس سے تو نے شراب پی۔ اور مدہوش ہوا؟ اُس نے کہا "ہاں ایسے ہوا تھا"۔ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ مومن کا اصل سرمایہ توبہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے بیٹے میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو بنو نجار کے باغ میں گیا تھا۔ جہاں تو نے ایک لڑکی دیکھی اور اس سے زنا کیا؟ لڑکا یہ سن کر چپ رہا اور رو پڑا۔ آپ نے فرمایا اے بیٹے سچ کہو۔ اللہ سچوں کو پسند رکھتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں ایسا ہوا تھا اور میں توبہ کرتا ہوں شرمندہ ہوں۔ آپ نے جب یہ سُنا تو اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور اُسے گریبان سے پکڑ کر مسجد کی طرف لے چلے۔ لڑکا کہنے لگا۔ ابا جان مجھے رسوا نہ کریں۔ تلوار پکڑ کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں (لوگوں کے سامنے نہ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا تو نے اللہ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ سورہ نور آیت ۲

ترجمہ: اور چاہیے کہ زانی اور زانیہ کی سزا کو مومنوں کا ایک گروہ دیکھے۔

چنانچہ آپ ابو شحمہ کو صحابہ کرام کے سامنے مسجد میں لے آئے۔ فرمایا "اے لڑکی تو نے سچ کہا۔ ابو شحمہ نے تیری بات کا اقرار کر لیا ہے"۔ آپ کا ایک غلام تھا جس کا افلح نام تھا۔ آپ نے اسے فرمایا اسے پکڑ لو اور سو کوڑے لگاؤ۔ کمی ہرگز نہ کرنا وہ کہنے لگا نہیں کروں گا اور ساتھ ہی رو پڑا۔ فرمایا اے غلام! میری اطاعت رسول خدا کی اطاعت ہے جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ وہ کر گذرو! چنانچہ ابو شحمہ کے کپڑے اتار لیے گئے لوگوں میں آہ و بکا شروع ہو گئی۔ لڑکا رحم طلب کر رہا تھا اور آپ کہہ رہے تھے اللہ ہی تجھ پر رحم کرے گا۔ میں اسی لیے حد جاری کر رہا ہوں کہ اللہ تم پر رحم کر دے۔ آپ نے پھر کہا۔ افلح! اسے مار! لڑکا مدد مانگتا رہا اور آپ غلام کو مارے چلے جانے کا حکم کرتے رہے۔ تاآنکہ ستر کوڑے لگ گئے۔ لڑکا بولا۔ ابا جان! مجھے پانی پلا دو! آپ نے فرمایا اے بیٹے! جب تجھے تیرا رب پاک کر دے گا (تجھ پہ حد لگ جائے گی) تو جنت میں تجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (حوض کوثر سے) وہ پانی پلائیں گے جسے پی کر تجھے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اے غلام اسے مار! غلام اسی کوڑوں تک پہنچ گیا۔ لڑکا کہنے لگا ابا جان اب الوداعی سلام قبول کیجیے۔ فرمایا وعلیکم السلام۔ بیٹا! جب تمہیں جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو تو آپ کو میری طرف سے سلام عرض کرنا! اور عرض کرنا۔ یا رسول اللہ! عمر نے آپ کی جانشینی کا حق ادا کیا ہے۔ وہ قرآن پڑھ کر حدودِ خداوندی قائم کرتا ہے اے غلام اسے مار! جب غلام نے ابو شحمہ کو دس کوڑے مزید لگا دیے تو اس کی زبان سے طاقتِ گویائی جاتی رہی اور قویٰ جواب دے گئے۔ صحابہ کرام نے کہا اے عمر! دیکھیے جتنے کوڑے باقی ہیں انہیں کسی اور وقت لگا دینا آپ نے فرمایا نہیں! جیسے اِس نے گناہ میں تاخیر نہیں کی۔ سزا میں بھی تاخیر نہیں ہو گی۔ ایک شخص نے

جا کر لڑکے کی والدہ کو اطلاع کی وہ روتی اور آہ و بکا کرتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی اے عمر! میں ہر کوڑے کے بدلے پیدل چل کر ایک ایک حج کروں گی اور اتنا صدقہ کروں گی آپ نے فرمایا حج اور صدقہ شرعی حد کی جگہ نہیں لے سکتے۔ اے غلام کوڑے مکمل کرو۔ غلام نے جب آخری سوواں کوڑا لگایا تو لڑکے کے جسم سے جان نکل گئی اور وہ مر کر دھڑام سے گر گیا۔ عمر فاروق نے پکار کر کہا اے بیٹا! اللہ نے تجھے گناہ سے پاک کر دیا۔ اور لڑکے کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور روتے ہوئے بولے" اے میرے وہ بیٹے! جسے حق نے مارا۔ اے میرے وہ بیٹے! جس کی جان راہ خدا میں خرچ ہوئی۔ اے میرے وہ بیٹے! جس پر اس کے باپ اور رشتہ داروں کو رحم نہ آیا۔ لوگوں نے دیکھا تو واقعی لڑکا فوت ہو چکا تھا رو رو کر لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں اور ایسا دردناک دن کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

اس کے چالیس دن بعد حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد آئے اور بولے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ کے ساتھ دو سبز لباس پہنے ابو شحمہ بیٹھا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے (حذیفہ کو) فرمایا عمر کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ اللہ نے ایسے ہی قرآن پڑھنے اور حدود قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ ابو شحمہ نے کہا اے حذیفہ! میرے والد کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ اللہ آپ کو پاک کرے جیسے آپ نے مجھے پاک کر دیا۔ والسلام۔

اسے شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب المنتقیٰ میں روایت کیا ہے۔

حدیث: دیلمی کے علاوہ دوسروں نے بھی ذرا مختلف الفاظ میں اختصار کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ جس میں ہے کہ عمر فاروق کا ایک لڑکا ابو شحمہ رضی اللہ عنہ نام کا تھا ایک دن وہ والد کے پاس آ کر کہنے لگا میں نے زنا کیا ہے مجھ پر حد قائم کریں! عمر فاروق نے پوچھا تو نے زنا کیا ہے؟ کہنے لگا ہاں۔ آپ نے اس سے یونہی

چار دفعہ کہلوایا۔ پھر کہا تمہیں معلوم نہ تھا کہ زنا حرام ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں پتہ تھا۔ آپ نے فرمایا اے مسلمانو! اسے پکڑ لو۔ ابو شحمہ نے کہا لوگو! جس بھی شخص نے دور جاہلیت یا اسلام میں زنا کیا ہے وہ مجھے حد نہ لگائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس کا دایاں ہاتھ انہیں پکڑوایا۔ بایاں امام حسین کو پکڑوایا۔ خود کوڑے لگائے۔ ابھی سولہ کوڑے ہی لگے تھے کہ اسے غشی آ گئی۔ ہوش آنے پر حضرت علی نے اسے کہا جب تم اپنے رب کے پاس جاؤ تو کہنا۔ اے اللہ! مجھے اس شخص نے کوڑے لگائے تھے جس کی پیشانی پر سزا کا کوئی دھبہ نہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر کھڑے ہوئے اور سو کوڑوں کی تعداد مکمل کی۔ جس سے وہ مر گیا اور یہ کہتا ہوا گیا کہ آخرت کے عذاب سے دنیا کا عذاب بہتر ہے۔ بعد ازاں عمر فاروق سے پوچھا گیا کہ امیر المؤمنین! شہیدوں کی طرح کیا ہم اسے بھی بلا غسل و کفن دفن کر دیں؟ فرمایا نہیں غسل و کفن کے بعد تدفین ہو گی۔ مسلمانوں کے گورستان میں۔ کیونکہ یہ راہ خدا میں شہید نہیں خود مرا ہے۔

حدیث: عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے جو بنی عدی کے سر برآوردگاں میں سے تھے۔ ان کا باپ غزوہ بدر میں شریک جہاد تھا۔ کہتے ہیں۔ عمر فاروق نے قدامہ بن مظعون کو عامل بحرین مقرر کیا۔ جو غزوہ بدر میں شریک تھا اور یہ عبداللہ بن عمر اور ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کا ماموں بھی تھا۔ ایک شخص بحرین سے آیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین! قدامہ بن مظعون نے نشہ آور نبیذ پیا ہے اور جب کوئی حدود اللہ سے کھیلے تو ہمارا حق بنتا ہے کہ آپ کو اطلاع کریں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بات پر تمہارا کوئی گواہ؟ کہنے لگا۔ ابوہریرہ۔ آپ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا اے ابوہریرہ! آپ کس امر کی گواہی دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے اسے شراب پیتے تو نہیں نشے میں شراب کی قئے کرتے دیکھا ہے آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ! آپ نے

شہادت میں لکنت سے کام لیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے قدامہ کو بحرین سے مدینہ (طیبہ) بلوا لیا۔ قدامہ یہاں پہنچا تو جارود بھی یہیں تھا۔ جو حضرت عمر کے پاس آ کر کہنے لگا کہ قدامہ پر شرعی سزا نافذ کریں! عمر فاروق نے اسے کہا۔ تم گواہ ہو یا مدعی؟ اس نے کہا گواہ ہوں آپ نے فرمایا۔ تم تو گواہی دے چکے (یعنی تمہاری گواہی کا حال پہلے واضح ہو چکا) جارود چند لمحے تو خاموش رہا پھر بولا۔ آپ جانتے ہیں میں نے اپنی بات پر قسم اٹھائی ہے۔ فرمایا تم خاموش رہتے ہو یا میں تمہیں سزا دوں۔ وہ کہنے لگا یہ تو ٹھیک نہیں۔ کہ آپ کا چچا زاد بھائی شراب پیے اور سزا مجھے دی جائے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے خاموش کرا دیا۔

حضرت ابوہریرہ بھی اس وقت موجود تھے۔ وہ بولے امیر المؤمنین! اگر آپ کو ہماری بات پر شک ہے تو اسی قدامہ کی بیوی بنت ولید سے پوچھ لیں۔ آپ نے اس کی بیوی کو پیغام بھجوایا اور اللہ کی قسم دلوائی تو اس نے اپنے شوہر پر شراب پینے کی گواہی دے دی۔ عمر فاروق نے قدامہ سے کہا۔ اب تمہیں سزا دے کے چھوڑیں گے۔ قدامہ بولا۔ امیر المؤمنین! اگر میں نے ان کے بقول شراب پی ہے تو بھی آپ مجھے سزا نہیں دے سکتے۔ فرمایا وہ کیوں؟ کہنے لگا ارشاد ربی ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيهَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ!

سورۃ مائدہ آیت ۹۳

ترجمہ۔ ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں پر کسی کھانے میں کوئی گناہ نہیں جب وہ تقویٰ کریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں پھر تقویٰ کریں اور ایمان رکھیں اور اللہ نیک عمل کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے۔

(یعنی جب کوئی شخص ایمان اور تقویٰ کا حامل ہو تو پھر وہ جو مرضی کھائے پیے

کوئی حرج نہیں اور چونکہ میں مومن بھی ہوں اور متقی بھی اس لیے میرے شراب پینے میں کوئی حرج نہیں)

عمر فاروق نے ارشاد فرمایا۔ قدامہ! تو نے آیت کا مفہوم غلط بیان کیا ہے۔ جب تم تقویٰ کرو گے تو شراب کے قریب نہ جاؤ گے اور نہ کسی دیگر حرام شئی کے پاس۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کی طرف توجہ کی اور پوچھا کہ قدامہ کو کوڑے لگانے کے بارہ میں آپ لوگوں کا خیال ہے؟ وہ کہنے لگے۔ قدامہ مریض ہے۔ اس لیے فی الحال نہ لگائے جائیں۔ عمر فاروق چند روز تو خاموش رہے اس کے بعد ایک دن نماز صبح کے بعد لوگوں سے کہا۔ اب قدامہ کی سزا کے بارہ میں کیا خیال ہے وہ کہنے لگے جب تک وہ مریض ہے کوڑے نہ لگائیں! آپ نے فرمایا۔ اگر وہ کوڑوں سے مر بھی جائے تو بھی یہ میرے نزدیک بہتر ہے اور اگر اس سے قبل مرض میں مر گیا تو یہ سزا میری گردن میں پڑی رہے گی۔ قسم بخدا! اب میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد آپ نے ڈنڈا منگوا لیا۔ آپ کا غلام اسلم باریک اور چھوٹا سا ڈنڈا (یعنی چھڑی سی) لے آیا۔ عمر فاروق نے اس پر ہاتھ پھیر کر اسلم سے کہا میں نے تیرے گھر والوں کی مخالفت کے باوجود (چاہت سے) تمہیں حاصل کیا تھا (اب تم میری مرضی پر کیوں نہیں اترتے؟) کوئی اور ڈنڈا لاؤ! اب کی بار وہ اچھا سا ڈنڈا لایا۔ چنانچہ آپ نے اس پر سزا جاری کر دی۔ قدامہ آپ سے روٹھ گیا اس کے بعد ایک بار آپ اور وہ دونوں حج پر گئے۔ وہ تاہنوز آپ سے روٹھا ہوا تھا حج سے واپسی پر مقام سُقیا پر عمر فاروق نے پڑاؤ کیا اور وہاں سو گئے۔ پھر جب بیدار ہوئے تو فرمایا قدامہ کو فوراً میرے پاس لاؤ قسم بخدا! خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ قدامہ سے صلح کر لو وہ تمہارا بھائی ہے لوگ قدامہ کو لے آئے مگر اس نے صلح سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا اسے میرے قریب لاؤ۔ جب وہ آ گیا

تو آپ نے اس سے گفتگو کی اس سے معافی مانگی اور دونوں کی صلح ہو گئی۔

بخاری میں اس حدیث کے ابتدائی کلمات مروی ہیں۔ اور مکمل طور پر حمیدی نے اسے روایت کیا ہے۔

حدیث: عمرو بن ابی سلمیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص آسمان کی طرف یوں اشارہ کرے جیسے کسی کو امان دے رہا ہے اور اس کے اشارے پر کوئی کافر (قلعے سے) نیچے اتر آئے اور وہ اشارہ کرنے والا اسے قتل کر دے تو میں اس کو (اس کے بدلے میں) قتل کر دونگا (کیونکہ اُس نے دھوکہ کیا ہے)

اسے مخلص نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء بڑی دیر سے پڑھی (گھر سے تشریف نہ لے گئے) تو عمر فاروق نے آواز دی۔ یا رسول اللہ! بچے اور عورتیں سو گئی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اس وقت تمہارے سوا جہان میں کوئی شخص نماز باجماعت کا انتظار نہیں کر رہا۔ کیونکہ اس وقت مدینہ طیبہ کے سوا کہیں جماعت نہیں ہوتی تھی۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک عورت نے زنا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رجم کا حکم دیا بعد ازاں اس کی نماز جنازہ کا بھی آپ نے حکم ارشاد فرمایا عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اس پر نماز پڑھیں گے جبکہ اس نے زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس عورت نے وہ توبہ کی ہے۔ جو اگر مدینہ (طیبہ) کے ستر (گناہ گار) مردوں پر بانٹی جاتی تو سب کی بخشش ہو جاتی۔ آخر اُس سے بڑھ کر افضل شخص کون ہو سکتا ہے جس نے اپنی جان کو اللہ کی راہ

میں پیش کر دیا۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں میں مسجد میں سویا ہوا تھا۔ مجھے ایک شخص نے کنکر مارا میں نے (اٹھ کر) دیکھا تو وہ عمر بن خطاب تھے وہ کہنے لگے جاؤ ان دو مردوں کو بلا لاؤ۔ میں بلا لایا آپ نے ان سے فرمایا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ بولے ہم طائف سے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم یہاں کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو؟

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ابوالنضر سے روایت ہے کہ عمر فاروق منبر پر وعظ کر رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا اے امیر المؤمنین! آپ کے عامل نے مجھے مارا اور مجھ پر زیادتی کی ہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس سے بدلہ دلواؤں گا۔ عمرو بن العاص کہنے لگے۔ کیا عامل (گورنر) سے بدلہ لیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ خدا کی قسم میں اس سے بدلہ لوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو بدلہ کے لیے پیش کیا تھا۔ ابوبکر صدیق نے کیا تھا تو کیا میں گورنر سے بدلہ نہیں دلوا سکتا؟ عمرو بن العاص بولے۔ کیا کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی؟ فرمایا وہ کیا؟ بولے۔ گورنر اسے راضی کر لیتا ہے (تاکہ وہ بدلہ نہ لے اور معاف کر دے) فرمایا ہاں راضی کر لے (تو ٹھیک ہے)

اسے حافظ ثقفی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

حدیث: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں انصار کی کسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں وہاں ابوموسیٰ (اشعری رضی اللہ عنہ) آئے اور وہ پریشان تھے کہنے لگے۔ میں نے عمر فاروق کے دروازہ پر تین بار اندر جانے کی اجازت طلب کی مگر نہ ملی تو میں لوٹ آیا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب تم میں سے

کوئی شخص (کسی دروازہ پر) تین بار اذن چاہے اور اسے نہ ملے تو وہ لوٹ جائے (یعنی تین بار دروازہ کھٹکھٹانے پر جواب نہ آئے تو وہ پلٹ جائے) عمر فاروق نے فرمایا۔ قسم بخدا۔ اس بات پر گواہی قائم کرو۔ اے لوگو! کیا تم میں سے کسی نے نبی علیہ السلام سے یہ حدیث سنی ہے۔ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے ابوموسیٰ! آج قوم میں سب سے چھوٹا شخص تمہاری گواہی دے گا جبکہ میں (ابوسعید خدری رض) سب سے چھوٹا تھا چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی فرمایا ہے۔

حدیث: ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ سے کہا اگر یہ بات واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تو بجا ہے ورنہ تمہیں عبرتناک سزا دوں گا۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابوموسیٰ گواہی لینے کے لیے جب انصار کے پاس آئے تو وہ ہنسنے لگے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہارا ایک پریشان حال بھائی تمہارے پاس آیا ہے اور تم ہنس رہے ہو؟ ابوسعید نے کہا چلو میں تمہاری سزا میں برابر کا شریک ہوں۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس شخص کی کیا سزا ہے جو کسی عورت کے پیٹ پر ضرب لگا کر اس کا حمل گرا دے۔ کیا کسی نے اس بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے۔ میں نے (مغیرہ نے) کہا میں نے سنی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں ایک غلام یا لونڈی کی آزادی ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب تک تم اپنی بات کی گواہی نہ لاؤ گے تمہیں چھوڑا نہیں جائے گا۔ کہتے ہیں میں باہر نکل کر محمد بن سلمہ کے پاس آیا۔ انہوں نے گواہی دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت پر فرمایا تھا کہ اس میں ایک غلام یا لونڈی کی پیشانی (یعنی آزادی) ہے۔

ان الفاظ سے اسے ابومعاویہ نے روایت کیا ہے۔ جبکہ بخاری و مسلم میں اس کا مفہوم موجود ہے۔

حدیث: صہیب سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے مجھے کہا۔ اے مرد! اگر تین باتیں تجھ میں نہ ہوتیں تو یہ بہتر ہوتا میں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا۔ تم نے اپنی کنیت بنالی ہے جبکہ تمہاری اولاد نہیں۔ تم خود کو عربی کہتے ہو حالانکہ ہو رومی اور کھانے میں فضول خرچی کرتے ہو۔ میں نے (صہیب نے) کہا۔ آپ کا پہلا سوال ہے کہ میں نے کنیت بنالی ہے جبکہ اولاد ہے نہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود میری کنیت ابو یحییٰ رکھی ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ رومی ہو کر خود کو عربی کہتا ہوں تو اس لیے کہ میں نمر بن قاسط کی اولاد میں سے ہوں۔ رومیوں نے موصل شہر سے مجھے گرفتار کر لیا۔ جبکہ میں اس وقت معروف النسب لڑکا تھا۔ رہا یہ سوال کہ میں کھانے میں شاہ خرچ ہوں تو اس لیے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا (خِیَارُکُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

اسے ابوعبداللہ بن ماجہ قزوینی نے روایت کیا ہے۔ یہ مفہوم نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جبکہ اربعین بلدانیہ میں حافظ ثقفی نے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث: مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ عمر فاروق کے پاس آئے جبکہ آپ کے ساتھ عیسائی کاتب (منشی) تھا اس نے اپنی تحریر عمر فاروق کو پیش کی جو آپ کو بڑی پسند آئی۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ عیسائی ہے۔ آپ نے ابوموسیٰ سے کہا۔ آپ کا کاتب کہاں گیا۔ اسے لائیں تاکہ وہ مسجد میں لوگوں کے سامنے یہ تحریر پڑھے۔ ابوموسیٰ کہنے لگے اے امیر المؤمنین! وہ مسجد میں نہیں آسکتا۔ فرمایا کیوں وہ جنبی ہے؟ کہا نہیں۔ وہ عیسائی ہے۔ عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کو بہت ڈانٹا اور فرمایا تم لوگ انہیں اپنے قریب کرتے ہو جبکہ اللہ نے انہیں دور کیا ہے۔ تم انہیں عزت دیتے ہو اللہ نے ذلت دی ہے اور تم انہیں امن دے رہے ہو جبکہ اللہ نے ان پر خوف ڈالا ہے۔ میں نے تمہیں اہل کتاب (غیر مسلموں کو) عہدے دینے سے روکا ہے۔ کیونکہ وہ رشوت لینا جائز سمجھتے ہیں۔

حدیث: مروی ہے کہ عمر فاروق نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کوئی حساب کا ماہر آدمی لائیں جو ہماری مدد کیا کرے۔ وہ ایک عیسائی کو لے آئے۔ آپ نے فرمایا اگر ہم خود دونوں مل کر حساب کر لیا کریں تو وہ بہتر ہوگا۔ میں نے آپ سے وہ شخص مانگا ہے جو ہماری امانت (حساب) میں شریک ہو آپ وہ آدمی لے آئے ہیں جو میرے دین کا مخالف ہے۔

حدیث: سالم بن عبداللہ بن عمر فاروق سے روایت ہے کہ عمر فاروق جب (مدینہ طیبہ والے) لوگوں کو کسی امر سے روکنا چاہتے تو انہیں بلا لیا کرتے۔ اس کے بعد فرماتے۔ میں نے اپنی ساری رعیت کو فلاں فلاں کام سے منع کر رکھا ہے جبکہ (مدینہ طیبہ سے باہر والے) لوگ تمہاری طرف یوں دیکھ رہے ہیں جیسا پرندہ گوشت پر نظریں جمالیتا ہے۔ اگر تم کسی بات میں مبتلا ہو جاؤ گے تو وہ بھی ہو جائیں گے۔ اور تم باز رہو گے تو وہ بھی اس کام سے پرہیز رکھیں گے۔ قسم بخدا جس کام سے میں نے دوسرے سب لوگوں کو روک رکھا ہے اگر تم اس کے مرتکب ہوئے تو میں تمہیں دوہری سزا دوں گا اس لیے کہ میرے قرب کی وجہ سے تمہارا مقام بھی اونچا ہے۔

اسے عقیل بن خالد نے روایت کیا ہے۔

حدیث: ثعلبہ بن ابی مالک القرضی سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے مدینہ طیبہ کی عورتوں میں ریشمی چادریں تقسیم کیں۔ جن میں سے ایک عمدہ چادر بچ گئی

بعض لوگوں نے کہا۔ امیر المؤمنین! یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی یعنی اپنی بیوی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیں آپ نے فرمایا ام سلیط اس کی زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے اور وہ جنگ احد میں ہمارے لیے مشکیزے اٹھا کر لایا کرتی تھی۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ (سابق یہودی مربی) کے پاس آدمی بھجوا کر پوچھا کہ اے کعب! آسمانی کتابوں میں کیا میری تعریف بھی آپ نے پائی ہے۔ اگر پائی ہے تو کیسی؟ انہوں نے کہا۔ آپ کی تعریف میں لکھا ہے کہ لوہے کا سینگ۔ یعنی دین قائم کرنے میں کسی شخص کی ملامت آپ پر ہرگز اثر انداز نہیں ہوتی۔

اسے ضحاک نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ (عمر رضی اللہ عنہ) کہا کرتے تھے۔ اے اللہ! جب دو شخص جھگڑا کرتے میرے سامنے بیٹھتے ہیں۔ اس وقت اگر میں حق سے عدول کرنے والے کی کچھ پرواہ کرتا ہوں خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ۔ تو پھر مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی دنیا میں نہ رکھ۔

اسے ابن خیرون نے روایت کیا ہے۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

آپ کی عبادت و ریاضت کا حال

حدیث

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر فاروق رات کے درمیانی حصہ میں نماز (تہجد) بڑی رغبت سے پڑھا کرتے تھے۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے جب کہ اس سے قبل باب شیخین میں آپ کے وتر بیان ہو چکے ہیں۔

حدیث

عبداللہ بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق کے پیچھے نماز فجر پڑھی آپ نے سورہ حج (آدھا پارہ پر مشتمل) اور سورہ یوسف (پون پارہ پر مشتمل) کی نماز میں تلاوت کی۔

اسے ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عمر بن میمون سے روایت ہے کہ نماز فجر میں (پہلی رکعت کے اندر) عمر فاروق بسا اوقات سورہ یوسف یا سورہ سجدہ یا اسی کسی طویل سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے تا کہ لوگ زیادہ اکٹھے ہو جائیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے

حدیث:

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے وفات سے قبل مسلسل روزہ رکھنا شروع کر دیا۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے

یہ حدیث اس شخص کے لیے دلیل بن سکتی ہے جس کے نزدیک ایک ایک دن ناغہ کر کے روزہ رکھنے کی بجائے مسلسل روزہ رکھنا افضل ہے۔

حدیث

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنی نذر پوری کر لو!

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے بخاری نے اتنے الفاظ زائد کیے ہیں کہ پھر عمر فاروق ایک رات اعتکاف بیٹھے۔

اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے دلیل ہے جو اعتکاف بلا روزہ بھی درست قرار دیتے ہیں اور یہ کہ کافر کو بھی اپنی نذر پوری کرنا پڑتی ہے جب وہ اسلام لے آئے۔

حدیث

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کون روزہ رکھ کر آیا ہے عمر فاروق نے کہا میں روزہ رکھ کر آیا ہوں آپ نے فرمایا آج صدقہ کس نے کیا ہے عمر فاروق نے کہا میں نے آپ نے فرمایا آج مریض کی عیادت کس نے کی ہے عمر فاروق نے کہا میں نے فرمایا آج جنازہ میں کون شریک ہوا ہے۔ عمر فاروق بولے میں شریک ہوا ہوں آپ نے فرمایا تیرے

لیے واجب ہو گئی یعنی جنت۔

اسے بغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس سے قبل خصائص ابی بکر صدیق میں بھی ایسی ہی روایت گزر چکی ہے جو مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی تھی اس لیے اگر یہ مذکورہ روایت صحیح ہے تو ممکن ہے کہ دونوں واقعات الگ الگ دنوں میں ظاہر ہوئے اس لیے دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔

حدیث

حضرت جعفر صادق کہتے ہیں کہ عمر فاروق کی زبان پر اکثر یہ کلمہ رہتا تھا اللہ اکبر

اسے خجندی نے روایت کیا ہے

حدیث

بعض روایت میں ہے کہ آپ نے پہلے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اور پھر اپنے خاندان کے بڑے لوگوں کو اس امر کی وصیت کی اور بعض روایت میں ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خیبر میں جو مجھے قطعہ ملا ہے وہ مجھے سارے مال سے زیادہ پسند ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے صدقہ کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا اصل زمین پاس رکھو اور پھل تقسیم کر دو۔

حدیث

بعض روایات میں ہے آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ثمغ (مدینہ طیبہ کے قریب ایک جگہ) میں میرا مال ہے میں میرا چاہتا کہ اسے میرے بعد فروخت کیا جائے آپ نے فرمایا اسے پاس رکھو اور اس کا پھل تقسیم کر دو۔

تشریح: ان طرق کے علاوہ باب شیخین میں عمر فاروق کا آدھا اور ابوبکر صدیق کا

اپنا سارا مال خرچ کرنا بھی گزر چکا ہے ثمغ مدینہ کے قریب ایک معروف جگہ ہے عمر فاروق کا یہ مال خیبر والے مال کے علاوہ ہے ۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور لا تعلقی

آپ کے خصائص میں اس کا کچھ حصہ بیان ہو چکا ہے اور اپنی کتاب النشر کی پہلی فصل میں بھی ہم نے اس کا کچھ بیان درج کیا ہے مزید کچھ احادیث درج ذیل ہیں۔

حدیث:

حضرت طلحہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق نہ تو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ ہم سے پہلے ہجرت کی مگر آپ ہم سے بڑھ کر دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے شائق تھے۔

حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (بسا اوقات) نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق کو کچھ عطا کرتے تو وہ عرض کرتے۔ یارسول اللہ! آپ یہ چیز کسی اور کو دیدیں جو مجھ سے زیادہ اس چیز کی حاجت رکھتا ہو جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے عمر! اسے لے لو آگے تمہاری مرضی ہے رکھو یا صدقہ کرو تمہارے پاس مال آئے جو نہ تم نے مانگا ہو نہ اس کی چاہت کی ہو تو اسے رکھ لیا کرو اور جو نہ ملے اس کے پیچھے جان مت مارو (عبد اللہ بن عمر کے بیٹے) سالم کہتے ہیں اسی لیے عمر فاروق کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے اور اگر

کوئی دے دیتا تو رد نہیں کرتے تھے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے دور خلافت میں روکھا سوکھا کھانا

حدیث:

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق کے سامنے طعام رکھا تھا اتنے میں نوکر نے آکر کہا باہر عتبہ بن فرقد کھڑا اجازت کا طالب ہے آپ نے فرمایا وہ کیسے آگیا تاہم اسے بلا لاؤ، چنانچہ وہ آگیا۔ اس نے دیکھا عمر فاروق کے سامنے روٹی پڑی ہے اور زیتون۔ آپ نے اسے فرمایا عتبہ قریب آجاؤ اور کھاؤ! جب وہ کھانے لگا تو کھانا بڑا سخت ثابت ہوا (یعنی خشک روٹی اور پرانا زیتون) تو وہ نہ کھا سکا کہنے لگا امیر المومنین! کیا آپ کے پاس حواری وہ کھانا نہیں جسے حواری کہتے ہیں؟ (عربی میں میدے کو بھی حوّاری کہا جاتا ہے)، آپ نے فرمایا افسوس ہے تم پر کیا وہ سب مسلمانوں کو میسر ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ آپ نے فرمایا اے عتبہ! کیا تم چاہتے ہو کہ میں اپنی نعمتیں دنیا میں ہی حاصل کرلوں (اور آخرت میں میرے لیے کچھ نہ رہے)

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ابن ابی ملیکہ ہی سے روایت ہے کہ میں عمر فاروق کے پاس آیا جبکہ آپ شامی کیک میٹھے دودھ کے ساتھ تناول فرما رہے تھے میں نے کہا امیر المومنین! اگر آپ کہیں تو میں آپ کے لیے اس سے نرم کھانا لے آؤں؟ آپ نے فرمایا اے ابن فرقد! کیا تم عرب میں کسی کو مجھ سے زیادہ صاحب دولت دیکھتے ہو؟ میں نے کہا نہیں فرمایا تم نے

قرآن سنا ہے؟ جہاں اللہ نے بعض اقوام کو عار دلاتے ہوئے فرمایا ہے۔

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ الخ

ترجمہ: تم نے اپنی پاکیزہ نعمتیں دنیاوی زندگی ہی میں ختم کر ڈالیں اور ان سے نفع اٹھالیا۔ تو اب تمہیں ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو بھنا گوشت گھی میں تلی گندم تڑکہ لگی سبزیاں گاڑھے دودھ اور طرح طرح کے لذیذ کھانے اپنے دسترخان پر سجالیا کروں۔ مگر نہ کبھی میں نے ایسے جمع کیے ہیں۔ اور نہ انکی چاہت کی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ میں عیش پرستوں میں نہ لکھ دیا جاؤں۔

حدیث:

عمر فاروق فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم! ہم چاہیں تو چھوٹی بکریاں بھون کر کھانے میں لائیں۔ بہترین گندم سے روٹیاں پکوائیں۔ چھواروں سے شربت بنائیں۔ یہ کچھ کھائیں اور یہ کچھ پئیں مگر ہم اپنی پاکیزہ نعمتیں آخرت کے لیے اٹھا رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض اقوام کا ذکر یوں کیا ہے۔

اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بہا۔

حدیث:

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ مجھے تازہ مچھلی کی خواہش محسوس ہوئی تو میں نے سوار ہو کر دو راتیں جانے اور دو آنے میں لگائیں اور مچھلیوں کا ٹوکرا لے آیا اس کے بعد سواری والے جانور کو نہلانے لگا تاکہ وہ تازہ دم ہو جائے عمر فاروق

نے دیکھ لیا آپ نے فرمایا تم نے ایک بے زبان جانور کو عذاب دیا ہے عمر کو خوش کرنے کے لیے خدا کی قسم! عمر تو اسے چکھے گا بھی نہیں۔

حدیث:

مروی ہے کہ آپ ہمیشہ کھجور کھایا کرتے گوشت نہیں اور فرماتے کہ گوشت سے بچو۔ کیونکہ شراب کی طرح گوشت کا بھی ایک نشہ (عادت) ہے۔ جو جاتا نہیں۔

دسترخوان پر دو طرح کا سالن آپ کو ناپسند تھا

حدیث:

جعفر بن ابی العاص سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق کے ساتھ کھانے کھائے ہیں جو کبھی روٹی کے ساتھ زیتون کبھی دودھ کبھی سرکہ کبھی سوکھایا ہوا گوشت ہوتا تھا۔ تازہ گوشت کھانے میں بہت کم استعمال کرتے تھے۔ اور آپ کا ارشاد تھا۔ آٹا چھن کر نہ لیا کرو (یعنی روٹی کا بعض حصہ کاٹ کر پھینک نہ دیا کرو) اس لیے کہ روٹی ساری کی ساری کھانے کے لائق ہوتی ہے۔ ایک دن آپ کے پاس خشک روٹی لائی گئی آپ اسے کھانے لگے اور ہمیں بھی کھانے کے لیے کہا۔ ہم نے معذرت کی فرمایا کیا بات ہے کھاتے نہیں ہو؟ ہم نے کہا قسم بخدا ہم اسے نہیں کھا سکتے امیر المومنین۔ ہم گھر جا کر اس سے نرم کھانا کھائیں گے۔

حدیث:

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک بار عمر فاروق میرے ہاں آئے میں نے ٹھنڈا شوربا زیتون کے ساتھ ملا کر پیش کیا آپ نے فرمایا ایک برتن میں دو سالن؟ قسم بخدا میں اسے کبھی نہیں چکھوں گا۔

اسے صاحب "فضائل عمر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث:۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ امیر المؤمنیں عمر فاروق ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم دستر خوان پر تھے میں نے مجلس کے درمیان سے آپ کے لیے جگہ بنادی۔ آپ نے بسم اللہ شریف پڑھی اور ایک لقمہ لیا پھر دوسرا لیا اور ساتھ ہی فرمایا۔ کھانے میں گوشت کی چکناہٹ کے علاوہ بھی کوئی اور چکناہٹ اسمیں معلوم ہوتی ہے۔ عبداللہ کہنے لگے اے امیر المؤمنین! میں آج بازار کو نکلا۔ گھی والی روٹی خریدنا تھی۔ جو مہنگی تھی میں نے ایک درہم کی روٹی لی اور ان پر ایک درہم کا گھی لگوایا عمر فاروق نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہم جب بھی (کھانے پر) اکٹھے ہوتے تو ایک چیز کھائی جاتی اور دوسری صدقہ کردی جاتی عبداللہ بولے اے امیر المؤمنین! میرے پاس بھی یہ دونوں چیزیں کبھی اکٹھی استعمال نہیں ہوئیں آج ہی ایسا ہوا ہے

خلیفہ وقت کندھے پہ کپڑے اٹھائے لوگوں کے گھروں میں پہنچا رہا ہے۔

حدیث:۔

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق امیر المومنین ہوتے ہوتے بھی صوف کا ایک جبہ پہنا کرتے جس میں جابجا پیوند لگا ہوتا تھا کہیں کہیں اس میں چمڑا بھی لگا تھا۔ آپ کندھے پر درہ لیے بازاروں میں چکر لگاتے جو لوگوں کو سیدھا رکھنے کے لیے تھا۔ اور آپ اُدن اور کپڑے وغیرہ اٹھا کر لوگوں کے گھروں تک پہنچایا کرتے۔

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے

آپ کا "شاہی لباس"، پھٹا پرانا جبہ

حدیث:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار میں نے عمر فاروق کے دونوں کندھوں کے درمیان قمیض پر چار پیوند دیکھے۔

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔ جبکہ صاحب صفوہ نے تین پیوند کہے ہیں

حدیث:۔

حسن سے روایت ہے کہ ایک بار آپ نے اپنے دور خلافت میں دوران خطبہ تہبند باندھا ہوا تھا جس میں بارہ جگہ پیوند تھا۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث:۔

عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق حج کے لئے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے جب آپ واپس لوٹے تو جہاں کہیں آپ نے پڑاؤ کیا۔ نہ وہاں خیمہ لگایا نہ قناعت۔ صرف یہ کہ کسی درخت پر چادر یا چٹائی ڈالی اور اس کے سائے میں بیٹھ گئے۔

ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد ۲ صہ پر ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضو بیت المقدس تشریف لے گئے تو آپ کے لباس پر چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ امیر لشکر کے بے حد اصرار پر آپ نے محض دین وملت کی عزت کے لیے سادہ کپڑے زیب تن فرمائے۔

حدیث

عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے. قسم بخدا ہمیں دنیا کی لذتوں کی پرواہ نہیں ہم اپنی پاکیزہ
نعمتیں آخرت کے لیے بچا رہے ہیں۔ عمر فاروق جو کہ روٹی زیتون کے ساتھ کھاتے.
پیوند لگے کپڑے پہنتے اور اپنی خدمت خود آپ کیا کرتے۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

اخنف بن قیس سے روایت ہے کہ ہمیں حضرت عمر فاروقؓ نے ایک جنگ
پر عراق بھیجا۔ اللہ نے ہمارے ہاتھ پر عراق اور علاقہ فارس فتح کیا فارس اور خراسان
کا سفید کپڑا کثرت سے ہمیں حاصل ہوا۔ جو ہم نے کچھ پہن لیا اور باقی ساتھ اٹھا لیا جب
ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو عمر فاروقؓ نے ہم سے مُنہ پھیر لیا اور کلام تک نہ کی۔ یہ بات ہم
پر بڑی مشکل بن گئی ہم نے اس کا شکوہ عبداللہ بن عمرؓ سے کیا۔ انہوں نے کہا عمر فاروق
دنیا سے بے رغبت ہیں۔ انہوں نے آپ لوگوں پر وہ لباس دیکھا ہے جو نہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے پہنا تھا نہ آپ کے خلیفہ (ابوبکرؓ) نے، چنانچہ ہم اپنے گھروں میں آئے کپڑے
اتارے اور پرانے کپڑے (جو پہلے پہنتے تھے) پہن کر واپس آئے تو عمر فاروق نے ہم
میں سے ہر ایک سے علیحدہ سلام کہا اور ہر ایک کو گلے لگایا گویا اس سے قبل آپ کی ہم
سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ مال غنیمت میں حلوے کی قسم سے زرد اور سرخ رنگ
کی کوئی چیز آپ کے سامنے آئی آپ نے اسے چکھا تو اسے خوش ذائقہ خوشبودار
پایا۔ تو آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر گویا ہوئے اے مہاجرین و انصار یہ اتنی لذیذ ہے
کہ اسے پانے کے لیے باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو قتل کر سکتا ہے اس کے بعد آپ
نے نبی علیہ السلام کے دور میں شہید ہونے والے مہاجرین و انصار کی اولاد میں اسے
تقسیم کر دیا بعد ازاں عمر فاروق گھر چلے گئے اور اپنے لیے اسمیں سے کچھ نہ رکھا۔

حدیث.

مروی ہے کہ جب عراق فتح ہوا اور شاہ کسرا کے خزائن مدینہ طیبہ میں لائے
گئے تو بیت المال کے خزانچی نے آپ سے کہا کیا یہ خزانے ہم بیت المال میں نہ
داخل کر دیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اس چھت کے نیچے جو کچھ ہے تقسیم کر دیا جائے
چنانچہ مسجد میں چٹائیاں بچھائی گئیں۔ اور ان پر مال رکھا گیا (جو اوپر سے ڈھانپ
دیا گیا) جب (لوگوں کے سامنے) اس پر سے پردہ اٹھایا گیا تو سونے اور جواہرات
کی چمک سے ایک عجیب منظر بن گیا۔ آپ نے فرمایا جو لوگ یہ خزانہ یہاں تک
لے آئے ہیں بڑے امانت دار ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ آپ اللہ کے امین ہیں اور لوگ
آپ کے امین۔ جب تک آپ خدا کی امانت ادا کرتے رہیں گے لوگ آپکی امانت
ادا کرتے رہیں گے۔ اور جب آپ کا دل بدل گیا تو لوگ بھی خائن ہو جائیں گے چنانچہ
آپ نے سارا مال تقسیم کر دیا اور اپنے لیے اس میں سے کچھ نہ رکھا۔

اسے صاحب فضائل عمر نے روایت کیا ہے۔

جب آپ کو عمدہ کھانے اور پہننے کا مشورہ دیا گیا

حدیث..

مروی ہے کہ پچاس کے قریب مہاجرین صحابہ مسجد نبوی میں جمع ہوئے اور آپس
میں کہنے لگے ان صاحب (عمر فاروق) کے بارہ میں کیا خیال ہے ان کا حلیہ کیسا ہے
جب کہ اللہ نے ان کے ہاتھ پر قیصر و کسری کی حکومتیں فتح کر دی ہیں، مشرق
و مغرب کھول دیا ہے۔ اور عرب و عجم کے وفود ان کے پاس آتے ہیں۔
اور انہیں یہ پھٹا پرانا، جبہ پہنے دیکھتے ہیں۔ جس میں بارہ جگہ

پیوند لگے ہیں[1]۔ اے صحابۂ رسول! عمر فاروق سے کہو کہ اس جبہ کی جگہ کوئی اور کپڑا
پہنیں جس سے آپ کی ہیبت میں اضافہ ہو اور صبح و شام آپ کے پاس عمدہ کھانے
کا تھال لایا جائے جس سے حاضر خدمت مہاجرین و انصار صحابہ کھایا کریں۔ سارے
لوگ بولے یہ بات آپ سے صرف علی مرتضیٰ ہی کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ آپ کے
سسر ہیں۔ لوگوں نے ان سے بات کی انہوں نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا
آپ لوگ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں۔ کیونکہ وہ امہات المومنین ہیں۔
اور آپ سے بات کرنے کی جرأت رکھتی ہیں۔

احنف بن قیس کہتے ہیں کہ لوگ ام المومنین سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی
اللہ عنہما کے پاس آئے (اور اپنی بات کہی) اور حال یہ تھا کہ ان دونوں کی رائے
ایک ہوتی تھی۔ سیدہ عائشہؓ نے وعدہ کیا کہ میں عمر فاروق سے کہوں گی سیدہ حفصہؓ
بولیں میرا خیال ہے آپ بات نہیں مانیں گے اور تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا چنانچہ
وہ دونوں حضرت عمر فاروق کے پاس آئیں آپ نے دونوں کو قریب بٹھلایا۔ سیدہ
عائشہؓ گویا ہوئیں "کیا آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں گے"؟ فرمایا اے مومنوں
کی ماں آپ کہیں تو! سیدہؓ نے کہا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب
کی جنت و رضوان کی طرف اس حال میں تشریف لے گئے کہ نہ آپ نے دنیا کی
خواہش کی نہ دنیا نے آپ کی۔ اور اسی طریقہ پر ابوبکر صدیق نے زندگی گزاری۔ اب

[1] علامہ اقبالؒ نے اسی مقام فقر کی یوں تشریح کی ہے۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ — ہو جس کی فقیری میں ضرب اسد اللّٰہی

اور علامہ ہی فرماتے ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو — ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اللہ نے آپ کے ہاتھ پر قیصر و کسریٰ کی حکومتیں اور خزانے کھول دیئے ہیں۔ ان کے
اموال آپ کے ہاں مشرق مغرب سے پہنچا دیئے ہیں۔ اور ہم اللہ سے مزید فتوحات
کے امیدوار ہیں۔ اور اب پیغام بران عجم و وفود عرب کا آپ کے پاس ہر وقت
آنا جانا ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ آپ کے بدن پر بارہ جگہ پیوند لگا جبہ ہوتا ہے
اگر آپ اس کی جگہ کوئی اور کپڑا پہنا کریں جس سے آپ کا وقار بڑھے اور صبح و شام کھانے
کے طباق آیا کریں جس سے حاضر خدمت مہاجرین و انصار صحابہ تناول کیا کریں تو
یہ بہتر ہوگا، یہ سن کر عمر فاروق زار زار رو پڑے پھر گویا ہوئے "اے ام المومنین
کیا آپ جانتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ یا پانچ یا تین دن مسلسل سیر
ہو کر کھانا کھایا۔ یا کسی دن گھر میں صبح و شام دو وقت کا کھانا جمع کیا ہو؟ تو بولیں نہیں
تو آپ نے فرمایا میں آپ کو قسم دیتا ہوں آپ بتلائیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی زمین سے بالشت بھر اونچا کھانے کا میز لگوایا ہو؟ آپ
تو زمین پر کھانے کا برتن رکھوا لیتے اور دستر خوان بھی اٹھوا دیا کرتے تھے سیدہ عائشہؓ
بولیں ہاں ایسا ہی تھا۔ اس کے بعد عمر فاروقؓ نے دونوں امہات المومنین سے
کہا۔ آپ دونوں امہات المومنین اور ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عام لوگوں
پر آپ کا حق کم اور مجھ پر زیادہ ہے۔ مگر آپ دونوں مجھے دنیا کی رغبت دلانے آئی
ہیں جب کہ میرے علم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ صوف کا جبہ پہنا جس کی
سختی سے آپ کا جسم بسا اوقات زخمدار ہو گیا۔ کیا آپ دونوں کے علم بھی یہ بات
ہے؟ بولیں ہاں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کیا آپ جانتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
چوغے کو (دوہرا نہیں) اکہرا بچھا کر اس پر سو جاتے تھے؟ اے عائشہؓ! آپ
کے گھر میں جو دن کو ایک چٹائی اور رات کو بستر بچھایا جاتا تھا جس میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم استراحت فرمایا کرتے (وہ اتنا کھردرا ہوتا تھا کہ) کہ آپ کے جسم پر

اس کے نشانات بن جاتے تھے۔ اے حفصہؓ تم ہی نے مجھے یہ بتلایا تھا کہ ایک بار میں نے آپ کا بستر دوہرا بچھا دیا جو آپ کو بڑا نرم محسوس ہوا اور جب آپ اس پر سوئے تو بلال کی اذان ہی سے بیدار ہوئے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اے حفصہؓ! یہ تم نے کیا کیا؟ دوھرا بستر بچھا دیا؟ جس کے سبب مجھے صبح تک نیند نے لیے رکھا میرا دنیا سے اور دنیا کا مجھ سے کیا تعلق؟ تم مجھے نرم بستروں میں مشغول رکھنا چاہتی ہو؟ (اس کے بعد عمر فاروق نے فرمایا) اے حفصہؓ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر لگائے گئے اگلے پچھلے الزامات (گناہ) مٹا دیے تھے (گناہوں کے الزام سے بھی بری کر دیا تھا) اس کے باوجود آپ نے زندگی گذاری تو شب زندہ داری میں رکوع و سجود میں اور دن رات خشوع و خضوع کے ساتھ گریہ زاری میں تا آنکہ اللہ نے آپ کو اپنی رحمت و رضوان کی طرف بلایا" پھر حضرت عمرؓ نے کہا "عمرؓ نے بھی نہ کبھی عمدہ کھانا کھایا ہے اور نہ نرم کپڑا پہنا ہے۔ اور اپنے دونوں ساتھیوں کے طریقۂ حیات پر چلتے ہوئے نہ کبھی دو طرح کا سالن ایک ساتھ کھایا ہے صرف پانی اور زیتون ایک ساتھ رکھے ہیں اور ایک ماہ میں ایک بار سے بڑھ کر کبھی گوشت نہ کھایا ہے۔" (عمر فاروق کی کلام ختم ہوئی)

راوی کہتا ہے تو ہم لوگ آپ کے ہاں سے باہر آئے اور صحابہ کرام کو آپ کی کلام سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد بھی عمر فاروق کا تادم آخر یہی حال رہا۔

سلہ آپ کی سادگی ترک دنیا اور نفس کشی کی لازوال مثال ہم آپ کے سامنے شیعوں کے ایک معتبر مورخ احمد بن داود دینوری کی مشہور کتاب الاخبار الطوال صد ۱۲۳ سے پیش کرتے ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایرانی حکومت کے پایہ تخت مدائن کی فتح کے بعد

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خوف خدا

حدیث

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض سوالات کیے گئے جو آپ کو ناپسند آئے مگر جب وہ سوالات بار بار کیے گئے تو آپ غضب ناک ہو گئے۔ اور آپ نے لوگوں سے فرمایا سلونی ما شئتم "جو چاہتے ہو پوچھو"! تو ایک شخص بولا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا

امیر المومنین حضرت عمر کو خط لکھا۔ ادھر حضرت عمر کو بھی اس بارہ میں بہت زیادہ فکر دامن گیر تھی، آپ روزانہ عراق کی طرف جانے والے راستے پر اکیلے چل نکلتے اور دو تین میل تک چلتے جاتے اُدھر سے آنے والے ہر شخص سے جنگ کی تازہ ترین صورت حال جاننے کی کوشش کرتے ایک روز آپ حسب معمول اس طرف کو نکلے ہوئے تھے کہ حضرت سعد کا فرستادہ آپہنچا۔ اسے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا ما الخبر کیا خبر ہے؟ اس نے کہا فتح اللہ علی المسلمین اللہ نے اہل اسلام کو فتح عطا فرمائی ہے یہ کہہ کر اس نے اونٹنی چلا دی۔

فجعل عمر یعدو معه ویسئله ویستخبره والرسول لا یعرفه حتی دخل المدینة کذالك فاستقبل الناس عمر رضی الله عنه یسلمون علیه بالخلافة وامیر المؤمنین، فقال الرسول وقد تحیر، سبحان الله یا امیر المؤمنین الا علمتنی فقال عمر لا علیك ثم اخذ الکتاب وقراءة علی الناس.

ترجمہ: حضرت عمر اس کی اونٹنی کے ساتھ ساتھ پیدل دوڑنے لگے اور اس سے

تیرا باپ خذافہ ہے۔ دوسرا آدمی بولا میرا باپ کون ہے۔ فرمایا مولیٰ شیبہ۔ عمر فاروق نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر آثار غضب دیکھے تو عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہمارے پاس تشریف لائے تو غضب ناک حالت میں تھے ہمیں یوں لگا جیسے جبریل آپ کے ساتھ ہے۔ آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ اس دن سے زیادہ میں نے آپ کو کبھی روتے ہوئے نہ دیکھا آپ نے فرمایا سَلُونی فَوَاللہ لَا تَسْئَلُونی عن شَیئٍ اِلَّا اَنْبَأتُکُمْ پوچھو مجھ سے۔ خدا کی قسم جو کچھ تم پوچھو گے میں تمہیں بتلا کے چھوڑوں گا) ایک شخص بولا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا خذافہ دوسرا بولا یا رسول اللہ! مَیں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ فرمایا فی النار، جہنم میں ایک اور بولا یا رسول اللہ! کیا ہم پر ہر سال حج فرض ہے؟ آپ نے فرمایا لَو قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَ وَلَوَجَبَ لَمْ تَقُومُوا بِھَا وَلَولَمْ تَقُومُوا بِھَا اگر میں ہر سال کا لفظ کہہ دیتا تو ہر سال حج واجب ہو جاتا جسے تم پورا نہ کر سکتے اور نہ کرتے تو تم پر عذاب آتا) تو

فتح کے متعلق سوالات کرتے رہے۔ تا آنکہ دونوں اسی حال پر مدینہ شہر میں داخل ہوئے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پرتپاک استقبال کیا اور انہیں خلیفہ اور امیر المومنین کہہ کر پکارا ایلچی کچھ پیچ و تاب کھا کر کہنے لگا امیر المومنین آپ نے مجھے بتلا کیوں نہ دیا آپ نے فرمایا تم پر کوئی اعتراض نہیں۔

فرمائیے: اس واقعہ سے حضرت عمر کی بے نفسی عاجزی و تضرع کس قدر عیاں ہے۔

عمر فاروق فوراً بول اٹھے۔ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ یا رسول اللہ ہمارے سربستہ راز نہ کھولیں جس سے ہم خوار ہو جائیں۔ ہمیں معاف فرمائیں۔ اللہ آپ رحم فرمائے گا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ جاتا رہا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوار کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا آج کے دن سے بڑھ کر میں نے کبھی خیر و شر نہیں دیکھی اس دیوار کے پیچھے مجھے جنت اور دوزخ نظر آ رہی ہیں۔

ان تمام الفاظ کے ساتھ یہ حدیث حافظ دمشقی نے "موافقات" میں روایت کی ہے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں بھی اس کا کچھ حصہ موجود ہے اور قصۂ حج میں ابن ماجہ نے یہ حدیث آخر تک روایت کی ہے۔

حدیث

ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے روزہ کی کیفیت پوچھی گئی (کہ آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے عمر فاروق رضؓ نے یہ دیکھ کر عرض کیا۔ ہم اللہ جیسے رب، اسلام جیسے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نبی پر راضی ہیں۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے[1]

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے یہ دیکھ عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم کیسے روزہ رکھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آپ نے روزہ کے متعلق ارشادات فرمائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلال میں دیکھ کر حضرت عمر کا دل کانپ جاتا تھا اور یہی آپ کے خوف و خشیت کی دلیل [illegible] یہ معلوم ہوا کہ آپ مزاج شناس رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حدیث:

حضرت موسیٰ اشعریؓ کے بیٹے بردہ عامر کہتے ہیں۔ محمد عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا تمہیں کچھ پتہ ہے میرے والد صاحب نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا ؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگے میرے والد صاحب نے آپ کے والد حضرت ابو موسیٰ سے کہا تھا۔ کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی اور صحبت میں ہمارا اسلام ہجرت، شہادت اور دیگر علم سب کچھ اللہ کے ہاں مقبول ہو چکا مگر آپ کے بعد والے ہمارے اعمال میں اگر ہمارا حساب مشکل برابر ہو جائے تو بڑی بات ہے؟ تو آپ کے والد نے جواب دیا، بخدا نہیں۔ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی جہاد نماز روزہ اور دیگر کثیر اعمال خیر کیے ہیں۔ اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے انسان ایمان بھی لائے ہیں۔ یہ سب کچھ ہمیں ضرور ملے گا مگر میرے والد حضرت عمر نے پھر کہا، "مگر اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں عمرؓ کی جان ہے۔ اگر ہمارا حساب برابر بھی ہو جائے تو بڑی بات ہے۔

حدیث

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دیباج سے بنا ہوا قباد (چوغہ) پیش کیا گیا۔ آپ نے پہنا اور اتار کر عمر فاروق کو بھیج دیا اور فرمایا کہ مجھے جبریل نے اس کے پہننے سے منع کر دیا ہے عمر فاروق روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! جو چیز آپ نے ناپسند فرمائی ہے وہ مجھے دے دی ہے میرا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں بیچنے کے لیے دی ہے۔ چنانچہ عمر فاروق نے ایک ہزار درہم کے ساتھ بیچ دی۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث[1]

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حدیبیہ کے دن جب صلح سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل بن عمرو کے مابین گفتگو طول پکڑ گئی اس وقت عمر فاروق غصّے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوبکر سے کہنے لگے۔ کیا یہ اللہ کے رسول نہیں؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں حضرت عمر نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں؟ فرمایا کیونکہ نہیں کہا کیا وہ لوگ مشرکین نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عمر فاروق نے کہا پھر ہم اپنے دین میں اتنی کمزوری کیوں قبول کریں؟ ابوبکر صدیق بولے اے عمر رسول اللہ کی فرمانبرداری کرو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں (اور آپ نے جو بظاہر غیر مناسب شرائط قبول کی ہیں وہ درحقیقت حکم خدا سے ہیں) عمر فاروق اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ؟ فرمایا کیوں نہیں؟ عرض کیا۔ کیا ہم مسلمان نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں فرمایا وہ لوگ مشرکین نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا پھر ہم اپنے دین میں اتنی کمزوری کیسے برداشت کریں؟ آپ نے فرمایا اے عمر! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس کے حکم کی مخالفت نہیں کرتا اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ عمر فاروق کہتے ہیں اس دن جو میں نے یہ الفاظ کہہ دیے تھے ان کے بدلہ میں میں تمام عمر صدقے دیتا رہا نماز پڑھتا رہا روزے رکھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا تا آنکہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب

---

[1] پتہ چلا ابوبکر صدیق کی زبان ترجمان زبان رسالت ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے قبل بھی آپ کی زبان سے منشاء رسالت کے مطابق بات نکلتی ہے۔ یہ واقعہ شیعہ کتب میں بھی موجود ہے چنانچہ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۲ صفحہ ۲۱۷۔

میرا انجام بہتر ہے۔[1]

حدیث

یحیٰ ابن ابی کثیر سے روایت ہے کہ عمر فاروق ؓ نے کہا۔ اگر آسمان سے آواز آجائے کہ اے لوگو! دوزخ میں صرف ایک شخص جائے گا تو مجھے ڈر لاحق ہو جائے گا کہ وہ شخص میں تو نہیں۔

اسے ملاں نے روایت کیا ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر آسمان سے آواز آجائے کہ اے لوگو! ایک شخص کے سوا تم سب دوزخ میں جاؤ گے تو مجھے اُمید ہو گی کہ وہ میں ہوں گا۔

حدیث

عبداللہ بن عامر کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ عمر فاروق نے زمین سے ایک تنکہ اٹھایا اور کہا اے کاش میں یہ تنکا ہوتا۔ اے کاش مجھے نہ بنایا جاتا۔ اے کاش مجھے میری والدہ نہ جنتی۔ اے کاش میں کچھ نہ ہوتا۔ اور اے کاش میں ایک بھولی بسری شیئی ہوتا۔

[1] اس معمولی سی غلطی پر آپ کا اس قدر مبتلائے خوف ہونا آپ کی پرہیز گاری کی اعلیٰ مثال ہے، اس کی تائید شیعوں کی معتبر کتاب ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد نمبر ۲ صہ ۲۲۲ کے ان الفاظ سے ملتی ہے، عمر گوید کہ بکفارت این جرأت و جسارت نماز روزہ و تصدق فراوان گذاشتم، ترجمہ: حدیبیہ کی اس جرأت و جسارت کے کفارے میں نے کثیر نمازیں اور روزے اور صدقات اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے۔

اگر فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھوک سے مر جائے تو مجھ سے سوال ہوگا۔ قول عمر فاروق ؓ

حدیث

عمر مجاہد سے روایت ہے کہ عمر فاروق فرمایا کرتے تھے۔

لَو مَاتَ جَدْیٌ بِطَفِّ الفرات لَخَشِیْتُ اَنْ یُطَالِبَ بِهِ اللهُ عُمَرَ

اگر دریائے فرات کے کنارے بکری کا ایک چھوٹا بچہ (بھوک سے) مر جائے تو اللہ عمر سے اسکا حساب لے گا۔

حدیث

عبداللہ بن عیسیٰ کہتے ہیں۔ عمر فاروق کے رخساروں پر رو رو کر دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔

یہ احادیث صاحب صفوہ نے روایت کی ہیں۔

حدیث

حسن (تابعی) سے روایت ہے کہ عمر فاروق اپنا وظیفہ پڑھنے کے دوران بسا اوقات روتے ہوئے غش کھا کر گر جایا کرتے۔ اور کئی دن کے لیے بیمار پڑھ جایا کرتے۔ اور لوگ آپ کی تیمارداری کے لیے آتے۔

اسے ملاں نے روایت کیا ہے۔

لاترفعوا اصواتکم کے نزول کے بعد دربار نبوی میں آپ کا حال

حدیث

عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ

(سورہ حجرات آیت نمبر۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آوازوں سے اونچی مت کرو۔

اس آیت کے نازل ہونے پر عمر فاروق جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرتے تو آپکی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اور پوچھنا پڑھتا تھا کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لیے پرکھ لیے ہیں۔ انکے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔ جبکہ یہ حدیث باب شیخین میں گزر چکی ہے۔

حدیث

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس عبدالرحمٰن بن عوفؓ آئے اور کہنے لگے۔ اے اماں اب مجھے ڈر ہے کہ مال کی کثرت مجھے تباہ کر دیگی۔ سارے قریش سے زیادہ مال میرے پاس ہے۔ میں نے کہا اے بیٹے! صدقہ کیا کرو۔ کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ میرے صحابہ میں سے وہ بھی ہیں۔ جو میرے جانے کے بعد مجھے کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ عبدالرحمن کہتے ہیں میں وہاں سے نکلا تو مجھے عمر فاروقؓ ملے میں نے انہیں واقعہ سنایا۔ تو وہ سیدہ کے پاس آئے اور کہا خدا کی قسم بتلائیں کیا میں ایسے لوگوں میں ہوں (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکیں گے) فرمایا نہیں۔ تاہم اس کے بعد میں کسی کو یہ بات نہیں بتلاؤنگی۔

حدیث

ایک روایت میں ہے کہ یہ بات جب عمر فاروقؓ کو معلوم ہوئی تو وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بڑی تیزی سے دوڑتے آئے اور کہا میں آپ کو قسم دلاتا ہوں بتلائیں کیا میں ان میں سے ہوں؟ انہوں نے فرمایا نہیں! مگر آپ کے بعد میں کسی کو اس گروہ سے بری نہیں قرار دے سکتی [1]

[1] یہ حدیث شیعہ کتب میں بھی ملتی ہے بندۂ گناہگار مترجم محمد طیب غفرلہ کہتا ہے کہ جس رات میں نے الریاض النضرہ کی یہ حدیث پڑھی اسی صبح اچانک میرے پاس نئی آمدہ شیعہ کتاب امالی شیخ مفید کے اوراق پر میری نظر پڑی تو یہ حدیث بلاکم وکاست وہاں موجود پائی البتہ اس میں ایک جگہ شیعہ محدث نے ڈنڈی ماری ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔ وَلَنْ اُبرِّیَٔ بَعْدَكَ اَحَدًا

یعنی اگر آپ ان میں شامل ہیں تو پھر میں اس سے کسی کو خارج نہیں قرار دے سکتی۔

اسے ابوعمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابوجعفر سے روایت ہے کہ عمر فاروق مدینہ منورہ کے ایک بازار میں چلے جا رہے تھے کہ آگے سے علی مرتضیٰ۔ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم آ گئے علی مرتضیٰ نے آپ کو سلام کہا اور ہاتھ پکڑ لیا۔ جبکہ حسنین کریمین نے دونوں کو گھیرے میں لے لیا۔ عمر فاروق پر حسب معمول گریہ زاری طاری ہو گئی۔ علی بولے۔ اے امیر المومنین کیوں روتے ہو۔ کہا۔ اے علی مجھ سے زیادہ کون رونے کے لائق ہے؟ اس امت کی حکومت میرے ہاتھ میں ہے۔ ہر وقت فیصلے کرتا ہوں، مگر جانے خدا صحیح فیصلے کرتا ہوں یا غلط۔ علی مرتضیٰ نے کہا، قسم بخدا۔ آپ یوں عدل کرتے ہیں۔ یوں انصاف کرتے ہیں۔ مگر اس سے عمر فاروق کو قرار نہ آیا۔ اور روتے رہے۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا امام حسن گویا رہے اور عمر فاروق کی بہترین حکومت اور ضرب المثل عدل کا تذکرہ کیا مگر عمر فاروق کی بے چینی ختم نہ ہوئی۔ تو امام حسین نے گفتگو شروع کی اور امام حسن جیسا کلام کیا۔ تب آپ خاموش ہوئے اور کہا۔ میرے بھتیجو! تم اس کی گواہی دیتے ہو؟ انہوں نے اپنے والد کی طرف دیکھا۔ علی مرتضیٰ بولے۔ بیٹو! گواہی دو نا؟ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

عبیدہ بن عمیر سے روایت ہے کہ عمر فاروق بازار میں چلے جا رہے تھے۔ کہ آپ نے شخص ایک کو ایک عورت سے محو گفتگو پایا۔ آپ نے اپنا درہ اٹھا لیا۔ جسے دیکھ وہ شخص پکارا۔ امیر المومنین! یہ میری بیوی ہے۔ عمر فاروق رک گئے اور

آگے چل دیئے۔ آگے عبد الرحمٰن بن عوف سے ملاقات ہوئی، آپ نے ان سے قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا امیر المومنین! آپ کا مقصد تو ادب سکھلانا تھا۔ (کہ راستے میں کھڑے ہو کر مرد اور عورت کو گفتگو نہیں کرنا چاہیے) آپ پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ روز قیامت ایک ندا آئے گی کہ اے لوگو!

اَلَا لَا یَعْرِفَنَّ اَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ کِتَابَهٗ قَبْلَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ

(ابوبکرؓ و عمرؓ سے پہلے کوئی شخص اپنا نامۂ اعمال نہ اٹھائے)

اسے ابن غطریف نے روایت کیا ہے۔

یہ لو دُرّہ اور مجھ سے بدلے لو، خلیفہ وقت کی التجا

حدیث

ملا نے اسے یوں روایت کیا ہے کہ وہ شخص بولا۔ امیر المومنین یہ میری بیوی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بیوی کے ساتھ راستے میں کھڑے ہو کر علیحدگی میں کی جانے والی باتیں نہ کیا کرو۔ وہ بولا۔ امیر المومنین! ہم ابھی مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے ہیں اور مشورہ کر رہے تھے کہ کہاں ٹھہریں۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ اے بندۂ خدا مجھ سے بدلہ لے لو اور ساتھ ہی اس کی طرف اپنا درہ بڑھا دیا۔ کہنے لگا امیر المومنین! یہ درہ آپ ہی کے لائق ہے۔ آپ نے پھر فرمایا۔ اسے پکڑو اور بدلہ لو۔ تین بار آپ نے اسے یہی کہا۔ آخر اس نے کہا میں نے یہ بات اللہ کے لیے چھوڑ دی۔ آپ نے کہا اب اللہ اس پر گواہ ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ عثمان غنی ۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے کہنے پر عبدالرحمٰن بن عوف نے عمر فاروق سے سفارت کی کہ ذرا سختی کم کریں ۔ بسا اوقات کوئی حاجت مند آپ کی ہیبت سے اپنی حاجت نہیں کہہ سکتا ۔ آپ نے فرمایا ۔ قسم بخدا ۔ جب میں لوگوں کے لیے نرم ہوا تو مجھے اس نرمی سے خوفِ خدا آنے لگا ۔ تو سختی کرنے سے بھی خوف خدا دامن گیر ہو گیا ۔ تو پھر چھٹکارا کیسے ہو سکتا ہے ۔ یہ کہ آپ روتے ہوئے چل کھڑے ہوئے ۔ جب کہ آپ کی چادر زمین پر گھسٹتی جارہی تھی ۔

اسے صاحب فضائل عمر نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ نے ایک بار یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

(جب سورج بے نور ہو جائے گا ۔)

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ

(اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے ۔)

پر پہنچے تو غش کھا کر گر گئے اور کئی دن تک کے لیے بیمار پڑھ گئے ۔ لوگ تیمارداری کے لیے آتے رہے ۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ ایک بار (رات میں) عبدالرحمٰن بن مسعود کے ساتھ باہر نکلے ۔ ایک جگہ آپ کو آگ کی روشنی نظر آئی آپ اس گھر میں جا داخل ہوئے ۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا ۔ سامنے شراب پڑھی تھی ۔ اور

ایک گانے والی گا رہی تھی ۔ عمر فاروق اس کے سر پر جا کھڑے ہوئے ۔ آپ نے فرمایا ۔ آج جیسی قبیح منظر رات میں نے نہیں دیکھی ۔ موت کے قریب پہنچا ہوا ایک بوڑھا (اور یہ حال !) بوڑھے نے سر اٹھایا اور کہنے لگا ۔ اے امیر المومنین ! تم نے جو کچھ کیا ہے ، وہ اس سے بھی برا ہے ۔ تم نے تجسس کیا ہے ۔ جبکہ اللہ نے اس سے منع کیا ہے ۔

لَا تَجَسَّسُوْا ۔ (سورہ حجرات آیت نمبر ۱۲)

(کسی کے عیب پر ٹوہ نہ لگاؤ)

پھر تم بغیر اجازت یہاں آ گئے ہو ۔ جبکہ اللہ نے اس سے بھی روکا ہے ۔

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۔ (سورہ نور آیت نمبر ۲۷)

(دوسرے لوگوں کے گھروں میں انس حاصل کیے اور اسلام کہے بغیر نہ داخل ہو ۔)

عمر فاروق نے فرمایا ۔ تم سچ کہتے ہو ۔ یہ کہہ کر آپ فوراً باہر نکل گئے ۔ اور فرمانے لگے ۔ عمر کو اس کی ماں روئے اگر اس کی بخشش نہ ہوئی تو ۔ چنانچہ وہ بوڑھا ایک دن آپ کے پاس شرمندہ سا آیا ۔ آپ نے اسے قریب بلا لیا ۔ اور فرمایا میں نے تمہارا وہ حال آج تک کسی کو نہیں بتلایا ۔ بلکہ اس روز جو میرا ساتھی (ابن مسعود) تھا ۔ اسے بھی اس کی خبر نہیں ۔ بوڑھا کہنے لگا ۔ اس خدا کی قسم جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا آج کی اس مجلس تک میں نے بھی پھر وہ کام نہیں کیا[1]

[1] گویا عمر فاروق رض کا یہ عمل نتیجہ خیز تھا آپ کی گرفت بھی مفید تھی ۔ اور آپ کا معاف کر دینا بھی

یہ دونوں احادیث صاحب فضائل عمر نے روایت کی ہیں ۔

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق نے عبدالرحمٰن بن عوف سے چار سو درہم قرض مانگا ۔ انہوں نے کہا آپ کے پاس تو بیت المال ہے ۔ اس سے قرض لے لو ۔ پھر لوٹا دینا ۔ آپ نے فرمایا ۔ مجھے ڈر ہے کہ قرض لے کر میں مر جاؤں ، آپ اور آپ کے ساتھی کہیں گے ، امیر المومنین سے قرض واپس نہ لو ۔ اور اس طرح وہ میرے میزان میں رکھ دیا جائے گا ۔ آپ سے اس لیے مانگ رہا ہوں کہ آپ کی کنجوسی مجھے معلوم ہے ۔ اگر میں مر بھی گیا تو آپ میری میراث سے وہ وصول کر لیں گے ۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے میرے سامنے گوشت پڑا دیکھا تو فرمایا جابر ! یہ کیا ہے ۔ میں نے کہا ۔ مجھے گوشت کی خواہش ہوئی تو میں نے خرید لیا ۔ آپ نے فرمایا جب بھی طلب ہو خریدتے چلے جاتے ہو ؟ (یعنی فضول خرچی کیوں کرتے ہو) اے جابر اس آیت سے تمہیں ڈر نہیں آتا ۔

اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا

سود مند رہا ۔ یہ واقعہ شیعوں کی کتاب ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد ۱۳ ص

صاحب ناسخ نے اس واقعہ حضرت عمر کی احکام قرآنی سے ناواقفی پر محمول کیا ہے مگر اسے یہ یاد نہیں کہ آپکا تجسس اور بلا اجازت کسی گھر میں جانا رعایا کی خبر گیری اور قیام عدل کے لیے تھا جس پر کوئی اعتراض نہیں ۔

اسے واحدی نے مسنداً روایت کیا ہے ۔

فضیلت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ اپنے نفس کا محاسبہ کیسے کرتے تھے

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر فاروق کے ساتھ ایک بار باہر نکلا ۔ آپ ایک باغ میں چلے گئے ۔ میرے اور آپ کے درمیان باغ کی دیوار حائل ہو گئی ۔ آواز آئی آپ فرما رہے تھے ۔ کیا ابن خطاب امیر المومنین ہے ؟ واہ بھائی واہ ۔ خدا کی قسم اے خطاب کے بچے ! تم اللہ سے ڈرتے رہو ۔ نہیں تو وہ تمہیں عذاب میں مبتلا کریگا ۔

اسے ابن ابی الدنیا نے محاسبہ النفس میں روایت کیا ہے ۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ اپنے نفس سے فرمایا کرتے تھے ۔ آج تم نے کیا کیا ہے ۔ یہ کیا ہے ۔ وہ کیا ہے ؟ اور پھر اپنی پشت پر خود ہی درہ رسید کرتے تھے ۔

اسے صاحب فضائل عمر نے روایت کیا ہے

فضیلتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حقوق العباد کے معاملہ میں کمال احتیاط

حدیث

مسور بن مخرمہؓ کہتے ہیں ہم عمر فاروق کے پاس رہ کر آپ سے احتیاط کا عمل سیکھا کرتے تھے۔

حدیث

سلمہ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر فاروق کے پاس مال غنیمت آیا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہنے لگے ۔ اے امیر المؤمنین ! اگر آپ یہ مال بیت المال میں داخل کر دیں (اور تقسیم نہ کریں) تاکہ مشکل وقت میں کام آئے (تو یہ بہتر ہوگا) آپ نے فرمایا۔ جس بات سے بھی شیطان کو راہی کیا گیا ہو۔ اللہ نے مجھے اس سے محفوظ رکھا ہے۔ کل کے خوف سے آج میں اللہ کی نافرمانی کر لوں؟ میں تو اللہ کے خوف سے ہمیشہ عدل کرتا رہونگا۔ کیونکہ ارشاد خدا ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَحْتَسِبُ ۔ (سورہ طلاق آیت ۳)

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے فراخی کرتا اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے۔ جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

جبکہ میرے بعد والے حکمرانوں پر بڑی آزمائشیں ہونگی۔

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔

دوسرے مہاجر کے لیے چار ہزار وظیفہ مگر خلیفہ کے بیٹے کے لیے صرف سات سو

حدیث

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آغاز ہجرت کے مہاجرین کے لیے چار چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا۔ جب کہ آپ نے اپنے بیٹے کے لیے صرف سات سو مقرر کیا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ کا بیٹا بھی مہاجرین میں سے ہے اسے بھی چار ہزار سے کم نہیں ملنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا وہ خود تو ہجرت کر کے نہیں آیا اسے تو اس کا باپ ہجرت پر ساتھ لے آیا تھا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ایک اونٹ خریدا۔ اور اسے ایک چراگاہ میں بھیج دیا۔ جب وہ موٹا ہو گیا تو اسے (بیچنے کے لیے) لے آیا۔ عمر فاروق بازار میں گئے۔ تو بڑا موٹا تازہ اونٹ دیکھا۔ فرمایا یہ کس کا ہے۔ کہا گیا۔ آپ کے بیٹے عبداللہ کا ہے۔ آپ نے فرمایا واہ بھائی واہ عبداللہ ! امیر المؤمنین کا بیٹا۔ میں یہ سن کر آپ کے پاس دوڑا آیا اور کہا۔ امیر المؤمنین کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا۔ یہ اونٹ کیسا ہے؟ میں نے کہا یہ کمزور سا اونٹ تھا۔ جو میں نے خرید کر چراگاہ میں بھیج دیا۔ اور وہی کچھ مقصد تھا۔ جو دوسرے مسلمانوں کا ہوتا ہے (یعنی تجارت) آپ نے فرمایا لوگ کہیں گے۔ امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹ کو پلاؤ اسے کھلاؤ۔ اس لیے اے بیٹے ! اسے بیچ دو۔ جتنا تمہارا پیسہ تھا وہ رکھ لو دوسرا بیت المال میں دے دو۔

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔

ملکۂ روم نے آپ کی بیوی کو جواہرات بھیجے جو آپ نے بیت المال کو دیدیئے

حدیث

قتادہ کہتے ہیں شاہِ روم کا کارندہ عمر فاروق کے پاس آیا۔ عمر فاروق کی بیوی نے ایک دینار قرض لیا۔ اس سے عطر خریدا اور چند شیشیوں میں بھر کر شاہِ روم کی بیوی کو تحفہ بیج دیا۔ ملکۂ روم نے جواب میں انہیں شیشیوں کو خالی کر کے ان میں جواہرات بھر کر بھیج دیا۔ جو ڈاک والا مدینہ طیبہ میں لے آیا۔ آپ کی بیوی نے جواہرات چٹائی پر بکھیرے ہی تھے کہ اوپر سے آپ آگئے۔ آپ نے فرمایا یہ کیا؟ بیوی نے سارا واقعہ سنایا۔ عمر فاروق نے وہ جواہرات اٹھا کر بیچ دیئے دینار بیوی کو دے دیا۔ اور باقی بیت المال میں جمع کروا دیا[1]۔

حدیث

اضنف بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے سنا ایک بار عمر فاروق کہہ رہے تھے۔ مسلمانوں کے مال سے عمر کے لیے صرف یہی کچھ حلال ہے کہ ایک سردیوں کا لباس لے لے اور ایک گرمیوں کا۔ باقی میں حج اور عمرہ اپنی اولاد کی کمائی سے کرتا ہوں۔ میری حالت ایک عام قریشی مرد کی سی ہے جو نہ سب سے مالدار ہے اور نہ سب سے فقیر۔ آخر میں بھی اہل اسلام میں سے ایک فرد ہوں۔

---

[1] آپ کی جس بیوی نے عطر کا تحفہ روم بھیجا تھا وہ ام کلثوم ہیں جو امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے سگی بہن ہیں۔ اور یہ واقعہ شیعہ کتب میں بھی ہے۔ بلکہ یوں لکھا ہے کہ حضرت علی نے بیٹی اور داماد میں یہ فیصلہ کیا کہ دینار بیٹی کو دلوا دیا۔ اور باقی بیت المال کو۔ دیکھیے شرح نہج البلاغہ (ابن ابی الحدید)

اسے بھی فضائلی نے روایت کیا ہے۔ قلعی نے بھی روایت کیا ہے مگر ساتھ یہ الفاظ بڑھائے ہیں کہ آپنے فرمایا میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ جو ان کا حق ہے وہی میرا ہے۔

حدیث

براء بن معرور سے روایت ہے کہ عمر فاروق ایک روز منبر پر تشریف لائے اور آپ کچھ بیمار تھے۔ میں نے کہا آپ شہد استعمال کریں۔ جبکہ بیت المال میں گھی کا ایک ڈبہ بھی تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے مسلمانوں! اگر تم اجازت دو تو میں اسے لوں۔ ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے آپ کو اجازت دے دی۔

اسے رازی اور فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عاصم بن عمر سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا۔ مجھے بیت المال سے اتنا کچھ کھانا ہی حلال ہے کہ جیسا میں ذاتی مال سے کھا سکتا ہوں۔ یعنی روٹی کے ساتھ صرف زیتون یا گھی۔

آپ کے پاس (کسی کے گھر سے) بسا اوقات کھانے کا تھال آجاتا۔ جو زیتون اور گھی دونوں سے بنا ہوتا تھا۔ آپ لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے کہہ دیتے کہ لوگو! میں عربی آدمی ہوں۔ اس زیتون کا (جو گھی سے ملا ہوا ہے) شائق نہیں۔

حدیث

عمر فاروق کے بیٹے عاصم کہتے ہیں۔ جب آپ نے میری شادی کی۔ تو ایک ماہ تک اللہ کے دیئے ہوئے اپنے مال سے مجھ پر خرچ کرتے ہوئے

پھر فرمایا۔ اب اسے چھوڑ دو! پھر مجھے بلا کر فرمایا۔ اے بیٹے! میں علاقہ عالیہ میں اپنے مال کا حصہ تجھے دیتا ہوں۔ وہاں جا کر اسے علیحدہ کر لو اور بیچ کر اپنے اور گھر والوں کے لیے خرچ کیا کرو۔

اسے ابو معاویہ ضریر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابی سنان دؤلی سے روایت ہے کہ میں عمر فاروق کے پاس آیا آپ کے پاس آغاز ہجرت کے مہاجرین کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ آپ نے عراق کے ایک مفتوحہ قلعہ سے آیا ہوں (کھجوروں وغیرہ کا) ٹوکرا منگوایا، وہ لایا گیا۔ جس میں ایک انگوٹھی بھی تھی۔ جو آپ کے کسی بیٹے (یا پوتے) نے اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ عمر فاروق نے وہ اس کے منہ سے نکال لی۔ اور رو پڑے۔ ساتھ والوں نے پوچھا آپ روتے کیوں ہیں؟ جبکہ اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی (قلعہ فتح کیا) اور دشمن پر آپ کو غلبہ دیا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جن لوگوں پر اللہ نے دنیا فتح فرمائی ان میں اللہ تعالیٰ قیامت تک عداوت اور دشمنی ڈال دیتا ہے۔ اور مجھے اس سے بہت زیادہ خوف رہتا ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق کے پاس عطر لایا گیا۔ آپ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا اور اپنی ناک بند کر لی۔ لوگوں نے کہا جناب یہ کیا؟ آپ نے کہا عطر سے خوشبو ہی تو لی جاتی ہے۔ (جبکہ میں نے یہ عطر خود رکھنا ہے) اس طرح ایک دن تو آپ گھر آئے تو بیوی کے پاس سے عطر کی خوشبو پائی۔

فرمایا یہ کیا ہے؟ کہنے لگی مسلمانوں کے مال کا عطر میں نے فروخت کیا اور اپنے ہاتھ سے وزن کیا ہے۔ چونکہ ہاتھ کو عطر لگ گیا تھا۔ اسے میں نے دوپٹے سے پونچھ لیا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنا دوپٹہ مجھے دے دو۔ آپ نے اسے پانی میں ڈالا مٹی میں ملا۔ پھر اس پر پانی ڈالا۔ تا آنکہ اس سے بو جاتی رہی۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں بیان کیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مجاہد کو راہ خدا میں گھوڑا دیا۔ مگر اس نے اسے ضائع کر دیا۔ میں نے چاہا کہ اسے معمولی قیمت پر اس سے خرید لوں۔ اس بارہ میں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے نہ خریدو اور نہ اپنا صدقہ واپس لو چاہے وہ تمہیں ایک درہم پر واپس کرے کیونکہ اپنا صدقہ واپس لینا ایسے ہے جیسے قے کر کے اسے پھر نگل جاتا ہے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یہ حکم احتیاط اور تقویٰ کا ہے ورنہ اس سوال کا اصل جواب تو سب پر واضح اور مسلم ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق نے یہ آیت پڑھی۔

وَفَاكِهَةً وَّأَبًّا۔ (سورہ عبس آیت نمبر ۳۱)

(ہم نے زمین میں سے پھل اور چراگاہ کو پیدا کیا)

اس کے ساتھ ہی آپ بولے، "اَبّاً کیا ہے؟ پھر فوراً کہنے لگے ہمیں یہ سوچنے کا حکم تو نہیں دیا گیا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ ہم عمر فاروق کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پر قمیص تھی۔ جس میں چار جگہ پیوند نظر آرہا تھا۔ ایک شخص نے یہی آیت (وفاکھۃً و اَبّاً) کے بارہ میں سوال کیا "واَبّاً" کیا ہے؟ فرمایا بس کرو! ہمیں اس تکلف سے روکا گیا ہے۔ پھر آپ نے اپنے نفس سے کہا اے عمر! یہ سوچنا تکلف سے ہے اور اگر تم نہ بھی جان سکو کہ واَبّاً کیا ہے۔ تو تم پر کوئی اعتراض نہیں۔

اسے بغوی اور مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر پوچھی گئی۔ وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۔ آپ نے فرمایا یہ ہوائیں ہیں۔ اور اگر تفسیر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہوتی تو کبھی اپنی طرف سے کچھ نہ کہتا۔ پھر پوچھا گیا۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۔ کیا ہے؟ فرمایا بادل ہیں۔ اور اگر میں نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا تو یہ بات نہ کہتا۔ پھر سوال ہوا۔ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا۔ کیا ہے۔ فرمایا کشتیاں۔ اور اگر نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ نہ سنا ہوتا تو بیان نہ کرتا۔ پھر کہا گیا کہ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۔ کیا ہے؟ فرمایا فرشتے ہیں۔ اور یہ بات بھی نبی علیہ السلام سے اگر نہ سنی ہوتی تو لب پہ نہ لاتا۔

اسے "صاحب فضائل عمرؓ" نے روایت کیا ہے۔

فضیلتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ کا تواضع وانکسار اور نفس کشی۔

کتاب النشر میں ہم نے اس مضمون کا اہم حصہ بیان کر دیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ جب عمر فاروق سے کہا جاتا تھا۔ "اللہ سے ڈرو!" تو آپ بے حد خوش ہوتے اور کہنے والے کا شکریہ ادا کرتے اور فرمایا کرتے۔ اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو ہمیں ہمارے عیب بتلاتا ہے۔

اسے صاحب فضائل نے روایت کیا ہے یعنی امام بغوی نے۔

جب آپ فقیری لباس میں بیت المقدس تشریف لے گئے

حدیث

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ عمر فاروق (بیت المقدس فتح ہونے پر وہاں کی چابیاں حاصل کرنے کے لیے) شام گئے اسلامی لشکر آگے سے آکر ملا۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ نے ایک چادر۔ دو موزے اور ایک عمامہ زیب تن کر رکھا تھا۔ اور اپنی سواری کا سر پکڑ کر اسے ایک جگہ سے پانی پلا رہے تھے۔ اور جوتیاں اتار کر بغل میں دبا رکھی تھیں۔ لشکر نے کہا۔ امیر المؤمنین! آپ کے سامنے یہودی لشکر اور شامی حکمران آنے والے ہیں۔ اور آپ کا یہ حال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم وہ قوم ہیں۔ جنہیں اللہ نے اسلام

کے ساتھ عزت دی ہے، کسی اور طریقہ سے ہمیں عزت بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اسے ملاں اور صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق ؓ نے ایک بار کندھے پر مشکیزہ رکھ لیا۔ ساتھیوں نے کہا۔ امیر المومنین! یہ کیا؟ آپ نے فرمایا۔ میرے نفس نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ میں اسے ذلیل کرنا چاہتا ہوں۔

اسے بھی صاحب فضائل عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق ؓ کو سترہ پیوند لگی گدڑی پہنے دیکھا میں یہ دیکھ کر روتا ہوا گھر لوٹا۔ پھر میں بازار میں آیا تو آپ کو کندھے پر پانی کا مشکیزہ اٹھائے دیکھا۔ اور آپ اسی طرح لوگوں میں پھر رہے تھے۔ میں نے کہا۔ امیر المومنین! آپ نے فرمایا۔ چپ رہو۔ میں تمہیں ابھی بتلاتا ہوں۔ تو میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ نے وہ مشکیزہ ایک بوڑھی عورت کے گھر میں جا رکھا اور اپنے گھر لوٹ آئے میں بھی ساتھ تھا میں نے پھر آپ کی اس حالت کے بارہ میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تمہارے جانے کے بعد میرے پاس روم اور فارس کے نمائندے آئے۔ اور کہنے لگے۔ اے عمر! تمہاری عظمت اللہ کی دین ہے۔ لوگ آپ کے علم و فضل اور عدل کے سبب آپ کے گرویدہ ہیں جب وہ چلے گئے تو میرے دل میں ایک سرور (تکبر) سا پیدا ہو گیا۔ اس لیے میں نے اپنے نفس کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تاکہ تکبر جاتا رہے۔

آپ نے اپنے نفس امارہ کو ذلیل کرنے کا انوکھا طریقہ اپنایا

حدیث

محمد بن عمر المخزومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار عمر فاروق نے ندا کروائی کہ آؤ نماز کی طرف۔ لوگ کثرت سے جمع ہو گئے۔ عمر فاروق ؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور اللہ کی حمد و ثنا کہنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! میں بنی مخزوم سے تعلق رکھنے والی اپنی بعض خالاؤں کا خیال رکھتا ہوں۔ تو مجھے وہاں سے کھجوریں اور منقے ملتے ہیں۔ یوں میرا دن گذر جاتا ہے۔ اور یہ کونسا دن ہے؟" (یعنی عمر فاروق نے بڑی بے تکی سی بات منبر کہدی) اور ساتھ ہی منبر سے اتر آئے۔ عبدالرحمن بن عوف ؓ نے کہا۔ امیر المومنین! اس تقریر سے آپ نے خود کو عیب دار کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس تم پر اے عبدالرحمن! دراصل میں آج علیحدگی میں بیٹھا تھا۔ مجھے میرے نفس نے کہا۔ تم امیر المومنین ہو۔ تم سے بڑا کون ہے؟ تو میں نے نفس کو بتلانا چاہا ہے کہ تمہاری کیا حقیقت ہے۔

اسے بھی فضائلی نے روایت کیا ہے۔

یہاں میرا باپ مجھے اونٹ چرانے میں کوتاہی پر مارا کرتا تھا

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق جب اپنی زندگی کے آخری حج سے لوٹ رہے تھے۔ تو راستے میں وادی ضجنان آئی۔ آپ نے وہاں فرمایا۔ اللہ

کی حمد ہے وہی معبود ہے۔ جسے جو چاہے دیتا ہے۔ میں اس وادی میں اپنے باپ کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ باپ سخت دل اور تند خو تھا میں کام کرتا تو وہ مجھے ہلکان کر دیتا اور نہ کرتا تو سزا دیتا۔ اب صبح آتی ہے شام آتی ہے مگر مجھے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں۔

حدیث

مروی ہے کہ ایک بار آپ نے سر منبر پر فرمایا۔ اے مسلمانو! اگر میں یوں دنیا کی طرف مائل ہو جاؤں۔ اور ساتھ ہی آپ نے اپنا سر ایک طرف کو جھکایا۔ تو تمہارا ردعمل کیا ہوگا۔ ایک شخص تلوار لہراتا ہوا اٹھا اور بولا۔ ہم تمہارا فیصلہ تلوار سے کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھے کہہ رہے ہو۔ بولا ہاں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ عمر فاروق نے اسے تین بار جھڑکا۔ مگر وہ جواب میں آپ کو دھمکاتا رہا۔ اس پر عمر فاروق نے فرمایا۔ اے شخص اللہ تجھ پر رحم کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ رَعِیَّتِیْ مَنْ اِذَا تَعَوَّجْتُ قَوَّمَنِیْ

ترجمہ: اللہ کی حمد ہے کہ اس نے میری رعیت میں وہ لوگ رکھے ہیں۔ جو میرے لڑکھڑانے پر مجھے سیدھا کر سکتے ہیں۔)

اسے ملا نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب بن حذیفہ سہمی کے مرنے سے میری بیٹی حفصہ رض بیوہ ہو گئی تو میں نے عثمان بن عفان سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ آپ چاہیں تو حفصہ کا آپ سے نکاح کر دوں۔ انہوں نے کہا میں دیکھوں گا۔ پھر وہ مجھے ملے تو کہا۔ میں نے فیصلہ یہی کیا ہے کہ نکاح نہ کروں۔

تو میں ابو بکر صدیق سے ملا اور انہیں یہی پیش کش کی۔ مگر وہ بھی خاموش رہے۔ اس کے بعد عمر فاروق نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیدہ کے نکاح کا تذکرہ کیا۔[1]

حدیث

محمد بن زبیر کہتے ہیں کہ مجھے ایک بوڑھے شخص نے جس کے حلق کی ہڈیاں باہم مل چکی تھیں۔ یہ بتلایا کہ عمر فاروق سے ایک بار کوئی مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے ساتھ چلو اور یوں آپ لوگوں کو ساتھ لے کر حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا۔ مرحبا امیر المومنین آ گئے۔ عمر فاروق نے مسئلہ پیش کیا۔ وہ بولے مجھے بلا لیا ہوتا۔ آپ نے فرمایا۔ میرا چل کر آنا ہی حق بنتا تھا۔

اسے ابو البختری نے علی مرتضیٰ کے فضائل میں ایک طویل حدیث کے ضمن روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق کے پاس ایک یمنی چادر آئی۔ جو آپ کے دور میں سارے آمدہ مال سے عمدہ تھی۔ آپ فیصلہ نہ کر پائے کہ یہ کسے دیں۔ اگر ایک کو دیتا ہوں تو دوسرے رنجیدہ ہونگے۔ اور کہیں گے کہ فلاں کو ہم سے بہتر سمجھا گیا ہے۔

چنانچہ آپ نے فرمایا۔ اے صحابہ! بتلائیں وہ کونسا نوجوان ہے جس کی

---

[1] تواضع کے باب میں اسی لیے یہ واقعہ درج کیا گیا ہے کہ کسی شخص کا اپنے ہم عمر ساتھیوں کو اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کرنا انتہائی تواضع نہیں تو کیا ہے۔

تربیت عمدہ کی گئی ہو؟ انہوں نے مسورؓ بن مخرمہ کا نام لیا۔ آپ نے وہ چادر انہیں دے دی۔ اتنے میں حضرت سعد آ گئے اور وہ بولے۔ یہ چادر کیسی ہے۔ مسورؓ نے کہا۔ مجھے امیر المؤمنین نے دی ہے۔ حضرت سعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا مجھے آپ نے یہ گھٹیا چادر دی ہے اور میرے بھتیجے کو اس سے عمدہ؟ آپ نے فرمایا۔ اے ابو اسحاق! میں اگر کسی بڑے شخص کو یہ دیدیتا تو دوسرے صحابی رنجیدہ ہوتے۔ اس لیے میں نے ایک اچھے تربیت یافتہ نوجوان کو دیدی۔ اور تم یہ مت سمجھو کہ میں نے اسے آپ جیسے صحابہ پر فضیلت دے دی ہے۔ حضرت سعد نے فرمایا۔ میں نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ اپنی چادر سے جو آپ نے مجھے دی ہے۔ آپ کے سر پر ضربیں لگاؤں۔ عمر فاروق نے اپنا سر جھکا دیا۔ اور فرمایا۔ ابو اسحاق! بوڑھے کو بوڑھے پر نرمی کرنا چاہیے (یعنی آہستہ مارنا یہ ایک مزاح تھا۔

جب حضرت عمر فاروقؓ کی حضرت اویس قرنی سے ملاقات ہوئی

حدیث: اسید بن جابر سے روایت ہے کہ جب بھی عمر فاروق کے پاس یمن کے لوگ آتے تو آپ ان سے پوچھتے کہ تم میں اویس بن عامر (حضرت اویس قرنیؓ) ہے؟ تا آنکہ ایک دن آپ کو اویس (قرنی) مل گئے۔ آپ نے پوچھا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ آپ نے پوچھا قبیلہ مراد سے؟ کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا خاندانِ قرن سے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ عمر فاروق نے سوال کیا۔ آپ کو برص کی بیماری تھی۔ جو جاتی رہی اور اب ایک درہم کے برابر اس کا ایک داغ باقی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کی والدہ زندہ ہے، انہوں نے کہا ہاں۔ تو

عمر فاروق نے فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے پاس قبیلہ مراد کے خاندان قرن سے یمن کے لوگوں کے ساتھ اویس بن عامر آئے گا۔ جسے برص ہو گی۔ مگر وہ ختم ہو کر اس کا ایک درہم کے برابر نشان باقی رہ گیا ہو گا۔ اس کی والدہ بھی ہو گی۔ جس کا وہ خدمت گذار ہو گا۔ اے عمر! اگر تم اس سے بخشش کی دعا کرا سکو تو کروانا۔ چنانچہ اویسؓ نے آپ کے لیے دعا و استغفار کی۔ بعدازاں آپ نے پوچھا۔ اویسؒ! اب کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کوفہ کا۔ آپ نے فرمایا۔ میں وہاں کے عامل کو تمہارے بارہ میں (نگہداشت کے متعلق) لکھدوں؟ انہوں نے کہا۔ میں تو عام لوگوں ہی میں رہنا پسند کرتا ہوں۔

اس سے اگلے سال کوفہ کے اشراف میں سے ایک شخص حج پر آیا۔ جس کی ملاقات عمر فاروق سے ہو گئی۔ آپ نے اویسؒ کا حال پوچھا۔ اس نے بتلایا کہ جب میں نے اسے دیکھا تھا تو ان کا بوسیدہ مکان تھا اور بہت تھوڑا سامان۔ عمر فاروق نے اسے بھی اویس کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا۔ بعدازاں آپ نے اسے فرمایا۔ اگر تم اویس سے ملاقات کرو تو اپنے لیے بخشش کی دعا کروانا۔ وہ شخص (واپسی پر) حضرت اویسؒ سے ملا۔ اور عرض کیا میرے لیے استغفار کریں۔ انہوں نے فرمایا۔ تم بڑے اچھے سفر (حج) سے ابھی لوٹے ہو۔ تم میرے لیے استغفار کرو۔ اس نے کہا نہیں آپ کریں۔ حضرت اویس نے فرمایا۔ تم عمر فاروق سے ملے ہو گے؟ اس نے کہا ہاں۔ تو حضرت اویسؒ نے جناب عمر فاروقؓ کے لیے استغفار کی۔ اس کے بعد لوگوں کو حضرت اویس کی حقیقت معلوم ہونے لگی۔ تو وہ کہیں روپوش ہو گئے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

فضیلتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عوام پر آپ کی شفقت ان کی خبر گیری اور ان سے انصاف

حدیث

قیس بن ابی حازمہ سے روایت ہے کہ آپ بدری صحابہ کو پانچ پانچ ہزار درہم دیا کرتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ میں بدریوں کو دوسرے صحابہ پر افضیلت دیتا ہوں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بحرین سے لوٹا۔ عمر فاروق نے مجھ سے وہاں کے لوگوں کے بارہ میں سوال کیا۔ میں نے سارا حال بتلایا۔ آپ نے پوچھا۔ ابو ہریرہ! اب کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا پانچ لاکھ درہم لینے۔ آپ نے فرمایا افسوس۔ جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا۔ ایک لاکھ۔ ایک لاکھ ایک لاکھ ایک لاکھ اور ایک لاکھ (یعنی پانچ لاکھ درہم اپنا وظیفہ لینے آیا ہوں) فرمایا۔ تم اونگھ رہے ہو۔ جاؤ جا کر سو جاؤ۔ چنانچہ صبح آپ نے مجھے بلوایا۔ میں حاضر ہوا۔ فرمایا۔ اب بتلاؤ بحرین سے کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا پانچ لاکھ درہم لینے آپ نے فرمایا۔ افسوس ہے تم پر جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں پانچ لاکھ کہہ رہا ہوں۔ فرمایا صحیح؟ میں نے کہا۔ پھر مجھے تو اس سے زیادہ کوئی علم نہیں۔

یعنی میں نے تو یہی سنا ہے کہ آپ بدری صحابیوں کو پانچ پانچ لاکھ درہم دے رہے ہیں۔ (یعنی کسی نے ابو ہریرہ کو پانچ ہزار کی جگہ پانچ لاکھ بتلا دیا تھا۔) تب عمر فاروق نے رجسٹر بنوائے۔ اور ان میں تمام مہاجرین کے لیے پانچ پانچ ہزار اور چار چار ہزار اور امہات المومنین کے لیے بارہ بارہ ہزار درہم وظائف لکھ دیئے۔

حدیث

عدی بن حاتم (مشہور سخی حاتم طائی کا بیٹا) اسے روایت ہے کہ میں اپنی قوم (بنی طے) کے چند افراد کے ساتھ عمر فاروق کے پاس آیا۔ آپ بنی طے کے ایک ایک شخص کے لیے دو دو ہزار وظیفہ مقرر کرتے گئے۔ اور مجھ سے صرف نظر کر دیا۔ میں آپ کے سامنے آیا تو آپ نے چہرہ ادھر کر لیا۔ میں ادھر جا بیٹھا آپ نے چہرہ ادھر پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا۔ امیر المومنین آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا۔ خدا کی قسم! میں تمہیں جانتا ہوں۔ تم اس وقت ایمان لائے جب دوسروں نے کفر کیا۔ تم اس وقت متوجہ ہوئے جب انہوں نے منہ پھیر لیا تھا۔ تم نے تب وفا کی جب دوسرے دھوکہ دے گئے تھے۔ وہ پہلا صدقہ (مال زکوٰۃ) جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے چہرے چمکا دیئے تھے۔ بنی طے کا صدقہ تھا جو تم لے کر آئے تھے۔ اس کے بعد عمر فاروق نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا۔ میں یہ وظائف ان لوگوں کے لیے مقرر کر رہا ہوں جنہیں فاقہ نے تباہ کر دیا ہے۔ جبکہ وہ اپنے قبائل کے سرداران تھے۔ عدی بن حاتم نے کہا۔ اب مجھے کوئی گلہ نہیں۔

اسے بخاری نے مکمل طور پر اور مسلم نے مختصراً روایت کیا ہے۔

حدیث

ابوطفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ نافع بن عبد الحرث کی حضرت عمر فاروق سے وادی عفان میں ملاقات ہوئی۔ جسے آپ نے گورنر مکہ مقرر کیا ہوا تھا۔ نافع نے پوچھا آپ نے اس وادی کا عامل کو کسے مقرر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہاں کا عامل آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک ہے۔ اس نے پوچھا وہ کون؟ آپ نے فرمایا۔ ابن ابزی۔ نافع نے حیرت سے کہا کیا آپ نے ایک آزاد کردہ غلام کو عامل مقرر کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ وہ قرآن کا قاری اور حقوق العباد سے شناسا ہے۔ اور فرمایا۔ کیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن سے بعض لوگوں کو عظمت دیتا اور دوسروں کو ذلیل کر دیتا ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

لیث بن ابی سلیمان سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عمر فاروق دن میں لوگوں کے معاملات میں حد سے زیادہ کوشاں رہتے تھے اور رات کو آخرت کے معاملات میں۔ ایک بار آپ نے فرمایا۔ اگر میں دن کو سو جاؤں تو رعیت ضائع ہو جائے گی اور رات کو سو جاؤں تو خود ضائع ہو جاؤں گا۔ تو پھر میں کیسے سو سکتا ہوں۔

اسے نظام الملک طوسی نے اپنی امالی میں روایت کیا ہے۔

مدینہ طیبہ کی گلیوں میں آپ کا گشت اور غریبوں کی فریاد رسی

حدیث

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں (اسلم) عمر فاروق کے ساتھ بازار میں گیا۔ وہاں آپ کے سامنے ایک نوجوان عورت آئی۔ کہنے لگی۔ اے امیر المؤمنین! میرا شوہر مر گیا اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے۔ قسم بخدا وہ جانوروں کے پائے بھی ہنڈیا پر نہیں چڑھا سکتے۔ نہ بکری ہے نہ فصل۔ مجھے خوف ہے کہ وہ بھوک سے ختم ہو جائیں گے۔ میں حفاف بن ایمن غفاری کی بیٹی ہوں۔ جو حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک سفر تھا۔ عمر فاروق یہ سن کر وہیں کھڑے رہ گئے فرمایا۔ مرحبا۔ یہ تو قریب کا رشتہ نکل آیا۔ اس کے بعد آپ اپنے گھر آئے۔ جہاں ایک قوی اونٹ بندھا تھا۔ آپ نے اس پر غلے کی بھری دو بوریاں رکھیں۔ ساتھ کچھ خرچہ اور کپڑے بھی لیے۔ اور جا کر اونٹ کی لگام اس عورت کو تھما دی۔ فرمایا۔ اسے لے چلو۔ اس غلہ کے ختم ہونے سے قبل اللہ کوئی بہتر صورت پیدا کر دے گا۔ ایک شخص نے کہا امیر المؤمنین! آپ نے اسے بہت مال دے دیا ہے۔ فرمایا۔ تجھے تیری ماں روئے۔ خدا کی قسم۔ میں اس کے باپ اور بھائی دونوں کو جانتا ہوں۔ جنہوں نے بڑے عرصہ تک ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور اسے فتح کیا تھا۔ تب سے ہم ان کا حصہ وفا کر رہے ہیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

آپ ایک غریب عورت کے گھر غلہ سر پہ اٹھا کر لے گئے۔ اور خود کھانا پکا کر دیا

حدیث:

اسلم ہی سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے ایک رات (مدینہ طیبہ) کا گشت کرتے ہوئے دیکھا کہ ایک گھر کے صحن میں ایک عورت بیٹھی ہے۔ اس کے آس پاس بچے رو رہے ہیں۔ اور آگ پر ایک ہنڈیا پانی سے بھری رکھی ہے۔ عمر فاروق رض دروازے کے قریب آئے۔ اور فرمایا۔ اے اللہ کی بندی! یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگی۔ بھوک سے۔ فرمایا یہ آگ پر ہنڈیا کیسی ہے؟ اس نے کہا اس میں پانی ڈالا ہوا ہے بچوں کو بہلا رہی ہوں تاکہ سو جائیں اور انہیں باور کرا رہی ہوں کہ کھانا پک رہا ہے۔ عمر فاروق بیٹھ کر رونے لگے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر آپ دارالصدقہ میں آئے۔ ایک بوری لی جس میں آٹا، گھی، چربی، کھجوریں کپڑے اور درہم ڈال کر اسے بھر دیا۔ اور کہا اسلم! اسے میرے سر پر رکھواؤ! میں نے کہا امیر المومنین! میں اٹھاتا ہوں۔ فرمایا۔ اسلم تمہاری کوئی ماں نہیں (ناراضگی کا لفظ ہے) اسے میں ہی اٹھاؤں گا۔ کیونکہ روز قیامت سوال بھی مجھ ہی سے ہونا ہے۔ اسلم کہتا ہے۔ پھر آپ نے وہ بوری اٹھائی اور اس عورت کے گھر میں جا کر رکھی۔ پھر آپ نے ہنڈیا لی۔ اس میں آٹا ڈالا اور کچھ چربی اور کھجوریں ڈالیں۔ اور خود ہنڈیا میں حرکت دیتے اور آگ کو پھونکوں سے روشن کرنے لگے۔ چونکہ آپ کی داڑھی بڑی تھی۔ اس لیے دھواں داڑھی کے اندر سے نکلنے لگا۔ چنانچہ آپ نے (اس دور کا وہ کھانا سا پکایا اور خود برتنوں میں ڈال ڈال کر سب کو دیا۔ تا آنکہ وہ سیر ہو گئے اور آپ پلٹ آئے۔

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔

آپ کے دور خلافت میں پیدا ہونے والے قحط میں آپ کے شب و روز

حدیث:

اسلم سے ہی مروی ہے کہ عمر فاروق ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ قحط کا زمانہ تھا۔ افطار کے وقت زیتون میں ٹکڑے ٹکڑے کرکے بھگوئی ہوئی روٹی (یعنی ثرید) آپ کے پاس لائی جاتی تھی۔ تا آنکہ ایک دن آپ نے اونٹ ذبح کروا کے لوگوں کو کھلائے۔ لوگ آپ کے پاس ان میں سے اچھا سا پکا ہوا گوشت لے آئے۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے ہی تو اونٹ ذبح کروائے ہیں۔ انہی کا یہ گوشت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ واہ واہ۔ میں بھی بڑا حکمران ہوا۔ اچھا گوشت خود کھا جاؤں اور ہڈیاں لوگوں کو دے دوں ہٹا لے جاؤ یہ پیالہ! اور کوئی دوسرا کھانا لاؤ۔ تو وہی زیتون اور روٹی لائی گئی۔ آپ نے روٹی کے ٹکڑے کرکے انہیں زیتون میں بھگویا۔ اور فرمایا۔ اے یرفا (ایک غلام) یہ پیالہ فلاں گھر والوں کو دے آؤ۔ کیونکہ میرا خیال ہے وہ تین دن سے کھانے کے محتاج ہیں۔ اسے لے جا کر ان کے سامنے رکھ دو۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

اے پیٹ تو آواز نکال یا خاموش رہ لوگوں کو کھانا دیئے بغیر تجھے کھانا نہیں ملے گا

حدیث:

مروی ہے کہ قحط کے سال[1] میں لوگوں کی بھوک شدت اختیار کر گئی۔ ان

[1] یہ ۱۸ھ کا واقعہ ہے۔ اسے عام الرماد کہتے ہیں۔ کیونکہ خشک سالی کی وجہ سے ہر سو دھول

دنوں جو زیتون اور کھجوریں نایاب ہو گئیں۔ (کیونکہ لوگ گندم کی جگہ کھجوریں اور زیتون استعمال کرنے لگے تھے) اور کھانے کے وقت عمر فاروق کو صرف گھی ہی دستیاب ہوتا تھا۔ آپ نے اس وقت قسم اٹھائی کہ جب تک سب مسلمانوں پر کشادگی نہیں ہو جاتی میں گھی استعمال نہیں کرونگا۔ چنانچہ جب کبھی آپ سالن کے بغیر جَو کی روٹی کھاتے تو پیٹ میں ہوا بھر جاتی اور اس میں سے آواز آنے لگی۔ آپ پیٹ پر ہاتھ رکھ کر فرماتے۔ آواز نکال یا خاموش رہ۔ جب تک مسلمانوں کو قحط سے نجات نہیں مل جاتی تجھے سالن نہیں مل سکے گا۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ کی بیوی نے آپ کے لیے گھی خریدا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کیا اس نے کہا۔ یہ آپ کے خرچہ سے نہیں میں نے اپنے ذاتی مال سے خریدا ہے آپ نے فرمایا۔ جب تک یہ چیز سب مسلمانوں کو نہیں مل جاتی میں اسے نہیں کھاؤں گا۔

یہ دونوں احادیث صاحب فضائل عمر نے روایت کی ہیں۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق قحط کے دنوں باہر گئے۔ تو وہاں کچھاروں کی شکل میں بیس خیمے دیکھے۔ آپ نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا ایسا کیوں کیا گیا ہے؟ کہنے لگے۔ غربت کی وجہ سے۔ اور ساتھ ہی وہ مردار کی کھال نکال لائے۔ جسے وہ لوگ بھون کر کھاتے تھے۔ اور مردار کی ہڈیاں

اڑنے لگی تھی۔ چھ ماہ یہ کیفیت رہی یہ قحط صرف علاقہ حجاز میں تھا باہر نہیں آپ نے ان دنوں غلہ چوری کرنے والے پر حد جاری کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔

پیس کر انہیں پھانک لیتے تھے۔ (یعنی گندم وغیرہ نہ ملنے کی وجہ سے۔ کیونکہ مردار کی خشک کی ہوئی کھال اور خشک ہڈیاں پاک ہوتی ہیں) ابو ہریرہ رض کہتے ہیں میں نے عمر فاروق کو دیکھا کہ آپ نے اپنی چادر ایک طرف پھینک دی اور (اپنے ساتھ لے جائے ہوئے آٹا) سے روٹیاں پکا پکا کر انہیں کھلائیں۔ اور انہیں سیر کر دیا۔ پھر اسلم کو مدینہ طیبہ بھیجا۔ جو وہاں سے بہت سے اونٹ لے آیا۔ جو آپ نے انہیں دے دیئے۔ پھر انہیں کپڑے بھی دیئے۔ اور بعد ازاں ان کے پاس اور کبھی دوسرے غریب لوگوں کے پاس پہنچتے رہے تاآنکہ اللہ نے قحط اٹھا لیا۔

ایک قریب المرگ فقیر شخص پر آپ کا فقید المثال احسان

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق اپنے ساتھیوں سمیت حج کے لیے نکلے۔ جب مقام ابواء پر پہنچے تو راستے کی ایک طرف اونچے کنارے پر ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ اے قافلہ والو ٹھہرو! وہ ٹھہر گئے۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ باباجی! کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ وہ کہنے لگا۔ تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں وہ وصال فرما گئے ہیں۔ کہنے لگا وصال فرما گئے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ تو وہ اس قدر رویا کہ ہمیں یوں لگا جیسے وہ مر جائے گا۔ پھر وہ بولا۔ آپ کے بعد امت کا والی کون بنا ہے؟ آپ نے فرمایا "ابوبکر" وہ بولا یعنی بنی تمیم کا برگزیدہ شخص۔ تو کیا وہ تم لوگوں میں ہے؟ فرمایا نہیں وہ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر وہ پھر رو پڑا اور ہم اس کے رونے کی آواز سنتے رہے۔ بوڑھا کہنے لگا۔ ابوبکر رض کے بعد کون حکمران بنا؟

لوگوں نے کہا۔ عمر بن خطاب۔ کہنے لگا۔ بنو امیہ کے سفید آدمی (یعنی عثمان بن عفانؓ) کو کیوں نہ حکمران بنایا گیا۔ وہ تو بڑا شریف تھا۔ تاہم اگر عمر میں ابوبکر کی سی صداقت ہے تو بھی خیر ہے۔ تو کیا عمر تم میں ہے! لوگوں نے کہا وہی تو ابھی تم سے بات کر رہے تھے۔ کہنے لگا۔ اے عمر! میری مدد کرو میرا کوئی مددگار نہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ تم کون ہو! غوث (مددگار) تو قریب کھڑا ہے۔ بوڑھا کہنے لگا۔ میں بنی ملیک کا ایک فرد ابوعقیل ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔ انہوں نے مجھے دعوتِ اسلام دی تو میں آپ پر ایمان لایا۔ اور آپ کے پاس آمدہ وحی کی تصدیق کی۔ اس موقع پر آپ نے ستو نوش فرمائے اور اپنا پس خوردہ مجھے دے دیا۔ اب جب مجھے بھوک لگتی ہے تو ستوؤں کے اس شربت کی سیری محسوس کرتا ہوں۔ پیاس لگتی ہے تو اس کی سیرابی اور گرمی آلیتی ہے تو اس کی ٹھنڈک سینے میں محسوس کرنے لگتا ہوں۔ پھر میں سفید پہاڑی چوٹی پر اپنی بکریاں لے گیا۔ میں دن رات میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھتا۔ اور دس ذی الحجہ کو ایک بکری قربانی کے لیے ذبح کرتا ہوں۔ تاآنکہ اب کا سال آیا تو ہمارے پاس صرف ایک بکری رہ گئی جس کا دودھ پی کر ہم زندگی کے سانس لیتے رہے۔ گزشتہ رات اسے بھیڑیئے نے اچک لیا۔ تاہم بھاگ کر ہم نے اسے (زخمی حالت میں حاصل کرکے) ذبح کر لیا اور کھا لیا۔ اب ہم آپ کے پاس آگئے ہیں۔ ہماری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ مددگار آپہنچا۔ مددگار آپہنچا۔ تم ہمیں پانی لا دو۔ راوی کہتا ہے۔ ہم ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اور کھانا کھانے لگے وہ منظر مجھے اب بھی نظر آتا ہے۔ کہ عمر فاروق راستے کی ایک اونچی جگہ قناعت کناں بیٹھ گئے۔ بوڑھے (کے پانی لانے) کا انتظار کرنے لگے۔

چنانچہ جب ہم وہاں سے کوچ کرنے لگے۔ تو عمر فاروقؓ نے پانی والے شخص (جس سے وہ بوڑھا پانی لایا تھا) کو بلا کر اس سے بوڑھے کا تعارف کروایا۔ اور حکم دیا کہ جب بھی یہ بوڑھا تمہارے پاس آئے اسے اپنا اور بچوں کا خرچہ دیتے رہنا۔ میں (حج سے) واپسی پر تمہارے پاس آؤنگا۔ (اور خرچہ ادا کروں گا۔) چنانچہ ہم نے حج کیا۔ اور واپس ہوئے۔ جب ہم اس منزل پر پہنچے۔ تو عمر فاروق نے پانی والے کو بلا کر پوچھا کہ تم بوڑھے کے ساتھ بھلائی کرتے رہے ہو۔ یا نہیں! کہنے لگا ہاں امیر المومنین! وہ آپ کے وعدہ کے مطابق میرے پاس آیا۔ تین دن یہاں بیمار رہا۔ اور پھر مر گیا۔ تو میں نے اسے دفن کیا اور یہ اس کی قبر ہے عمر فاروق نے قبر پر جا کر نماز پڑھی۔ پھر قبر کو بازوؤں میں لے کر روتے رہے۔ اور فرمایا۔ اللہ نے دنیا کی امداد تمہارے لیے اچھی نہ سمجھی اور اپنی اخروی نعمتوں سے نواز دیا۔ بعد ازاں عمر فاروق بوڑھے کی اہل وعیال کو مدینہ منورہ لے آئے اور تادم آخران پر مال خرچ کرتے رہے۔

حدیث

مروی ہے کہ جب کبھی آپ کے پاس اطرافِ مملکت اسلامیہ سے وفود آتے آپ ان سے وہاں کے باشندوں کے حالات دریافت کیا کرتے وفود کے لوگ آپ کو بتلاتے تھے کہ فلاں شہر کے باشندے امیر المومنین اور سطوتِ شاہی سے خائف رہتے ہیں۔ فلاں علاقہ کے لوگ کشتیوں کی برداشت سے زیادہ مال کشتیوں میں بھر کر مدینہ طیبہ میں آرہے ہیں۔ اور فلاں علاقہ کی مسجد میں ہم نے ایک شخص کو سجدہ میں پڑھ کر یہ دعا کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ اے اللہ! امیر المومنین عمر فاروق کی لغزشیں معاف فرما۔ اور ان کے درجات بلند فرما۔ یہ سن کر عمر فاروق جواب دیتے۔ جو لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں۔ اگر وہ عمر

کے لیے بھلائی چاہتے ہیں (اس کی بات مانتے ہیں) تو انہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اموال تو بیت المال کا حصہ ہیں۔ نہ وہ عمر کے ہیں نہ عمر کی اولاد کے رہی وہ دعا جو تم لوگ سنا کر آئے ہو۔ تو مجھے یہ امید نہیں کہ اللہ صالحین کی دعائیں رد کر دے گا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے بخش دیگا۔

جب آپ نے ایک گورنر کو تین دن تک دھوپ میں کھڑا کیے رکھا

حدیث:

مروہ بن رویم سے روایت ہے کہ عمر فاروق لوگوں سے پوچھ گچھ کرتے رہتے اور مختلف علاقوں سے آنے والے وفود سے وہاں کے افسرانِ حکومت کا کردار معلوم کرتے رہتے تھے۔ ایک دن اہلِ حمص سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ فرمایا۔ تمہارا حال کیا ہے اور تمہارے امیر کا طریقۂ کار کیا ہے؟ وہ کہنے لگے۔ اے امیر المومنین وہ بہترین گورنر ہے۔ تاہم اس نے اپنی بلند عمارت بنوائی ہے جس میں وہ بیٹھتا اور (فیصلے کرتا) ہے۔ تو آپ نے ایک شخص کو خط دے کر بھیجا اور ساتھ حکم دیا کہ جاؤ اس کے محل کے دروازہ پر لکڑیں جمع کرکے اس کا دروازہ جلا کر راکھ کر دو۔ تو وہ شخص حمص پہنچا اور حسب حکم امیر المؤمنین، محل کا دروازہ خاکستر کر دیا۔ لوگ محل میں گئے اور گورنر کو بتلایا کہ ایک شخص نے تمہارے دروازہ کو آگ لگا دی ہے۔ اس نے کہا اسے اندر لے آؤ۔ یقیناً وہ عمر فاروق کا بھیجا ہوا ہوگا۔ تو وہ شخص اندر گیا اور عمر فاروق کا خط پیش کر دیا۔ گورنر نے خط پڑھا اور اسے زمین پر رکھتے بغیر وہیں سے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اور مدینہ (طیبہ) آپہنچا۔ عمر فاروق نے اسے دیکھتے ہی حکم دیا کہ اسے پکڑ کر لاؤ۔ اور تین دن دھوپ میں کھڑا رکھو۔ چنانچہ تین روز اسے یہ سزا

دی گئی بعد ازاں آپ اس کے پاس پہنچے (جہاں وہ بندھا ہوا تھا) آپ نے فرمایا "حرہ" چلو۔ (یعنی زکوٰت کے جانوروں کا باڑہ جہاں اونٹ اور بکریاں بندھی ہوتی ہیں) جب وہ وہاں پہنچا تو فرمایا۔ کپڑے اتار کر یہ چادر (لنگوٹ) پہن لو۔ اور یہ لو ڈول اس سے اونٹوں کو پانی پلایا کرو۔ تو وہ پانی پلا پلا کر عاجز آگیا۔ ایک دن آپ نے اسے فرمایا۔ اے ابن قرط! تم نے کتنے دن گورنری کی؟ اس نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین! "تھوڑا عرصہ" آپ نے فرمایا۔ تو اس لیے تم نے محل بنا ڈالا اور سب مسلمانوں اور یتیموں اور غربا پر اپنی بڑھائی دکھانا چاہی؟ اب جاؤ گورنری کرو اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا[1]

حدیث:

ابراہیم سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اگر معلوم ہو جاتا۔ کہ فلاں گورنر مریض کی عیادت نہیں کرتا اور نہ کوئی کمزور شخص اس تک پہنچ سکتا ہے، تو آپ اسے معزول کر دیا کرتے تھے۔

---

[1] یاد رہے کہ یہ گورنر ابن قرط۔ جسے عمر فاروق نے محل بنانے پہ سزا دی تھی خط پاتے ہی فوراً گھوڑے پر اس لیے سوار ہوا کہ اسے خط میں یہی حکم تھا کہ فوراً دربارِ خلافت میں پیش ہو جاؤ۔ یہ واقعہ شیعہ مؤرخ بھی ذکر کرتے ہیں۔ مگر نہ جانے عمر فاروق کی عدالت کا اعتراف کیوں نہیں کرتے۔ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات خلفا جلد ۲ ص ۱۷ تاہم ناسخ التواریخ میں یہ واقعہ گورنر کوفہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارہ میں ہے مگر حضرت سعد کی سیرت کردار اور پرہیزگاری کے پیش نظر اسے آپ کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ یقیناً اس سے مراد کوئی دوسرا گورنر ہے جسکا نام ابن قرط اوپر گزر چکا ہے۔

یہ دونوں احادیث سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کی ہیں۔

جب آپ نے ایک گورنر کو تین دن تک دھوپ میں کھڑا کیے رکھا

حدیث۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کچھ تاجر مدینہ شریف سے باہر عید گاہ کے قریب آکر فروکش ہوئے۔ عمر فاروق نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ آپ انہیں چوری وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لیے رات کو ان کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ (انہوں نے حامی بھری) چنانچہ دونوں (عمر فاروق رض اور عبدالرحمٰن رض) نے چند راتیں ان کی نگہداری کی۔ اور اللہ کا فرض کردہ کام بجا لائے۔ ایک رات عمر فاروق نے (وہاں سے) ایک بچے کے رونے کی آواز سنی۔ آپ ادھر متوجہ ہوئے اور اس کی ماں سے کہا اللہ سے ڈر اور بچے کی حفاظت کیا کر۔ یہ کہہ کر آپ اپنے ٹھکانے پر آ گئے۔ مگر دوبارہ پھر وہی آواز آئی۔ آپ نے پھر اس کی ماں سے وہی کچھ کہا اور لوٹ آئے مگر ابھی آکر بیٹھے تھے کہ پھر بچہ رونے لگا۔ آپ گئے اور کہا۔ تم بڑی بُری ماں ہو۔ کیا بات ہے ساری رات یہ بچہ کیوں نہیں سو سکا۔ وہ کہنے لگی۔ آج شب اللہ کے عبد (دودھ پلانے) نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ میں اس کا دودھ چھڑوا رہی ہوں مگر یہ مانتا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیوں چھڑوا رہی ہو؟ وہ بولی کیوں کہ عمر فاروق نے دودھ چھڑوائے ہوئے بچوں کے وظائف مقرر کر رکھے ہیں۔ (اور میں بھی چاہتی ہوں کہ قبل از وقت اس کا دودھ چھڑوا دوں تاکہ وظیفہ مل سکے) آپ نے فرمایا۔ اس کی عمر؟ اس نے کہا اتنے ماہ۔ آپ نے فرمایا۔ ابھی اس کا دودھ مت چھڑواؤ۔

چنانچہ صبح آپ نے نماز پڑھوائی مگر لوگوں کو کچھ پتہ نہ چلا۔ کیونکہ آپ پر گریہ طاری تھا۔ اور سلام کہتے ہی آپ نے فرمایا۔ عمر کی بدبختی ہے۔ مسلمانوں کے کتنے ہی بچے ضائع ہو گئے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اعلان فرمایا۔ کہ بچوں کا دودھ جلد چھڑوانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ آج سے ہم مملکت میں پیدا ہونے والے ہر بچہ کا (ولادت کے ساتھ ہی) وظیفہ مقرر کر رہے ہیں اور یہ حکم آپ نے تمام اطرافِ حکومت میں بھجوا دیا۔

جب ایک شخص نے بھرے مجمع میں آپ کے لباس پر اعتراض کیا

حدیث

مروی ہے کہ آپ کے پاس یمن کی چادریں آئیں۔ جو آپ نے تقسیم کر دیں بعد ازاں آپ منبر پر تشریف لائے اور آپ نے چادروں سے سلا ہوا جبّہ زیب تن کر رکھا تھا۔ ابھی آپ نے اتنا ہی فرمایا تھا۔ اے لوگو سنو! اللہ تم پر رحم کرے کہ ایک شخص لوگوں میں سے کھڑا ہو گیا۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم! ہم نہیں سنیں گے۔ آپ نے فرمایا کیوں اے اللہ کے بندے؟ اس نے کہا۔ اے عمر رض! اس لیے کہ آپ دنیا داری میں ہم سے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں آپ نے ایک چادر دی ہے اور خود چادروں سے جبّہ پہن کر آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ میرا بیٹا عبداللہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا۔ امیر المؤمنین! میں حاضر ہوں۔ آپ نے پوچھا اس جبّہ میں کتنی چادریں ہیں۔ اور کس کس کی ہیں۔ انہوں نے کہا ایک تو میری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے شخص! تم نے اعتراض کرنے میں جلدی کی ہے۔ میری پہلی چادر پرانی ہو گئی تھی میں نے اس کے ساتھ عبداللہ کی نئی چادر ملائی (اور جبّہ بنوا لیا) اس

شخص نے کہا۔ اب ہم آپ کی بات سنیں گے بھی اور مانیں گے بھی۔
اسے ملاں نے اپنی سیرت میں بیان کیا ہے۔

ملک شام کے راستے میں ایک خیمے والی بوڑھی عورت اور عمر فاروق رضؓ کی دلچسپ گفتگو

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات عمر فاروق معروف گشت تھے۔ آپ نے دیکھا (مدینہ سے باہر) ایک خیمہ کے باہر صحن میں کوئی دیہاتی سا انسان بیٹھا تھا۔ آپ اس کے قریب جا کر بیٹھ گئے اور گفتگو شروع کر دی۔ فرمایا۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ ابھی اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ خیمہ میں سے کسی کے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ روتا کون ہے؟ دیہاتی نے کہا۔ اے شخص! یہ تمہارے بتانے کی بات نہیں۔ اندر میری عورت دردِ زہ میں مبتلا ہے (بچہ پیدا ہونے والا ہے) عمر فاروق فوراً اٹھ کر اپنے گھر آئے اور آتے ہی اپنی بیوی (اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی بیٹی) سے فرمایا۔ ام کلثومؓ! کپڑے بدلو اور میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ آپ دوبارہ وہیں پہنچے اور اسے کہا۔ اس عورت کو اندر جانے کی اجازت ہے؟ اس نے اجازت دی۔ سیدہ ام کلثوم اندر گئیں۔ اور چند ہی ساعات بعد باہر آ کر فرمانے لگیں امیر المومنین اپنے ساتھی کو لڑکے کی پیدائش کی مبارک دیدیں۔ عمر فاروق نے فوراً اسے بشارت دی اور معذرت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے شخص تم پر کوئی پابندی نہیں مگر یہ کہ صبح ہمارے پاس ضرور آنا۔ وہ صبح آپکے پاس آیا آپ نے اس کے بیٹے کیلئے وظیفہ مقرر کر دیا۔

دردِ زہ میں مبتلا ایک نادار عورت پر آپ کا عظیم احسان

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق شام سے مدینہ طیبہ کو لوٹتے ہوئے اپنے قافلہ سے ہٹ کر محوِ سفر ہوئے۔ تاکہ راستے میں آنے والے شہروں کے حالات خود معلوم کر سکیں۔ ایک جگہ آپ نے خیمہ میں بوڑھی عورت دیکھی۔ آپ اس کے قریب گئے اور فرمایا۔ اماں! آج کل عمر کیا کر رہا ہے؟ وہ بولی۔ سنا ہے شام سے واپس آ رہا ہے۔ اللہ اسے میری طرف سے اچھی جزا نہ دے۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس۔ وہ کیوں؟ وہ بولی۔ اس لیے کہ آج تک مجھے اس کی طرف سے کچھ نہیں ملا۔ درہم نہ دینار۔ آپ نے فرمایا۔ تم پر افسوس عمر کو تمہارے حال کا کیا پتہ ہے؟ تم تو ایسی دور افتادہ جگہ پڑی ہیں۔ اماں نے کہا۔ سبحان اللہ! کیا خیال ہے۔ ایک شخص حکومت کرتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ میری حکومت کے دونوں اطراف کے درمیان کیا ہو رہا ہے۔ یہ سن کر عمر فاروق رو پڑے اور اٹھتے ہوئے بولے۔ ہائے عمر۔ ہائے لوگوں کے سوالات۔ اے عمر! تم سے تو ہر کوئی شخص زیادہ سمجھدار ہے۔ پھر آپ نے اماں سے کہا۔ تم پر عمر کی طرف سے جو زیادتی ہوئی ہے۔ میں عمر کی طرف سے اس کا معاوضہ دینے کو تیار ہوں۔ فرمائیں۔ وہ کتنا بنتا ہے؟ کیونکہ میں اسے آگ سے بچانا چاہتا ہوں۔ اماں بولی۔ مجھ سے مزاح نہ کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے عمر بولے۔ یہ مزاح نہیں۔ چنانچہ آپ اس سے تکرار کرتے رہے۔ تا آنکہ آپ نے اس پر کی گئی زیادتی پچیس دینار سے خرید لی۔ ابھی دونوں کی یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود وہاں آ پہنچے۔ اور آواز دی۔ اے امیر المومنین السلام علیکم۔ اماں (افسوس سے) سر پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ ہائے بربادی

ہیں امیر المؤمنین کے سامنے ان کی توہین کرتی رہی۔ عمرؓ بولے۔ اماں آپ پر
کچھ افسوس نہیں اللہ آپ پر رحم کرے۔ عمر فاروقؓ نے چمڑے کا ایک ٹکڑا
منگوانا چاہا۔ تاکہ اس پر کچھ لکھیں مگر وہ نہ ملا۔ آپ نے اپنے زیب تن تھیلے کا کچھ
حصہ پھاڑا اور اس پر لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ تحریر نامہ ہے اس امر کا کہ عمرؓ نے
اپنے دور حکومت میں فلاں عورت پر کی ہوئی زیادتی اس سے پچیس دینار پر
خرید لی۔ اس لیے وہ روز حشر اللہ کے حضور عمر پر کوئی دعویٰ نہیں کر سکتی۔ علیؓ
بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اس پر گواہ ہیں۔ آپ نے یہ تحریر علی مرتضیٰؓ
کو دیتے ہوئے فرمایا۔ اگر میں آپ سے پہلے فوت ہو جاؤں تو اسے میرے کفن
میں رکھ دینا۔

اپاہج بڑھیا کو روزانہ کون روٹی پکا دیا کرتا تھا؟

حدیث

اوزاعی سے مروی ہے کہ عمر فاروق ایک بار رات کو گشت کے لیے نکلے۔ حضرت
طلحہ نے آپ کو دیکھ لیا۔ عمر فاروق پہلے ایک گھر میں داخل ہوئے۔ پھر دوسرے میں
صبح حضرت طلحہؓ اس گھر میں پہنچے تو وہاں ایک اندھی اور اپاہج بڑھیا بیٹھی تھی۔
آپ نے اس سے پوچھا۔ رات تمہارے پاس جو شخص آیا تھا۔ وہ کیا بات تھی؟ وہ بولی
وہ ایک عرصہ سے آتا ہے۔ ضروریات پوری کر جاتا ہے۔ اور تکلیف دور کر جاتا ہے
حضرت طلحہ نے (اپنے نفس سے) کہا۔

ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اَعَثَرَاتِ عُمَرَ تَتَّبِعُ؟

(تجھے تیری ماں روئے۔ کیا تو عمر کی خطائیں ڈھونڈ رہا ہے؟)

اسے صاحب صفوہ اور فضائلی نے روایت کیا ہے۔

دوران خلافت آپ کی سادگی دیکھ کر شاہ کسریٰ کا نمائندہ اسلام لے آیا

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق لوگوں کے احوال دریافت کرنے مدینہ طیبہ سے باہر چلے
جاتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک درخت کے سائے میں نماز ظہر پڑھی۔ جو
مدینہ طیبہ سے بہت دور تھا۔ پھر وہیں سر رکھ کر تھوڑی دیر کے لیے سو گئے وہاں
سے ایک کافر شخص (شاہ کسریٰ کا نمائندہ) گزرا۔ وہ آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر
کہنے لگا۔ "عمر! تم نے عدل کیا اور مزے سے سوئے۔" جب آپ بیدار ہوئے
اس نے آپ کے قدم چومے اور اسلام لے آیا۔ عمر فاروق رو پڑے فرمایا۔ عمر ہلاک
ہو جائے گا اگر اللہ نے اس پر رحم نہ کیا۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر فاروق نے ایک شخص کو حرم
مکہ سے گھاس کاٹتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا تم جانتے نہیں کہ ایسا کرنے سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنی حاجت پیش
کی آپ کو اس پر رحم آ گیا۔ اور اسے کچھ دیدیا۔

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے برتن میں پانی منگوایا۔ اور ایک بیمار (ایڑی میں درد کی بیماری والے)
کو دیا۔ اس شخص میں یہ مرض بڑی تیزی سے ظاہر ہوئی تھی۔ اس نے وہ پانی

پیا۔ عمر فاروق نے اس سے برتن واپس لیا۔ اور جہاں اس بیمار شخص نے منہ رکھ کر پیا تھا۔ وہیں سے آپ بھی پینے لگے۔ آپ یہ اس لیے کر رہے تھے تاکہ دل میں مرض کے بارہ میں وساوس پیدا نہ ہوں۔ آپ نے اس مریض کے لیے جو بھی اچھا طبیب سنا۔ اسے بلوایا (مگر شفا ندارد) تا آنکہ دو یمنی مرد آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے پاس اس بھلے آدمی کا کوئی علاج ہے؟ یہ مرض اس میں بڑی تیزی سے آیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ مرض جانے والی نہیں اور نہ ہمارا اس پر کوئی بس ہے۔ تاہم۔ ہمارے پاس علاج ہے جس سے یہ بیماری رک جائے گی۔ بڑھے گی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو بڑی شفا ہے کہ مرض نہ بڑھے وہ کہنے لگے۔ آپ کے علاقہ میں اندرائن (ایک کانٹے دار اور سخت کڑوی بوٹی) ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، وہ بورے۔ وہ کچھ جمع کروائیں۔ آپ نے حکم دے کر اندرائن کے دو بڑے تھیلے منگوا لیے۔ تو دونوں یمنیوں نے اس کی ہر شاخ کو درمیان سے پھاڑ ڈالا اور بیمار کو لٹا کر اس کا ایک ایک پاؤں پکڑ لیا۔ اور تلووں میں وہ شاخیں ملنا شروع کر دیں۔ جب ایک ختم ہو جاتی تو دوسری لیتے تھے۔ تا آنکہ اندرائن اس کی تھوک میں آنے لگی۔ سبز سبز تب انہوں نے اسے چھوڑا اور کہا۔ اے عمر! اب اس کی بیماری بڑھے گی نہیں۔ راوی کہتا ہے۔ پھر تا عمر اس کی مرض وہیں تھمی رہی۔ آگے نہ بڑھ سکی۔

اسے ابو مسعود احمد بن فرات حنبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جناب عمر فاروق نے اہل مدینہ سے ہیں اپنی عورتوں سے دور رہنے والے (مجاہدین) مردوں کو حکم نامہ بھجوایا کہ تم یا واپس آجاؤ یا اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور یا انہیں خرچہ بھیجو۔ اور جو

شخص طلاق دے وہ زمانہ غیر حاضری کا خرچہ ادا کرے۔

اسے ابہری نے روایت کیا ہے۔

کوئی مجاہد اپنی بیوی سے دور محاذ پر چار ماہ سے زائد نہ رہے فاروقی حکم نامہ

حدیث

مروی ہے کہ ایک رات حضرت عمر فاروق مدینہ طیبہ کا گشت کر رہے تھے آپنے سنا کہ (ایک گھر سے آواز آئی) ایک عورت کہہ رہی تھی۔

اَلاطَال هٰذَا اللَّيْلُ وَازْوَرَّ جَانِبُهٗ — وَلَيْسَ اِلٰى جَنْبِیْ خَلِيْلٌ اُلَاعِبُهٗ

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ تُخْشٰى عَوَاقِبُهٗ — لَزُعْزِعَ مِنْ هٰذَا السَّرِيْرِ جَوَانِبُهٗ

مَخَافَةُ رَبِّیْ وَالْحَيَاءُ يَرُدُّنِیْ — وَاُكْرِمُ بَعْلِیْ اَنْ تُنَالَ مَرَاكِبُهٗ

وَلٰكِنَّنِیْ اَخْشٰى رَقِيْبًا مُوَكَّلًا — بِاَنْفُسِنَا لَا يَفْتُرُ الدَّهْرَ كَاتِبُهٗ

ترجمہ: ۱۔ یہ رات لمبی ہو گئی ہے جس کے دونوں کنارے چھپ گئے ہیں۔ اور پہلو میں کوئی محبوب نہیں۔ جس سے میں دل بہلا سکوں۔

۲۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں برے انجام کا خوف مجھے دامنگیر نہ ہوتا تو اس چارپائی کے پائے اس وقت ہل رہے ہوتے (یعنی کوئی زنا کرنیوالا مجھ سے زنا کر رہا ہوتا۔)

۳۔ اللہ کا خوف اور حیا مجھے روکتی ہے۔ میں اپنے شوہر کا احترام کرتی ہوں کہ کہیں انکی سواریوں پر دوسرے لوگ نہ سوار ہو جائیں۔

۴۔ مگر مجھے اپنے ساتھ لگے ہوئے محافظوں (نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں) کا خوف ہے۔ ۱۲

چنانچہ صبح عمر فاروق نے بعض عورتوں سے پتہ کروایا کہ ایک عورت شوہر کی غیر موجودگی میں کتنا عرصہ صبر کر سکتی ہے؟ عورتوں نے کہا دو ماہ تیسرے ماہ میں صبر کم اور چوتھے میں ختم ہو جاتا ہے۔ تو آپ نے اطرافِ مملکت میں لڑنے والے لشکروں کے جرنیلوں کے نام حکم نامہ بھیج دیا کہ کسی مجاہد کو چار ماہ سے زائد اس کی بیوی سے جدا نہ رکھا جائے۔

حدیث

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

دَعَتْنِی النَّفْسُ بَعْدَ خُرُوجِ عَمْرٍو	اِلَی اللَّذَّاتِ تَطَّلِعُ اِطِّلَاعًا
فَقُلْتُ لَهَا عَجِلْتِ فَلَنْ تُطَاعِی	وَلَوْ طَالَتْ اِقَامَتُهٗ رِبَاعًا
اُحَاذِرُ اِنْ اَطَعْتُكِ سَبَّ نَفْسِی	وَمَخْزَاةً تُجَلِّلُنِی قِنَاعًا

ترجمہ: ا۔ عمرو (شوہر) کے جانے کے بعد مجھے نفس نے ان لذتوں کی طرف بلایا ہے جو دل میں اٹھ رہی تھیں۔

۲۔ میں نے نفس سے کہا۔ تمہاری بات نہیں مانی جائے گی۔ چاہے وہ عمرو بہاروں کے کئی موسم مجھ سے دور ہی کیوں نہ رہے۔

۳۔ اگر میں تیری بات مانتی ہوں تو عزت کی بربادی اور رسوائی کا ڈر ہے جو دوپٹہ بن کر مجھ پر چھا جائے گی۔

تو عمر فاروق نے اس عورت سے کہا۔ "تمہیں خواہش کی پیروی سے کس نے روکا ہے؟" وہ کہنے لگی حیا اور شوہر کے احترام نے۔ آپ نے فرمایا بے شک حیا میں کئی فوائد ہیں۔ حیا کرنے والا بچے گا۔ اور پھیلنے والا پچے گا۔ اور بچنے والا محفوظ ہو جائے گا۔

اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔

حدیث

شعبی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی قریشی مرد کی بہن سے عقد کرنا چاہا اور پیغام بھیجا اور کافی سارا مال پیش کیا۔ مگر وہ قریشی نہ مانا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے اسے کہا۔ تم نے کیوں انکار کیا ہے۔ وہ شخص نیک بھی ہے اور مال بھی کافی سارا دیتا ہے۔ قریشی کہنے لگا۔ امیر المؤمنین! ہمارا نسب بہتر ہے اور وہ اس حسب و نسب کا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شخص نہ دنیاوی حسب میں کم رہا ہے نہ آخروی حسب میں۔ دنیاوی تو مال ہے، اور اُخروی تقویٰ اگر تمہاری بہن راضی ہے تو فوراً اس سے نکاح کر دو، اس نے بہن سے پوچھا وہ راضی ہو گئی۔ تو قریشی نے اس سے بہن کا نکاح کر دیا۔

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عمر فاروق کس طرح جانفشانی سے مسلمانوں کے حال کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ عثمان غنی اور علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہما کی زبانی

کتاب النشر کی پہلی فصل میں ہم نے اس مضمون کا اہم حصہ لکھ دیا ہے علاوہ ازیں آپ کے ترک دنیا، خوفِ خدا اور ذکر و عبادت کے عنوانات میں بھی یہی مضمون بہت سا بیان ہو چکا ہے اور متعدد احادیث ایسے ہی مفاہیم پر مشتمل گزر چکی ہیں۔

(مزید کچھ احادیث درج ذیل ہیں۔)

حدیث

ابو بکر عیسی سے روایت ہے کہ میں عمر فاروق، عثمان غنی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما

عنہم کے ساتھ دار الصدقہ (زکوٰۃ سے حاصل ہونے والے جانوروں کے باڑا) میں داخل ہوا۔ وہاں عثمان غنی تو سائے میں بیٹھ کر لکھنے لگے (کہ یہاں کتنے اونٹ ہیں کتنی بکریاں ہیں) جب کہ علی مرتضیٰ ان کے سر پر کھڑے ہو کر وہ کچھ لکھواتے جا رہے تھے۔ جو انہیں عمر فاروق (گن گن کر) بتلا رہے تھے عمر فاروق سخت گرمی میں دھوپ میں کھڑے تھے۔ صرف دو چادریں آپ کے جسم پر تھیں ایک تہبند، اور دوسری سر والی چادر۔ آپ صدقہ کے اونٹوں کے رنگ اور دانت وغیرہ تحریر میں لانے کا عمل مکمل کر رہے تھے۔ علی مرتضیٰ نے عثمان غنی سے کہا۔ قرآن کریم میں حضرت شعیب کی بیٹی کا قول آپ نے پڑھا ہے۔

یَا اَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ۔

ترجمہ: اے ابا جان! انہیں (موسیٰ علیہ السلام کو) مزدوری دیدو۔ مزدوری لینے والوں میں سے یہ بڑے قوی اور امانت دار ہیں۔

یہ کہہ کر عثمان غنی نے عمر فاروق کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہیں اَلْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ (قوت اور امانت والے)

اسے مخلص اور ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

صدقہ کے دو اونٹوں کی حفاظت کے لیے آپکی جانسوزی:

حدیث

محمد بن علی بن حسین (یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز علاقہ عالیہ میں عثمان غنی کے باغ میں آپ خود اور میں (غلام) موجود تھے۔ آپ نے دیکھا کہ دور سے ایک شخص

دو اونٹ ہانکے چلا آ رہا ہے۔ جب کہ گرمی سے گویا زمین پر ایک فرش بچھا ہوا ہے۔ عثمان غنی نے کہا یہ کون چلا آتا ہے؟ میں نے کہا دور سے تو لگتا ہے جیسے کوئی شخص سر پر چادر رکھے۔ دو اونٹ ہانکے چلا آتا ہے۔ جب وہ شخص قریب آیا تو پتہ چلا کہ وہ امیر المؤمنین عمر فاروق ہیں۔ میں نے عثمان غنی کو بتلایا آپ نے (دیوار سے) سر باہر نکالا تو گرم لو کا جھلساؤ آپ کے منہ پر پڑا۔ آپ نے سر اندر کر لیا۔ جب عمر فاروق دروازے کے سامنے آ گئے۔ تو عثمان غنی نے (باہر نکل کر) کہا اس وقت آپ باہر کیوں نکلے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ صدقہ کے اونٹ پیچھے رہ گئے تھے۔ اور باقی آگے نکل آئے تھے۔ تو میں نے خیال کیا کہ انہیں باڑہ تک لے آؤں۔ ورنہ یہ ضائع ہو جائیں گے۔ اور اللہ روز قیامت ان کا سوال کرے گا۔ عثمان غنی بولے۔ امیر المؤمنین! آپ تشریف رکھیں پانی پییں۔ سائے میں بیٹھیں اور ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ فرمایا آپ جا کر اپنے سائے میں بیٹھیں۔ میں نے (راوی نے) کہا ہمیں خدمت کا موقع دیا جائے۔ فرمایا تم جاؤ نا! اپنے سائے میں بیٹھو عثمان غنی نے کہا۔ جو شخص اَلْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ (صاحب قوت و امانت) کو دیکھنا چاہتا ہے۔ انہیں دیکھ لے[1]

اسے امام شافعیؒ نے اپنی سند میں روایت کیا ہے۔

---

[1] یہ تلمیح ہے آیات قرآنیہ کی طرف

(۱) اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ۔ سورہ قصص آیت

(۲) وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ سورہ نمل آیت ۳۹

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

گورنران مملکت کے نام آپ کے مکتوبات - اور ہدایات عدل و انصاف

حدیث

اسلم (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام) سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے محکمہ زکوٰۃ پر ہینی نام کے ایک شخص کو ناظم اعلیٰ (سیکرٹری) مقرر کیا۔ اور اسے وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے ہینی لوگوں سے اپنا ہاتھ روک کر رکھ۔ مظلوم کی بددعا سے ڈر۔ کہ وہ فوراً قبول ہوتی ہے۔ جس شخص کے تھوڑے سے اونٹ یا بکریاں ہوں اسے چراگاہ میں آنے سے نہ روک (تاکہ اس کے تھوڑے سے جانور زندہ رہیں) جب کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جیسے مالداروں کے جانور مجھ پر چھوڑ دے۔ کیونکہ اگر ان کے جانور ہلاک بھی ہو گئے تو وہ اپنے کھیتوں اور باغوں پر گزارہ کر لیں گے۔ لیکن اگر تھوڑے سے اونٹ یا بکریاں رکھنے والے شخص کے جانور ہلاک ہو گئے تو یا امیر المومنین پکارتا ہوا اپنے بچوں سمیت میرے پاس آجائے گا، پھر کیا میں اسے ناکام لوٹا سکوں گا؟ کچھ تو سوچ، اس لیے ایسے لوگوں کو سونا چاندی (نقدی مدد) دینے کی نسبت ان کے جانوروں کو پانی اور چارا دینا آسان ہے۔ قسم بخدا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم بعض ہنگامی اور دفاعی ٹیکس لگا کر ان پر زیادتی کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے دور جاہلیت میں اپنی انہی زمینوں اور چشموں پر ہم سے کئی جنگیں لڑی ہیں۔ پھر وہ اسی حالت میں مسلمان ہو گئے تو قسم بخدا، اگر مجھے جہاد کے گھوڑوں کے لیے جس پر مجاہدین سوار ہوتے ہیں رقم کی ضرورت نہ ہو تو میں لوگوں سے کچھ بھی وصول نہ کروں۔

آپ کے دور خلافت میں گورنروں سے لیے جانے والے حلف نامہ کی تحریر

حدیث

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر فاروق جب کسی علاقہ کا گورنر مقرر کرتے تو ایک تحریر لکھا کرتے اور اس پر مہاجرین و انصار صحابہ کی ایک جماعت کو گواہ بنایا کرتے۔ بعد ازاں اسے یہ نصیحت فرماتے۔ میں نے تمہیں مسلمانوں کے خون، عزت اور پردہ داری پر اختیار نہیں دیا۔ (کہ جب چاہو ان کا خون ضائع کر دو یا عزت دری کر دو۔) میں نے تمہیں یہ عہدہ لوگوں میں نماز قائم کرنے مساوات قائم کرنے اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لیے دیا ہے۔ اس کے بعد عمر فاروق اس سے یہ عہد لیا کرتے تھے کہ تم اپنے دور گورنری میں اچھا کھاؤ گے نہ اچھا پہنو گے۔ نہ گھوڑے کی سواری کرو گے اور نہ حاجت مندوں پر دروازہ بند کرو گے۔

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔ جس میں یہ بھی ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کو (نرم و نازک چیزوں کے بجائے) درشت چیزیں استعمال کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

گورنر کے لیے اتنی سی عمارت کافی ہے جو اسے دھوپ اور بارش سے بچا سکے

حدیث ۱۵۱

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ گورنر کوفہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بذریعہ خط اپنی عمارت

دارالامارت بنانے کی اجازت چاہی۔ آپنے جواب لکھا کہ تم ایسا مکان بنا سکتے ہو جو تمہیں دھوپ اور بادل سے بچا سکے۔

اسے بھی فضائلی نے روایت کیا ہے

حدیث

عروہ بن رویم سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حکم نامہ بھیجا اور لکھا کہ یہ اہل جابیہ کو پڑھ کر سنا دیں۔ حکم نامہ یہ تھا۔

"لوگوں میں ہر فیصلہ مضبوط نشست اور خندہ پیشانی سے کرو لوگوں کی قابل ستر چیزوں کی جستجو نہ کرو۔ کسی آزاد عورت پر حق کے بارہ میں غضب ناک نہ ہو۔ اور نہ ہی دین قائم کرنے میں کسی کی ملامت کا اثر قبول کرو۔ والسلام۔"

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بھی لکھا کہ "کسی کے پڑوسی ہونے کے باعث حق کی بات میں اس کی طرف داری مت کرو۔"

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو یہ حکم نامہ بھی بھیجا۔

امابعد! میں تمہیں یہ مکتوب بھیج رہا ہوں۔ جس میں میں نے اپنے اور تمہارے لیے کوئی بہتری فروگذاشت نہیں کی۔ یہ تین خصال خود پر لازم کر لو تو تمہارا دین بھی سالم رہے گا۔ اور دنیا بھی بہتر ہو گی۔

۱۔ جب تمہارے پاس دو فریق متنازعہ آئیں تو عادلانہ گواہیاں اور مضبوط قسمیں طلب کرو۔

۲۔ کمزور شخص کو اپنے قریب کرو تاکہ اس کی زبان کھلے اور دل کی بات زبان پر آسکے۔ (یعنی وہ اپنا مقصد کھل کر بیان کرنے کے قابل ہو جائے)

۳۔ باہر سے آئے ہوئے مسافر کی (فیصلہ کرنے میں) کیفیت ملحوظ خاطر رکھو کیونکہ اگر اسے زیادہ انتظار کرنا پڑا تو وہ اپنی حاجت چھوڑ کر چلا جائے گا۔

۴۔ حق مارنے والا وہی ہوتا ہے۔ جو سر اٹھا کر بات نہیں کرتا۔

۵۔ جب فریقین کے درمیان فیصلہ نہ کر پاؤ تو ان میں صلح کروا دیا کرو۔ والسلام"

اسے سمرقندی نے روایت کیا ہے۔

(عمر فاروق رض اور آپ کے گورنروں کی باہمی ایمان افروز خط وکتابت)

حدیث

زید الایامی سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں نے حضرت عمر فاروق رض کو خط لکھا۔

"امابعد۔ ہم آپ کے پاس ایک زمانہ گزار چکے ہیں۔ یاد رکھیں۔ آپ کو اپنا خیال رکھنا (یعنی خود کو سنبھال کر رکھنا) اس وقت بہت ضروری ہے آج آپ امت مسلمہ کی ہر سرخ وسیاہ کے نگہدار ہیں۔ آپ کے پاس بھلا شخص بھی آکر بیٹھتا ہے اور برا بھی۔ دوست بھی اور دشمن بھی۔ اور کوئی متلاشئ عدل ہوتا ہے (یعنی آپ نے ہر کسی سے انصاف کرنا ہوتا ہے) تو آپ خیال فرمائیں ایسے میں آپ کی حالت کیا ہونی چاہیے۔ ہم آپ کو اسی بات سے ڈرا رہے ہیں۔ جس سے پہلی اقوام کو ڈرایا گیا۔ اور ہم آپ کو اس دن کا خوف بھی دلانا چاہتے ہیں۔ جب کچھ چہرے ذلیل ہو جائیں گے۔ دل کانپ اٹھیں گے۔ اور بادشاہِ قہار کے آگے کسی کی کوئی دلیل

نہیں چلے گی ۔ سب لوگ اللہ کے آگے عاجز ہوں گے ۔ اس کے حکم کے منتظر اور عذاب سے خائف ۔ اللہ ہی ہمیں یاد دلاتا ہے کہ دنیا میں دور آئے گا ۔ جب لوگ آپس میں بظاہر دوست اور بباطن دشمن ہو جائیں گے ۔ اور اس بات سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ۔ کہ جس مقصد سے ہم نے یہ خط لکھا ہے ۔ آپ ہمارا مقصد اس کے خلاف سمجھیں ۔ ہم نے صرف نصیحت کے لیے لکھا ہے ۔ والسلام ۔"

عمر فاروق نے اس خط کا جواب یوں لکھا ۔

"اما بعد ۔ میرے پاس آپ کا خط پہنچا ہے ۔ آپ لوگوں نے ایک ساتھ گزرا ہوا زمانہ یاد دلایا ۔ اور مجھے اپنا آپ سنبھال کر رکھنے کی نصیحت کی ہے ۔ مگر آپ لوگوں کو کیا پتہ ۔ (کہ میں اپنا محاسبہ کس قدر کرتا ہوں) آپ نے لکھا ہے کہ میرے سامنے اچھا شخص بھی بیٹھتا ہے اور برا بھی ۔ دشمن بھی اور دوست بھی ۔ میں امت مسلمہ کی ہر سرخ و سیاہ چیز کا نگہدار ہوں اور ہر کسی سے میں نے عدل کرنا ہے ۔ تو عرض ہے کہ عمر کے نزدیک سب طاقتیں (اور سہارے اللہ ہی کے لیے ہیں ۔ آپ نے مجھے اس بات کا خوف دلایا ہے ۔ جس سے پہلی امتوں کو بھی خوف دلایا گیا تھا ۔ تو میں جانتا ہوں کہ) وہ روز و شب کا بدلنا اور لوگوں کو اپنی موت کو پہنچنا ہے ۔ یہی چیز جدید حالت کی بنیاد رکھتی ہے ۔ بعید کو قریب کرتی ہے اور انجام کا وقت لے آتی ہے ۔ اور لوگ اپنے اپنے اعمال کے سبب جنت یا دوزخ میں جا پہنچتے ہیں ۔ جہاں انہیں اللہ ان کے اچھے برے اعمال کی جزا دے گا ۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ۔ آپ نے لکھا ہے کہ اللہ نے ہمیں وہ زمانہ یاد دلایا ہے ۔ جب لوگ آپس میں بظاہر دوست اور بباطن دشمن ہونگے ۔ تو عرض ہے کہ ابھی آپ لوگ ایسے نہیں اور نہ ہی وہ زمانہ ابھی آیا ہے ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب جب لوگوں میں رغبت اور خوف کا ظہور ہو گا ۔ لوگ اپنی دنیا اچھی بنانے کے لیے ایک دوسرے کی رغبت رکھیں گے ۔ آپ نے خط میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگی کہ میں آپ کے دلی مقصد کے سوا اس کا کوئی مقصد سمجھوں اور یہ کہ خط کا مقصد صرف نصیحت ہے ۔ تو میں آپ کے دلی مقصد کی تصدیق کرتا ہوں ۔ اور آئندہ بھی آپ مجھے خط لکھتے رہیں کیونکہ ہم آپ سے بے نیاز نہیں رہ سکتے ۔"

اسے کتاب التحفہ میں روایت کیا گیا ہے ۔

(حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹے کے نام خط جس کا ہر لفظ حکمت کا خزانہ ہے ۔)

حدیث

ابو عوانہؒ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر کو کو یہ مکتوب ارسال کیا ۔

"اما بعد ۔ جو شخص اللہ سے ڈرا ۔ اسے خدا محفوظ رکھے گا ۔ جس نے اس پر توکل کیا وہ اس کی کفایت کرے گا ۔ جس نے اس کی محبت میں (کسی غریب کو) قرض دیا وہ اسے اس عمل کی جزا دیگا ۔ اور جس نے اللہ کا شکر ادا کیا ۔ اللہ اس کی نعمتیں بڑھا دے گا ۔ چاہیے کہ تقویٰ تمہارے عمل کی اساس اور دل کی جلا ہو ۔ کیونکہ جس کی نیت درست نہیں اس کا کوئی عمل مقبول نہیں ۔ جس کے دل میں نرمی (ترحم) نہیں اسے مال کا فائدہ نہیں ۔ اور جس نے پرانی چیزوں کو نہ اپنایا ۔ اسے نئی چیز

(جنت) بھی نہیں ملے گی۔

اسے صوفی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ابوعوانہؒ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری (گورنر کوفہ) کو یہ مکتوب روانہ کیا۔

"اما بعد، عدالت اور لوگوں میں فیصلہ کرنا۔ ایک محکم فریضہ اور قابل عمل سنت ہے۔ جب تمہارے سامنے دلیل پیش کی جائے تو اپنے فہم سے بھی کام لو جب حق بات ظاہر ہو جائے تو اسے فوراً نافذ کر دو۔ کیونکہ حق کی بات کہنا کچھ مفید نہیں جب تک اس پر عمل نہ کروایا جائے اپنی حاضری اور مجلس میں لوگوں کے درمیان صلح کرواؤ تاکہ کوئی کمزور تمہارے عدل سے مایوس نہ رہے۔ اور کسی عزت دار کو تم سے زیادتی کی امید نہ ہو۔ دعویٰ کرنے والے پر گواہی پیش کرنا۔ اور مدعیٰ علیہ پر قسم اٹھانا ضروری ہے۔ جو صلح حرام کو حلال اور حلال کو حرام کردے۔ اس کے سوا ہر صلح مسلمانوں میں جائز ہے۔ اگر تم کل کوئی فیصلہ کر چکے اور آج اس کی غلطی ظاہر ہوئی ہے تو فوراً حق کی طرف لوٹ آؤ، کیونکہ حق ہی قدیم ہے۔ اور باطل پر اڑے رہنے سے حق کی طرف لوٹ آنا بہتر ہے۔ جس مسئلہ میں تم قرآن وحدیث سے فیصلہ نہ پاسکو تو اپنے سینے میں اٹھنے والی بات کو خوب خوب سمجھو۔ زیر بحث مسئلہ جیسی صورت حال کی مثالیں (قرآن اور سیرت نبوی میں) تلاش کرو اور جو ان میں فیصلہ طلب مسئلہ سے زیادہ تر ہم شکل ہو، اس پر اسے قیاس کر لو وہی اللہ کے ہاں محبوب تر ہوگی۔ مدعی کو گواہی لانے کے لیے مہلت

دو اگر اس مہلت میں وہ گواہی دے آئے تو فیصلہ اس کے حق میں کرو۔ اور نہ لا سکے تو اس کے خلاف کر دو۔ کیونکہ یہ عمل اندھے پن کی جلا اور مضبوط عذر ہے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں عادل ہے البتہ جسے جرم تہمت زنی کے کوڑے لگے ہوں یا وہ پہلے کبھی جھوٹی گواہی دے چکا ہو۔ یا ولاء اور وراثت جیسا کوئی بھی مال حاصل کرنے میں متہم ہو۔ وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے (اور بدنیتی کی سزا دینے والا) ہے۔ تم پر صرف گواہی طلب کرنا ضروری ہے۔ تنگ دلی۔ مردم آزاری اور حق بات میں کسی فریق سے نفرت جیسے کاموں سے بچو۔ کیونکہ حق بات سے اللہ اجر اور بہتر انجام عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ جب انسان اپنا معاملہ اللہ کے ساتھ بہتر کر لیتا ہے خواہ اسے دنیاوی نقصان ہو۔ تو اللہ لوگوں کے ساتھ اس کا معاملہ درست کر دیتا ہے۔ جو شخص لوگوں کے آگے جھوٹ بولے جب کہ اللہ جانتا ہو کہ حقیقت اس کے برعکس ہے تو اللہ اسے اپنے ہاں معیوب لکھ دیتا ہے، اور اللہ عزوجل کے ہاں ثواب اور جلد حاصل ہونے والے رزق اور رحمت کے خزانوں کا تو کیا کہنا ہے۔ والسلام"

اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یہ مکتوب بھی روانہ کیا۔

"اما بعد، سب سے بہتر راعی (چرواہا۔ یعنی حاکم) وہ ہے۔ جس کے سبب رعیت کو نیک بختی ملے، اور برا راعی وہ ہے جس سے

رعیت پر بدبختی آجائے دل ٹیڑھا مت کرو۔ نہیں تو تمہارے اعمال
بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ ایسے میں اللہ کے ہاں تمہاری مثال
اس جانور کی سی ہوگی۔ جو سرسبز زمین دیکھ کر اس پر چرنے لگتا
ہے۔ تاکہ وہ خوب پیٹ بھرے حالانکہ یہی بات اس کے لیے باعث
ہلاکت ہوتی ہے۔ والسّلام۔"

حدیث

کرام بن معاویہ سے روایت ہے کہ ہمیں عمر فاروق نے یہ خط لکھا۔
"گھوڑوں کو آداب میدان حرب سکھلاؤ۔ اپنے درمیان صلیب
کو بلند نہ ہونے دو۔ اور نہ ہی خنزیروں کو اپنے قریب بھٹکنے دو۔ یعنی
اسلامی ملک میں رہنے والے عیسائیوں کو شہروں میں صلیب اٹھانے
اور خنزیر لانے نہ دو۔

اسے ابن عرفہ عبدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

جعفر بن رومان سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی
گورنر کو مکتوب لکھا جس کا آخری حصہ یہ تھا۔
"آسانی کے وقت ہی اپنا محاسبہ کر لو۔ اس کے قبل کہ سختی کے وقت
تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ کیونکہ جو آسانی کے وقت اپنا محاسبہ کر لیتا
ہے۔ اس کا انجام قابل رشک ہوتا ہے۔ یعنی خوشنودی باری
تعالیٰ۔ مگر جسے اس کی زندگی اور خواہشات نے تباہ کر دیا ہو تو
ندامت و حسرت اس کا انجام بن جاتا ہے۔ جب کوئی تجھے وعظ
کرے تو نصیحت پکڑ۔ کہیں تیری عاقبت قابل نفرت نہ ہو۔ جب

وعظ اور ذکر آخرت ہو تو رک جانے والوں میں سے بن جا۔"

اسے ابن ابی الدنیا نے باب محاسبۃ النفس میں روایت کیا ہے۔

حدیث: ابو عثمان عبدالرحمٰن بن ہندی سے روایت ہے کہ جب ہم عتبہ بن
فرقد کی سرپرستی میں آذربیجان کے محاذ پر تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مکتوب
آیا۔ لکھا تھا۔
"اے عتبہ! یہ سپہ سالاری نہ تمہاری ذاتی کوشش ہے۔ نہ
تمہارے باپ کی۔ جس کھانے سے تم اپنے کجاوے میں سیر ہوتے
ہو۔ مسلمان فوجیوں کو بھی ان کے کجاووں میں وہی کھانا مہیا کیا
کرو۔ ناز و نعم۔ کافروں والے لباس اور ریشم پہننے سے بچو۔
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم سے منع فرمایا۔ مگر اس قدر
اس کے ساتھ ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درمیانی اور انگوٹھے
کے ساتھ والی انگلیوں کو ملا دیا۔ (یعنی تھوڑا سا)

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے

فضیلت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں عمر فاروق کی قدر سب سے زیادہ تھی

حدیث: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ ایک دا
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ زمین پر عمر سے زیادہ میرے نزدیک
کوئی محبوب نہیں۔ عمر بولے کیا کہا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ عمر سے زیادہ
روئے زمین پر مجھے کوئی انسان محبوب نہیں، عمر فاروق بولے۔ مجھے بھی آپ
اپنی اولاد سے زیادہ عزیز ہیں۔

فصل نہم

فضائل عمر حضرت فاروق میں جناب علی رضی اللہ عنہم سے روایات

اس فصل کی بیشتر احادیث گزر چکی ہیں۔ جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔

اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب

آپ کا نام فاروق رکھا جانا۔ آپ کو اہل جنت میں سے قرار دیا جانا اور یہ حدیث کہ عمر سراج اہل الجنۃ یہ احادیث سب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور گزر چکی ہیں۔

پھر آپ کے خصائص میں گزر چکا ہے۔ آپ نے علانیہ ہجرت کی آپ نے یہود کے ہاں جا کر اسلام کے بارہ میں بحث کی۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ رمضان میں مسجدوں کے قریب سے گزرے تو عمر فاروق کو دعا دی۔ پھر فضائل عمر فاروق میں گزر چکا ہے کہ:

اِنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ اِنَّ الشیطان یَخَافُہٗ اَنْ یُجَوِّہٗ اِلٰی مَعْصِیَۃٍ اور اِنَّ فِی القرآنِ لَکلامًا مِنْ کَلَامِہٖ۔

یعنی سکینہ (فرشتہ) عمر فاروق کی زبان پر بولتا ہے۔ شیطان آپ کو گناہ کی طرف لے جانے سے ڈرتا ہے۔ اور قرآن کریم میں عمر فاروق کی کلام بھی ہے (یعنی آپ کی رائے پر اتری ہوئی آیات ہیں)

یہ احادیث آپ کے فضائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے گزر چکی ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو القوی الامین کا لقب دیا۔ حضرت علی اور حسنین نے عمر فاروق کے عدل و احسان کی گواہی دی۔ اس طرح شیخین کے باب میں احادیث تخییر گزر چکی ہیں۔ اور یہ حدیث کہ ابوبکر و عمر دونوں جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اور یونہی شیخین کی محبت پر ابھارنے اور انہیں گالی دینے سے ڈرانے والی احادیث بھی گزر چکی ہیں۔

اور آپ کی وفات کی فصل میں حضرت علی کی روایت سے مزید احادیث آ رہی ہیں اور کچھ باب شیخین میں گزر چکی ہیں۔ اسی طرح خلفاء اربعہ کے باب میں ان کے فضائل اور خلافت کے ضمن میں اور باب فضائل صحابہ ثلاثہ میں بھی ایسی احادیث بیان ہو چکی ہیں۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ جب صالحین کا ذکر ہو تو سب سے پہلے اور فوراً عمر فاروق کا ذکر کیا کرو۔

حدیث

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل نجران سے فرمایا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہترین راہ پر چلنے والی حکومت کر گئے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے مقرر کردہ اصول سے انحراف نہیں کروں گا۔[1]

---

[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ بلاشبہ سیرت حضرت عمر فاروق کو اپنانا اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے چنانچہ شیعوں کی معتبر کتاب الاخبار الطوال صہ ۱۵۲ میں ہے کہ ۳۶ھ میں

حدیث

شعبی سے ہی روایت ہے کہ جب حضرت علی نے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا اور وہاں منتقل ہوئے تو فرمایا۔ میں ایسی کوئی گانٹھ کھولنے کو بھی تیار نہیں۔ جو حضرت عمر نے لگائی ہے۔

حدیث

امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے حضرت علی کوفہ آئے ہیں۔ میرے علم میں ایسا کوئی واقعہ نہیں کہ آپ نے عمر فاروق کی مخالفت کی ہو یا ان کے کیے ہوئے کسی فیصلہ کو بدلا ہو۔

حدیث

جب حضرت علیؓ نے کوفہ میں دار الخلافہ قائم کیا تو آپ سے عرض کیا گیا امیر المؤمنین ! آپ قصر خلافت میں نہیں اتریں گے؟

قال لاحاجة لی فی نزولہ لان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان یبغضہ ولکنی نازل الرحبة، ثم اقبل حتی دخل المسجد الاعظم فصلی رکعتین ثم نزل الرحبة

حضرت علیؓ نے جواب دیا مجھے کسی محل اترنے کی خواہش نہیں کیونکہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ محل نام کی چیز کو برا سمجھتے تھے بس تو کسی معمولی جگہ پر پڑاؤ کروں گا یہ کہہ کر چل پڑے، جامع مسجد میں گئے، وہاں دو رکعت پڑھیں، پھر آپ نے کھلی جگہ کچہری لگائی۔

ثابت ہوا حضرت علی کے نزدیک سادگی قناعت اور تفرع وانکسار کے لیے حضرت عمرؓ کی سیرت ایک قابل تقلید نمونہ تھی اور واقعتاً آپ کی سیرت ایسی ہی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق کے قیام عدل. نفاذ اسلام اور تدبیر مملکت کے متعلق جامع الفاظ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت زید بن زین العابدین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت علی کی سیرت عمر فاروق سے بڑی حد تک ملتی ہے۔

حدیث

ابو اسحاق اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ رو پڑے۔ کہا گیا امیر المؤمنین! آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا مجھے میرے دوست عمر یاد آئے ہیں۔ یہ چادر انھوں نے ہی مجھے دی تھی۔

للہ بلد فلان، فلقد قوّم الاود وداوی العمد واقام السنة وخلف الفتنة ذهب نقی الثوب قلیل العیب، اصاب خیرها وسبق شرها، ادی الی اللہ طاعتة واتقاہ بحقہ. نهج البلاغہ خطبہ صـ۲۲۸ منہ۳۵

ترجمہ: فلاں آدمی (حضرت عمر) کی حکومت اللہ ہی کی عطا تھی، انھوں نے ٹیڑھی راہ سیدھی کر دی اور بیماری کا علاج کیا (جرائم کا قلع قمع کر دیا) سنت رسول قائم کی اور فتنے دبا دیے۔ وہ دنیا سے پاک دامن اور کم عیب گیا، اس نے خلافت وحکومت حاصل کی اور اس کی شر سے دامن بچالیا اس نے اللہ کی اطاعت کا حق ادا کیا اور نافرمانی سے بچا رہا۔

اس عبارت میں "فلاں آدمی" سے مشہور شیعہ شارح ابن میثم کے نزدیک ابوبکر صدیق ہیں مگر وہ کہتا ہے اس سے عمر فاروق بھی مراد ہو سکتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ دونوں اسی قابل ہیں کہ انہیں یہاں مراد لیا جائے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمنا تھی کہ اے کاش عمر فاروق جیسا اعمال نامہ حشر میں انہیں حاصل ہو جائے دیکھیے معانی الاخبار (شیخ صدوق) صـ۴۱۲

حدیث

ابی السفر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اکثر ایک چادر نظر آتی تھی۔ ایک بار پوچھا گیا۔ آپ اسے کثرت کے ساتھ کیوں پہنتے ہیں۔ فرمایا یہ مجھے میرے دوست اور جگری یار عمر فاروق نے پہنائی تھی۔

یہ احادیث ابن سمان نے موافقت میں روایت کی ہیں۔

تشریح

یہ آخری حدیث ابوالقاسم حریری نے بھی روایت کی ہے اور ساتھ یہ الفاظ بڑھائے ہیں کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ کی رضا کے لیے نصیحت فرمانے والے تھے۔ اللہ نے انہیں ہمیشہ سیدھی راہ پر رکھا۔ اور ساتھ ہی آپ رو پڑے۔

حدیث

حضرت علی سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ جس شخص کے بارہ میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھے عمر فاروق پر فضیلت دیتا ہے میں اسے حد قذف جیسی سزا دوں گا۔

اسے سعدان بن نصر سے روایت کیا ہے۔ یونہی شیخین کے باب میں ایسے مضامین کی احادیث بکثرت گزر چکی ہیں۔

فصل دوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور متعلقہ امور

خلفاء اربعہ۔ صحابہ ثلاثہ اور شیخین کے ابواب میں اس مضمون کی احادیث کا ایک بہت بڑا حصہ گزر چکا ہے۔

خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ کے بارے اہل کتاب کی پیش گوئی

حدیث

صالح بن کیسان سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہود کا کہنا ہے کہ ہم اپنی کتب میں انبیاء سے مروی احادیث میں یہ روایت پاتے ہیں کہ فلاں صفات کا آدمی یہود کو حجاز سے نکالے گا۔ وہ صفات تمام عمر فاروق میں پائی جاتی ہیں۔ اور حقیقتاً آپ نے یہود کو حجاز سے نکالا بھی ہے۔

اسے زہری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں دورِ جاہلیت میں بغرضِ تجارت اپنے قریشی ساتھیوں کے ساتھ شام پہنچا۔ جب ہم دمشق سے فارغ ہو کر عازمِ مکہ ہوئے تو مجھے ایک بھولا ہوا ضروری کام یاد آ گیا۔ میں نے ساتھیوں سے کہا تم چلو میں تم سے آ ملوں گا۔ چنانچہ میں واپس دمشق گیا۔ وہاں میں ایک بازار میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک یہودی سردار نے پیچھے سے میری گردن دبوچ لی اور وہ مجھے ایک گرجے میں لے گیا۔ جو غبار اور دھول سے اٹا پڑا تھا۔ مجھے اس نے ایک کسّی۔ کلہاڑا اور ایک ٹوکری دی کہ یہ مٹی سے یہاں سے وہاں پہنچاؤ! میں بیٹھ کر سوچنے لگا۔ کہ کیا کروں۔ پھر وہ دوپہر کے وقت واپس آیا اور بولا۔ تم نے تو ذرا سی بھی مٹی نہیں نکالی۔ ساتھ اس نے میرے سر پر مکہ دے مارا۔ میں نے اپنے دل سے کہا اے عمر! تجھے تیری ماں روئے۔ تیرا وقت آخر آ گیا ہے۔ چنانچہ میں نے وہ کسی اٹھائی اور اس کے سر میں دے ماری۔ جس سے اس کا دماغ باہر نکل آیا۔ میں نے اس کی نعش مٹی تلے دبائی اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سارا دن اور اگلی رات جدھر منہ آیا بھاگتا رہا۔ اور اگلے دن ایک یہودی عبادت گاہ تک جا پہنچا۔ میں اس کے سائے میں بیٹھ گیا۔ اس میں سے ایک آدمی باہر نکلا۔ اور بولا اے اللہ کے بندے۔ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔ وہ کہنے لگا تم مسافر تو نہیں بھاگے ہوئے لگتے ہو۔ تمہاری آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں ہیں۔ آؤ کھانا کھاؤ۔ پانی پیو۔ آرام کرو اور سو جاؤ۔ تو میں اندر چلا گیا۔ چنانچہ کھانا پانی لایا گیا۔ اور وہ شخص مجھے بنظرِ غائر دیکھتا رہا۔ پھر گویا ہوا۔ اے شخص اہلِ کتاب کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اس وقت تمام روئے زمین پر مجھ سے زیادہ خداوندی کتاب کا عالم کوئی نہیں۔ اور میں

تم میں اس شخص کی صفات دیکھ رہا ہوں۔ جو ہمیں اس عبادت گاہ سے نکال دے گا۔ اور اس ملک پر قابض ہو جائے گا۔ میں نے کہا اے شخص! تم نے مجھ سے جو نیکی کی ہے۔ اسے ضائع نہ کرو۔ وہ کہنے لگا تم مجھے ایک تحریر لکھ دو جس کا تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اگر تم وہی شخص ہو۔ جس کا ہمیں خوف ہے تو ہمارا مقصد حل ہو جائے گا۔ اگر تم کوئی اور ہو تو یہ تحریر تمہارے لیے کچھ نقصان دہ نہیں۔ میں نے کہا لاؤ! تو میں نے تحریر لکھی اور اپنی انگوٹھی سے اس پر مہر لگائی۔ اس نے زادِ راہ منگوا کر مجھے دیا اور ساتھ کچھ کپڑے اور ایک خچر بھی دیا۔ اور کہا سن رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں سن رہا ہوں۔ بولا اس پر سوار ہو جاؤ۔ تم جس بھی عبادت گاہ سے گزرو گے وہ لوگ اس خچر کو چارہ بھی دیں گے اور پانی بھی۔ جب تم اپنی جائے امن پر پہنچ جاؤ تو اس کا چہرہ پھیر دینا۔ یہ سیدھی واپس آئے گی اور راہ میں تمام عبادت گاہوں والے اسے دانہ پانی دیتے رہیں گے۔ چنانچہ میں اس پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے آ ملا۔ جو راستے میں تھے۔ میں نے خچر کا چہرہ پیچھے کو موڑ دیا۔ اور ساتھیوں کے ساتھ ہو لیا۔

راوی کہتا ہے جب اپنے دورِ خلافت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام آئے تو وہی راہب آپ کے پاس آیا۔ اور آپ کی تحریر پیش کی۔ حضرت عمر فاروق نے اسے پہچان لیا۔ وہ کہنے لگا۔ اپنا وعدہ پورا کریں۔ عمر فاروق بولے۔ یہ کام میں اکیلا نہیں کر سکتا جب تک سب مسلمان اجازت نہ دیں۔ اس کے بعد عمر فاروق نے لوگوں کو سارا واقعہ سنایا۔ پھر راہب سے کہا۔ اگر تم یہاں مسلمانوں کی میزبانی کرتے رہو۔ ان کے آنے جانے کے راستے کھلے رکھو اور ان کے مریضوں کا خیال رکھو تو ہم تمہیں امان دے سکتے ہیں وہ کہنے لگا امیر المومنین! ٹھیک ہے تب آپ نے انہیں امان دیدی [۱]

[۱] یہ واقعہ لکھنے سے یہ بتلانا مقصد ہے کہ حضرت عمر کی خلافت کا تذکرہ پہلی آسمانی کتب میں بھی موجود تھا۔

اسے صاحب "فضائل عمر" نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق کی اہل بیت خلافت پر علی مرتضٰے کی مہر تصدیق اور ابوبکر صدیق کی طرف سے آپکی ولی عہدی کی توثیق

حدیث

مروی ہے کہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ایک بار طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی تھا کہ:

"اے لوگو! خلافت وحکومت شروع سے آخر تک یکساں ہونی چاہیے اسے وہی نبھا سکتا ہے جو سب سے زیادہ قدرت، ضبط نفس اور مضبوط ارادہ کا مالک اور نرم رو ہو، ہر کام میانہ روی سے کرے نہ کمی کرے اور نہ زیادتی، اور اپنے مقصد کو ہر وقت پیش نظر رکھے جبکہ یہ تمام صفات عمر فاروق میں پائی جاتی ہیں۔"

حدیث

مروی ہے کہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ایک اور طویل خطبہ میں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حکومت عمر فاروق کو دی۔ کوئی آپ سے راضی تھا۔ اور کوئی ناراض۔ جب کہ میں آپ پر راضی تھا۔ خدا کی قسم! آپ جب دنیا سے گئے ہیں تو کوئی بھی آپ سے ناراض نہ تھا۔ اللہ نے آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو عزت دی۔ آپ کی ہجرت کو دین کی مضبوطی کی سند بنا دیا۔ اللہ نے آپ کی زبان پر حق یوں جاری کر دیا کہ ہم سمجھے۔ گویا، آپ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔ اللہ نے مومنوں کے دلوں میں آپ کی محبت ڈالی۔ اور منافقوں پر آپ کا خوف مسلط کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی قوت ارادی۔ اور دین کے

بارہ میں سخت روی کے لیے آپ کو جبریل سے تشبیہ دی۔ اور سخت گیری میں نوح علیہ السلام سے۔ تو تم میں سے کوئی شخص عمر فاروق جیسا ہو سکتا ہے۔؟

حدیث

مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دنیا میں چار انسان بڑی فراست والے آئے ہیں دو عورتیں اور دو مرد پہلی عورت شعیب علیہ السلام کی بیٹی ہے۔ جس نے اپنی فراست سے کہا۔

يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (سورۃ قصص آیت ۲۶)

(اے باپ! اسے (موسیٰ علیہ السلام کو) مزدوری دیدو! جتنے لوگوں کو آپ نے مزدوری دی ان سب سے یہ بہتر قوت اور امانت والا ہے۔)

اور پہلا مرد عزیز مصر ہے۔ جس نے اپنی فراست سے پہچانتے ہوئے یوسف علیہ السلام کو خرید لیا۔ جبکہ آپکے بھائی آپ سے لاغرض ہو گئے تھے۔ ایسے میں اس نے اپنی بیوی (زلیخا) سے کہا۔

أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا

(سورہ یوسف آیت ۲۱)

ترجمہ: اس کی رہائش اچھی بناؤ۔ شاید یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں۔

دوسری عورت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ جنہوں نے اپنی فراست سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو پہچانتے ہوئے اپنے چچا سے کہا۔ میری روح نے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کی خوشبو پائی ہے۔ ان سے میرا

نکاح کر دو اور دوسرا مرد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ۔ جب انہیں وفات آئی تو
انہوں نے فرمایا ۔ میری فراست کہتی ہے کہ اپنے بعد عمر فاروق کو حکومت دے جاؤں
تو میں نے (علی مرتضیٰ نے) ان سے کہا اے ابو بکر ! اگر آپ انہیں خلیفہ بناتے
ہیں تو میں راضی ہوں ۔ ابو بکر صدیق نے کہا ۔ آپ نے مجھے خوش کر دیا ۔ قسم بخدا
میں تمہیں وہ راز بتلا دوں جو مجھے نبی علیہ السلام نے بتلایا تھا ۔ میں نے کہا ۔
آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے ۔ فرمایا میں نے آپ کو یہ فرماتے
ہوئے سنا ۔ پل صراط پر ایک گھاٹی ہے ۔ جسے کوئی بھی شخص علی بن ابی طالب
کی اجازت کے بغیر عبور نہ کرے گا ۔ میں نے (علی مرتضیٰ نے) کہا کیا میں بھی آپ
کو آپ کے اور عمر فاروق کے بارہ میں وہ راز نہ بتلا دوں جو میں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ۔ انہوں نے کہا ۔ ہاں کیوں نہیں ۔ تو میں نے کہا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو میں نے یہ فرماتے سنا ہے کہ :

ھٰذان سیدا کھول اھل الجنۃ ۔

(ابو بکر و عمر دونوں جنت کے بوڑھے لوگوں کے سردار ہیں ۔)

حدیث

مروی ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زیادہ کمزور پڑ گئے تو ایک روز آپنے
کھڑکی سے سر باہر نکال کر لوگوں سے خطاب فرمایا کہ :

" اے لوگو ! میں نے ایک عہد کیا ہے ۔ کیا تم اس پر راضی ہو گے ؟
لوگوں نے کہا ۔ اے خلیفہ رسول ! ہم راضی ہونگے ۔ علی مرتضیٰ بولے
اگر عمر کے سوا کسی کو خلیفہ بنایا تو ہم راضی نہ ہونگے ۔ ابو بکر صدیق نے
فرمایا ۔ تو میں نے عمر کو ہی خلیفہ بنایا ہے ۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیعت

ابو عمر وغیرہ مؤرخین کے مطابق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات رات گزرنے
پر صبح کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی ۔ اور جیسا کہ گزر چکا
آپ ۱۳ھ میں خلیفہ بنے ۔

خلافت حاصل کرنے کے بعد عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا خطبہ

حدیث

شداد بن اوس سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے منبر پر پہلا خطبہ دیتے
ہوئے فرمایا ۔ اے اللہ میں سخت ہوں مجھے نرم بنا دے ضعیف ہوں مجھے قوی کر
دے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دے ۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے ۔

حدیث

حسن (تابعی) سے روایت ہے کہ پہلے خطبہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ
کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا :

" اما بعد ، میری آزمائش آپ لوگوں سے اور آپ کی مجھ سے لی جا رہی ہے ۔ اپنے
ساتھی ابو بکر کے بعد تمہارا خلیفہ بنا ہوں ۔ جو لوگ ہمارے پاس موجود
ہیں ان کا معاملہ ہم خود نمٹایا کریں گے ۔ اور جو یہاں سے غائب (دوسرے
شہروں میں) ہیں ان پر ہم قوت و امانت والے گورنر قائم کریں گے
تو بہتر کردار والا ہم سے بہتر کردار پائے گا ۔ اور بد کردار سزا پائے گا ۔
اللہ آپ لوگوں کی اور ہماری بخشش فرمائے ۔"

حدیث

شعبی سے روایت ہے کہ عمر فاروق خلافت سنبھالنے کے بعد منبر پر جلوہ آرا ہوئے تو فرمایا۔

"اللہ مجھے اس کا اہل قرار نہیں دیتا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ بیٹھوں یہ کہہ کر آپ منبر کی نیچے والی سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ قرآن پڑھو کہ تم اس کے عالم بن جاؤ۔ اور اس طرح اس پر عمل کرو کہ اہل قرآن کہلاؤ۔ تم اپنا وزن کر لو۔ اس سے قبل کہ تمہارا وزن کیا جائے اور بڑی پیشی کے دن زینت تیار کر لو جب تم اللہ کے سامنے حاضر ہوگے۔ وہاں کوئی شخص اپنا بھید چھپا نہ سکے گا۔ کسی صاحب حکومت کو یہ حق حاصل نہیں کہ اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے۔ خبردار! اللہ کے مال (بیت المال) کے متعلق میری حالت یتیم کے ولی کی سی ہے۔ اگر مجھے ضرورت نہ پڑی تو اس میں سے کچھ تنخواہ نہ لونگا۔ اور ضرورت پڑی تو معروف طریقہ پر کچھ لونگا۔"

اسے فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

شریح سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق کی ماہانہ تنخواہ ایک سو درہم تھی کتاب النثر کی پہلی فصل میں قلعی کی روایت کے مطابق اس سے زیادہ تنخواہ بھی مذکور ہے۔ وہاں حصول خلافت کے بعد آپ کی ہیبت سفر و حضر میں لوگوں کے ساتھ آپ کی تواضع و انصاف وغیرہ امور بڑی وضاحت سے بیان کیے گئے ہیں۔ وہاں سے رجوع کیا جائے۔

حدیث

ابن الاہتم سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت سنبھالنے پر حضرت عمر فاروق نے بازو چڑھا لیے۔ دامن اٹھا لیا اور ہر کام کے لیے اس کے مناسب کارندے مقرر کیے اور ہر مشکل معاملہ حل کر دکھایا۔ پھر آپ کو وفات آئی۔ آپ نے بیت المال سے جو کچھ مال لیا وہ آپ کی اولاد میں سے کسی کی ضروریات پر کبھی پورا نہ اتر سکا۔ بلکہ آپ نے آخر وقت میں اپنا ایک باغ بیچ کر بیت المال سے لی ہوئی تنخواہ بھی واپس لوٹا دی۔

حدیث

ابن اہتم سے روایت ہے کہ عمر فاروق فرمایا کرتے تھے۔ اگر مجھے کوئی اور شخص خود سے زیادہ قوی نظر آجاتا تو میں اس پر حکومت کرنے کے بجائے یہ پسند کرتا کہ وہ آگے بڑھ کر میری گردن اڑا دے (اور خود حکومت کرے)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دربان مقرر کیا تھا۔ جسے یرفا کہتے تھے عبداللہ بن ارقم اور زید بن ثابت آپ کے منشی تھے۔

اسے خجندی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ نے اپنی ذاتی انگوٹھی پر یہ لکھوایا ہوا تھا۔ "اے عمر! موت سے بڑا کوئی واعظ نہیں۔"

اسے ابو عمر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ جب کہ آپ کی سرکاری مہر وہی تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اور جو بعد میں ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں آئی پھر وہ عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں رہی۔ تاآنکہ کنواں اریس میں عثمان غنی سے گر گئی۔ اس پر تحریر تھا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

اس پر خلافتِ صدیقی کے ضمن میں تفصیلی بات ہو چکی ہے۔

دیکھئے۔

فصل یازدہم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

شہادت اور دیگر امور متعلقہ

حدیث

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حج کر کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منیٰ سے لوٹے تو ابطح وادی میں اونٹ بٹھلایا۔ اور آرام کرنے کے لیے ایک جگہ زمین کو ہموار کیا۔ پھر اس پر چادر ڈال کر لیٹ گئے۔ پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ میری عمر زیادہ ہو چکی۔ قویٰ کمزور پڑ گئے اور رعیت زیادہ ہو گئی تو اس سے قبل کہ میں اپنا عمل ضائع کروں یا کوئی زیادتی

ہو جائے۔ اے اللہ مجھے اپنی طرف بلائے تو ذوالحجہ ابھی ختم بھی نہ ہوا تھا کہ آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا۔

اسے ابن ضحاک اور فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حفص اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم دونوں سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ

(اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر (مدینہ طیبہ) میں موت عطا فرما۔)

ایک روایت ہے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے (کہ مدینہ طیبہ) میں آپ کو شہادت ملے جنگیں تو عراق و شام میں ہو رہی ہیں) آپ نے فرمایا۔ اللہ چاہے تو مجھے یہیں شہادت عطا فرما سکتا ہے۔

اسے بخاری نے اور ابو ذرعہ نے کتاب الفضل میں روایت کیا ہے۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مفصل واقعہ

حدیث

عمر بن میمون سے روایت ہے کہ (میں دوسری صف میں کھڑا تھا) میرے اور عمر فاروق کے درمیان صرف حضرت ابن عباس تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ نماز شروع کرنے سے قبل صفوں میں گھومتے اور فرمایا کرتے اِسْتَوُوْا۔ (سیدھے ہو جاؤ کسی کا قدم آگے پیچھے نہ رہے) چنانچہ جب آپ کو حسب معمول تسلی ہو گئی

کرصفیں درست ہو گئی ہیں۔ تو آپ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہہ دی۔ اور اکثر آپ نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورہ یوسف (ایک پون پارہ) اور سورہ نحل (ایک پون پارہ) یا اتنی ہی لمبی کوئی اور سورت پڑھتے تھے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ اکٹھے ہو جائیں۔ ابھی آپ نے نماز شروع کی ہی تھی۔ کہ میں نے آپ کی آواز سنی "اوہ مجھے کسی نے قتل کر دیا ہے یا کتے نے کاٹ لیا ہے۔" اور ساتھ ہی ایک عجمی کافر دو طرف والی خنجر لیے صفوں کو چیرتا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ دائیں بائیں خنجر چلاتا گیا۔ جس سے تیرہ آدمی زخمی ہو گئے۔ جن میں سے نو۹ نے شہادت پائی پھر باہر سے آنے والے ایک شخص نے جب اس عجمی کافر (ابو لؤلؤ مجوسی) کو یوں نکلتے دیکھا تو اس پر اپنا کمبل پھینک دیا۔ (اور اسے لپیٹ لیا۔) جب اسے اپنے پکڑے جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے کمبل کے اندر ہی خود کو قتل کر دیا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا۔[1] جو لوگ عمر فاروق کے پیچھے تھے۔ انہوں نے تو یہ منظر خود دیکھا اور باقی ساری مسجد کو کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا ہو گیا ہے۔ صرف انہیں یہ خبر ہوئی کہ عمر فاروق کی آواز بند ہو گئی ہے تو وہ کہتے رہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ عبدالرحمٰن بن عوف نے مختصر سی نماز پڑھائی۔ جب نماز ختم ہوئی تو عمر فاروق نے فرمایا۔ اے ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے مارا ہے؟ انہوں نے دیکھا تو کہا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام (ابو لؤلؤ) ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کاریگر؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اسے مارے۔ میں نے تو اسے اچھی بات ہی کہی

---

[1] ان تمام تفاصیل کی تائید شیعہ کتب سے بھی ملتی ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ حضرت عمر فاروق کی عظمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی۔ کہ ایسے نازک وقت میں بھی نماز کی تکمیل کا خیال ہے۔

تھی۔ پھر فرمایا۔ الحمد اللہ۔ میری موت کسی مسلمان کے ہاتھوں واقع نہیں ہوئی۔ اے ابن عباس! آپ اور آپ کے والد چاہتے تھے۔ کہ مدینہ طیبہ میں یہ عجمی کافر زیادہ آجائیں۔ اور حقیقت ہے کہ حضرت عباس کے ہاں کافر غلام بہت تھے۔ ابن عباس بولے۔ اگر آپ کہیں تو ان سب کو اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا۔ اب کس لیے۔ اب تو (ان میں سے کئی نے) تمہاری زبان سے بات کہدی۔ (یعنی اسلام لے آئے) تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھ لی۔ اور تم جیسا حج کر چکے ہیں۔

چنانچہ آپ کو اٹھا کر گھر پہنچا یا گیا۔ ہم صحابہ بھی ساتھ چلے ہمیں یوں معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس سے قبل لوگوں کو کبھی کوئی مصیبت آئی نہیں۔ بعض تو کہتے کہ کچھ ڈر نہیں۔ (آپ بچ جائیں گے) اور دوسرے کہتے تھے کہ ہمیں امید نہیں آپ کے پاس شربت لایا گیا۔ جو آپ نے پیا مگر وہ شربت پیٹ کے زخم سے باہر نکل گیا۔ پھر دودھ لایا گیا۔ وہ بھی زخم سے خارج ہو گیا۔ تب لوگوں نے کہا کہ آپ بچیں گے نہیں۔ لوگ آپ کے پاس آتے رہے۔ اور آپ کے عدل و انصاف کی تعریف کرتے رہے۔ ایک نوجوان آیا کہنے لگا۔ امیر المؤمنین! آپ کو مبارک ہو آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی۔ اور اسلام کی خدمت کی اور حکومت حاصل کی تو عدل کر دکھایا۔ اب آپ دنیا سے شہادت کے ساتھ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو ایک ذمہ تھا۔ جو سر سے اتر گیا۔ اس کا نفع ہوا نہ نقصان۔ جب وہ نوجوان واپس ہوا تو آپ نے دیکھا اس کا تہبند زمین پر گھسٹ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسے واپس لاؤ۔ آپ نے اسے فرمایا۔ اے بھتیجے! اپنا کپڑا اپنے ہاتھوں کے ساتھ اوپر باندھ لیا کرو۔ اس میں لباس کی صفائی بھی ہے اور اللہ کا تقویٰ بھی۔ پھر فرمایا۔ اے عبداللہ بن عمر! حساب کرو مجھ پر کتنا قرض ہے۔ تو معلوم ہوا۔ چھیاسی ہزار درہم قرض تھا۔ آپ نے فرمایا۔

یہ قرض عمر کی آل کے مال سے ادا کرو۔ اگر مزید قرض ہو تو بنی عدی سے مانگ لو۔ پھر بھی مزید قرض ہو تو قریش سے رجوع کرو۔ اس سے آگے جانے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے۔ "امیر المومنین" کا لفظ نہ بولنا۔ کیونکہ اب میں امیر المؤمنین نہیں رہا۔ کہنا عمر بن خطاب اس بات کی اجازت چاہتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہو۔ عبد اللہ بن عمر وہاں گئے۔ سلام کہا اور اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ سیدہؓ بیٹھی رو رہی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا عمر آپ کو سلام کہتے ہیں اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کے طلب گار ہیں۔ سیدہ نے فرمایا۔ وہ جگہ تو میں نے اپنے لیے رکھی تھی۔ مگر آج میں عمر کو خود پر ترجیح دے رہی ہوں۔ عبد اللہ بن عمر واپس لوٹے تو لوگوں نے کہا وہ عبد اللہ آگئے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ مجھے بٹھلاؤ۔ ایک شخص نے پیچھے بیٹھ کر اپنے سہارے سے آپ کو بٹھلایا۔ آپ نے پوچھا۔ عبد اللہ کیا لائے ہو؟ عرض کیا وہی کچھ جو آپ کی تمنا ہے۔ اے امیر المؤمنین! سیدہ نے اجازت دیدی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ الحمد اللہ۔ ایسی قبر سے بہتر نعمت کونسی ہو سکتی ہے۔ جب میں وصال کر جاؤں تو مجھے اٹھا کر وہاں لے جانا اگر سیدہ اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ بعد ازاں ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے جھرمٹ میں چھپی ہوئی آئیں۔ ہم (صحابہ) یہ دیکھ کر باہر نکل گئے۔ آپ اندر کمرہ میں آگئیں۔ اور آپ کے پاس بیٹھ کر روتی رہیں۔ پھر مردوں نے اندر آنا چاہا تو سیدہؓ واپس زنانہ خانہ میں چلی گئیں۔ اور وہاں سے ان کے رونے کی آواز آتی رہی[1]

---

[1] آگے آرہا ہے کہ سیدہ حفصہؓ کے رونے کی آواز سن کر آپ نے انہیں زور سے رونے سے منع کر دیا دیکھیے حدیث

اس کے بعد عمر فاروق نے فرمایا۔

"میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں۔ اسے چاہیے کہ انصار سے جنہوں نے مسلمانوں کے لیے گھر مہیا کیے اور ایمان اختیار کیا، بھلائی کرتا رہے۔ ان کے محاسن کو سراہتا اور غلطیوں سے چشم پوشی کرتا رہے۔ میں اسے شہری باشندوں کے متعلق خیر خواہی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی اسلام کی زینت حصول مال کا منبع اور دشمن کے لیے باعثِ غضب ہیں۔ اس لیے ان سے ضروریات سے زائد مال (زکوٰۃ) خوشدلانہ طور پر وصول کیا جائے۔"

میں اپنے جانشین خلیفہ کو دیہات کے باشندوں کے متعلق بھی بہتری کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہی اہل عرب اور شان اسلام ہیں۔ ان سے جو زکوٰۃ لی جائے ان کے فقراء پر خرچ کر دی جائے۔ میں اسے یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اہل اسلام کی حفاظت کی جائے اور طاقت سے زائد انہیں تکلیف نہ دی جائے۔

کہتے ہیں جب آپ کا وصال ہو گیا۔ تو ہم جنازہ لے کر چلے۔ عبد اللہ بن عمر نے بڑھ کر ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور عرض کی کہ عمر فاروق اجازت چاہتے ہیں سیدہؓ نے فرمایا انہیں لے آؤ۔ چنانچہ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

اسے بخاری و ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھجوایا۔ کہ مجھے پہلو نبی و صدیق میں دفن ہونے کی اجازت دی جائے انہوں نے کہا "ہاں خدا کی قسم" حالانکہ اس سے قبل کئی صحابہ نے اجازت مانگی تو

آپ کا جواب ہوتا تھا، "نہیں خدا کی قسم"

حضرت عمر فاروق کی شہادت کا اصل سبب اور بعد کے واقعات

حدیث

ابو رافع سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو لؤلو چکیاں بناتا تھا۔ آپ اسے روزانہ چار درہم دیا کرتے وہ ایک روز حضرت عمر فاروق سے ملا اور کہنے لگا امیر المؤمنین! مغیرہ مجھ سے زیادہ خدمت لیتے ہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ کچھ کم خدمت لیا کریں۔ حضرت عمر فاروق نے کہا خدا سے ڈرو۔ اور اپنے آقا کی بہتر خدمت کرو۔ ابو لؤلو غضب ناک ہو گیا۔ کہنے لگا سب لوگوں کیلیے اس کا (عمر کا) عدل ہے میرے لیے نہیں۔[1] تب سے اس نے آپ کے قتل

---

[1] تاریخ التواریخ حالات خلفا جلد ۳ ص ۷۹ نے میں آپ پر حملہ آوری اور آپ کا نماز کی تکمیل کے لیے حضرت عبد الرحمان کو اشارہ کرنا اور خود نماز کی تکمیل تک تڑپتے رہنا بالتفصیل مذکور ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

این وقت ابو لؤلو از صف جدا شد و بر عمر در آمد و او را از چپ و راست شش ضربت بزد بر بازو و شکم و از آن زخمہا زخمے گران بر زیر ناف آمد و از پائے در افتاد و بانگ درداد کہ عبد الرحمان کجاست؟ گفتند حاضر ست، گفت ان پیش روئے صف شود و نماز را برپائے برد عبد الرحمان پیش شد و در رکعت اول فاتحہ و قل یا ایھا الکافرون و در رکعت ثانی قل ھو اللہ احد بخواند،

ترجمہ: اس وقت ابو لؤلو صف سے جدا ہو کر حضرت عمر پر حملہ آور ہوا اور دائیں بائیں سے چھ ضربیں لگائیں جو کچھ بازو پر پڑیں اور کچھ شکم پر مگر جو زخم زیر ناف آیا سب

کی ٹھان لی چنانچہ اس نے دو رُخا خنجر تیار کیا۔ اس پر زہر چڑھائی۔ پھر اسے ہرمزان کے پاس لے جا کر سوال کیا کہ یہ خنجر کیسا ہے؟ اس نے کہا بس جس پر چلاؤ گے مر ہی جائے گا۔ ابو لؤلو نے موقع ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ ایک دن نمازِ فجر میں آ گیا عمر فاروق کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔[1] عمر فاروق نماز کھڑی کرنے سے قبل فرماتے تھے۔ "صفیں درست کر لو" آپ نے حسب معمول یہی کہا اور تکبیر کہہ دی۔ ابو لؤلو نے بڑھ کر کندھے اور پہلو میں خنجر گھونپ دیا۔ آپ گر گئے۔ اس نے تیرہ اور مردوں کو بھی زخمی کر ڈالا۔ جن میں سے سات وفات پا گئے۔ عمر فاروق کو اٹھا کر گھر لے

سے خطرناک تھا جس کے سبب وہ زمین پر گر پڑے اور آواز دی "عبد الرحمان کہاں ہے" لوگوں نے کہا حاضر ہے آپ نے فرمایا آگے آئے اور نماز مکمل کروائے عبد الرحمان نے آگے بڑھ کر نماز (فجر) مکمل کروائی پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکافرون دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھ کر نماز ختم کی۔

اے اہل تشیع! کچھ اپنے ضمیر کو جھنجھوڑیے! حضرت عمر کی قوت ایمانی کا یہ عالم ہے کہ جب آپ کا شکم کھل گیا ہے آنتیاں باہر آ گئی ہیں ایسے میں آپ فرما رہے ہیں لوگو میرا فکر نہ کرو اپنی نماز کا فکر کرو، مجھے تڑپنے دو مگر کسی مسلمان کی نماز میں فرق نہیں آنا چاہیے۔ ایسے شخص کو برا بھلا کہنا اپنے ایمان کو تباہ کرنے اور اپنی عاقبت خراب کرنے کے مترادف نہیں تو کیا ہے؟

[1] بعض روایات میں ہے کہ اس نے چہرہ لپیٹ رکھا تھا تاکہ کوئی اسے پہچان نہ سکے۔ حالانکہ اس کی تنخواہ روزانہ چار درہم کے حساب ۱۲۰ درہم ماہوار تھی اور یہ ایک معقول ترین رقم ہے اور اس کے مقابل اس کا کام اتنا نہیں تھا جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ اس لیے حضرت عمر نے اسے ڈانٹ دیا۔

جایا گیا۔ لوگوں نے صفیں توڑ دیں اور سورج نکلنے کو آ گیا۔ عبدالرحمن بن عوف رض
پکارے لوگو! نماز نماز۔ لوگ دیوانہ وار نماز پر متوجہ ہوئے۔ عبدالرحمن بن عوف
نے دو مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھوائی۔ نماز ختم ہوئی تو لوگ عمر فاروق رضی
اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔

عمر فاروق نے شربت منگوایا تاکہ معلوم ہو کہ زخم کتنا ہے تو لایا گیا۔ مگر
وہ پیٹ کے زخم سے باہر آ گیا۔ جو خون بن کر ہی نکلا۔ آپ نے دودھ منگوایا
وہ بھی اسی راستے باہر نکل آیا۔ لوگ کہنے لگے امیر المومنین کوئی ڈر نہیں (آپ
بچ جائیں گے) آپ نے فرمایا جب حملہ ایسا ہوا ہے تو کیسے بچ سکتا ہوں۔ لوگ
آپ کی تعریف میں یوں کہہ رہے تھے۔ کہ امیر المومنین! اللہ آپ کو ہماری
طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ وغیرہ ایک ٹولہ اٹھتا تو دوسرا آ جاتا۔ اور آپ
کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاتا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ یہ تو
میں نے حکومت کی ذمہ داری پوری کی ہے۔ جس کا مجھے فائدہ ہے نہ نقصان۔ ہاں
البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میرے لیے باعث سلامتی ہے۔ عبداللہ بن
عباس رض۔ آپ کے سر کے قریب بیٹھے تھے۔ وہ آپ کے نہ صرف دوست بلکہ آپ
کے گھر کا ایک فرد بنے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم! محض حکومت سے عہد
برآ نہیں ہوئے۔ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی ہے۔ اور وہ آپ
سے راضی گئے۔ اور آپ ان کے بہتر بن ساتھی ثابت ہوئے۔ پھر آپ نے ابوبکر
صدیق خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی اور ان کے احکامات
کے نفاذ کا باعث بنے۔ پھر آپ خود خلیفہ بنے۔ اور خلافت کا حق ادا کر دیا۔ جو
آپ نے کیا۔ وہ آپ ہی کر سکتے تھے۔ ابن عباس کی باتیں سن کر عمر فاروق کا

دل مسرور ہوا (مگر فوراً ہی) آپ نے فرمایا۔ ابن عباس یہ باتیں پھر سناؤ! انہوں
نے پھر سنائیں۔ عمر فاروق بولے۔ خدا کی قسم! یہ باتیں آپ کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں
اگلا جہان اتنا خوفناک ہے کہ اگر ساری زمین سونا بن کر میرے قبضہ میں ہو تو
اسے لوٹا دوں (تاکہ کچھ بہتر انجام ہو سکے۔)

آپ نے فرمایا۔ میں اپنے پیچھے خلافت کا معاملہ چھ رکنی مجلس شوریٰ کے سپرد کر
رہا ہوں۔ جس کے ارکان یہ ہیں۔ ۱۔ عثمان غنی۔ ۲۔ علی مرتضیٰ۔ ۳۔ طلحہ بن عبیداللہ
۴۔ زبیر بن عوام۔ ۵۔ عبدالرحمن بن عوف۔ اور ۶۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم
(یعنی یہ چھ صحابہ باہمی مشورہ سے اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنا لیں گے) جب کہ عبداللہ
بن عمر کو مشورہ کے لیے مجلس کے ساتھ شامل کیا جائے گا۔ مگر وہ مجلس میں سے نہیں
ہوگا۔ آپ نے اس مجلس کو تین دن کی مہلت دی جبکہ ان تین دنوں میں نماز
پڑھانے کے لیے حضرت صہیب رض کو حکم دیا۔

اسے ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی بالغ مشرک کو مدینہ طیبہ میں داخل
نہیں ہونے دیتے تھے۔ تاآنکہ مغیرہ بن شعبہ گورنر کوفہ نے آپ سے بذریعہ خط ایک
کافر غلام کے اپنے پاس رکھنے کی اجازت چاہی۔ مشہور تھا کہ اس کے ہاتھ میں کئی
فن ہیں۔ وہ لوہار ہے نقاش اور نرکھان بھی ہے۔ عمر فاروق نے اجازت دے دی
تو مغیرہ رض نے اسے مدینہ طیبہ (اپنے گھر) بھیج دیا۔ اور ماہانہ ایک سو درہم وظیفہ مقرر
کر دیا۔ وہ عمر فاروق کے پاس آیا۔ اور مغیرہ کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ تو
کیا کیا کام کر سکتا ہے؟ اس نے بتلایا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر تو تمہارا کام
اتنا زیادہ نہیں کہ تنخواہ زیادہ کی جائے۔ آگے ساری حدیث مثل سابق ہے

حدیث :-

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کے زخمی ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ میں نے کہا۔ امیر المومنین! آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت ایمان لائے۔ جب لوگوں نے انہیں جھٹلایا آپ نے اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ جب لوگ انہیں رسوا کرنا چاہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرماتے ہوئے آپ سے راضی تھے۔ آپ کی خلافت کے متعلق دو مردوں نے بھی باہم اختلافات نہیں کیا[1] اور اب آپ شہادت پا رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ یہ کلمات پھر کہو! میں نے پھر کہے۔ آپ نے فرمایا۔ جسے تم دھوکہ دے دو۔ وہ واقعتاً فریب خوردہ ہے۔ اگر زمین کا تمام سفید و زرد مال (سیم و زر) میرے پاس ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اسے راہ خدا میں خرچ کردوں۔ تاکہ عاقبت کچھ بہتر ہو جائے۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

کیا آپ پر قاتلانہ حملہ آغاز نماز سے قبل ہوا تھا۔

عمر بن میمون سے روایت ہے کہ جس روز حضرت عمر فاروق پر حملہ ہوا۔ میں نماز میں موجود تھا۔ عمر فاروق کی ہیبت کے باعث اگلی صف میں کھڑا نہ ہو سکا۔ کیونکہ آپ کا رعب بہت زیادہ تھا۔ اس لیے دوسری صف میں کھڑا ہو گیا۔ عمر فاروق نے مصلا پر کھڑے ہو کر نمازیوں کی طرف منہ کیا تو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لؤلؤ آپ کے سامنے آگیا۔ اور آپ سے سرگوشی کرنے لگا۔ اتنے میں ہی

[1] حضرت ابن عباس کے یہ الفاظ شیعوں کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ لابن ابی حدید جلد ۳ صفحہ ۱۴۶ میں بھی موجود ہیں۔ ابن عباس کو شیعہ اپنا آدمی سمجھتے ہیں تو گھر کی شہادت مل جانے کے بعد انکار کی گنجائش نہیں رہنی چاہیے۔

اس نے آپ کو تین بار خنجر گھونپ دیا۔ میں نے عمر فاروق کی آواز سنی۔ اس کتے کو پکڑ لو۔ اس نے مجھے قتل کر دیا۔ لوگ دوڑ کر آپ کے گرد ہو گئے۔ ابو لؤلؤ نے اتنے میں تیرہ مرد زخمی کر ڈالے۔ اسی دوران ایک شخص نے پیچھے سے ابو لؤلؤ (پر کمبل ڈال کر اسے) دبوچ لیا۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق کو اٹھا کر گھر لیجایا گیا۔ لوگ اسی طرح بے ترتیب کھڑے تھے۔ کہ کسی نے کہا نماز پڑھو! سورج نکلا چاہتا ہے تو عبد الرحمن بن عوف آگے بڑھے اور اذا جاء نصر اللہ اور انا اعطینٰک دو مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی تب لوگ عمر فاروق کے پاس پہنچے۔

جناب عمر فاروق نے عبد اللہ سے فرمایا۔ پوچھو! کہ یہ کام کسی گروہ نے کیا ہے؟ عبد اللہ بن عباس نے نکل کر بلند آواز سے کہا۔ اے لوگو! یہ کام تم میں سے ایک گروہ کا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ خدا کی پناہ، خدا کی قسم۔ ہمیں تو اس کی خبر بھی نہیں اور نہ ہم اسے (قاتل کو) پہلے جانتے تھے۔ جناب عمرؓ نے طبیب منگوایا طبیب آیا اور پوچھنے لگا کہ آپ کونسا شربت پسند کرتے ہیں؟ فرمایا۔ نبیذ تو آپ کو نبیذ پلایا گیا۔ مگر وہ زخم سے باہر آگیا۔ لوگوں نے دیکھ کر کہا۔ یہ خون نکلا ہے اور یہ پیپ پھر آپ نے دودھ پیا۔ تو وہ بھی اسی راستے نکل آیا۔ طبیب نے کہا اب آپ صحت یاب نہ ہو سکیں گے۔ اب جو کرنا ہے کر لو۔

اس کے بعد راوی نے شوریٰ کے تقرر صہیبؓ کو حکم نماز دینے اور شہادت عبد اللہ بن عمر کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔ جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا۔ اگر اہل شوریٰ نے اجلح (جس کے سر سے دونوں جانب سے بال گر گئے ہوں) کو خلافت دے دی تو (بڑا اچھا ہو گا کیونکہ) وہ لوگوں کو صراط مستقیم پر چلائے گا۔ اس سے مراد حضرت علی مرتضیٰ تھے۔ عبد اللہ بن عمر نے عرض کیا۔ پھر آپ خود ہی حضرت علی کو خلیفہ کیوں نہیں بنا دیتے؟ آپ نے فرمایا۔ زندگی میں تو حکومت کا بوجھ اٹھایا۔ اب

مر کر نہیں اٹھا سکتا۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اہلِ شوریٰ کی بڑی خوش بختی ہوگی۔ اگر وہ سر کی دونوں جانب کے بالوں سے بے نیاز آدمی کو خلافت دیدیں۔ وہ انہیں حق پر چلائے گا۔ خواہ اس کی گردن پر تلوار رکھ دی جائے۔ محمد بن کعب کہتے ہیں۔ میں نے کہا جب آپ یہ جانتے ہیں۔ پھر بھی اسے (حضرت علی کو) خلیفہ نہیں بنا رہے۔ فرمایا۔ اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو بھی یہ درست ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہتر تھے اور آپ نے اپنا جانشین معین نہ فرمایا۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز میں صبح کے وقت عمر فاروق کے ساتھ بازار کو نکلا۔ آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لؤلو سامنے سے ملا اور کہنے لگا۔ امیر المؤمنین! آپ میرے مالک سے بات نہیں کرتے ؟ تاکہ مجھ سے کم وصولی کرے۔ فرمایا۔ وہ روزانہ تم سے کتنا وصول کر رہے ہیں ؟ کہا دینار۔ آپ نے فرمایا۔ میں یہ نہ کرسکوں گا۔ کیونکہ تم تو مزدور ہو اور دینار کچھ زیادہ نہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ کیا تم مجھے ایک چکی نہیں بنا دیتے ؟ کہنے لگا کیوں نہیں۔ جب آپ آگے نکل گئے۔ تو کہنے لگا میں تمہارے لیے ایسی چکی بناؤنگا۔ جو مشرق و مغرب میں مشہور ہو جائے گی۔ عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں۔ اس کی اس بات سے میرے دل میں خطرہ بیٹھ گیا۔ (کہ یہ عمر فاروق کو دھمکی دی گئی ہے) اگلے روز نماز فجر کی اذان ہوئی۔ عمر فاروق

بازار میں نماز کا اعلان کرتے ہوئے مسجد کو نکلے۔ میں اپنی جائے نماز ہی میں تھا کہ دشمنِ خدا ابولؤلو نے آپ پر حملہ کر دیا۔ تین جگہ خنجر چلایا۔ جن میں سے ایک ناف کے نیچے تھا۔ اور یہی جان لیوا ثابت ہوا۔ عمر فاروق نے چیخ کر فرمایا۔ عبدالرحمٰن بن عوف کہاں ہے ؟ (نماز پڑھائے) عبدالرحمن بن عوف بولے میں یہ ہوں۔ چنانچہ عبدالرحمن نے قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد دو سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔ لوگ عمر فاروق کو اٹھا کر آپ کے گھر لے گئے۔ آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا۔ پتہ کرو مجھے کس نے قتل کیا ہے۔ انہوں نے آکر پوچھا۔ لوگوں نے بتلایا ابولؤلو نے۔ انہوں نے جا کر آپ کو اس سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی حمد ہے کہ اس نے میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھ میں نہیں رکھا۔ جو لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کہتا ہو[1] پھر فرمایا۔ عبدالرحمٰن بن عوف کو بلاؤ۔ اِس کے بعد شوریٰ کا ذکر ہے۔

---

[1] یہ ابولؤلو مجوسی شیعوں کے نزدیک بہت بڑا مجاہد اور ہیرو ہے۔ چنانچہ ناسخ التواریخ حالات خلفا جلد ۳/۱ صفحہ ۲۹ میں یہ الفاظ ہیں۔

مردم شیعی گویند ابولؤلو از مردم عجم بود و فیروز نام داشت و از شیعان علی علیہ السلام بود، دکشتہ نہ شد چہ مقبرہ او در کاشکان از زمان پیش تاکنوں زیارتگاہ جماعتے از شیعان است۔

ترجمہ: شیعہ لوگ کہتے ہیں ابولؤلو عجمی آدمی تھا۔ نام اس کا فیروز تھا۔ اور وہ شیعان علی میں سے تھا، وہ (حضرت عمر کے قتل کے بعد) قتل نہیں کیا گیا تھا۔ (بلکہ بھاگ کر ایران آگیا تھا) کیونکہ ہمیشہ سے اب تک کاشکان میں اس کا مقبرہ شیعوں کی ایک جماعت کے ہاں زیارتگاہ چلا آرہا ہے۔

بتائیے جس قوم کے ایسے ہیرو ہوں اسکی حالت پر، انا اللہ الخ کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اسے واقدی اور ابوعمر نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

پیچھے گزرا ہے کہ لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو مصلّا پر کھڑا کیا۔ اور یہاں ہے کہ عمر فاروق نے کیا۔ دونوں میں تعارض نہیں ہے۔ ممکن ہے عمر فاروق نے کہا ہو اور لوگوں نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا ہو۔ اسی طرح اس بات میں بھی روایات کا اختلاف ہے کہ آیا حملہ نماز سے قبل ہوا یا نماز کے دوران۔ اس بارہ میں روایات کا تعارض ہے۔ اور انہیں روایات کو ترجیح ہے۔ جو دوران نماز حملہ بتلاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

حملہ کے بعد آپ کو امت محمدیہ کی فکر

حدیث

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ حملہ کے بعد عمر فاروق درد بھری آہیں لینے لگے۔ ابن عباس نے کہا۔ امیر المومنین آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی بڑی عمدگی سے اور وہ آپ سے راضی گئے۔ پھر آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنگت اختیار کی تو بڑی عمدگی سے۔ وہ بھی آپ سے راضی گئے۔ پھر آپ خود خلیفہ بنے تو بڑی عمدگی سے۔ اگر آپ دنیا سے گئے تو لوگوں کو راضی چھوڑ کر جائیں گے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ابن عباس! تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میری صحبت اور آپ کی رضا کا ذکر کیا ہے۔ تو واقعتاً یہ اللہ کا مجھ پر خاص احسان ہے۔ باقی میری دردمندی، تمہارے لیے ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے۔ خدا کی قسم! اگر تمام زمین سونا بن کر میرے قبضہ میں آئے تو اللہ کے عذاب

سے بچنے کی خاطر اسے تقسیم کر دوں۔

(اہل شوریٰ پر اعتراض ہوا تو آپ نے کس طرح اُن کی فضیلت بیان کی)

حدیث

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ زخمی ہونے کے بعد جب عمر فاروق نے حکومت قائم کرنے کے لیے مجلس شوریٰ (چھ رکنی کمیٹی) قائم کی تو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے حاضر ہو کر کہا۔ اے ابا جان! لوگ طعنہ زنی کر رہے ہیں۔ کہ یہ چھ آدمی کچھ پسندیدہ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے بٹھلاؤ! لوگوں نے بٹھلایا۔ آپ فرمانے لگے۔

"علی مرتضیٰ پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے علی! روز قیامت تم میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر جنت میں داخل ہو گے۔ نہ ہی عثمان غنی پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جس دن عثمان کا وصال ہو گا۔ آسمان کے فرشتے اس کی نماز پڑھیں گے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ صرف عثمان کے لیے بشارت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ صرف عثمان کے لیے نہ ہی کسی کو طلحہ بن عبیداللہ کو مطعون بنانا مناسب ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ سواری سے گر گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو شخص میرا کجاوہ اٹھا کر (دوبارہ سواری پر) باندھ دے اس کے لیے جنت ہے۔ تو طلحہ بن عبیداللہ نے بھاگ کر کجاوہ درست کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ سوار ہو گئے۔ اور فرمایا۔

اے طلحہ ! یہ جبریل تمہیں سلام کہہ رہا ہے اور بشارت دے رہا ہے کہ تم قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگے۔ نہ ہی زبیرؓ پر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ میں نے خود دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ حضرت زبیرؓ بیٹھ کر (پنکھا چلاتے اور) مکھی دور کرتے رہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ اے زبیر ! کیا جب سے میں سویا ہوا ہوں تم یہ کر رہے ہو ؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ آپ پر میرے والدین قربان ! تو آپ نے فرمایا۔ یہ جبریل تمہیں سلام کہہ رہا اور بشارت دے رہا ہے کہ میں قیامت کو تمہارے ساتھ ہوں گا۔ اور تمہارے چہرے سے جہنم کی بلا دور کردوں گا۔ نہ ہی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو محل اعتراض کیا جاسکتا ہے جنگ بدر میں سعد نے اپنی کمان کو تیرہ تانتیں باندھیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "سعد تیر چلاؤ ! تم پر میرے ماں باپ قربان" اور نہ ہی عبد الرحمٰن بن عوف کو کوئی برا کہہ سکتا ہے۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حسن و حسین بھوک سے رو رہے۔ اور پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کون ہم سے دوستی کا ثبوت دیتا ہے۔ عبد الرحمٰن بن عوف یہ سن کر فوراً ایک تھال لے کر حاضر ہو گئے۔ جس میں کھجور، گھی اور ستو سے بنی ہوئی مٹھائی اور روٹیاں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ نے تمہاری دنیا تو پہلے بھلی کر دی ہے۔ اور آخرت کا میں ضامن ہوں۔"

اسے حافظ ابو الحسن بن بشران نے اور دمشقی نے اربعین طوال میں ذکر کیا ہے۔

آپ سے کہا گیا کہ اپنا جانشین مقرر فرما دیں مگر آپ نے انکار کیا۔

حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب میرے والد زخمی حالت میں پڑے تھے اور لوگ آپ کی تعریف کر رہے تھے۔ تو میں آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ لوگوں نے کہا۔ اللہ آپ کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے امید بھی ہے اور خوف بھی۔ لوگ کہنے لگے آپ اپنا جانشین مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا۔ زندگی میں تو تمہارا بوجھ اٹھایا۔ اب مر کر بھی اٹھاؤں (یعنی اپنے ہاتھ سے مقرر کیے ہوئے جانشین کی غلطیوں کا گناہ قبر میں مجھے پہنچتا رہے گا۔) میں تو اب تک کی حکومت کا حساب صحیح دے سکا تو بڑا خوش ہونگا۔ اس کا ثواب ملنا تو دور کی بات ہے۔ اگر میں جانشین مقرر کرتا ہوں تو بھی درست ہے۔ مجھ سے بہتر ابو بکر صدیق تھے۔ انہوں نے ایسا کیا تھا۔ اور اگر نہ کروں تو بھی درست ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہتر تھے۔ آپ ایسا نہیں کیا تھا۔ عبد اللہ کہتے ہیں جب عمر فاروق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیا تو میں یقین کر گیا کہ اب آپ جانشین کا تقرر نہیں کریں گے (کیونکہ اتباع رسول ہی آپ کا شعار زندگی ہے)

اسے بخاری مسلم اور ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ لوگ کہہ رہے ہیں آپ اپنے بعد خلیفہ کا تقرر نہیں کر رہے ؟ دیکھئے ! اونٹوں یا بکریوں کا چرواہا کہیں چلا جائے اور ریوڑ پر کوئی آدمی اپنے پیچھے نہ

چھوڑ جائے تو وہ بڑی زیادتی کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ اور لوگوں کا معاملہ اونٹوں اور بکریوں سے کہیں اہم ہے۔ اگر آپ اپنی جگہ خلیفہ مقرر فرما کر نہ گئے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا عذر ہو گا۔ آپ کاہ! عبید اللہ کہتے ہیں۔ میری اس بات سے آپ کو تکلیف پہنچی۔ آپ نے بڑی دیر سر نگوں رکھا۔ پھر اٹھایا۔ تو گویا ہوئے۔ "اللہ اپنے دین کا محافظ ہے۔ دونوں کاموں میں میرے سامنے راہِ سنت موجود ہے۔ اگر اپنا جانشین مقرر نہ کروں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مقرر نہیں فرمایا تھا۔ اور اگر جانشین کا تقرر کیے دیتا ہوں تو ابوبکر صدیق نے بھی کیا تھا۔ عبد اللہ کہتے ہیں۔ مجھے آپ کے اس جواب سے معلوم ہو گیا کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرما رہے ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا تو میں نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ اگر آپ اپنی فکر کریں اور لوگوں کو کسی خلیفہ کے حوالے کر دیں تو بہتر ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے بٹھلاؤ! عبد اللہ کہتے ہیں (مجھے اس قدر خوف طاری ہوا) کہ میں نے چاہا کاش میرے اور عمر کے درمیان مدینہ طیبہ کی چوڑائی جتنا فاصلہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ آپ نے میری بات پر کہا تھا کہ مجھے بٹھلاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ میں حکومت کا معاملہ اس (خدا) کے سپرد کر رہا ہوں جس نے پہلی بار مجھے حکومت دی تھی۔

اسے ابو زرعہ نے کتاب العلل میں روایت کیا ہے۔

خواب میں حضرت عمر فاروق نے اپنی بشارت کا اشارہ پالیا تھا

حدیث

معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ ایک جمعہ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھے تین بار چونچ ماری ہے۔ اور میں اسے اپنی موت کا اشارہ سمجھتا ہوں۔ کچھ لوگ مجھے کہہ رہے ہیں کہ اپنی جگہ خلیفہ مقرر کر دو! مگر اللہ اپنا دین اپنی خلافت۔ اور اپنا اسلام جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ضائع نہیں کرے گا۔ اگر مجھے جلد موت آگئی تو میرے بعد خلافت ان چھ آدمیوں میں سے کسی ایک کی ہو گی۔ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتِ وصال اپنی رضا کا اعلان کیا تھا۔ بعض لوگ میرے اس اعلان پر مجھے برا بھی کہیں گے۔ مگر میں انہیں اسلام کی بنیاد پر ایسے کام کی اپنے ہاتھ سے سزا دوں گا۔ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ کیونکہ وہ دشمنِ خدا ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! میں انصار صحابہ میں افسرانِ حکومت (کی طہارت) کی گواہی دیتا ہوں۔ میں نے انہیں عدل و انصاف۔ تبلیغ دین۔ اقامتِ سنت تقسیم مال اور لوگوں کے مشکل مسائل کے حل کرنے کے لیے افسر بنایا ہے یہ خطبۂ جمعہ آپ کی زندگی کا آخری خطبہ ثابت ہوا۔ اور اس کے بعد آپ زخمی ہو گئے۔

حملہ کے بعد آپ کی ملاقات کے لیے پہلے مہاجرین کو بلایا گیا۔ پھر انصار کو، پھر شامی اور پھر عراقی وفود کو۔ تو ہم (عراقی لوگ) سب سے آخر میں آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ ایک سیاہ چادر سے آپ کا زخم بندھا ہوا تھا۔ مگر خون بہتا جا رہا تھا۔ ہم نے کہا۔ امیر المومنین! ہمیں کوئی وصیت (نصیحت)

فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، تم قرآن پر عمل کرو گمراہ نہیں ہوگے۔ مہاجرین صحابہ کا احترام کرو۔ لوگ تو گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ انصار کا احترام کرو۔ انصار وہ گھاٹی ہیں جس میں اسلام نے پناہ لی۔ بدوؤں کا خیال رکھو۔ کیونکہ یہی ہمارا نسب کا اصل ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ بدو تمہارے بھائی اور دشمنوں کے دشمن ہیں۔ اور فرمایا۔ ذمیوں کی حفاظت کرو۔ کیونکہ ان کی ذمہ داری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائی ہے۔ اور تمہارے لیے رزق عیال کا ذریعہ بھی ہیں۔ اب آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق کی شہادت کے متعلق حضرت ابوموسیٰ کی خواب

حدیث

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک پہاڑ پر جلوہ فرما ہیں۔ آپ کے پہلو میں ابوبکر صدیق ہیں۔ جو (زمین پر کھڑے) حضرت عمر فاروق کو ہاتھ سے اشارہ کر رہے ہیں۔ کہ اوپر چڑھ آؤ۔ میں نے خواب سے اٹھ کر کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی قسم! امیر المؤمنین کا وصال قریب آچکا ہے۔ ابوموسیٰؓ سے لوگوں نے کہا یہ خواب عمر فاروق کو لکھ کر بھیجیں۔ انہوں نے فرمایا۔ مجھے موت کا پیغام دینے کی کیا ضرورت ہے[1]

[1] حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس وقت بصرہ کے گورنر تھے۔ وہ وہاں فاروقی وعثمانی میں ایک عرصہ گورنر رہے۔

بعض دیگر صحابہ نے بھی آپ کو موت سے آگاہ کر دیا تھا۔

حدیث

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق سے کہا، امیر المومنین! نوٹ کرلیں کہ تین دن کے اندر اندر آپ کا وصال ہونے والا ہے۔ واقعتاً تین دن نہ گزرے تھے کہ ابو لؤلؤ نے آپ پر حملہ کر دیا۔ لوگ آپ کے پاس آئے جن میں کعب الاحبار بھی تھے۔ آپ نے فرمایا۔ بات وہی ہے جو کعب نے کہی تھی تاہم مجھے موت کا ڈر نہیں، گناہ کا ڈر ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ آپ اپنی حفاظت کیا کریں یا ان عجمیوں کو مدینہ طیبہ سے نکال دیں۔ خدا کی قسم! مجھے خوف ہے کہ کوئی عجمی آپ کو اس جگہ (ناف کے نیچے) خنجر نہ گھونپ دے۔ تو خدا کی شان اسی جگہ ابو لؤلؤ نے آپ کو خنجر گھونپا۔

حدیث

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق کے ساتھ عرفات میں جبل رحمت پر وقوف کیے ہوئے تھے۔ کہ میں نے سنا۔ ایک شخص نے آواز دی۔ اے اللہ کے خلیفہ! تو فوراً میرے عقب میں ایک گھاٹی سے کسی اعرابی نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔ یہ کیا آواز ہے۔ اللہ تیری آواز کو بند کر دے۔ خدا کی قسم! آپ کے بعد امیر المؤمنین اس جگہ وقوف نہیں کرسکیں گے۔ میں نے اس بات پر اسے سرزنش کی اور جھڑکا۔ جب ہم عمر فاروق کے ساتھ جمرات کو کنکر مار رہے تھے۔ ایک کنکر عمر فاروق کے سر میں آکر لگا۔ جس سے

سر کی ایک رگ پھٹ گئی۔ اور خون بہنے لگا۔ ایک شخص بولا۔ امیر المؤمنین!
کو بتلا دو کہ خدا کی قسم! وہ آئندہ کبھی اس جگہ نہیں آئیں گے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو
یہ وہی گھاٹی میں سے بات کرنے والا اعرابی تھا۔

اسے ابن ضحاک نے روایت کیا ہے۔

آپ کی گوناگوں دینی اخلاقی وصیات:

آپ کی کچھ وصیات تو گزر چکی ہیں۔ جیسے قرض کے بارہ میں اپنے بیٹے کو وصیّت
اپنے بعد جانشین کے تقرر کے طریقۂ کار کی وصیّت۔ مہاجرین وانصار وغیرہم کے بارہ
میں وصیّت وغیرہ مزید وصیات درج ذیل ہیں۔

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروق نے (حملہ کے بعد) علی مرتضیٰ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔
اگر آپ کو حکومت کا کچھ حصّہ ملے تو خدا کا خوف دل میں رکھنا محض بنی ہاشم کو لوگوں
کی گردنوں پر نہ بٹھلا دینا۔ پھر عثمان غنی کی طرف التفات کرتے فرمایا۔ اگر آپ کو
بھی کچھ ذمہ داری ملی تو بنو امیہ یا بنو ابی معیط کو انسانوں پر سوار نہ کر دینا۔ پھر آپ
نے حضرت سعد اور جناب زبیر کی طرف توجہ کر کے فرمایا۔ آپ دونوں بھی اگر ذمہ داریاں
اٹھائیں تو خوفِ خدا کو شامل حال رکھنا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن رضؓ سے فرمایا۔ اگر آپ کو
مسلمانوں کی حکومت ملے تو اپنے عزیزوں کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کر دینا۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے مجھے
یہ وصیّت کی۔ کہ جب مر جاؤں تو مجھے ایک حقیر سا انسان جاننا۔ کفن مختصر رکھنا

اگر اللہ کے ہاں میرے لیے بہتری ہے۔ تو وہ مجھے اس (کفن) سے بہتر (لباس)
عطا فرمائے گا۔ نہیں تو یہ بھی چھین لے گا۔ قبر بنانے میں بھی سادگی سے کام لینا
اگر اللہ کے ہاں میرا انجام بہتر ہے تو تاحد نظر میری قبر وسیع ہو جائے گی۔
نہیں تو قبر ایسے تنگ ہو گی۔ کہ دائیں بائیں پسلیاں باہم مل جائیں گی۔ میرے
جنازہ کے ساتھ کوئی عورت نہ جائے۔ جو صفات مجھ میں نہیں ان سے میری
تعریف مت کرنا۔ اللہ میرے حال سے خوب واقف ہے۔ جنازہ جلدی چلنا
اگر اللہ کے ہاں میرا انجام اچھا ہے تو تم مجھے جلد اس تک پہنچا دو گے۔ نہیں تو
میں ایک شر ہوں گا۔ جسے تم جلدی اپنے کندھوں سے اتار پھینکو گے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حضرت عمر فاروق
کے پاس آکر رونے لگی۔ میں نے کہا۔ اے صاحبِ رسولِ خدا! اے خُسرِ
رسول! عمر فاروق نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ مجھے بٹھلاؤ۔ جو میں سن رہا ہوں
میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ آپ اپنے سہارے پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔
اے بیٹی! تم پر جو میرا باپ ہونے کی حیثیت سے احق ہے۔ میں تمہیں اس
قسم دیتا ہوں۔ کہ اس کے بعد مجھ پر ندبہ (آہ و بکا) مت کرنا۔ البتہ تیری
آنکھوں پر میرا قبضہ نہیں۔ یاد رکھو! جس بھی میّت پر آہ و بکا ہوتی ہے۔
فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں۔

آپ کی تاریخ وفات کیا ہے حملہ کے بعد کتنے دن زندہ رہے

جنازہ کس نے پڑھا اور بوقت وصال آپ نے کیا کہا

اہل سیر کہتے ہیں۔ آپ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو فوت ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس تاریخ کو آپ پر حملہ ہوا۔ اور ذوالحجہ کی آخری تاریخ کو آپ کا وصال۔ تاہم اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ حملہ کے بعد آپ تین دن زندہ رہے۔ تب وصال فرمایا۔ حضرت صہیب رضؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اسے ابن قتیبہ سلفی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عمر فاروق شہید ہوئے تو آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عثمان غنی نے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہا۔ حضرت صہیب رضؓ نے کہا۔ آپ دونوں پیچھے کھڑے رہیں مجھے عمر فاروق کی نماز جنازہ پڑھانے کا حق زیادہ ہے عمر فاروق کے حکم سے میں نے آپ سب لوگوں کو نماز پنجگانہ پڑھائی۔ تو کیا اب یہ نماز نہ پڑھاؤں؟

اسے خجندی نے روایت کیاہے۔

حدیث

مروی ہے کہ وقتِ وصال آپ کا سر عبداللہ بن عمر کی گود میں تھا۔ اور آپ فرما رہے تھے۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیے۔ تاہم مسلمان ہوں۔ تمام نمازیں پڑھی اور روزے رکھے ہیں۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ ملک الموت آپ کی روح قبض کرنے کے لیے آئے۔ تو عمر فاروق نے سنا۔ کہ وہ ایک دوسرے فرشتہ سے کہہ رہے ہیں۔ یہ ہے امیرالمومنین کا گھر جس میں کچھ بھی نہیں۔ جیسے قبر ہوتی ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ اے ملک الموت جس کے پیچھے آپ جیسا فرشتہ لگا ہو۔ اس کا گھر ایسا ہی ہونا چاہیے۔

(حضرت عمر فاروق کی عمر کتنی ہے اور مدت خلافت کتنی)

ابن اسحاق کہتے ہیں آپ کی حکومت دس سال چھ ماہ اور پانچ دن پر مشتمل تھی۔ آپ ہر سال لوگوں کے ساتھ حج کرتے تھے۔ البتہ درمیان میں متواتر دو سال حج پر نہ گئے۔

وفات کے دن آپ کی عمر کتنی تھی۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابوبکر صدیق کے برابر تھی (یعنی تریسٹھ سال)۔

اسے معاویہ اور شعبی نے روایت کیا ہے۔ کچھ لوگ پچپن سال بھی کہتے ہیں۔ یہ روایت سالم بن عبداللہ بن عمر رضؓ سے ہے۔ جبکہ زہری کا کہنا ہے کہ چون سال۔ یہ تمام اقوال ابوعمر حافظ سلفی وغیرہما نے جمع کیے ہیں۔

حدیث

ابوعمر سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروق کی وفات سے دو یا تین سال قبل آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میں اس وقت ستاون یا اٹھاون برس کا ہوں۔ اور بنی مغیرہ سے تعلق رکھنے والے اپنے ماموں سے پہلے مجھے بڑھاپے نے آ لیا ہے۔

اسے خجندی نے روایت کیا ہے ۔

حضرت عمر فاروق کی شہادت پر جہان تاریک ہو گیا۔

حدیث

حسن بن ابی جعفر سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر زمین تاریک ہو گئی ۔ بچے مارے خوف کے اپنی ماؤں سے لپٹ کر کہنے لگے ۔ کہ قیامت تو نہیں آگئی ؟ مائیں کہنے لگیں نہیں بیٹو ! عمر فاروق کو شہید کر دیا گیا ہے ۔

(حضرت عمر فاروق کی شہادت پر صحابہ کی گریہ اور تعریف و توصیف)

اس فصل کے دوسرے ذکر میں آپ کی ثنا پر مشتمل ابن عباس رضی عنہ کا قول گزر چکا ہے ۔ اسی طرح باب شیخین میں گزر چکا ہے ۔ کہ عمر فاروق کی جسد خاکی ۔ جب چارپائی پر مکفن پڑا تھا ۔ تو حضرت علی نے فرمایا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فلاں جگہ میں گیا میرے ساتھ ابو بکر وعمر تھے ۔

یہ حدیث بخاری میں ہے ۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمر فاروق کو غسل وکفن کے بعد چارپائی پر لٹا دیا گیا ۔ تو علی مرتضیٰ تشریف لائے اور آپ کے سرہانے کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے ۔ خدا کی قسم مجھے بڑی شدید تڑپ ہے کہ جب میں بارگاہِ خدا میں حاضر ہوں تو اس مکفن شخص (عمر فاروق) کے اعمال نامہ جیسا اعمال نامہ میرے ہاتھ میں ہو زمین پر کوئی اور شخص ایسا نہیں جس پر میں اس طرح کا رشک کرسکوں ۔

اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے ۔ جب کہ ابن سمان نے موافقت میں یہ الفاظ بڑھائے ہیں ۔ کہ پھر علی مرتضیٰ اتنا روئے کہ آنسوؤں سے داڑھی تر ہو گئی ۔

حدیث

عبدالرحمن سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر کو کفن دیکر چارپائی پر لٹا دیا گیا تھا تو علی مرتضیٰ آئے ۔ اور کہنے لگے کسی بھی شخص پر مجھے یہ رشک نہیں آتا کہ میں اس کا اعمال نامہ ہاتھ میں لیے بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوں ۔ سوا اس مکفن شخص کے ۔ اے ابن خطاب ! اللہ آپ پر رحم کرے آپ آیاتِ خدا کے عالم تھے نشانِ خدائی آپ کے سینے میں بڑی گہری تھی ۔ آپ صرف خدا سے خائف تھے ۔ اور دین خدا کے قیام میں کسی انسان سے خائف نہ تھے ۔ آپ حق کے لیے سخی باطل کے لیے بخیل ۔ دنیا سے خالی پیٹ اور آخرت سے سیر شدہ تھے ۔[1]

حدیث

اوفر بن حکیم سے روایت ہے کہ عمر فاروق کی شہادت پر میں نے فیصلہ کیا کہ جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تاثرات معلوم کروں تو میں آپ کے ہاں پہنچا ۔ وہاں کچھ لوگ بیٹھے حضرت علی کا انتظار کر رہے تھے ۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت علی آ گئے ۔ وہ نہایت غمزدہ تھے ۔ انہوں نے اسلام کہا اور خاموشی سے بیٹھ گئے ۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا ۔ عمر پر رونے والا کتنا خوش بخت ہے ۔ ہائے عمر ! جس نے

[1] معلوم ہوا علی مرتضیٰ کے نزدیک عمر فاروق کی زندگی ایک عظیم اسوہ تھی جس کے ہوتے ہوئے جنت یقینی ہو جاتی ہے ۔ اور یہ ارشاد علی شیعہ کتب میں بھی موجود ہے ۔ دیکھئے معانی الاخبار (الشیخ صدوق) ص۱۲

(امر حکومت کا) ٹیڑھا پن سیدھا کر دیا۔ اور احکام کے لیے ایک اسوۂ سلطانی قائم
کر دیا۔ ہائے وہ عمر! جو دنیا سے گیا تو اس کے کپڑے اجلے تھے (اس کی ردا ر
حیات پر کوئی داغ نہ تھا۔) اور عیب کم تھے۔ ہائے وہ عمر۔ جس نے سنت پر عمل کیا
اور فتنہ سے محفوظ رہا۔ قسم بخدا۔ عمر بن خطاب نے خلافت کی بھلائیاں حاصل کر
لیں اور برائیوں سے نجات یافتہ رہے۔ عمر کا ساتھی (ابو بکر صدیق) عمر کے
لیے مثال قائم کر گیا ہے۔ جس پر وہ چلے۔ حضرت علی کچھ دیر خاموش رہ کر پھر
بولے۔ قافلے چلے مگر راستے انہیں گھاٹیوں میں لے اترے تو نہ بھول جانیوالا راہ
پاسکتا ہے اور نہ راہ پر چلنے والے کو منزل کا یقین ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

سعید بن زید رضؓ کے متعلق روایت ہے کہ وہ (سعید) رو پڑے۔ لوگوں نے کہا
کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا میں اسلام کی حالتِ زار پر رو رہا ہوں۔ کیونکہ حضرت
عمر فاروق کی شہادت۔ اسلام میں ایسا رخنہ ہے جو قیامت تک پُر نہ ہوگا۔ یہ بھی
مروی ہے کہ حضرت سعید بن زید عمر فاروق کے جسد خاکی کے پاس آئے اور کسی شاعر
کے اشعار پڑھ کر مرثیہ کیا۔

حدیث

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عمر فاروق اسلام کا قلعہ تھے۔ لوگ اس میں
داخل ہوتے تھے۔ باہر نہیں آتے تھے۔ اب یہ قلعہ گر گیا۔ اب لوگ اس سے نکلتے
ہیں داخل نہیں ہوتے۔

حدیث

حضرت ابو طلحہ نے فرمایا۔ کسی شہر یا گاؤں کا کوئی ایسا گھر نہ رہا جس میں

عمر فاروق کی شہادت سے نقص نہ آیا ہو۔ (یعنی ہر کسی نے آپ کی کمی
محسوس کی۔)

حدیث

عبد اللہ بن سلام عمر فاروق کے جنازہ پر کھڑے تھے۔ فرمانے لگے۔ اے
عمر! آپ اسلام کے حق میں بہترین انسان تھے۔ آپ حق کے لیے سخی، اور
باطل کے لیے بخیل تھے۔ آپ رضا کے موقع پر راضی اور غضب کے موقع پر غضبناک
ہوتے تھے۔ آپ کا دامن بے داغ ہے۔ آپ نہ کسی کی بے جا تعریف کرنیوالے
تھے اور نہ کسی کی غیبت کرنیوالے۔

حدیث

حذیفہ بن یمان رضؓ سے روایت ہے کہ آپ نے (حذیفہ نے) کہا عمر فاروق
کے دور میں اسلام آنے والے شخص کی طرح تھا۔ جو مسلسل قریب آتا جاتا
ہے۔ اور آپ کی شہادت پر وہ جانے والے شخص کی طرح ہو گیا ہے۔ جو مسلسل
دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

حدیث

روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن غنم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کہا
آج اسلام ایسے بچے کی طرح ہو گیا ہے جس کی نگہداشت رکھنا بڑا ضروری ہوتا ہے۔
(کیونکہ اس کا وارث فوت ہو چکا ہے)

حدیث

عبد اللہ بن مسعود رضؓ نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے علم ہو کہ فلاں کتا عمر سے محبت
کرتا ہے تو میں اس کتے سے بھی پیار کرونگا۔ میری تو تمنا تھی کہ تمام زندگی۔
عمر فاروق کا خادم رہوں۔ چاہے اس خدمت کے چھوڑنے پر مجھے تمام جہان

بلکہ کانٹے دار درخت بھی مل جائیں۔ تو بھی یہ خدمت نہ چھوڑوں۔ عمر فاروق کی ہجرت دین خدا کی نصرت بنی اور آپ کی خلافت رحمت ثابت ہوئی۔

حدیث

عبیداللہ بن عمر نے ایک بار عبداللہ بن مسعود سے صراط مستقیم کے بارہ میں سوال کیا۔ جب کہ وہ مسجد حرام میں اپنے حلقہ میں بیٹھے تھے۔ ابن مسعود نے جواب دیا۔ رب کعبہ کی قسم صراط مستقیم وہی ہے جس پر تیرا باپ قائم رہا۔ تا آنکہ جنت میں جا پہنچا اس پر ابن مسعودؓ نے تین بار قسم اٹھائی۔

تشریح :

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فصل اسلام عمر میں احادیث گزر چکی ہیں۔ یونہی فصل خصائص میں حدیث عمل اور جن سے کشتی والی حدیث بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے گزر چکی ہے۔ جو حضرت عمر سے ان کی گہری عقیدت پر دال ہیں۔

حدیث

امیر معاویہ سے روایت ہے کہ میں نے صعصعہ بن صوحان سے کہا۔ مجھے عمر فاروق کی تعریف سنائیں۔ انہوں نے آپ کی تعریف یوں شروع کی کہ" عمر فاروق خود شناس تھے، رعیت پر مہربان تھے۔ تکبر سے نفرت رکھنا۔ معذرت قبول کرنا۔ دادخواہوں کے لیے حجاب اٹھا کر اور دروازہ کھول کر رکھنا۔ بہتر عمل کی تلاش اور برے عمل سے دوری آپ کی صفات تھیں۔ آپ کمزوروں کے ساتھی، پست آواز کم گو اور بری باتوں سے کوسوں دور تھے۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں۔ عمر فاروق سابق السلام

تھے، آپ کا اسلام ایسے ہی عمدہ تھا۔ جیسے چیز کا ابتدائی حصہ بہتر ہوتا ہے۔ آپ نیکی میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ نے تمام کاموں کے لیے لائق افسران ڈھونڈ لیے تھے (اور یہی ایک حاکم کی حقیقی فتح ہے۔

اسے اسماعیلی اور طبرانی نے اپنے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

حدیث

آپ ہی فرماتی ہیں کہ محفل میں عمر کا ذکر کرنے سے گفتگو حسین ہو جاتی ہے۔ اس لیے اپنی محفلوں کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود اور عمر فاروق کے ذکر سے حزین کرو۔

(حضرت ابوعبیدہ نے تمنا کی کہ عمر فاروق سے میں مر جاؤں)

حدیث

ابی عبیدہ جراحؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ابوعبیدہ نے) کہا عمر فاروق کی وفات پر اسلام کمزور ہو جائے گا۔ ان کے بعد زندہ رہتے ہیں اگر تمام دنیا کی نعمتیں بھی ملیں تو بھی میں جینے کی خواہش نہ کروں گا۔ کسی نے سوال کیا کیوں ؟ فرمایا۔ اگر تم اس وقت زندہ ہوئے تو دیکھ ہی لوگے جو میں کہہ رہا ہوں۔ عمر فاروق کے بعد والے حکمران نے اگر آپ جیسی گرفت کی تو لوگ اس کی اطاعت نہیں کریں گے (بغاوت ہو جائے گی) اور اگر کمزور رہا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(آپ کی شہادت پر حضرت زبیرؓ نے دفتر وظائف سے اپنا نام کٹوا دیا)

حدیث

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ جب عمر فاروق فوت ہوئے حضرت زبیر بن عوام

نے دیوان سے اپنا نام کٹوا دیا۔

آپ کی شہادت پر جنوں کے مرثیے

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات سے تین روز قبل جنوں کا یہ نوحہ سننے میں آیا۔

۱۔ أَبَعْدَ قَتِيلٍ بِالْمَدِينَةِ أَظْلَمَتْ
لَهُ الْأَرْضُ تَهْتَزُّ الْعِضَاهُ بِأَسْوُقِ

۲۔ جَزَى اللهُ خَيْرًا مِنْ إِمَامٍ وَبَارَكَتْ
يَدُ اللهِ فِي ذَاكَ الْأَدِيمِ الْمُمَزَّقِ

۳۔ فَمَنْ يَسْعَ أَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ
لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْأَمْسِ يُسْبَقِ

۴۔ قَضَيْتَ أُمُورًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا
بَوَائِقَ فِي أَكْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ

ترجمہ: ۱۔ کیا مدینہ منورہ میں شہید ہونے والے شخص کے بعد درخت لرز رہے ہیں اور اس کے دنیا سے چلے جانے پر زمین اندھیر ہو گئی ہے۔

۲۔ اللہ آپ کو کسی بھی امام سے بہتر جزا عطا فرمائے اور اس پھٹے ہوئے چمڑے (اسلام) میں اللہ برکت رکھے۔

۳۔ اگر کوئی شخص یہ طاقت رکھے کہ شتر مرغ کے پروں پر سوار ہو جائے تا کہ آپ جیسے (عمر فاروق جیسے) اعمال پائے تو وہ پیچھے ہی رہے گا۔ (کبھی آپ کا ہم سر نہ ہو سکے گا۔)

۴۔ اے عمر! آپ نے وہ فیصلے کیے ہیں کہ فتنوں کے سیلاب پیچھے رہ گئے۔ ایسے فتنے کہ جن کے چھلکے اتر نہ سکے (وہ ظاہر نہ ہو سکے۔)

اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مطلب بن زیاد سے روایت ہے کہ عمر فاروق کی رحلت پر جنوں نے بھی مرثیے کہے، جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔

۱۔ سَتَبْكِيكَ نِسَاءُ الْجِنِّ .... تَبْكِينَ مُنْتَحِبَاتِ

۲۔ وَتَخْمِشْنَ وُجُوهًا .... كَالدَّنَانِيرِ النَّقِيَّاتِ

۳۔ وَيَلْبَسْنَ ثِيَابَ السُّودِ .... بَعْدَ الْقَصَبِيَّاتِ

ترجمہ: ۱۔ (اے عمرؓ) آپ پر جنوں کی عورتیں آہیں بھر بھر کر روئیں گی۔

۲۔ اور اجلے دیناروں جیسے اپنے چہرے نوچ لیں گی۔

۳۔ اور دیہات والیوں کے بعد شہر والیاں بھی کالے کپڑے پہن لیں گی۔[۱]

حدیث

معروف موصلی سے روایت ہے کہ عمر فاروق کی شہادت پر یہ آواز سنی گئی۔

۱۔ شاید ان اشعار سے شیعہ فرقہ ماتم کے جواز کی دلیل پکڑنے کی کوشش کرے۔ مگر ایسا استدلال قطعاً غلط ہو گا۔ جس کی چند وجوہ ہیں۔ ۱۔ اس روایت کی کوئی تحقیق نہیں۔ اس کا حوالہ تک موجود نہیں تو ایسی بے سروپا روایت قرآن و حدیث کے واضح فرامین کے بالمقابل کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ ۲۔ جس جن کے متعلق ان اشعار کی نسبت فرض کی گئی ہے اسے کیونکر معلوم ہوا کہ حضرت عمر کی وفات پر عورتیں کالے کپڑے پہن لیں گی؟ کیا اس وقت ایسا ہوتا تھا۔ وہ دور تو خلافت اسلام کا زریں عہد تھا ایسے میں ماتم جیسی جاہلانہ رسم کا کہاں وجود تھا۔

۱۔ لَیَبْکِ عَلَی الْاِسْلَامِ مَنْ کَانَ بَاکِیًا
فَقَدْ اَوْشَکُوْا هَلْکَیٰ وَمَا قَدُمَ الْعَهْدُ

۲۔ وَاَدْبَرَتِ الدُّنْیَا وَاَدْبَرَ خَیْرُهَا
وَقَدْ مَلَّهَا مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِالْوَعْدِ

ترجمہ ۱۔ اسلام کی حالت زار پر جو رونے والا ہے خوب روئے۔ قریب ہے کہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ زمانہ بھی کچھ زیادہ نہیں گزرا۔

۲۔ دنیا منہ پھیر گئی۔ اور اس کی خیر بھی۔ اور اسے ان لوگوں نے بھر دیا جو صرف وعدہ پر ہی ایمان لاتے ہیں ۔ اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

(جن لوگوں نے عمر فاروق کو وفات کے بعد دیکھا۔)

حدیث عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عباس عمر فاروق کے گہرے دوست تھے۔ اور ان کے وصال کے بعد تمنا کرتے تھے کہ خواب میں ان کی دید ہو۔ ایک سال بعد انہیں خواب میں عمر فاروق ملے جو اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہے تھے۔ حضرت عباس نے پوچھا بھائی تمہارا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ابھی امتحان سے فارغ ہوا ہوں۔ تاہم میں اللہ رؤف الرحیم سے ملا ہوں۔ اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عمرو ابن العاص رضؓ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت عمر فاروق کی اخروی حالت دریافت کرنے کی بڑی چاہت تھی۔ میں نے خواب میں ایک روز بڑا محل دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کس کا ہے؟ کہا گیا عمر بن خطاب کا ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمر فاروق محل سے باہر آئے۔ آپ نے کمبل سا اوڑھ رکھا تھا۔ جیسے غسل کر کے آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ کا کیا حال ہے۔ فرمایا۔ مجھے تم سے بچھڑے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ میں نے کہا بارہ سال فرمایا ابھی میں حساب و کتاب دے کر پلٹا ہوں۔

فصل دوازدہم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارہ میں

آپ کے تیرہ بچے تھے۔ نو لڑکے اور چار لڑکیاں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عبد اللہ ان کی کنیت ابو عبد الرحمان ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ کے ساتھ ہی بچپن میں اسلام لائے۔ دس سال کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کی۔ یہ بات خجندی نے روایت کی ہے۔ پھر بدر و احد کے بعد والے تمام غزوات و واقعات میں موجود رہے ہیں۔

دار قطنی کہتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کو احد کی لڑائی میں چھوٹا قرار دے کر شرکت کا موقع نہیں دیا گیا تھا۔ بعد ازاں آپ نے پندرہ سال کی عمر میں جنگ خندق اور اس کے بعد تمام غزوات میں شرکت کی۔ بعض کہتے ہیں بدر میں بھی آپ حاضر ہوئے تھے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بچپن کو دیکھ کر لڑائی کی اجازت نہ دی۔ البتہ اگلے سال احد میں آپ کو لڑنے دیا گیا تھا۔ اسے طائی نے روایت کیا ہے۔ تاہم طائی نے بھی پہلی بات کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، مستند عالم عابد، متبع سنت قاطع بدعت اور ناصح امت تھے آپ کو ایک بار کعبہ میں سر بسجود یہ دعا کرتے دیکھا گیا اے رب! تو جانتا ہے میں صرف تیرے خوف کی بنا پر اس دنیا میں قریش کی مزاحمت نہیں کرتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا! عبد اللہ بن عمر نیکوکار آدمی ہے کہتے

ہیں۔ آپ دنیا سے تب ہی گئے ہیں جب آپ اپنے والد کی مثل ہو گئے تھے۔ سالم بن عبداللہ کہتے ہیں ۔ میں نے دیکھا ہے کہ جس شخص کی طرف بھی دنیا مائل ہو وہ دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ مگر عبداللہ بن عمر کو میں نے ایسا نہیں پایا۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر کی عادت تھی کہ جب انہیں اپنے مال میں کوئی چیز اچھی لگتی تو اسے صدقہ کر دیتے۔ آپ کے غلام اس عادت سے واقف تھے۔ بسا اوقات آپ کا کوئی غلام کمر بستہ ہو کر مسجد میں چلا جاتا اور ہمہ تن عبادت میں مشاغل ہو جاتا۔ ابن عمر جب اسے ایسی حالت میں دیکھتے تو آزاد کر دیتے۔ بعض لوگوں نے کہا۔ جناب! یہ غلام آپ کو دھوکہ دیتے ہیں (آزاد ہو جاتے کے بعد عبادت نام کی کوئی چیز انہیں یاد نہیں رہتی) آپ نے فرمایا جو شخص عبادت کے ساتھ ہمیں دھوکہ دے گا ہم اس کا دھوکہ کھا لیں گے۔

آپ کے بیٹے نافع بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار یا اس سے زائد غلام آزاد کئے ہیں۔ یہ سارا کچھ طائی نے روایت کیا ہے۔ عبدالملک بن مروان کے دور تک بقیہ حیات رہے

ابو یقظان کہتے ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ حجاج نے آپ کے پیچھے ایک خفیہ قاتل لگا دیا تھا۔ جس نے اپنے نیزے کی انّی زہر آلود کر کے آپ کے راستے میں پھینک دی۔ جو آپ کے پاؤں میں چبھ گئی (اور آپ بیمار پڑ گئے)۔ حجاج مزاج پرسی کے لئے آیا۔ کہنے لگا۔ اے ابو عبدالرحمان! آپ کو یہ زہر کس نے دیا ہے؟ فرمایا تم نے اسنے کہا یہ آپ کیوں کہہ رہے ہیں اللہ آپ پر رحم کرے۔ فرمایا تم نے ایسے شہر (مکہ) میں اسلحہ در آمد کیا ہے۔ جس کو شہر امن قرار دیا گیا تھا چنانچہ آپ کا وصال ہو گیا۔ ردم (ایک جگہ) میں آپ کا جنازہ ہوا اور (مکہ میں) ام خرمان کے باغ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

میں (صاحب کتاب) کہتا ہوں کہ آج اس نام کا کوئی باغ مکہ یا اس کے آس پاس

نہیں ملتا۔ البتہ محلہ ابطح میں ایک جگہ "خرمانیہ" کہلاتی ہے۔ شائد ہی وہ جگہ ہو کیونکہ خرمانیہ کی نسبت بھی ام خرمان کی طرف کی جا سکتی ہے

جبکہ ابو یقظان کے علاوہ دیگر مؤرخین کے نزدیک

کے وقت آپ کی عمر چوراسی[۴] سال تھی۔ آپ نے اولاد بھی چھوڑی جبکہ دار قطنی کے نزدیک بوقت وصال آپ تہتر سال کے تھے

عبداللہ بن عمر نے جن سے حدیث روایت کی ہے۔ یہ ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سے بلا واسطہ) ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حضرت زبیر، عبدالرحمان عوف سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، زید بن خطاب، زید بن ثابت، ابو امامہ انصاری، ابو ایوب انصاری، ابوذر غفاری، ابو سعید خدری، زید بن حارثہ، اسامہ بن زید، عامر بن ربیعہ، حضرت بلال، صہیب رومی، عثمان بن طلحہ، رافع بن خدیج، عبداللہ بن مسعود، کعب بن عمرو۔ تمیم داری، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن عباس۔ وغیرہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علاوہ ازیں آپ نے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور اپنی بیوی صفیہ بنّت ابی عبید اللہ سے بھی روایت کی ہے۔

جبکہ صحابہ میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے روایت ہے۔ آپ بڑے فقیہ، بڑے پرہیزگار اور آثار نبوت کے سخت متبع تھے اسے دار قطنی نے روایت کیا ہے۔

عبدالرحمان اکبر[۲]

یہ عبداللہ بن عمر کے ماں باپ دونوں کی طرف سے سگے بھائی ہیں۔ دونوں کی والدہ زینب بنّت مظعون ہے۔

۳۔ زید اکبر

ان کی والدہ ام کلثوم ہیں جو حضرت علی مرتضیٰ اور سیّدہ فاطمہ بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی بیٹی ہیں (یعنی امام حسن وحسین کی سگی بہن) کہتے ہیں۔ زید کو دو قبیلوں کی باہمی جنگ کے دوران اچانک پتھر لگ گیا جس سے وہ فوت ہو گئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ زید اور ان کی والدہ ام کلثوم ایک ساتھ فوت ہوئے تھے۔ اس لیے نہ بیٹا ماں کا وارث بن سکا۔ نہ ماں بیٹے کی دونوں کی نماز جنازہ عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ زید کی نماز پہلے اور ام کلثوم کی بعد میں نماز پڑھی گئی۔ اور یونہی طریقہ جاری ہو گیا لہٰذا یہاں سے دو شرعی حکم معلوم ہو گئے (ایک وراثت کا اور دوسرا نماز جنازہ کا)۔

۴۔ عاصم

ان کی والدہ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے ان کا نام پہلے عاصیہ تھا جو نبی علیہ السلام نے بدل کر جمیلہ رکھا عاصم بڑے فاضل اور زاہد تھے۔ ستر سال کی عمر وفات پائی اور اولاد بھی چھوڑی۔ عاصم کا والدہ کی طرف سے ایک بھائی عبدالرحمان بن زید بن حارثہ انصاری ہے۔ جو توبان اور عمر بن عبدالعزیز سے روایت کرتا ہے۔ جبکہ عمر بن عبدالعزیز رشتے میں (ایک طرح سے) عبدالرحمان کے نواسے لگتے ہیں۔ کیونکہ وہ عاصم بن عمر فاروق کی بیٹی ام عاصم کے پوتے ہیں۔ اور عاصم بن عمر فاروق، عبدالرحمان کا ایک لحاظ سے بھائی ہوا۔

سلہ یہ شادی کیسے ہوئی؟ صاحب ناسخ التواریخ نے حالات خلفاء جلد ۳ ص ۲۹۶ میں لکھا ہے کہ عمر فاروق رضی نے حضرت علی سے درخواست کی کہ میں آل رسول کے ہاں دامادی حاصل کرنے کی تمنا رکھتا ہوں۔ پس علی علیہ السلام فرمود من او را با تو تزویج کنیم و بسوئے تو فرستم، تا اگر در خوارین مقام باشد ترا باشد۔ و ام کلثوم را عقد بستہ برائے عمر فرستاد .... عمر بانظر ملاطفت بام کلثوم نگریست و دست بردہ ساق او را از جامہ مکشوف داشت۔ ام کلثوم درخشم شد و فرمود، اگر نہ این بود کہ امیر المؤمنین باشی بینی ترا در ہم میشکستم، بروایتے فرمود چشم تو را بر بیاوردہم و از نزد او بیرون شد بحضرت پدر آمد فقالت بعثتنی الی شیخ السوء، علی علیہ

۵۔ زید اصغر - عبیداللہ

ان دونوں کی والدہ ملیکہ بنت جرول خزاعیہ ہے۔ جبکہ دار قطنی ام کلثوم بنت جرول کہتے ہیں تو شاید ان کی والدہ کا نام ملیکہ اور کنیت ام کلثوم ہو۔ عبیداللہ بڑے بہادر تھے عمر فاروق کی شہادت پر تلوار لہراتے ہوئے نکلے اور ابو لولو کے بیٹے اور پھر ہرمزان کو مار ڈالا۔ یہ حقیقت میں امیر معاویہ کے لشکر میں تھے وہیں وفات پائی۔ ان کی اولاد بھی ہے زید اصغر اور عبیداللہ کے ماں کی طرف سے دو بھائی اور ہیں۔ عبیداللہ بن ابی جہم بن حذیفہ اور حارثہ بن وہب خزاعی۔ جبکہ یہ حارثہ صحابی بھی ہیں۔

۶۔ عبدالرحمان اوسط

ان کی والدہ لہیہ ہے جو ام ولد تھی۔ یعنی لونڈی۔

اسلام فرمود اے فرزند او شوہر تست،

ترجمہ: حضرت علی نے (عمر فاروق کے طلب رشتہ پر) فرمایا میں ام کلثوم کا آپ سے عقد کر کے اسے آپ کے ہاں بھیجتا ہوں تاکہ اگر وہ نکاح کے لائق ہو تو صرف آپ کے لیے ہو۔ چنانچہ آپ نے ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح کیا اور اسے ان کے ہاں بھیج دیا حضرت عمر نے پیار کی نظر سے ام کلثوم کو دیکھا اور ران کی پنڈلی سے کپڑا ہٹایا تو وہ غصے میں آگئیں اور کہا اگر تم امیر المومنین نہ ہوتے تو میں تمہارا ناک توڑ دیتی بروایتے تمہاری آنکھیں نکال دیتی یہ کہہ کر وہ اپنے باپ کے گھر آگئیں اور کہا ابا جان! آپ نے مجھے ایک برے بوڑھے کے پاس بھیج دیا؟ حضرت علی نے فرمایا اے فرزند! وہ تمہارے شوہر ہیں۔

شیعوں کی چار معتبر ترین کتب حدیث "صحاح اربعہ" میں سے ایک کتاب فروع کافی جلد ۲ ص ۱۳۱ میں ایک حدیث ان الفاظ میں موجود ہے کہ سلمان بن خالد نے امام جعفر سے پوچھا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ عدت کہاں گزارے اپنے شوہر کے گھر میں یا جہاں چاہے؟ آپ نے فرمایا "جہاں چاہے" پھر آپ نے فرمایا دیکھو جب عمر فوت ہو گئے تو حضرت علی ام کلثوم کے پاس آئے

۷۔ عبدالرحمان اصغر

ان کی والدہ بھی ام ولد تھی ۔

یاد رہے ۔ حارثہ بن وہب ، عبدالرحمان اوسط اور عبدالرحمان اصغر ان تینوں میں سے کسی ایک کو ابو شحمہ اور کسی دوسرے کو مجبر کہا جاتا ہے ۔ ابو شحمہ تو وہ ہے جسے عمر فاروق نے سزا دی ۔ اور وہ مرگیا تھا ۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی ۔ جبکہ مجبر کی اولاد تھی مگر ختم ہو گئی یہ باتیں ابن قتیبہ کے حوالے سے ہیں ۔

دار قطنی کہتے ہیں عبدالرحمان اوسط کو ابو شحمہ کہا جاتا ہے ۔ اس کو سزا ہوئی اور اس کی ماں ام ولد ہے جسے کہا جاتا ہے جبکہ عبدالرحمان اصغر کو ابو المجبر کہتے ہیں ۔

۸۔ عیاض بن عمر فاروق

اس کی والدہ عاتکہ بنت زید ہے ۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں

آپ کی چار بیٹیاں تھیں

۱۔ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کے نکاح کی تفصیل ہم اپنی کتاب مناقب امہات المومنین میں کریں گے ۔ آپ عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمان اکبر کی ماں شریکی بہن ہیں ۔

اور اسے اپنے گھر لے گیے ۔

فرمائیے ! امام جعفر کے ہاں تو یہ نکاح اس قدر متحقق ہے کہ آپ اس سے شرعی مسائل کا استنباط فرما رہے ہیں مگر آپ لوگ امام جعفر کی محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس نکاح کے وجود ہی سے انکار کر رہے ہیں ۔ محبت ہو تو ایسی ہو ۔

۲۔ رقیہ آپ زید اکبر کی ماں شریکی بہن ہیں جن سے ابراہیم بن نعیم بن عبداللہ نحام نے نکاح کیا۔ آپ کا ابراہیم کے پاس ہی اولاد ہوئے بغیر وصال ہوگیا۔

۳۔ فاطمہ ان کی والدہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن منیرہ ہیں جن سے ان کے چچے کے بیٹے عبدالرحمان بن زید خطاب نے نکاح کیا۔ جس سے عبداللہ نامی لڑکا ہوا یہ بات دار قطنی نے ذکر کی ہے۔

۴۔ زینب ان کی والدہ فکیہہ ام ولد ہیں۔ ان سے عبداللہ بن عبداللہ بنی سراقہ نے نکاح کیا۔ انہوں نے اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے

یہ باتیں ابن قتیبہ اور صاحب صفوہ نے روایت کی ہیں۔

واللہ اعلم والحمدللہ اولاد آخراً والصلوٰۃ والسلام علی خیر الوریٰ محمد والہ واصحابہ اولی الصدق والصفا الی یوم الجزاء۔

آج بروز جمعرات بعد نماز عصر مورخہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۵ء اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے الریاض النظرہ پہلی جلد کا ترجمہ اختتام پذیر ہوا اب دوسری جلد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے مناقب میں آئیگی۔ اللہ اسے اپنی منشاء کے مطابق مجھے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمت بالخیر